الحمد لله الذی خلق الانسان من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا
کثیرا ونساء ثم جعل له نسبا وصهرا واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له
شهادة ارجو ان تنجینی بها عن کرب السیاق [illegible] حیاتی یوم الرحیل من
الدنیا والفراق وان یونسنی بها یوم الشدائد [illegible] واشهد ان سیدنا
عبده ورسوله من اکرمه الله تعالی بتکمیل الاخلاق اللهم صل وسلم وبارک
علی عبدک ورسولک محمد وعلی آله واصحابه الذین سبقوا الی الایمان والهجرة
والجهاد والاعانة صلوة وسلاما دائمین متلازمین الی یوم التلاق

اما بعد کہتا ہے بندہ حقیر فقیر امیدوار رحمت ومغفرت رب کریم ابو الفتح محمد عبد الرحیم
ربیری انبا عفا الله عنه وعن والدیه کہ یہ کتاب ایک مقدمہ اور پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر
مشتمل ہے

مقدمہ دربیان وجہ تالیف کتاب وثبوت ہاشمیت حضرت مولنا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران

جب مین سنہ ۱۳ تیرہ سو ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین گورنمنٹ کی مہربانی سے جزیرہ انڈمان سے رہائی پاکر اپنے مسکن قدیم شہر پٹنہ عظیم آباد محلہ صادقپور مین پہونچا تو اسکا چرچا سنا کہ بعض لوگ ہمارے خاندان کو ابو درداء انصاری کی اولاد مین کہتے ہین چونکہ مین نے اکثر اپنے والد ماجد حضرت مولانا فرحت حسین غفر اللہ لہ سے سنا تھا کہ ہم لوگ حضرت مخدوم یحیے منیری قدس سرہ کی اولاد سے ہین جو قریشی و ہاشمی تھے لہذا اوسکی تردید کی اور کہا کہ ہم لوگ قریشی و ہاشمی ہین چنانچہ جناب حضرت والد مرحوم جب کبھی اپنے موضع گوڈھانہ پر جاتے جو قریب قصبہ منیر کے ہے اکثر مزار پر حضرت مخدوم ممدوح کے تشریف لیجاتے اور دعای مغفرت کرتے اور فرماتے کہ مین اونکی اولاد سے ہون اور یہ فقیر مسودہ اوراق ہذا بھی ہمراہ اون کے رہتا۔ ایکبار کا ماجرا ہے کہ عرصہ دو تین سال کا گذر گیا کہ اس عرصہ مین جناب حضرت والد مرحوم اپنے موضع گوڈھانہ پر گئے اور وہان سے موضع بچھورہ وستی دیچپے پور و مہد انوان کا دورہ وسیر کیا۔ مگر منیر جانے کا اتفاق نہوا۔ ناگاہ حضرت والد مرحوم موضع بیچپے پور مین مقیم تھے کہ ایک شب بین الیقظۃ والنوم حضرت مخدوم یحیے منیری قدس سرہ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ تم یہان تک آئے اور مجھ سے ملاقات نکی۔ فقط جب فجر ہوئی بعد نماز صبح حاضرین کے سامنے جو اوسوقت جمع تھے آپنے یہ معاملہ بیان فرمایا اور بعد

اوسکے بعد کل حاضرین جو قریب سو لوگ کے ہونگے سیر تشریف لیگئے اور وہاں سے جناب قاضی ضیا حسین
مرحوم مغفور کو جو شاہ گوہ کے قرابت مند تھے ہمراہ لیکر مزار پر جو ایک کھلے میدان میں بغیر چاردیواری کے بیکسی
سنا ہوا ہی ہے اور دیر تک دعائے مغفرت کرتے رہے اوسکے بعد وہیں مراقب ہوئی اور حضرت مخدوم صاحب سے ملاقات ہوئی
اونکو ہدایت محظوظ پایا اور آپ سے بہت کچھ باتیں ہوئیں جنکی تفصیل اسوقت یاد نہیں مگر کیف جو کچھ میں نے
اپنے والد بزرگ سے سنا تہا اوسکی تائید اونکی ہدایات کی تردید کی اور سنا ہی اوسکے یہ بات خیال میں گذری
کہ اسکو مدلل کرکے دکھانا چاہیے اور پھر یہ خیال گذرا کہ عالی خاندانی بھی خدا کی بڑی نعمت ہے جتنے بھی مشہور
ہوئے سب عالی خاندان ہوئے ہمارے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے تمام خاندانوں میں سے بڑے
عالیخاندان تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلہ امارت وامامت کو قیامت تک کیلئے اسی عالیخاندان
یعنی قریشیوں کیلئے خاص فرما گئے ہیں جیسا کہ فرمایا ہے الائمۃ من قریش اور پھر آپ نے علم انساب کو حکم دیا ہے
کہ اپنے لوگوں کو نسب بتادیا کرو اور اوسکے فوائد بتا کر انساب کی تعلیم پر رغبت دلائی ہے کما ورد فی الحدیث عن
ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم
محبۃ فی الاہل مثراۃ فی المال منساۃ فی الاثر۔ اخرجہ الترمذی لہذا مجھپر بھی اپنے خاندان
کا فرض ہے کہ بموجب حدیث شریف مذکور و آیہ کریمہ واما بنعمۃ ربک فحدث جناب مولانا ولایت علی
علیہ الرحمۃ والغفران کے نسب کو (جنکے سلسلہ نسب میں داخل ہونیکا شرف علی مولف کو بھی حاصل ہے) قوی
سندوں کیساتھ واضح طور پر مختلف طرق سے ظاہر کروں اور نہایت اطمینان قلب و اعتماد و یقین کیساتھ
یہ بات بتا دوں کہ جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران اور بلوگ ہاشمی ہیں نسلا من القریشیۃ مگر چونکہ
ہمارے خاندان کا نسبنامہ ہمارے گہر میں موجود تہا اور اوس پر بہت سے لوگوں کے مہر و دستخط بھی تھے
وقت مصیبت ہماری جائداد کے ہمراہ کتب وغیرہ کاغذ انکے سرکار میں چلا گیا اس سبب سے ہاتھ میں کوئی دلیل باقی
نہیں رہی کہ میں بادلائل اونکا نسبنامہ مدد کروں۔ لاکد میں نے اپنے دوسرے قرابت مندوں اور ہمدردوں لوگوں کیطرف رجوع
کیا کہ اونکے پاس جو کچھ ہو حاکر اپنا نسبنامہ درست کروں پس سب سے اول جو مجھکو اپنے ہاشمی ہونے کی
سند ملی وہ یہ ہے کہ ایک شخص محمد علی نام جو رشیب شیخ محمد علی صاحب مختار و ملازم جناب حضرت مولانا
احمد اللہ و مولانا الہی بخش علیہما الرحمۃ والغفران کا تہا اوسکے پاس ایک کتاب قلمی تھی کہ جسپر مہر و دستخط ان
دونوں حضرات کے موجود تہے اوس کتاب کو محمد علی مذکور نے وقت مصیبت جائداد و کاغذات وغیرہ کے

کسی طور پر حاصل کر لیا تہا بذریعہ برادرم مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور کے وہ کتاب مجھکو ملی چنانچہ اشعار اوسکے بقدر
حاجت آئندہ موقع پر لکہونگا اوس سے ثابت ہوا کہ ملوک ہاشمی ہین بعد اوسکے جناب خواجہ عبدالکریم مرحوم و
مغفور ساکن شہر گہاٹی سے ملاقات ہوئی چونکہ وہ اس فقیر کے ہمجد ہین اون سے مین نے اس کتاب کا تذکرہ
کیا اونہون نے فرمایا کہ وہ کتاب میرے پاس بہی موجود ہے مگر ناتمام ہے اوسکا نام نگارستان چین ہے اوسکے
مولف وہ ہین جنہون نے قصہ چہار درویش کو نظم کیا ہے اور وہ کتاب بدست خاص سے مولوی دلاور علی مرحوم
کے لکہی ہوئی ہے اور وہ اولاد سے ملا محمد سعید قدس سرہ کے تھے پس مین نے اپنا اشتیاق ظاہر کیا چنانچہ خواجہ
صاحب مرحوم و مغفور نے شہر گہاٹی پہونچکر اوس کتاب کو مع نسب نامہ کے جسکا سلسلہ مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ
سے لیکر زبیر ابن عبدالمطلب تک پہنچا ہے بذریعہ ڈاک میرے پاس بہیجدیا مین نے اوس کتاب مین سے چند
اشعار بقدر حاجت نقل کرکے اوس کتاب کو اونکے پاس واپس کیا اور وہ نسب نامہ اونکا بہیجا ہوا اسوقت تک میری
پاس بطور سند موجود ہے جسکا جی چاہے آکر ملاحظہ کرے اور علاوہ اوسکے اور بہت سی جگہون سے جو ہمارے
ہمجد لوگ ہین نسب نامہ اونکا منگوایا اور دیکہا از انجملہ تذکرۃ الکرام مولفہ مولوی احمد کبیر صاحب ساکن دانا پور
محلہ شاہ ٹولی مطبوعہ نولکشور و منہاگل فردوس مصنفہ حضرت شاہ امین احمد صاحب بہاری سجادہ نشین حضرت
مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ مطبوعہ نولکشور اور ایک کتاب قلمی کہ جسپر قریب پچاس دستخطونکے
تہے کہ حضرت مخدوم یحیی منیری زبیری الہاشمی ہین جناب شاہ محمد نور صاحب ساکن بہار محلہ انبیر سجادہ نشین روضہ
حضرت مخدوم احمد چرم پوش بن سید موسی ہمدانی سے مجہکو ملی مین نے اوسمین سے نسب نامہ مخدوم یحیی منیری
اور مخدوم احمد چرم پوش اور کچہہ اور مضمون بہی بقدر حاجت نقل کرکے اوس کتاب کو اونکے پاس واپس
بہیجدیا من شاء فلینظر ھناک اخیر مین جب سنہ ۱۳۱۴ ہجری مین یہ فقیر بمعیت برادرم مولوی اشرف علی
صاحب سلمہ کے شہر گہاٹی گیا اور بہت سے نسب نامے قدیم لکہے ہوئے سو سو برس کے مختلف لوگون کے
مجہکو ملے بعض کو اونمین سے مین اپنے ہمراہ بہی لے آیا ہون جو اسوقت میرے پاس موجود ہین جسکا جی چاہے
آکر صدق و کذب کو دریافت کرلے اور بعض کو وہان چہوڑ آیا وہ سب بالاتفاق بتا رہے ہین کہ جناب
حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کا خاندان زبیری الہاشمی ہے اور نیز اوس کتاب نگارستان چین
مصنفہ مولوی دلاور علی مرحوم کو بہی جو حافظ سید عبدالرحمن خلف اکبر سید عبدالکریم مرحوم کے پاس تہی
منگا کر مولوی اشرف علی صاحب سلمہ کو ملاحظہ کرادیا اونہون نے بہی بچشم خود اون اشعار کو جو آگے نقل ہونگے

ملاحظہ فرمایا۔ مگر ہاں ایک بات ان کاغذات میں مجھکو ملی جو باعث مغالطہ عوام کالانعام ہوتی ہے اور
ناواقفوں کو بھی صحیح بولنے کا موقع ملا ہے وہ یہ ہے کہ بعض نسخوں میں جگہ پر زبیر ابن عبد المطلب بن ہاشم کے ابو الدردا
ابن عبد المطلب بن ہاشم لکھا ہے اور بعض میں ابو الدردا معروف بہ ابو مصعب بن عبد المطلب بن ہاشم
بن عبد مناف لکھا ہے لیکن اکثر نسخوں میں زبیر ابن عبد المطلب بن ہاشم لکھا ہے اور یہی صحیح ہے پس نقل کے وقت
ناواقفوں نے ابو الدردا کے نام سے ابو الدردا انصاری سمجھکر لفظ انصاری کا ساتھ ابو الدردا کے اپنی طرف سے
اضافہ کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ ایک نام کے ایک زمانہ میں ایک مقام میں بلکہ ایک ہی خاندان میں چند اشخاص ہو سکتے ہیں
تاوقتیکہ اونکی ولدیت وسکونت وقومیت وغیرہ مطابق نکیجائے اوسپر شخص واحد کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا ہے
پس جب میں نے قلمی نسخوں میں اختلاف پایا یعنی بعض میں زبیر اور بعض میں اونکی جگہ ابو الدردا تب میں نے بڑی
بڑی معتبر کتابوں کی طرف مثل کتاب المعارف مصنفہ امام ابن قتیبہ اوستاد امام ترمذی صاحب جامع
وکتاب الانساب سمعانی وجمہرۃ الانساب امام ابن حزم ظاہری وکتاب الانساب امام ذہبی والنساب علی
واسد الغابہ وغیرہ کی طرف رجوع کیا کیونکہ حضرت عبد المطلب بن ہاشم ایسے شخص ہیں جنکی اولاد واحفاد کی تحقیق
بڑے بڑے اصحاب تواریخ والانساب نے کی ہے پس سب متفق ہیں کہ عبد المطلب کی اولاد میں زبیر ایک شخص
تھے۔ اور ابو الدردا نام کا کوئی نہیں تھا جسکی تحقیق کامل آئندہ سوانح زبیر عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
آویگی وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ اب میں اصل مضمون کتاب شروع کرتا ہوں اور اللہ سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ میری
نیت کو اس کتاب کی تحریر میں فخر بالانساب وغیرہ امور بد سے بچاکر محض بطور اظہار حق وبیان واقعی کے رکھے
تنبیہ عالی نسبی بلا عمل کسی کام کی چیز نہیں ہے۔ دین میں نہ دنیا میں کما قال اللہ تعالیٰ وجعلناکم شعوبا
وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ مگر ہاں عمل کیساتھ دونوں جگہ کارآمد ہے جیسا کہ سچوں کی
کلام ملائم الوثوق ہے والذین امنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الحقنا بہم ذریتہم وما التناہم
من عملہم من شیء پس میں بھی امیدوار ہوں کہ اللہ رب العزت محض اپنے کرم سے میری نیت واعمال کو
درست کر دے اور میرے آبائے صالحین کے کیساتھ مجھکو ملادے وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

فصل اول در بیان نسب نامہ ابو الآباء مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران حضرت
مولانا محمد سعید قدس سرہ نے جو والد حضرت مولانا ولایت علی علیہما الرحمۃ والغفران
کے ہیں قصیدہ چہار درویش کو فارسی میں نظم کیا اور اوس کا نام

نگارستان چین رکھا نصف وہ نظم کرنے پائے تھے کہ اون کا انتقال ہوگیا بقیہ نصف کو اون کے صاحبزادہ جناب مولوی ولادر علی مرحوم و مغفور نے نظم کیا اوسمین سے بقدر حاجت اسجگہ نقل کرتا ہون بسند اس بات کے کہ جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران قریشی اور ہاشمی تھے اور نیز اولاد سے حضرت مخدوم یحیی منیری قدس سرہ کے - **اشعار** -

حضور نکتہ سنجان معانی — سر پیرائے ملک تر زبانی
بہندستان یکی صوبہ بہار است — دران یک شہر پٹنہ نامدار است
ولادر نام این مغموم باشد — علی ہر مین ضموم باشد
واحوال فصل این چنین است — بیانش میکنم بشنو یقین است
قریشی ہاشمی چون بود نسلش — علی ہذا کہ فاروقی حسبش

ازین احوال خود را آشکارا — عزیزان بشنوند این ماجرا را
عظیم آباد گویندش درین جا — بدانی مولدم بشنو ازان شہر
برائے اختصار این مرد مقبل — بہر یک جا تخلص میکنم دل
کہ مولانا سعید آن قبلہ گاہم — پدر بود است ما را ہم پناہم
زنسل حضرت یحیی منیری — نکی ان بود با جود دلیری

ہمانا عالم دنیا و دین بود — وکشاف اسرار الیقین بود

نسب نامہ حضرت مخدوم یحیی منیری قدس سرہٗ منتخب از گل فردوس مصنفہ جناب امین احمد صاحب فردوسی بہاری متخلص بہ ثبات سجادہ نشین روضہ حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الحق والدین احمد یحیی منیری قدس سرہٗ مطبوعہ نولکشور در ۱۸۸۳ء عیسوی مطابق ۱۳۰۱ھ ہجری -

شاہ آمون بہ بیاض از سر تحقیق اتم — در نسب نامۂ مخدوم جہان کرد رقم
پسر حضرت یحیاست منیری شرف است — کاین چنین صیت کمالش بجہان ہر طرف است
ہست یحیاے منیری پسر اسرائیل — کہ بود ہادی اسرار طریقت بے قیل
او بود ابن محمد کہ بود تاج فقیہ — کز پئے او بہ سدے آمدہ شان تغنیہ
او بود در نسبش ابن امام ابو بکر — کہ رسیدہ است ز عرفان بمقام بو بکر
بو محمد پدر اوست در ارباب نسب — کہ بزرگی و شرف یافت وی از بخشش رب
پدرش را بجہان بود ابو القاسم نام — کہ سبے با عظمت بود بنزدیک انام
بو حسام است بگیتی پدرش را کنیت — کو نرفتہ است گہے راہ خلاف سنت
بو سعید است مراد را پدر نیک صفات — کاشکارا و نہان بود ز ذاتش برکات
او بود در نسبش ابن امام ابو الفتح — مشتہر در علم خویش بنام بو الفتح

پسر اوست ابو اللیث کز وی رست امام — کز ریاضات سلوک رہ حق کرد تمام
پدر اوست ابو اللیل نکوکرد ارے — کہ ہمی داشت بحر عشق و محبت کارے
پدر اوست ابو ذر ہمہ سر اپا عرفاں — چوں بہ جیب سر فلک رفعت وہمت تاباں
پدر اوست ابو شہید امام عالم — آنکہ او شہید ہدے ریکت لکام عالم
پدر اوست ابو الدین سراپا ایماں — آنکہ حالت شدہ سرلعس بہرگو رعصاف
پدرش شیخ ابو الدین ابو مسعود است — کہ زطفلی ہمہ اعمال خوشش محمود است
پدر اوست ابو ذر بو عامر دلیر — کہ گرائید سوے دیں نبی آنچوں شیر
پدر اوست زبیر آنکہ بود عم رسول — شرح محرلسش حملہ الصول است مصول
پدرش مطلب آنکو پدر عبد اللہ — آنکہ در مکہ مروں داشت ہم او عزت وجاہ
پدر اوست ابو الہاشم بن عبد مناف — بہ توان گفت لعرلسب از او صاف

نسب نامہ جد صحیح جناب حضرت مولانا مولوی ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران

(۱) مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولوی مرحمت حسین عصر اللہ لہم سر بلہم

(۲) مولوی فتح علی مرحوم و مغفور

(۳) مولوی وارث علی مرحوم

(۴) ملا محمد سعید عرف ملا مکتوم مرحوم

(۵) قاضی احمد اللہ مرحوم قاضی پرگنہ اسول صلح گیا

(۶) ملا حفیظ اللہ مرحوم ادر بعض نسخہ شکر اللہ پایا گیا

(۷) حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہ ملقب ابو الفتح۔

(۸) ملا شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

(۹) ملا شیخ محمد منصور رح

(۱۰) شیخ ابو الحسن رح

(۱۱) حاجی عبد اللہ عرف حاجی الحرمین رح

(۱۲) صدر الاتقیا حضرت خواجہ علی رح

(۱۳) سالک طریقت شاہ ہی حقیقت حضرت شیخ حمید الدین قدس سرہ

ف۔ اتفاقاً شاہ امین احمد صاحب مرحوم کی اسیری کا حال ہوا ایک کتاب حوال میں حضرت مخدوم قدس سرہ کی لکھی ہو اور نسب نامہ بھی انکا اوس میں درج کیا ہے وہ کتاب بہار کے خانقاہ میں گدی نشین کے پاس تھا ناملی آتی ہو اوس سے حضرت شاہ امین احمد صاحب نے یہ نسب نامہ لکھا ہو پس انکی سند صحیح مروج مسلسل ہوئی۔

(۱۴) مظہر عرفان غازی و شہید حضرت مخدوم عزیز الدین لکھی قدس سرہٗ
(۱۵) حضرت مخدوم خلیل الدین قدس سرہٗ
(۱۶) حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحییٰ امینر ی قدس سرہٗ۔
(۱۷) حضرت سلطان محمد اسرائیل قدس سرہٗ
(۱۸) حضرت محمد معروف امام تاج فقیہ قدس سرہٗ مدنی الاصل ثم المنیری سلہ
(۱۹) حضرت امام ابوبکر قدس سرہٗ
(۲۰) ابو محمد عرف امام ابو الفتح قدس سرہٗ
(۲۱) امام ابو القاسم قدس سرہٗ
(۲۲) حضرت امام ابو الصائم قدس سرہٗ
(۲۳) حضرت ابوسعید عرف مولانا ابو الدہر قدس سرہٗ
(۲۴) حضرت امام ابو الفتح قدس سرہٗ
(۲۵) امام ابو اللیث قدس سرہٗ
(۲۶) حضرت امام ابو اللیل قدس سرہٗ
(۲۷) حضرت ابو الدہر قدس سرہٗ
(۲۸) حضرت امام ابو سہمہ قدس سرہٗ
(۲۹) حضرت امام ابو الدین امام عالم قدس سرہٗ
(۳۰) حضرت ابومسعود تابعی رحمۃ اللہ علیہ
(۳۱) حضرت عبد اللہ کنیت ابو ذر رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۳۲) حضرت زبیر کنیت ابو درداء و ابو صعب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
(۳۳) عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(۳۴) ہاشم
(۳۵) عبد مناف

یہ نسب نامہ جو لکھا گیا ہے وہ ہے جسکو مین نے ہدایت التوحید کی پشت پر لکھوا کر چھپوایا ہے اب اس کے ثبوت مین چند نسب نامے جو دوسرے لوگون سے مجکو ملے ہین لکھتا ہون اور سب کے پہلے اوس نسب نامہ کو لکھتا ہون جسمین بجاے زبیر کے ابو درداء و ابو صعب لکھا ہے تاکہ اوس بیان کی جو اوپر لکھ آیا ہون تصدیق ہو جاوے کہ یہ ابو درداء مطلبی و ہاشمی ہین نہ انصاری سلہ

نسب نامہ قریشی ہاشمی ابو صعبی کہ بابی دردائی نیز معروف اند این ست

خادم الفقرا عبد النعیم معروف بہ غلام مصطفےٰ ابن غلام قلندر مرحوم ابن محمد احسان اللہ مغفور ابن حضرت شاہ رحمت اللہ مرحوم

سلہ آپکا خاندان مدنی الاصل تھا پھر خلیل الرحمٰن جو ایک قصبہ کا نام ہے ملک شام مین جہان حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر ہے جاکر یہ خاندان بسا پھر ہاف منیر مین تشریف لائے

سلہ ابو درداء انصاری کی نسبت اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ مین لکھا ہے ابو درداء اسمہ عویمر ابن مالک بن زید بن قیس بن امیہ بن عامر ابن عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج وقیل اسمہ عامر ابن مالک وعویمر لقب

ابن حضرت شاہ نور اللہ مرحوم ... صوری و معنوی حضرت مولانا شاہ غلام مصطفیٰ قدس سرہٗ ابن حضرت شاہ ہدایت اللہ ابن حضرت
شاہ ولی اللہ ابن حضرت شیخ رحمت اللہ ابن حضرت شاہ ضیاء اللہ ابن حضرت شاہ امین اللہ ابن حضرت جامع الشریعت و الطریقت محمد ...
قدس سرہٗ ابن حضرت سید الاتقیا جمیل شیخ محمد ... قدس سرہٗ اس سلک سلسلۂ طریقت ... حضرت مخدوم شیخ جمیل الدین
مرقدہٗ ابن مظہر علوم و عرفانی حضرت مخدوم ... قدس سرہٗ ... حضرت مخدوم شیخ جلیل الدین قدس سرہٗ ابن
قدوۃ الواصلین ... العارفین تارک السلطنت حضرت مخدوم شاہ یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ ابن حضرت سلطان محمد اسرائیل ...
ابن حضرت امام تاج فقیہ سلطان ... سلطان ... حضرت ... سلطنت ...
... [illegible] ... شیخ ... قدس سرہٗ
ابن حضرت شیخ ابو الفتح قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو القاسم نور اللہ مرقدہٗ ابن حضرت مخدوم شیخ ابو اللیل قدس سرہٗ ابن شیخ ...
قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو اللیث قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو ... قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ
ابو ... قدس سرہٗ ابن حضرت ... قدس سرہٗ ابن امام حضرت ... معروف بہ ابو ...
ابن حضرت عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف القرشی۔

اور اسی نسب نامہ میں جو نہایت کہنہ و بوسیدہ کاغذ پر تخمیناً سو برس سے زیادہ کا لکھا ہوا ہے چند ورقوں کے بعد یہ نسب نامہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جسکی نقل ضمنہ میں کرتا ہوں تاکہ حضرات ناظرین کو اطلاع ہو کہ یہ نسب نامہ ساختہ و پرداختہ حقیر مؤلف کتاب کا ہے یا اس باپ دادا کے ... سے چلا آتا ہے وھو ہذا۔ مولوی فتح علی ولد بشارت علی بن شیخ وارث علی بن مولوی محمد سعید عرف میاں بخش بن ... فضیلت پناہ ملا قاضی احمد اللہ بن ... ملا شیخ حفیظ اللہ بن جامع الکمالات صوری و معنوی حضرت ملا شیخ محمد عارف قدس سرہٗ ابن حضرت ملا شیخ ابراہیم قدس سرہٗ ابن حضرت ملا شیخ معصوم قدس سرہٗ ابن حضرت شیخ ابو المحسن قدس سرہٗ ابن حضرت ملا حاجی الحرمین الشریفین مخدوم شیخ حاجی قدس سرہٗ کہ جد اعلیٰ حضرت غلام مصطفیٰ اِلی اللہ ... الہاشمی اند۔ اب میں زیادہ توضیح کے واسطے ایک نقشہ لکھتا ہوں کہ جس سے معلوم ہو جائیگا کہ جد ... غلام مصطفیٰ کا نسب نامہ ہذا اور مولانا حضرت ولایت علی علیہ الرحمۃ

لہ یہ ابو ... ابن عبد المطلب ... بن مالک بن ... بن قیس ...

کہاں پر جاکے ایک جد ہوسے ہیں۔ نقشہ۔

فائدہ: یہ نسب نامہ کہنہ کاغذ پر لکھا ہوا میرے پاس اس وقت موجود ہے آؤ دیکھو۔

سوانح حضرت زبیر عم رسول اللہ صلعم

باتفاق اہل سیر سوی و اصحاب تواریخ و انساب و شجرہ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ اور بعضوں نے گیارہ اور بعضوں نے بارہ اور بعضوں نے تیرہ بیٹے بھی لکھے ہیں جیسے امام ابن قتیبہ صاحب کتاب المعارف استاد امام ترمذی و امام طبری وغیرہ اہل تواریخ متفق ہیں۔ انکے اسماء سامی یہ ہیں عبداللہ والد حضرت نبی کریم صلعم۔ زبیر۔ ابوطالب انکا نام عبد مناف بھی تھا (یہ تینوں ایک ماں سے) ابوالفضل عباس۔ ضرار۔ حمزہ۔ مقوم۔ ابولہب۔ غیداق (انکا نام حجل اور بعضوں نے نوفل لکھا ہے) حارث انمیں سے چھ قبل رسالت آنحضرت صلعم کے انتقال کر گئے۔ باتفاق اہل سیر و تواریخ چار نے زمانہ رسالت کا پایا۔ لیکن دو مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت حمزہ اور حضرت عباس اور دو محروم رہے۔ ابوطالب اور ابولہب اور جنمیں اختلاف ہے وہ ابوطالب عم عبدالقادر ہیں۔ واللہ اعلم

زبیر ابن عبدالمطلب بڑے شاعر زمانہ جاہلیت میں تھے۔ اشعار برجستہ کہا کرتے تھے۔ اصابہ فی تمییز الصحابہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی میں ہے کہ زبیر بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کو طفولیت کی حالت میں کھلایا کرتے تھے۔ اور یہ جملہ پڑھا کرتے۔ محمد بن عبدم * عشت بعیش انعم * فی فرع عز اسنم * مبرد نے کامل میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو بہت پیار کرتے تھے یہ اور حضرت عبداللہ اور ابوطالب ایک ماں باپ سے عینی بھائی تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ زبیر کی اولاد سے ایک بیٹا جسکا نام عبداللہ کنیت ابو وجوہ ابو طاہر ہے اور ایک بیٹی ضباعہ تھیں[1]۔ اور قرۃ العیون مجموعہ میں لکھا ہے جب رسول اللہ صلعم کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوا۔ زبیر و ابوطالب میں جھگڑا ہوا کہ آپ صلعم کی کفالت کون کرے زبیر چاہتے تھے کہ ہم کریں آخر کو قرعہ ڈالا گیا جب وہ نام ابوطالب کا برآمد ہوا خوش ہوئے لیکن آپکے ساتھ محبت زیادہ بہت رکھتے تھے تواریخ میں لکھا ہے کہ فجار کی لڑائی جو عرب میں مشہور ہے جس میں رسول اللہ صلعم کے چچاؤں کا مقابلہ ہوا تھا اسمیں زبیر نے بڑی بہادری دکھائی تھی۔ رسول خدا صلعم بھی وہاں تشریف رکھتے تھے آپکی عمر اس وقت تیرہ چودہ برس کی ہوگی

[1] اور سوانح عمری محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مولوی محمد شاہ صاحب ساکن رام پور میں لکھا ہے کہ انکے دو بیٹے طاہر اللہ و طاہر اور دو بیٹی ضباعہ و ام الحکم تھیں اور ایسا ہی شمس التواریخ میں بھی لکھا ہے۔

آپ اپنے چچا زبیر کو تیر دیتے چلے جاتے تھے اور وہ اوس سے مارتے جاتے تھے اور جو دشمن قریب آجاتا تو اوسکی نیزہ اور تلوار سے بھی خبر لیتے الغرض وسدن آپنے کشتون کا پشتہ باندھ دیا اور آخر مین جب قریش بھاگ کر حرم شریف مین آکر چھپے حضرت زبیر اوس میدان سے نپٹے اور وہین کھڑے رہے اوسی روز سے آپکا لقب ابوصعب مقرر ہوا اور ممکن ہے کہ آپکی کنیت ابو درداء اور ابوصعب دونون ہون کیونکہ عرب کا دستور تھا کہ شخص واحد کی متعدد کنیتین بھی ہوتی تھین جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن اور ابو تراب دونون ہی ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوانح عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

(کنیت ابو ذر یا ابو غامر)

عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اصابہ فی تمیز الصحابہ مین انکا نمبر شمار ۴۹۰۳ ہے اون کا حال اُسد الغابہ فی احوال الصحابہ مین جو تصنیف ابن اثیر جوزی کی ہے اور امام عبدالبر نے استیعاب مین تفصیل سے لکھا ہے اور ابن سعد نے صحابہ کے طبقہ خامسہ مین انکو لکھا ہے انکی والدہ کا نام عاتکہ بنت ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمرو بن مخزوم ہے بہت بڑے جری اور بہادر تھے جنگ حنین مین غزوات النبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین نہایت ثبات قدمی دکھائی۔ اسد الغابہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو فرماتے تھے ابن عمی وحبیبی وقیل انہ کان یقول ابن ابی۔ یعنی آپ کمال فرط محبت سے انکو اپنے باپ کا بیٹا اور اپنا دوست فرماتے۔ اور کبھی فرماتے کہ میرے چچا کے بیٹے ہین۔ اصابہ مین ہے کہ عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین فتح مکہ کے دن حاضر ہوئے تو آپ نے انکو حُلّہ پہنایا یعنی ایک جوڑ کپڑا۔ اور اپنی بغل مین بٹھلایا اور فرمایا کہ یہ میری ماں کے بیٹے ہین اور انکے باپ ہمارے ساتھ بہت نکوکار تھے اس سے معلوم ہوا کہ انکی والدہ بھی آپ پر بہت تلطف و مہربانی فرماتی تھین۔ جسروز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہوئی آنکی عمر قریب تیس برس کے تھی۔ امام واقدی نے لکھا ہے کہ ہمکو علم نہین کہ انسے کوئی حدیث بھی مروی ہے ۱۳ھ سنہ ہجری مین حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت مین جنگ اجنادین مین شہید ہوئے اُسد الغابہ مین لکھا ہے کہ رومیون کی جنگ مین حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت مین یہ شریک ہوئے اور اجنادین کے روز بڑی بہادری دکھاکر شہید ہوئے پہلے پہل جو شخص رومیون میں سے مقابلہ کو نکلا۔ وہ لبطریق معلم تھا اور اسطرف سے عبداللہ ابن زبیر بن عبدالمطلب نکلے اوسکو قتل کیا اور اوسکے اسباب کی طرف رخ نہین کیا۔ پھر اودھر سے ایک دوسرا لبطریق نکلا اور ادھر سے یہی عبداللہ ابن زبیر نکلے لبطریق نے نیزہ نکالا۔

انھون نے بھی سپر نکالا۔ دونون مین دیر تک تیر ماری ہوتی رہی پھر الطریق نے سیف نکالی انھون نے بھی اپنی تلوار نکالی۔ دونون مین دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی پھر عبد اللہ نے حملہ کرکے اوسکے مونڈھے پر یہ کہکر کہ لے یہ تلوار ابن عبد المطلب کی ہے مارا بازو اوسکا کٹ گیا اس پر رومی بھاگ چلے تو عمرو ابن عاص نے ارادہ کیا کہ انکا پیچھا کیا جاوے۔ عبد اللہ نے فرمایا قسم ہے مجکو خاموش رہنے کا حکم ہے۔ پھر تلوار مارتے ہوے اندر گھس گئے۔ اور تلوارین دونون طرفون کی چلنے لگین۔ معرکہ کے بعد مین انکی نعش شہید پائی گئی اور دس رومی انکے ارد گرد مردہ پڑے ہوے تھے جنکو انھون نے مارا تھا اور تاریخ الکامل علامہ ابن الاثیر جزری مین ذکر واقعہ اجنادین مین لکھا ہے۔ وفیھا قتل عبد اللہ ابن الزبیر بن عبد المطلب بعد ان قتل جمعاً من الروم فی المعرکۃ وکان عمرہ یوم مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ثلاثین سنۃ اس سے معلوم ہوا۔ کہ انکی عمر وقت شہادت کے تخمیناً تیس برس کی ہوگی۔ اسد الغابہ کامل مین لکھا ہے کہ انکا نام عبد اللہ کنیت ابو الزبیر تھی اور انکے بیٹے ابو مسعود تھے[1] واللہ اعلم بالصواب۔

سوانح حضرت محمد معروف بہ امام تاج فقیہ

آپکا اصل مولد ومسکن مدینہ منورہ ہے اور بعضون نے ملک شام مقام خلیل میں لکھا ہے حضرت کا نسب چودہ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ امام تاج فقیہ کے اوپر عبد اللہ ابن زبیر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بزرگان گذرے وہ سب امام وقت فقہا سے کہلائے۔ حضرت امام تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری بادشاہ دہلی کے ہمعصر تھے جنہے ۵۸۸ ہجری مین راجہ پتھورا سے لڑکر ہندوستان کو لیا۔ اور قطب الدین ایبک کو اپنا نائب ہندوستان مین مقرر کرکے خود غزنین کو واپس گیا اور ۶۰۲ ہجری مین مارا گیا۔ اوس وقت مہر کا راجہ جو صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانون سے لڑنے کو آمادہ ہوا۔ اوس سے آپ لڑے اور اوسکے تمام لشکر کو شکست دیکر خود راجہ کو مار ڈالا۔ اوسکے محل سرا مین اقامت فرمائی۔

[1] سوانح عمری محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مولوی محمد سعادت مال صاحب مین لکھا ہے کہ ابو ودیکے بیٹے ابو مسعود تھے اور اونکے بیٹے امام الوالدین تھے۔

نقل از بیاض شاہ نور صاحب سجادہ نشین بہار محلہ انبیر

حضرت مولانا محمد تاج فقیہ قدس سرہ کہ بوجہ تبحر در علم فقہ بمرتبۂ کمال امام محمد تاج الفقہا الملقب بودند آنحضرت و امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہما بحکم مرشد خود برای اجراے اسلام از مدینہ منورہ و ہم از محلہ قدس خلیل منمحلات بیت المقدس تشریف میداشتند از انجا امام محمد غزالی رح بطرف ملک مغرب و از انجا بطرف طوس تشریف بردند و حضرت مولانا محمد تاج فقیہ بطرف ہندوستان صوبۂ بہار تشریف ارزانی فرمودند قصبۂ منیر را بشرف اقامت خود شرف بخشیدند و اسلام جاری کردند و بعد مدت چند شیخ اسرائیل و شیخ اسمٰعیل پسران خود را بقصبۂ منیر داشتہ باز بہ مدینۂ منورہ تشریف بردند و درین عرصہ زوجۂ حضرت امام محمد تاج فقیہ رح رحلت کردند باز امام موصوف بہمشیرۂ زوجۂ خود عقد نکاح کردند از ان یک پسر موسوم عزیز الدین معروف بہ مولانا عبد العزیز متولد شدند آخر بعالم بلوغ بطرف ہند قصبۂ منیر تشریف آوردند پس امام محمد تاج فقیہ رح را پسران بودند اول حضرت مولانا اسرائیل دویم حضرت مولانا اسمٰعیل ہر دو از محل اولی سیوم مولانا عبد العزیز۔ شجرۂ طیبہ آبائی مخدوم عظمت اللہ شرف الدین احمد یحیٰی منیری الملقب بہ کمال الدین ابن مولانا شیخ اسرائیل ابن مولانا امام محمد تاج الفقہا ابن مولانا امام ابو بکر ابن مولانا احمد عبید ابن مولانا محمد علی ابن مولانا ابو الفتح ابن مولانا ابو القاسم ابن مولانا ابو الہاشم ابن مولانا ابو الدہر ابن مولانا ابو اللیث ابن مولانا ابو سہمہ۔ ابن مولانا ابو الدین ابن امام ابو مسعود ابن امام ابو ذر ابن زبیر عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنیت ابو صعب و این منقول است از کتاب شاہ احمد آمون جون پوری رحمہم اللہ کہ یکے از مریدان حضرت مخدوم الملک قدس سرہٗ ہستند و او شان از کتاب قدوۃ العارفین مخدوم شاہ فیض اللہ کنیت ابو محمد المعروف شاہ قاضن شطاری کہ از اجلہ خاندان حضرت مخدوم تاج الفقہا قدس سرہٗ اند مختلط ۔۔۔

تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے کہ آپکے پیر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تھے اوسکے صفحہ ۲۷۳ میں لکھا ہے کہ حضرت مخدوم یحیٰی منیری بیٹے حضرت اسرائیل کے ہیں اور وہ بیٹے امام تاج فقیہ مکی کے ہیں حضرت امام موصوف کا نسب نامہ آٹھ پشت کی درمیانگی سے زبیر ابن عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

اور ماونکے اوپر حضرت اونامی سبز صحابی ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تھے بزرگان گذرے وہ
سب امام وقت اور فقہا سے کہلائے امام محمد تاج فقیہ سلطان شہاب الدین محمد غوری کے ہمعصر تھے اوسی
زمانہ میں موافق رویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معہ چند مجاہدین کے ہندوستان میں آئے اور اوسوقت
میر کار اعمہ کہ صوبہ بہار کا مالک تھا مسلمانوں سے لڑنے کو آمادہ تھا اوس سے آپ لڑے اوسکے تمام لشکر کو
شکست دیکر جو راوسکو مار ڈالا - اور اوسکے محلسرا میں اقامت کی اونکی بعض اولاد اب تک اوسجگہ پر قائم ہیں
امام موصوف اپنی اولاد یہاں چھوڑکر مکہ معظمہ کو واپس گئے اور وہیں انتقال فرمایا آپکے تین بیٹے ہندوستان
میں رہے محمد اسرائیل محمد اسمٰعیل عبد العزیز اور ان تینوں بزرگان کا مزار منیر میں ہے فقط۔

اس رویا کی تفصیل ایک دوسری قلمی کتاب میں فقیر مؤلف کتاب ہذا کو یون ملی کہ جب حضرت امام تاج فقیہ
حسب الارشاد اپنے پیر شیخ شہاب الدین سہروردی کے بطرف ہندوستان تشریف لائے
ہندوستان میں دورہ گشت کرتے ہوئے اتفاقاً منیر میں وارد ہوئے اوسوقت اسلامی عملداری کی
حدود اودھ تک پہونچی تھی اور اوسکے پورب تمام عملداری رجواڑوں کی بطور طوائف الملوکی کے تھی پس
جب حضرت امام موصوف منیر میں پہونچے تو اوسوقت میر کار اعمہ صوبہ بہار کا مالک تھا اور وہ از حد متعصب
تھا منیر میں صرف ایک گھر غریب مسلمان کا شہر سے باہر آپنے پایا اوسمیں حضرت امام اوترے اوس
غریب نے مہمان نوازی کی جب نماز کا وقت آیا آپنے چاہا کہ اذان دیں اور نماز پڑھیں اوس مسلمان
میزبان نے اذان دینے سے روکا اور کہا کہ اذان کی آواز سنتے ہی راجہ کے آدمی آکر کے ہم لوگوں کو
مار ڈالیں گے یہاں اذان دینے کا حکم نہیں ہے ہم چپکے سے اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان باتوں کے
سنتے ہی حضرت امام کو بہت رنج ہوا اور وہیں سے واپس ہوئے۔ اور مدینہ منورہ پہونچے
اور دل میں خیال تھا کہ کس طور پر ایسے نالایق راجہ سے لڑوں جو مسلمان کو
مانع اذان ہے اسی درمیان میں آپ ایک روز مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں
سوئے ہوئے تھے کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضرت نے
فرمایا کہ جا تو اوس کافر سے لڑ اللہ تمکو فتح دیگا - جب حضرت امام
خواب سے بیدار ہوئے متعجب ہوئے کہ میں اکیلا تن تنہا کیونکر
اوس سے لڑ سکتا ہوں اسی میں چند روز کا عرصہ گذر گیا کہ

پھر ایک روز آپ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین سوے ہوے تھے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت ہوئی آپنے وہی کلمہ روز اول کا فرمایا کہ تو جا لڑ اللہ تمکو فتح دیگا آپ خواب سے بیدار ہوے
اور منتظر امداد غیبی کے رہے کہ جب آپنے ارشاد فرمایا ہے تو ضرور اوسکی امداد بھی غیب سے ظاہر ہوگی
اسی مین چند روز کا عرصہ گذر گیا اوسکے بعد پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کی حالت
مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا فلان اور فلان شخصونکو کہ جن کا نام آپنے اپنی زبان مبارک سے فرمایا میرا
سلام کہہ وہ تیری مدد کرینگے جب آپ خواب سے بیدار ہوے آپنے اون نامون کو اچھی طور سے محفوظ
فی الذہن کر لیا اون مین سے بعض وہ اشخاص تھے کہ جو آپ کے قرابت مند تھے اور وہین مدینہ مین
موجود تھے اور بعض وہ شخص تھے جو دوسرے دوسرے ملکون مین تھے مثل بخارا و کابل وغیرہ کے
پس حضرت امام نے اون لوگون سے ذکر کیا جو مدینہ منورہ مین موجود تھے۔ وہ لوگ سنتے ہی مستعد
ہوگئے حضرت امام معہ اہل و عیال اور پچیس تیس آدمی کے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور درمیان
راہ مین اون شخصون سے جنکا نام آپنے رویا مین سنا تھا۔ ملاقات کرتے ہوئے بلخ و بخارا و کابل وغیرہ
ہوتے ہوے اور ہر جگہ سے مدد لیتے ہوئے آپ منیر پہونچے اوسوقت آپکے ہمرکاب تخمیناً ساڑھے
تین سو آدمی تھے آپنے اپنے لشکر کو قلعہ کے محاذی کھڑا کیا راجہ منیر کو جب خبر ملی کہ مسلمانون کا لشکر آگیا
اور قلعہ کے قریب پڑا ہے اوسنے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کے دوربین سے معاینہ کیا مسلمانون کو بہت قلیل
اور بے سر و سامان سفر دور و دراز سے نہایت خستہ حال پایا دل مین نہایت خوش ہوا اور فی الفور لشکر
جمع کر کے قلعہ سے خود باہر آکر مسلمانون پر ٹوٹ پڑا دونون جانب سے خوب جان توڑ لڑائی ہوئی اور
وہ راجہ خود حضرت امام کے ہاتھ سے مارا گیا لشکری اوسکے جب بھاگے حضرت امام نے گھوڑا اوٹھایا اوس
بھگوڑے لشکر کے ساتھ ہی ساتھ قلعہ مین داخل ہوگئے اور حضرت کے ہمراہی بھی وہان پہونچے اور قلعہ کے
اندر ہر جگہ تسلط تام ہوگیا آپ چند روز وہان مقیم رہے اور وہان کا پورا بندوبست آپ نے کیا اور
بادشاہ وقت کو اس فتح کا مژدہ معہ ایک عرضی کے بھیجا اور اس ملک مفتوحہ کو زیر انتظام بادشاہ کے
کر دیا اور اپنے دو صاحبزادے اسرائیل و اسمٰعیل کو وہان چھوڑ کر مدینہ منورہ کو واپس آئے اسی
درمیان مین آپکی بی بی نے منیر مین انتقال کیا اور آپنے اپنی سالی سے نکاح کیا اوسنے ایک بیٹا محمد م
عزیز الدین عرف عبد العزیز پیدا ہوے وہ اوسوقت شیرخوار تھے آپنے وقت مراجعت مدینہ منورہ

سے ایک محل تابہ اور اوسکے بیٹے عبد العزیز کو ساتھ لے لیا تھا مدینہ منورہ
پہونچکر تھوڑے دنوں کے بعد حضرت امام نے انتقال فرمایا بعد اوسکے حضرت مخدوم عبد العزیز نے
شہر کو پہونچے اور اپنے والد ماجد کے جہاد کا حال اور اپنے ملاقی بھائیوں کا حال جو میسر میں اسکی گئے
تھے سنا اونکی ملاقات کا اشتیاق ہوا آپ وہاں سے روانہ ہوکر میسر پہونچے اور یہیں شادی بیاہ کیا
اور اسی میسر میں اونکا مزار ہے محلہ اونکی اولاد کے دامنے کی شاہ ٹولی کے ہیں حضرات اوہیں کی اولاد
میں ہیں ازانجملہ مولوی محمد کبیر صاحب مولف کتاب تذکرۃ الکرام ہیں اور میر حیات شاہ محمد اکبر صاحب ہیں
کہ اس فقیر کی اونسے ملاقات ہے آدمی نہایت عمدہ صوفی مشرب ہیں شعر و شاعری سے بھی آپکو
مذاق ہے اشعار آپ کے نہایت ملیح عمدہ ہوتے ہیں آپ ناظم و اخر دنوں میں اس فقیر کی اول ملاقات
سنہ ۱۳۰۱ تیرہ سو ایک ہجری کی شروع میں ہوئی اور تمام سفر حج میں [illegible] میں چند مہینوں تک ساتھ
اور سلسلہ تعلیق پایا انکا سلسلہ بحیثیت بیعت و للارشاد امیر ابو العلا کی ہے اور سلسلہ انکا مصو لیہ پر درج ہے
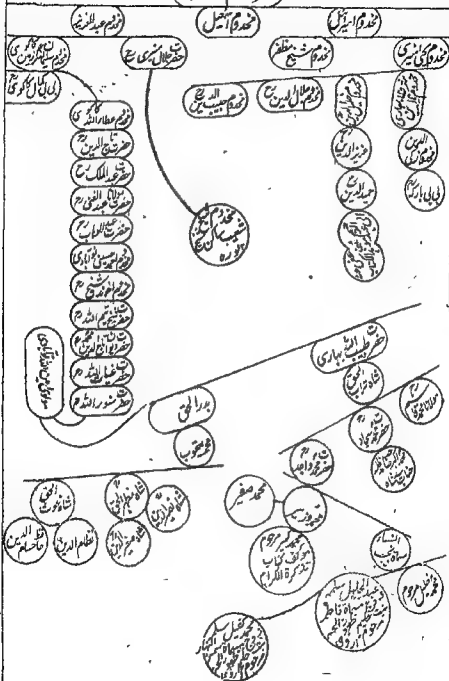
سوانح حضرت مخدوم یحییٰ منیریؒ

چونکہ آپ کی حالات میں بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور آپکے اوصاف اظہر من الشمس ہیں لہذا مجھکو زیادہ اسمیں قلم فرسائی کی ضرورت نہیں ہے کچھ تھوڑا سا تیمناً و تبرکاً لکھدیتا ہوں کیونکہ کتاب اس سے خالی نرہے حضرت مخدوم کی شادی بی بی رضیہ سے ہوئی جو صاحبزادی حضرت مخدوم سید شہاب الدین پیر جگجوت علیم آبادی کی ہیں مخدوم جگجوت کی چار صاحبزادیاں تھیں جنکا نقشہ ذیل میں ہے اولاد ذکور کوئی نہیں -

حضرت مخدوم یحییٰ منیری خلیفہ الحاکم بامر اللہ کے معاصر ہیں جو سنہ ہجری میں تھا اور اوس وقت ہندوستان میں سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش کا دربار تھا کہ جسے سنہ ۶۲۲ ہجری میں ہندوستان میں جلوس کیا نسل آپکی اولاد کی اس صوبہ بہار میں بکثرت جاری ہوئی آپکی اولاد سے اولیاء اللہ اور مشائخ بکثرت ہوئے کوئی شریف خاندان اس صوبہ بہار میں ایسا نہوگا جسکو توسل آپکے خاندان سے نہو آپکا نسب نامہ اس صوبہ بہار میں جا بجا موجود ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ وہ ہاشمی تھے یا ابو درداء انصاری صدق و کذب مولف ظاہر ہو جائیگا آپکے چار صاحبزادے ہوئے مخدوم شیخ شرف الدین بہاریؒ آپکا انتقال بمقام بہار ہوا اور آپکا مزار بھی وہیں ہے مخدوم خلیل الدین منیریؒ مخدوم جلال الدینؒ مخدوم حبیب الدینؒ آپکا نسب نامہ تذکرۃ الکرام میں یوں لکھا ہے۔ حضرت مخدوم یحییٰ منیری بن حضرت مولانا اسرائیل بن امام محمد تاج فقیہ مکی بن امام ابی بکر بن امام ابی الفتح بن امام ابی القاسم بن امام ابی الصائم بن امام ابی اللیث بن امام ابی زہرہ بن امام ابی الدین بن امام مسعود بن الکودرئی عنہ بن زبیر بن عبد المطلب بن ہاشم۔

سوانح حضرت مخدوم عزیز الدین پکھی

بن حضرت مخدوم جلیل الدین منیری آپ اپنے زمانہ کے بڑے عارف کامل تھے اوسوقت اس صوبہ
بہار مین چھوٹے چھوٹے راجے بطور طوائف الملوک کے بکثرت موجود تھے آپ کو شوق جہاد کا ہوا لکھپا
جو ایک جگہ ہے قریب ٹکاری ضلع گیا مین وہان ایک راجہ رہتا تھا اوس سے آپ جاکر لڑے اور فتح
پائی لیکن آپ اوس لڑائی مین سخت زخمی ہوے چند روز کے بعد اوسی زخم سے آپکا انتقال ہوا آپ کی
قبر اوسی لکھپا کے قلعہ مین بنادیگئی جو اسوقت ایک کھلے میدان مین بلندی پر جو بطور گڈھ کے ہے موجود
ہے اب وہان آپ کا کوئی نام نہین جانتا لہذا ہ قبر آپ کی پیران پہچان کے نام سے مشہور ہے
آپکی اولاد چیرہ دستی کرتی ہوئی اوس اطراف مین سہسرام و شہر گھاٹی و ہزاری باغ تک تمام پھیل گئی
اور اسوقت تک اوس جوار مین بکثرت موجود ہے۔

سوانح حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہ

ملقب بہ ابو الفتح آپ بڑے عالم فاضل تھے اور سلاطین تیموریہ کے زمانہ مین اکثر جگہون مین
قاضی و مفتی کی جگہہ پر آپ مامور ہوے شاہزادون کو بھی آپ نے پڑہایا بادشاہ کی طرف سے چند
مواضعات بھی آپ کو جاگیر مین دیے گئے ازانجملہ موضع پیارے چک واقع ضلع گیا ہے آپکی اولاد اسوقت
تک وہان موجود ہے فرامین شاہی نسبت عطاے جاگیر و اسناد قاضی و مفتی وغیرہ اسوقت تک آپکی اولاد مین جناب شیخ محمد حیات مرحوم ساکن
موضع بھوئی کے پاس موجود تھی مگر صد افسوس کہ آپکے انتقال کے بعد وہ کاغذات کہان گئے باوجود تفحص و تجسس ہنوز اسکا پتہ نہ لگا جیسا کہ اوسکا ذکر
آگے تحریر مین جناب خواجہ سید عبد الکریم صاحب مرحوم کے معلوم ہوگا۔

مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے دو بیٹے قاضی احمد اللہ ملا مجیب اللہ بہاری جو بہت مشہور و معروف شخص صوبہ بہار مین
گذرے ہین جنکا سنہ ۱۱۱۹ ہجری مین وفات ہوا ہے یہ بھی دونون حضرات مرزا محمد معظم عرف جہاندار
شاہ بن اورنگ زیب کیطرف سے قاضی کے عہدہ پر مامور کئے گئے تھے۔ قاضی احمد اللہ
پرگنہ اردل و انبگلہ وغیرہ مین

قاضی رہے مؤلف کتاب ہذا اونکی نسل سے ہے جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا قاضی ملا نجیب اللہ کے
دو بیٹے ملا محمد عاشق و ملا فتح اللہ ملا محمد عاشق کے ایک بیٹی بی بی سکو اور ایک بیٹا شیخ لعل محمد اور
انکے چار بیٹے شیخ محمد حیات ساکن موضع مولی جنہوں نے لاولد انتقال کیا اور دوسرے شیخ
احمد علی و شیخ سرعلی و شیخ جواد علی اور تین بیٹیاں مسماۃ سکینہ و مسماۃ مہرالنسا و ... شیخ احمد علی
صاحب مرحوم کے تین بیٹے حاجی ارشد حسین مرحوم خواجہ سید محمد عبد الباری ... اور سید
محمد عبد الکریم مرحوم ساکن شہر گیا انکی شادی ساتھ مسماۃ امیرن بنت سید صادق علی مرحوم
ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ گنندہ ضلع سرکار ... کے ہوئی انکی اولاد کا نقشہ ذیل میں ہے ۔

نقل خط جناب سید عبدالکریم صاحب مرحوم ساکن شہر گھاٹی مورخہ ۱۴ محرم ۱۳۱۲ ہجری

جناب مولوی صاحب مصدر اخلاق وکرم زاد لطفہ ۔ بعد سلام مسنون التماس دارم نامہ شریف
وررود شدہ ممنونم کرد حضرت مخدوم الملک قدس سرہٗ راکہ انصاری نسبت کردہ اند سراسر غلط است
بوجہ شراکت اسمی حضرت ابودردا صحابی رضی اللہ عنہ واین ابودردا مطلبی بودہ است و دفعیہ این
غلطی ارسال است وخبر مشہور ومتواتر از بزرگان خود شنیدہ می ایم کہ حکم حجت کامل وتحقیق دارد
کہ ما وجناب ہمجد ہستیم کہ برائے ثبوت این لبسا کاغذات موجود بودند کہ بعضے ازان ضائع شدند
وبعضے ہنوز موجود اند مگر در ہمجد بودن ما وجناب ہیچ شکے نیست بدین طریق ۔

۱ مولانا حفیظ الدین علیہ الرحمۃ

۲ مرحوم قاضی احمد اللہ
۳ مولانا محمد سعید تکمرانی بخشی
۴ مرحوم مولوی وارث علی
۵ مرحوم مولوی فتح علی
۵ مرحوم لاولد مولوی عبدالعلی بی بی لجانی زوجہ
۵ بی بی قدیرن
۶ مرحوم مولوی رحمت حسین
۶ بی بی الفت
۶ نادر احمد مولوی سید
۷ احمد حسین صوفی حکیم مولوی سید
۸ مولف کتاب مولوی عبدالرحیم

۲ بہاری ملا حبیب اللہ
۳ ملا محمد عاشق
۴ شیخ لعل محمد
۵ شیخ احمد علی مرحوم
۵ مرحوم لاولد شیخ محمد حیات
۶ شیخ محمد عبدالکریم
۷ حاجی محمد عبدالرحمن سلمہ

اسناد شاہی ہیچ قطعہ بنام مولانا محمد عارف و مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہما نزد فقیر بزرگوارم شیخ محمد حیات مرحوم بود کہ بعد وفات شان بدست برادر بزرگم برادم افتاد کہ او شان بسیر قصبا کردند شاید آن نزد برادر بستی شان ہست تلاش خواہم کرد اگر بدست آمد گرفتہ در خدمت عقیدت خود بنام شما خواہم فرستاد

نقل خط دیگر۔

جناب مولوی صاحب مصدر خلق عظیم زاد لطفہ بعد سلام مسنون مخطور مرام از عرصہ بعید ادراک خیریات آنجا تعلق خاطر است در طلب و تلاش اسناد مواضعات ہستم و قتیکہ بدست می آید خود می آرم یا می فرستم مرا نیز خیال محض نیست افسوس کہ اسناد موجودہ این وقت مفقود اند آنجناب را معلوم است ہیچ شخص سوانح مولوی فتح علی مرحوم را از بہار قریب بود ند مکرم وہ از دست وارثین شان منتقل گردیدہ بودیم۔ و قاضی احمد اللہ مرحوم ساکن موضع کوس تو ترکسی پرگنہ ارول قاضی پرگنہ انگلا بود بعد مزار آں حضرت ہمہ صاحبزادہ شان مولانا محمد سعید علیہ الرحمۃ درین جا است (یعنی شہر گھاٹی) و مزار مولوی دلاور علی بموضع سیاں پور کہ از بین جا فاصلہ یک کروہ است مسموع شدہ است کہ بہ موضع مکسپا متصل شکاری کہ اصل مایان از آنجا است و مزار فائز الانوار حضرت مخدوم عزیز الدین مکمینی قدس سرہٗ کہ جد اعلی مایان اند در آنجا است بدست شخصے ہست و بعد از آنجا بزرگان بموضع بیرا ہی پرگنہ ارول کہ از آنجا اساس دیدہ ہیچ شخص کردہ ماشاء اللہ رفتہ قیام پذیر بودند شد آں نیز بدست شخصے از اہل برادری موجود است کہ وعدہ دادن آں بعدہ رفتہ اند انشاء اللہ تعالیٰ از اصلہ حال میکیم میدانم کہ نام کدام بزرگ است موجب کہ کدام پاستانات السلام

نقل نسب نامہ مرسلہ جناب سید خواجہ عبدالکریم مرحوم از شہر گھاٹی

(۱) مولوی ولایت علی

(۲) بن مولوی فتح علی

(۳) بن مولوی وارث علی

(۴) بن حضرت ملا محمد سعید علیہ الرحمۃ کہ مزار شان برستہ قصبہ شہر گھاٹی است

(۵) بن حضرت قاضی احمد اللہ کہ مزار گرامی شان بر رستہ قصبہ شہر گھاٹی است

(۶) بن ملا حفیظ اللہ علیہ الرحمۃ (اور بعض نسخہ میں ملا شکر اللہ لکھا ہے)

(۷) بن فضیلت و سنگاہ حضرت مولانا محمد عارف قدس سرہٗ (اور بعض نسخہ میں ابو الفتح لکھا ہے)

(۸) بن ملا شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ۔

(۹) بن ملا شیخ منصور علیہ الرحمۃ
(۱۰) بن شیخ ابوالحسن علیہ الرحمۃ
(۱۱) بن حاجی الحرمین شیخ حاجی علیہ الرحمۃ
(۱۲) بن صدر الاتقیا حضرت شیخ خواجہ علی قدس سرہٗ
(۱۳) بن سالک طریقت ماہ برج حقیقت حضرت مخدوم شیخ حمید الدین قدس سرہ
(۱۴) بن مظہر علم وعرفان حضرت مخدوم عزیز الدین شہید کھیپی قدس سرہ
(۱۵) بن حضرت مخدوم خلیل الدین قدس سرہ
(۱۶) بن[1] حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ
(۱۷) بن حضرت امام تاج فقیہ قدس سرہ
(۱۸) بن امام ابوبکر احمد سعید قدس سرہ
(۱۹) بن امام احمد سعید

(۲۰) بن محمد مکی
(۲۱) بن امام ابوالفتح
(۲۲) بن شیخ ابوالقاسم
(۲۳) بن ابوالصائم
(۲۴) بن ابواللیل قدس سرہ
(۲۵) بن مولنا ابوالدہر
(۲۶) بن امام ابواللیث
(۲۷) بن امام ابوسہمہ
(۲۸) بن ابوالدین
(۲۹) بن امام ابومسعود
(۳۰) بن[2] ابوذر
(۳۱) بن[3] زبیر
(۳۲) بن عبدالمطلب
(۳۳) بن ہاشم

جناب من وعلیکم السلام مجھے جو کچھ معلوم تھا لکھکر بھیجتا ہون آپکو جو کچھ معلوم ہو عند التحقیق مجھے بھی مطلع فرمایئے۔ رقیمہ سید عبدالکریم از شہر گھاٹی - ۲ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ روز دوشنبہ

انتباہ مین نے حسب وعدہ اپنے طرق متعددہ سے لکھکر ثابت کر دیا کہ ہم لوگ زبیری الہاشمی ہین نہ کہ انصاری فہذا ماکنا فی صددہ فللہ الحمد علی اثباتہ - مین نے جو کچھ یہان لکھا نہایت مختصر ہے - یکے از ہزار وکاہے از کوہ تصور فرمانا چاہئے - ورنہ کم از کم پچاس نسب نامے حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ کے میری نظر سے گذرے ہین وہ کل متفق ہین زبیری الہاشمی ہین

[1] در معدن اسرار حضرت شاہ قاضن شطاری ہمچنین تحریر فرمودہ اند الٰی ہاشم۔
[2] ایضاً نزد بعضے ابی ذر انصاری دانستہ تحقیق این است کہ ایں ذر صحابی انصاری دیگر است بالتحقیق حضرت مخدوم ہاشمی اند۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔
[3] چون کنیت ایشان ابوذر است بابر بعضی براہ غلط فہمی حضرت مخدوم را ابوذر انصاری پنداشتہ اند حق آنست کہ حضرت مخدوم زبیری الہاشمی اند۔

ہوئے پر۔ اگرچہ درمیانی ناموں میں اونکے آپس میں کچھ کم و بیش واقع ہے بعض میں اختلاف تام
بھی ہوا ہے مگر آخر میں سب کے سب الہاشمی ہے فھذا ھو المطلوب۔ الحمد للہ۔ کہ اسکی کھوج کے
موجب بکلی بعد کر دیے گئے اور اونکی تحصیلات بالملا کا بکلی قلع و قمع کر دیا گیا اور اسکو میں اوپر لکھ
آیا ہوں اور اشعار سے جناب صدر المعظم مولوی دلاور علی مرحوم کے ثابت کر آیا ہوں کہ بطون نسل
سے حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ کے ہیں۔ پس اب نسب نامہ گھر کا صلی سرکار میں
آیا یا جلا دیا گیا اسکی بحث بیکار ہے جبکہ اور بہت لوگوں سے نسب نامہ ملگیا اونکے نقصان سے
ہمارا مطلب فوت نہیں ہوا اسمہ ذکر مہ تعالے شانہ۔

قاضی ملا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپکا کچھ تھوڑا حال اوپر گذرا کچھ یہاں بیان کیا جاتا ہے آپ شاہان دہلی کیطرف سے بعہدہ قضا
پرگنہ ناروں وآہ نگہ دیرہ و علاقہ گیا میں رہے آپکی ایک بیٹی مسماۃ اسمار اور ایک بیٹا ملا محمد سعید
قدس سرہما ہوئے۔ ہر دو حضرات کی قبر ایک ہی جگہ رستہ شہر گھاٹی میں پختہ بنی ہوئی اسوقت
موجود ہے۔

بی بی اسمار مرحومہ

آپ ساتھ مفتی محمد یوسف مرحوم ساکن کھوڑی گھاٹ کے منسوب ہوئیں اون سے قاضی حمزۃ اللہ
مرحوم پیدا ہوئے۔ اور اون سے قاضی رجب علی مرحوم اور اون کے دو بیٹے ہوئے قاضی سید
صادق علی مرحوم اور قاضی سید عثمان علی ست سید مرحوم زوج مسماۃ امتن دوست مسماۃ قدیلی
وہ بنت مولوی وارث علی مرحوم صادق پوری و والد ملا محمد سعید قدس سرہ ساکن شہر گھاٹی۔

قاضی سید صادق علی مرحوم

آپکی شادی ساتھ مسماۃ مہرن دختر مسماۃ بصیرن کے ہوئی وہ دختر میر دھونس مرحوم بنت
سید اہل اللہ مرحوم بن سید عبد الحمید مرحوم بن سید عبد الرشید مرحوم ساکن موضع کھیا
ضلع پٹنہ بن جناب سید عبد الفتاح قدس سرہ بن جناب میران سید شرف بن مولوی
سید حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ بن جناب مولانا سید نظام الدین ست مہدی رحمۃ اللہ
علیہ کہ سلسلہ نسب آپکا حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے میر صادق سے

مرحوم کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں سید غلام درگاہی سید عبدالقادر سید ولی اللہ۔ سید حافظ کفایت اللہ صاحب سلمہ مسماۃ منیرن زوجہ قاضی نورالحسین مرحوم صدراعلیٰ (سب جج) بہادر و مسماۃ امیرن زوجہ سید عبدالکریم مرحوم ساکن شہر گھاٹی۔ سید غلام درگاہی مرحوم کے ایک دختر مسماۃ صغریٰ اور ایک پسر سید محمد زین الاولیا ہوئے۔ اور سید عبدالقادر مرحوم کی محل اولیٰ سے سید شرف الدین اور محل ثانیہ سے سید محمد یوسف ہوئے اور سید ولی اللہ کے صرف ایک پسر سید عبداللہ ہوئے۔ اور سید حافظ کفایت اللہ صاحب کے ایک پسر سید آیت اللہ ہوئے جسکا نقشہ یہ ہے۔

بی بی اسماء زوجہ مفتی محمد یوسف مرحوم
قاضی سید رحمت اللہ مرحوم
قاضی سید رجب علی مرحوم
سید عثمان علی شہید زوج مسماۃ امین صاحبہ پورٹی کی لاولد
قاضی سید صادق علی مرحوم زوج مسماۃ امیرن
سید غلام درگاہی
سید عبدالقادر
سید ولی اللہ
سید حافظ کفایت اللہ صاحب
مسماۃ منیرن زوجہ مولوی نورالحسین صدر اعلیٰ لاولد
مسماۃ امیرن زوجہ سید عبدالکریم مرحوم
مسماۃ صغریٰ
سید شرف الدین
سید عبداللہ
سید آیت اللہ
محمد زین الاولیا
سید محمد شریف
شیخ محمد
مسماۃ
شیخ محمد
السلام
حافظ حسن
مسماۃ

مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن شہر گھاٹی

آپکی اول شادی مسماۃ حمیرہ بنت ملا محمد فاضل بن ملا حبیب اللہ بن ملا داؤد بن ملا امان اللہ صادق پوری
سے ہوئی اور دوسری شادی مسماۃ عاشورن ساکن شہر گھاٹی سے اُن سے مولوی دلاور علی پیدا ہوئے
اور انھوں نے لاولد انتقال فرمایا۔ محل اولی سے آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی بی بی سوہن زوجہ
مولوی ارادت اللہ صادق پوری و مولوی ہدایت علی لاولد زوج مسماۃ لطیفہ بنت مولوی آیت اللہ
و مولوی وارث علی زوج مسماۃ جمیلہ بنت مولوی آیت اللہ صادق پوری۔ بی بی سوہن کے دو
بیٹیاں ہوئیں اور ایک بیٹا مولوی عبد العلی زوج مسماۃ ادھانی بنت مولوی وارث علی مرحوم مسماۃ
رشولن زوجہ حضرت شاہ محمد معز عرف شاہ سمو مرحوم ساکن محلہ تموہیہ۔ دوسری بیٹی مسماۃ شکورن دختر
شیخ ہدایت علی مہدانواں یعنی والدہ مولوی الٰہی بخش مرحوم اور مولوی وارث علی مرحوم کے دو بیٹے
اور دو بیٹیاں مولوی فتح علی انکی شادی اول دختر شیخ ہدایت علی مہدانواں یعنی ہمشیر مولوی الٰہی بخش
مرحوم سے ہوئی تھی اونھوں نے لاولد انتقال فرمایا بعد اوسکے شادی دوسری مسماۃ رحمت بنت
شیخ الدین ساکن [illegible] محی الدین ساکن [illegible] سے ہوئی اسے چھ فرزند نرینہ پیدا ہوئے۔ مولانا ولایت علی
مولانا عنایت علی مولوی طالب علی ابراہیم حسین مہدی حسین مولوی فرحت حسین۔ اور مولوی
نثار علی زوج مسماۃ نجیبہ بنت شاہ محمد معز ساکن محلہ تموہیہ کی دو اولاد نرینہ اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں
مولوی عسکر علی لاولد مولوی ناصر علی لاولد مسماۃ بی بی واحدہ زوجہ حکیم احمد علی۔ و مسماۃ قدیرن
زوجہ میر ابو القاسم ساکن باڑھ اونکی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ مسماۃ آمنہ زوجہ
میر عثمان علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ گسنڈہ ضلع ہزاری باغ لاولد یہ معیت صاحب سید احمد صاحب
مقام خراسان سے شہید ہوئے۔ دیکھو سوانح احمدی۔ دوسری مسماۃ الفت زوجہ شاہ
حبیب الحسین ساکن آنگر کہ متصل گیا ہے اور بیٹا مولوی قادر احمد عرف مولوی چھیدن رحم

اور نقشہ اولاد و احفاد کا آپکی یہ ہے :
مولانا محمد سعید عرف ملا گجو قدس سرہٗ
عبدالرحیم مؤلف کتاب ہذا
مولوی عبدالرؤف مرحوم

واضح ہو کہ حضرت مولانا محمد سعید علیہ الرحمۃ اصل ساکن شہر گھاٹی تھے اور اون کے آبا و اجداد
میر و مکھپا وغیرہ تا ضلع ہزاری باغ مختلف بستیوں میں قیام پذیر رہے اور ہنوز وہاں موجود ہیں
اونکی اولاد میں سے صرف مولوی وارث علی علیہ الرحمۃ لوہدا سکے کہ اونکا ننہیال محلہ صادقپور پٹنہ
تھا اور نیز اونکی شادی صادقپور میں ہوئی۔ لہذا اونھوں نے سکونت شہر گھاٹی چھوڑکر اپنے سسرال
و ننہیال محلہ صادقپور شہر پٹنہ میں سکونت اختیار کی اور مسماۃ سوہن خود صادقپور میں بیاہی
گئیں مگر اونکی بیٹی مسماۃ متولن زوجہ شیخ ہدایت علی عبدالواں نے بھی بعد انتقال زوج اپنے میہلاوں
کو چھوڑکر اسی صادقپور میں سکونت پذیر ہوئیں اسا سوقت سے ہملوگ صادقپوری ہوئے۔
مولانا حفیظ اللہ و مولانا حضرت محمد عارف سے لیکر مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہم تک کل حضرات
متوسل شاہان خاندان تیموریہ دہلویہ رہے۔ اور ہر ایک کو عہدہ جلیلہ مثل قضا و افتا و نیز
استاد و اتالیق شاہزادگان رہے اور ہر ایک کو مواضعات جاگیر میں طرف سے شاہان دہلی کے
ملی مگر افسوس صد افسوس کہ وہ کل فرامین شاہی واسناد قضا وغیرہ و نیز شہر گھاٹی میں رہے یہاں
صادقپور میں نہیں سے کچھ بھی نہ آیا چنانچہ اوسکا طلب و تقاضا جو اس حقیر نے جناب سید خواجہ عبدالکریم
مرحوم سے کیا اور جو کچھ اونھوں نے جواب دیا وہ اونکی تحریرات سے جو اوپر نقل کیگئی ہیں حضرات ناظرین
کو معلوم ہوا ہوگا اب میرے ہاتھ اونمیں سے کچھ بھی نہیں جو ہدیہ ناظرین کر دوں۔
(تاریخ انتقال حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ جو انکے مزار کے سرہانے کتبہ میں کندہ ہے نتیجہ فکر جناب مولوی
دلاور علی صاحب مرحوم متخلص بہ ذل)

آن شہ صاحب کمالات زمان ملا سعید سال فوت او بجان در گوش دل ما آمدہ	ولہ	چون ز دنیا سوئے ملک معنوی طے کرد رہ گفت ہاتف۔ نور اللہ تعالے مرقدہ ۱۲۹۴ھ
چو آن شاہ سعید با کمالات دلا شو بعمر چون سر فلک شد		شست شد روان زین دار فتنہ شد بتاریخش سر آمد و ار احیتبر ۱۲۹۴ھ

(تاریخ انتقال حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ از نتیجہ فکر خواجہ عبدالکریم مرحوم متخلص بہ تحسین)

کمال بر قت عارف دوران آہ ملا سعید عالیشان حاتم سال رحلتش بہ تحسین از سر پام ہاتف تمکین	اصل فرمود بہر راہیں حست عمل ساختہ سکن سال ترحیل آن جدا آگاہ گفت رفتہ ولی بیت آہ ۱۲۹۴ھ

مسماۃ قدیرن زوجہ میر ابو القاسم ساکن باڑھ

انکی دو بیٹیاں اور بیٹا ہوا۔ مسماۃ امتن جنکی شادی میر عثمان علی صاحب بن قاضی رجب علی ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کندہ ضلع ہزاری باغ سے ہوئی مگر اونہون نے لاولد انتقال کیا میر عثمان علی شہید دو بھائی تھے دوسرے کا نام میر صادق علی وہ اکثر صادقپور مین آیا کرتے تھے اس نے بھی اونکو دیکھا ہے اونکی اولاد ہنوز گھوڑی گھاٹ مین موجود ہے از انجملہ حافظ سید کفایت اللہ صاحب ہین کہ اس فقیر کی اول ملاقات اون سے سفر حج ۱۳۰۱ھ ہجری مکہ معظمہ مین ہوئی اور چند مہینے اونکا ساتھ رہا۔ اوسکے بعد بھی اونسے ملاقات ہوئی جناب میر عثمان علی شہید یہان سے ہمراہی جناب حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب واسطے جہاد کے ملک پنجتار وسوات وغیرہ مین تشریف لیگئے اور وہان بمقابلہ سکھ بمقام سید جو ایک موضع ہے قریب پشاور کے جمادی الثانی ۱۲۴۶ھ ہجری مین بضرب گولہ توپ شہید ہوئے دختر دوم مسماۃ الفت جنکی شادی جناب سید حبیب الحسنین ساکن آبگلہ متصل گیا سے ہوئی لیکن وہ بعد شادی صرف ایکدفعہ آبگلہ گئین اور اوسکے بعد جناب سید حبیب الحسنین صاحب مرحوم باعث ناموافقت بنی اعمام اپنے سکونت آبگلہ کو ترک کرکے اسی صادقپور مین سکونت پذیر رہے اور اسی محلہ کے مقبرہ مین جو اب ضبطی سرکار مین در آکر کچہری مینوسپلٹی قائم کی گئی ہے اونکا مزار ہے اونکی ایک بیٹی مسماۃ عائشہ اور دو بیٹے مولوی سید احمد حسین صوفی و سید تجمل حسین ہوئے اور ہر سہ لاولد اس دار فانی سے راہی ہوئے مسماۃ عائشہ کی شادی ساتھ سید شاہ امیر الدین مرحوم بن جناب مولوی سید قادر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئی اور ہر دو لاولد رخصت ہوئے۔ مولوی سید احمد حسین صاحب صوفی نے یہان برادری مین شادی نکی جب بہ شوق تحصیل علم بچپان کو تشریف لیگئے تخمیناً بیس برس تحصیل علوم حالت سفر مین بسر کی اسی اثنا مین گوالیار مین اپنے اوستاد جناب حکیم سید احمد حسین صاحب کی لڑکی سے شادی کی اور یہان لے آئے۔ جناب صوفی صاحب کو علم کتابی نہایت عمدہ تھا شعر شاعری سے بھی آپکو خوب مذاق تھا نظم و نثر ہر دو مین آپکو دستگاہ کامل تہا آپ حقیقت مین نہایت صوفی صفت متقی پرہیزگار رہا اوقات آدمی تہ اپنے بچپن سے کبھی لغو و بدکاموں کی طرف توجہ نکی ہمیشہ اون سے آپکو نفور تام رہا آپکو چھوٹے چھوٹے بچون کی تعلیم سے ایک دلچسپی خاص رہی اوس مین آپنے بدرجہ غایت دستگاہ حاصل کی تھی آپنے اس ایک خاص امر مین شہرۂ عام حاصل کیا تھا آپنے ایک مدرسہ بھی لڑکون اور

لڑکیون کا کہولا آپکی اہلیہ بھی نہایت عمدہ قرأت قرآن کی خوش الحانی و مخارج وغیرہ سے نہایت درست
بطور عمدہ قاری کے پڑھتی ہیں انکو بھی لڑکیوں کی تعلیم میں مذاق کامل حاصل ہے صدہا لڑکیاں عمائد
شہر کی اور لڑکے آپسے قرآن تعلیم پا گئے - پانچ برس کا بچہ صرف الف با پڑھکر تمام قرآن جسجگہ سے کہولکر
اوس کے سامنے رکھدو دیکھ کے تامل پڑھ لیتا آپ کا اسقدر شہرہ تعلیم الطفال کے باب میں ہوا آپکی
طلبی حیدرآباد دکن و مدراس و میسور وغیرہ سے ہوئی اور وہاں جاکر ہر ایک جگہ آپنے مدرسہ کہولا
اور دو دو تین تین مہینے وہاں رہکر وہاں کے معلمین کو طرز تعلیم الاطفال سکہا کر تشریف لاتے
آپ کے اوصاف حمیدہ بہت کچھ ہیں جو اس قرطاس تنگ اساس میں گنجایش نہیں کر سکتے افسوس
صد افسوس کہ ایسا عمدہ شخص بہت جلد راہی ملک بقا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون اللہم نور مرقدہ
ووسع مضجعہ - آپکا مقبرہ محلہ موہیہ پر پشت حمدہ مسجد ہے آپنے تاریخ پندرھوین محرم ۱۳۱۲ھ
انتقال فرمایا افسوس عمر آپکی تخمیناً ستر سے متجاوز ہوگی - آپنے قرآن مجید کا ترجمہ بہی اردو زبان
مین لکہنا شروع کیا تہا اور اوسکو چہپوایا بہی تہا مگر افسوس کہ پانچ پارون تک تیار ہوکے
رہگیا عمر نے وفا نکی - تیسرے لڑکے سید تجمل حسین اونکی شادی جناب سید ولی احمد مرحوم ساکن
موضع مدلپورہ متصل اسٹیشن داپالپور کی لڑکی سے ہوئی تہی بعد شادی صرف ایک برس بقید حیات
رہکر بعمر بیس سالگی آپنے لاولد انتقال فرمایا - الغرض مسماۃ امتی و مسماۃ الفت ان دونوں کی یادگار
کوئی دنیا مین قایم رہی - جناب مولوی قادر احمد عرف مولوی چہیدن رحمۃ اللہ علیہ نہایت عمدہ
وپاکیزہ صفت فقیر دوست صوفی مشرب تہے اشعار فارسی و اردو نہایت عمدہ فرماتے تہے اور آپ
خوشنویس بہی تہے فقیر مولف کتاب ہذا کو بہی شرف شاگردی کا آپکے حاصل ہوا ہے آپکی شادی بلہم
مین ہوئی اور آپکا ددیہال بہی باڑہ مین تہا مگر آپکو محلہ صادقپورہ اور اوسکے لوگوں سے کچھ ایسی
محبت و انسیت ہو گئی تہی کہ آپنے ہمیشہ اسی محلہ میں بسر کی صرف چند روز کیواسطے باڑہ تشریف
لیجاتے بطور مسافر وہان رہکر اپنے اہل وعیال سے ملاقات کرکے چلے آتے آپکا انتقال بہی اسی محلہ
صادقپورہ میں ہوا بعد انتقال آپکو باڑہ لیجا کر لوگوں نے دفن کیا آپکے چار صاحبزادے اور ایک
صاحبزادی ہوئیں سید شاہ امیر الدین مرحوم انکی شادی مسماۃ عائشہ بنت مسماۃ العمدہ حرم
سید حبیب الحسنین صاحب سے ہوئی اور بعمر شصت سالگی لاولد اس جہان سے رخصت ہوئے

دوسرے سید منیر الدین وہ بھی بعمر ہفتاد ۷۰ سالہ اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ تیسرے سید شاہ
مہدی حسین مرحوم انکی اولاد سید احمد حسین عرف بھلو میان وغیرہ اسوقت تک باڑھ مین موجود
ہین چوتھے سید شاہ لطافت حسین صاحب انکی شادی نوآبادہ مین ہوئی اور یہ بھی اپنی سسرال
مین جاکر آباد ہوئے اور وہین اونکی اولاد میر شاہد حسین وغیرہ وغیرہ موجود ہین پانچوین مسماۃ شبراتن
کہ جنکی شادی جناب قاضی سید محمد اجمل خان بہادر سے ہوئی قاضی صاحب یکے از روساے عظام قصبہ
باڑھ تھے سنہ ۱۸۶۲ع عیسوی مین ازطرف گورنمنٹ انگریزی بندوبست انکم ٹکس مین اسیسر یعنی ڈپٹی کلکٹر بھی
مقرر ہوئے تھے اڑھائی برس آپنے اس کام کو نیکنامی سے انجام دیا جب یہ محکمہ ابالش ہوا
آپ علیحدہ ہوئے اخیر مین آپکو خان بہادر کا خطاب بھی سرکار سے عنایت ہوا اور بعمر ہفتاد سالگی اس
جہان سے رخصت ہوئے لیکن جناب قاضی صاحب مرحوم نے حین حیات مین اپنی زوجہ اولی کے ایک
دوسری شادی بشوق تولد فرزند اپنی برادری مین کی اون سے ایک فرزند قاضی سید محمد افضل نام ہوئے
اور اونکی شادی جناب شاہ سید مہدی حسین مرحوم موصوف کی لڑکی سے ہوئی جو اسوقت بفضلہ تعالے
یادگار قاضی صاحب ہین اللہم طال عمرہ فی عبادۃ ربہ۔

نقشہ اوسکا یہ ہے

مسماۃ قدیرن زوجہ میر ابو القاسم مرحوم ساکن باڑھ

مسماۃ امتن زوجہ میر عثمان علی شہید لاولد

مسماۃ الفت زوجہ سید حبیب الحسین مرحوم آبگلہ

مولوی سید قادر احمد مرحوم ساکن باڑھ سقامی صاحب

مسماۃ بی بی عائشہ مرحومہ زوجہ سید امیر الدین ساکن باڑھ لاولد

سید احمد حسین صوفی مرحوم لاولد

سید اجمل حسین مرحوم لاولد

سید امیر الدین زوج مسماۃ عائشہ لاولد

سید منیر الدین مرحوم لاولد

سید مہدی حسین مرحوم

سید احمد حسین عرف بھلو میان وغیرہ

سید لطافت حسین صاحب ساکن نوآبادہ

میر شاہد حسین وغیرہ

فصل دویم نسب نامۂ ام الاب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ الغفران

(۱) مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی مولوی فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۲) مولوی تجمل علی مرحوم

(۳) مولوی وارث علی مرحوم زوج مسماۃ حمیدہ بنت مولوی آیت اللہ رحمۃ اللہ علیہ از اولاد ملا شکر اللہ قدس سرہٗ و از اولاد حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کی ہیں اس

(۴) مسماۃ رحیمہ مرحومہ دختر ملا سعید قدس سرہٗ ست

(۵) ملا محمد واصل ہیں

(۶) ملا خیر الدین

(۷) ملا داؤد میں

(۸) ملا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ برادر کلانی ملا شکر اللہ مرقوم الصدر۔

(۹) شاہ عبد الستار رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۰) حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہٗ کہ مزار شان محلہ امیر بہار است۔

(۱۱) حضرت سید موسےٰ ہمدانی

(۱۲) حضرت سید مبارک

(۱۳) حضرت سید ابراہیم

(۱۴) حضرت سید سلیمان

(۱۵) حضرت سید عبد الکریم

(۱۶) حضرت سلطان عبد الحکیم

(۱۷) حضرت سید شاہ عبد الشکور

(۱۸) حضرت سید شاہ نعمت اللہ مدنی

(۱۹) حضرت سید شاہ عبد الحمید مدنی

(۲۰) حضرت سید شاہ عبد الرحیم مدنی

(۲۱) حضرت سید شاہ اسحٰق

(۲۲) حضرت سید شاہ احمد

(۲۳) حضرت سید شاہ محمود۔

(۲۴) حضرت سید شاہ اسمٰعیل

(۲۵) حضرت سید شاہ عبد الرحمٰن

(۲۶) حضرت سید شاہ ابو القاسم

(۲۷) حضرت سید شاہ نور الدین

(۲۸) حضرت سید شاہ یوسف

(۲۹) حضرت سید شاہ رکن الدین

(۳۰) حضرت سید شاہ علاؤ الدین

(۳۱) حضرت سید شاہ یحییٰ مدنی

(۳۲) حضرت سید شاہ زکریا مدنی

(۳۳) حضرت سید شاہ حسن مدنی

(۳۴) حضرت سید شاہ عمر مدنی

(۳۵) حضرت سید شاہ امام عبد اللہ

(۳۶) حضرت سید شاہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

(۳۷) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	(۴۰) حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ
(۳۸) حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ	(۴۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ زوج حضرت
(۳۹) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

واضح ہو کہ مسماۃ مجیدہ زوجۂ مولوی وارث علی مرحوم بنت مولوی آیت اللہ عرف مولوی دلیل اللہ اولاد
سے حضرت ملا شکر اللہ قدس سرہ کے تھے اور جناب ملا شکر اللہ صاحب و ملا امان اللہ رح یہ دونون عینی
بھائی ابن حضرت شاہ عبد الستار رحمۃ اللہ علیہم کے ہین مگر مولوی آیت اللہ و ملا شکر اللہ رح کے درمیان
چند نام چھوٹ گئے ہین کہ اونکا مولف کتاب کو باوجود تلاش کے پتہ نملا اور نیز درمیان حضرت شاہ
عبد الستار و حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہ کے بھی کچھہ نام چھوٹ گئے ہین کہ باوجود تفحص و
تلاش کے پتہ نملا۔ اور مخفی نرہے کہ جناب حضرت دیوان شاہ عبد الفتاح و حضرت دیوان شاہ عبد المجید
قدس سرہما کہ جنکے مزار مقبرہ محلہ صادقپور مین تہے کہ جہان اب مینوسپلٹی کچہری قایم ہے یہ دونون حضرات بھی
اولاد سے ملا امان اللہ و ملا شکر اللہ علیہما الرحمت کے ہین اور انکا ایک شجرہ جو وقت ضبطی جائداد
تک موجود تھا اور اوسکو سرکار نے ضبط کر کے توڑ دیا کہ وہ ترکہ مین مسماۃ واجدہ بنت مولوی لشتاب علی
مرحوم کو ملا تھا۔ لیکن چونکہ فقیر کو اسکا کچھہ نشان نملا کہ یہ دونون حضرات یعنی دیوان شاہ عبد الفتاح و
دیوان شاہ عبد المجید قدس سرہما سے ہمارا خاندان کہان جاکر ملا ہے۔ لہذا اونکو فہرست نسب نامہ
مین درج نہین کیا اطلاعاً عاجزالہ قلم ہوا۔ حضرت مولٰنا امان اللہ قدس سرہٗ زمانہ مین اکبر بادشاہ کے
پیدا ہوئے آپنے عمر زیادہ پائی نور الدین جہانگیر اور شاہجہان کا زمانہ آپنے بالکل طے کیا اورنگ زیب
عالمگیر کے زمانہ مین آپکا انتقال ہوا ان تینون بادشاہون کے زمانہ مین آپ برابر شاہزادگان دہلی کو پڑھاتے
رہے اور ہر ایک بادشاہ نے متعدد مواضعات جاگیر مین آپکو عطا فرمائے جنمین سے بعض کی نام اور لڑنکے
فرامین شاہی کی نقل آگے کردی جاتی ہے اخیر مین مرزا محمد معظم فرزند عالمگیر بادشاہ کو بھی آپنے پڑھایا
اوائل عمر مین آپنے نوکری شاہان دہلی کی بعد اوسکے آپ خانہ نشین ہو کر درس تدریس مین مصروف
ہوئے۔ آپکا مکان محلہ پتھری منحلات شہر پٹنہ تھا مرزا محمد معظم جس زمانہ مین صوبہ دار بہار تھے اکثر آپکے
مکان پر آتے اور فرامین مواضعات لکھکر اپنے ہمراہ لاتے وقت ملاقات ملا صاحب قدس سرہ کے
آپکے بچھاون کے نیچے چپکے سے رکھکر چلے جاتے آپکی نظر جب اون فرامین پر پڑتی اوسکو اوٹھا کر کہین طاق وغیرہ

پر رکھدیتے آخر عمر میں آپنے عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی اور برابر کے پہاڑ پر جو قریب سہسرام ہے جاکر
رہے اور وہیں انتقال فرمایا آپ بڑے عالم فاضل اور عارف کامل تھے آپکو عبادت معبود حقیقی کے
کوئی سروکار نہ تھا آپکے برادر خرد ملا لشکر اللہ قدس سرہ نے بعد انتقال اپنے برادر کلاں کے اُن جاگیر کو
جو وقتاً فوقتاً آپ کو شاہان دہلی کے یہاں سے ملتے رہتے تھے اور آپنے اون کو گھر میں ڈال رکھا تھا۔
دہلی لیجا کر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے حضور میں اون کو جاری کرایا وہاں سے پھر وہ جاگیرات
دعلیا الی سام صوبہ دار بہار لائے۔ وہ بہت مواضعات تھے کہ آپکی اولاد میں نسلاً بعد نسلٍ و بطناً
بعد بطنٍ چلے آتے رہے کہ اون کا تھوڑا سا حصہ دختری مسماۃ دمن و مسماۃ سعیدہ جتان ملا آیت اللہ
مرحوم کو ملا جو اسوقت تک بہلوگون کے دخل میں ہے اور کچھ حصہ اوسکا جو اس فقیر مولف کے باپ دادا تک
ملا تھا ضبط سرکار ہوا اور باقی جو ہمارے بھائی اور بہنون کے نام تھا وہ ہنوز باقی ہے۔ اوسکی بحث
آگے آویگی آپکا خاندان محلہ امیر بہار سے اوٹھکر محلہ کچہری محلات شہر پٹنہ میں آکر بسا اور وہاں سے بعض سلسلہ
صادقپور میں آکر بسے محلہ کچہری میں آپکی بہت بڑی حویلی و رعیت جار وغیرہ تھا حویلی تو گر گئی جسکو اس فقیر نے
خود دیکھا تھا مگر رعیت جار کچھ تھوڑا ہم لوگون کے حصہ میں اسوقت تک باقی ہے آپکی اولاد میں سے ملا
آیت اللہ عرف ملا دلیل اللہ قدس سرہٗ بہت بڑے عالم اور بڑے سپاہی بھی تھے آپ آخر
عمر میں نواب ولاور جنگ فرزند نواب معظم جنگ صوبہ مرشد آباد کے پڑھانے کو مقرر ہوئے تھے۔ آپکی
سپاہ گری کی ایک نقل یہ ہے کہ جب نواب جہانت جنگ کے زمانہ میں مرہٹوں کا لشکر پونا ستارہ سے
واسطے لوٹنے کے عظیم آباد پر آیا اوسوقت آپ مظفر جہاد نواب صاحب کے لشکر کے ساتھ ہوکر گئے تھے
جب لڑے مرہٹوں کا لشکر گھوڑے سواروں کا تھا آپ بھی ایک عمدہ گھوڑے پر سوار تھے اور نیزہ بازی
کر رہے تھے ایک سوار کو آپنے نیزہ مارا اوسکے سینہ سے پار ہو گیا اور نیزہ کا پھل اوسکی ہڈی میں اٹک گیا
آپ اوسکے نکالنے میں مصروف ہوئے کہ ایک دوسرے مرہٹے نے آکر پیچھے سے آپکو نیزہ مارا وہ آپکی بدن
میں آکر پار ہو گیا آپنے اوس نیزہ کو پکڑ لیا اور اوس مرہٹے کا بھی کام تلوار سے تمام کیا اوسی حالت میں آپکو
اور چند زخم لگے اور آپ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے مرہٹوں کا راجہ ہاتھی پر سوار تھا اور سب
کیفیات کو دیکھ رہا تھا آپکی بہادری اور سپہ گری کی قدر شناسی کرکے بے التفات اپنے ہاتھی کو بٹھا کر آپ کو
اوس پر لے لیا اور وقت واپسی پونا ستارہ کو لے گیا وہاں آپکی مرہم پٹی کرکے جب آپ صحیح ہو گئے کچھ

سوار آپکے ہمراہ دیکر اور بہت کچھ زر و جواہر دیکر نہایت عزت کے ساتھ آپکو پٹنہ پہونچا دیا اور آپکی ایک علمی حکایت یہ ہے کہ شاہان دہلی مین سے کسیکو ایک کتاب کی ضرورت ہوئی جو علم ریاضی مین تھی تو اوس نے ناظم صوبہ بہار کو لکھا کہ وہان کے علما مین سے کسی کے پاس وہ کتاب ہو تو نقل کراکر بھیجدو ناظم کا آدمی واسطے دریافت کے جب آپکے پاس آیا تو آپنے فرمایا کہ کتاب تو موجود نہین ہے مگر اگر کوئی کاتب میرے پاس آوے تو مین زبانی لکھا دیسکتا ہون اوسوقت آپکی عمر بہت ہو گئی اور بصارت بھی جا چکی تھی محض گوشہ نشین تھے چنانچہ ناظم صوبہ بہار نے فی الفور ایک خوشنویس کاتب کو آپکی خدمت مین بھیجدیا آپنے ساری کتاب اوسکو زبانی لکھا دی جب وہ کتاب نقل ہو کر دہلی مین بادشاہ کو پہونچی اوسوقت اتفاقات حسنہ سے ایک نسخہ اوس کتاب کا بادشاہ کو کہین سے ہاتھ لگ گیا تھا جب دونون نسخون کا مقابلہ ہوا مطابق پایا الغرض آپ صاحب سیف و قلم دونون تھے۔

آپکی اولاد مین سے جناب سید احمد علی مرحوم اون کے صاحبزادے جناب سید محمد مصطفیٰ مرحوم مؤلف کتاب ہذا کی یاد مین محلہ پتھری مین موجود تھے مگر بعد کو کل املاک اپنی بیچ کھوچ کر الہ آباد چلے گئے اور بعد انتقال سید احمد علی مرحوم اون کے صاحبزادہ سید محمد مصطفیٰ صاحب ۱۲۷۵ ہجری مین عظیم آباد کو تشریف لائے اور پتھری پر مکان و رعیت خانہ آپکا جو کچھہ رہ گیا تھا اوسکو بھی فروخت کر کے پھر آپ الہ آباد کو واپس گئے اوسکے بعد پھر اون کا کچھہ حال معلوم نہوا بالجملہ الا ماشاء اللہ و الا شکر اللہ قدس سرہا کی اولاد ذکور مین سے کوئی بھی اسوقت باقی نہین ہے۔ صرف بیٹی کی اولاد مین سے ہم لوگ ہین۔

اور واضح ہو کہ فرامین شاہی تخمیناً تین عدد جو وقتاً فوقتاً شاہان دہلی کے یہان سے اس خاندان کو ملے تھے وہ وقت ضبطی جائداد مسودہ اوراق ہذا ضبط سرکار ہو گئے۔ مگر جسوقت کہ بند و بست مواضعات صوبہ بہار از طرف سرکار گورنمنٹ ہوا تھا اوسوقت حکم سرکاری ہوا تھا کہ جو شخص جس موضع یا جس اراضی پر قابض و دخیل ہو وہ اپنا قبضہ اور وجہ مقابضت دکھلاوے تب وہ شی اوسکے ساتھ بند و بست کیجاویگی چنانچہ اوسوقت حضرت جد امجدم مولوی فتح علی مرحوم نے ایک عرضی دعوی لکھا اوسمین ہر ہر موضع کی نسبت کہ جسپر جو لوگ اوسوقت قابض و دخیل تھے وجہ مقابضت دکھلائی کہ فلان بادشاہ نے فلان سنہ مین فلان شخص کو یہ موضع دیا اور اوس شخص موہوب لہ سے وراثتاً اسطور پر ہم کو پہونچا پس اوس عرضی دعوی کی نقل اسوقت پاس جناب حکیم مولوی محمد نصیر صاحب سلمہ اللہ تعالے کے موجود ہے اوسی سے مین نے اس

نسب نامہ کو حضرت مخدوم احمد چرم پوش تک لکھا ہے۔ اور حضرت مخدوم سے اوپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک کتاب حضرت شاہ محمد نور صاحب مدظلہ ساکن محلہ اسیر بہار سجادہ نشین حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس سرہ سے لیا ہے من شاء فلیطر ھماک ینا بجیہ لقل اول فرامین کی یہی درج ذیل ہے

محمد شاہ بادشاہ

نام واہب	محمد شاہ بادشاہ۔
فرمان عطا	مرقومہ دوئم رمضان سـ۳ـنہ جلوس مطابق سـ[illegible]ـنہ ہجری۔
موہوب لہ	شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ اولاد ملا شکر اللہ درویش۔
موضع موہوبہ	سنگرامپور رگھاکول پرگنہ بہار صوبہ پٹنہ مقدار رقبہ ایکہزار بیگہ۔
مصرف حال	بی بی رشیدہ زوجہ و مساۃ سعیدہ و مساۃ دیپن نشان ملا آیت اللہ
تاریخ پروانہ	وزیر الملک نظام الملک فتح جنگ بہادر سپہ سالار مرقومہ دوئم جمادی الاول سـ۶ـنہ جلوس مطابق سـ۱۱۳۶ـنہ ہجری۔
صدور پروانہ	صدر الصدور معتمد الملک معظم خان خانخاناں بہادر مظفر جنگ مرقومہ ہہم ربیع الثانی سـ۶ـنہ جلوس مطابق سـ۱۱۳۶ـنہ ہجری۔
وجہ عطا	مدد معاش

محمد فرخ سیر بادشاہ

نام واہب	محمد فرخ سیر بادشاہ
فرمان عطا	مرقومہ پنجم صفر سـ۱۱۲۴ـنہ ہجری
موہوب لہ	ملا غلام رسول متعلقان ملا امان اللہ ولد شاہ عبد الستار درویش
موضع موہوبہ	محال موضع گوڈھاما اصلی مع داخلی پرگنہ شاہ پور بہار ضلع پٹنہ رقبہ ایکہزار بیگھہ
مصرف حال	مساۃ دیپن و مساۃ جمیلہ نشان شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ برادر حقیقی ملا اسمٰعیل
تاریخ پروانہ	یکم صفر سـ۱۱۲۴ـنہ ہجری۔

صدور پروانہ	سید عبداللہ خان و افضل خان صدر جہان صدر الصدور و وزیر الممالک نظام الملک
وجہ عطا	مدد معاش۔

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

تاریخ فرمان عطا	مرقومہ ۲۴ رمضان ۱۰۹۰ھ ہجری
موہوب لہ	ملا امان اللہ از فرزند مخدوم احمد چرم پوش
شے موہوبہ	موضع کھوریٹھ رقبہ چہل بیگہ
وجہ عطا	مدد معاش
مصرف حال	مساۃ وپن و مساۃ سعیدہ بنتان شیخ دلیل اللہ عرف ملا آیت اللہ از فرزندان ملا شاکر اللہ درویش
پروانہ	وزیر الملک جعفر خان

شاہ جہان بادشاہ

تاریخ صدور فرمان مرقومہ ہشتم جمادی الثانی ۱۰۴۹ھ ہجری

موہوب لہ	ملا محمد عباس
وجہ عطا	مدد معاش
مصرف حال	مساۃ بولن
مصرف حال بوجہ ارث	مولوی وارث علی و مولوی ہدایت علی خواہر زادگان مساۃ بولن
پروانہ	سید احرام خان و محمد رضا خان صدر الصدور
موضع معہ رقبہ	موضع صادقپور سنگرام پرگنہ حویلی عظیم آباد۔ رقبہ ایکہزار بیگہ

واضح ہو کہ محلہ صادقپور ایک ہزار بیگہ پر دانہ عطا میں ہلوگون کو دیا گیا مگر نہ معلوم کس وجہ سے دخل صرف اوپر تینتیس بیگہ کے ہوا پس یہ تینتیس بیگہ اسطرح پر تقسیم پایا کہ جملہ تیرہ سہم قرار دیا گیا ازانجملہ پانچ سہم مولوی فتح علی مرحوم نے لیا اور چار سہم فرزندان مولوی لبشارت علی مرحوم اور

دوسیم مسماۃ قدیرن زوجہ میر ابوالقاسم مرحوم ساکن باڑھ اور دوسیم مسماۃ آملی زوجہ
مولوی عبدالعلی مرحوم مولوی عدالت پٹنہ۔

بی بی سویں بنت الاسعید قدس سرہٗ زوجہ مولوی امداد علی مرحوم

انکے ایک بیٹا مولوی عبدالعلی اور دو بیٹیاں مسماۃ رسولن زوجہ شاہ محمد معز حضرت شاہ ہوساکن محلہ
سمو بیہ و مسماۃ تولن زوجہ شیخ ہدایت علی ساکن مہدانوان۔ مولوی عبدالعلی لاولد گذرے
اور مسماۃ تولن کے صرف ایک بیٹا مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ اور انکے پانچ بیٹے اور
چار بیٹیاں ہوئیں اور آپکی شادی ساتھ مسماۃ لطیفن بنت شاہ محمد معز موصوف کے ہوئی تفصیل
اولاد کی یہ ہے۔ مولوی احمد اللہ رح زوج مسماۃ لیدن بنت حضرت شاہ محمد حسین رح ساکن
سمو بیہ مولوی ولی اللہ رح یہ مجذوب صفت تھے آپکو ہوش و حواس اکل و شرب و ستر پوشی
وغیرہ کا بھی نہ تھا لہذا آپکی شادی ہوئی آپ تخمیناً پچاس برس کی عمر میں رحلت فرما ہوئے مولوی
فیاض علی زوج مسماۃ حفیظہ و مولوی یحییٰ علی زوج مسماۃ حمیدن۔ و مولوی اکبر علی زوج مسماۃ
شریفن و مسماۃ جمیلۃ النساء جن کے زوج اول مولوی قمر الدین شہید و زوج ثانی مولانا
ولایت علی علیہ الرحمۃ ہوئے۔ و مسماۃ وہیبن زوجہ مولوی اولیا علی رح۔ و مسماۃ وشیمن
زوجہ شیخ ولایت حسین بن شیخ لوارث حسین ساکن موضع امتھوا۔ و مسماۃ میرن بارہ
تیرہ برس کی عمر میں قبل از شادی انتقال کیا۔

مولانا عبد العلی مرحوم

نواب مظفر جنگ ونیز نواب دلاور جنگ کے وقت مین جبکہ انگریزی کمپنی اور نواب صاحب ملکر صوبہ مرشدآباد و صوبہ بہار پر حکمران تھے آپ نواب صاحب کیطرف سے مولوی عدالت کے عہدہ پر (کہ جسکو آجکل جج کہتے ہین) صوبہ بہار مین مقرر تھے اور آپ ہی کے واسطے یہ مکان کچہری جواب گلزار باغ مین ہے تیار کی گئی تھی عدالت دیوانی و فوجداری کے کل مقدمات آپکے پاس دائر ہوتے تھے مگر جب دورہ کا مقدمہ خون وغیرہ کا ہوتا اوسوقت ایک انگریز بھی آپکے ساتھ بطور جوری کے شریک رہتا آخر مین جب کمپنی بہادر نے نواب صاحب کی نقد تنخواہ کردی اور ملک کا بندوبست کل اپنے ہاتھ مین لے لیا آپ مستعفی ہوکر خانہ نشین ہوگئے ہر چند کمپنی نے چاہا کہ آپکو اوسی عہدہ پر بحال رکھین مگر آپنے قبول نفرمایا آپ بہت بڑے عالم اور درویش صفت فقیر دوست تھے آپکو جو کچھہ نواب صاحب سے ملتا تنخواہ یا انعام وغیرہ وہ کل ذوی الحاجات واہل برادری مین صرف کرڈالتے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھکر اور ہدیہ کرکے اپنا ذاتی صرف اوسی سے کرتے آپکو جو نواب صاحب کی طرف سے ماہی و مراتب و عصا و سونٹا سوار و پیادہ واسطے جلوس کے مرحمت ہوا تھا کبھی اوس کو اپنے ہمراہ نرکھتے آپ محض سادی وضع سے موٹا کپڑا پہنکر ایک چھر کیدار کہنہ تامجان پر کچہری اور دربار کو جایا کرتے آخر عمر مین آپ مختل الحواس ہوگئے تھے آپنے جناب حضرت سید احمد صاحب بریلوی کو بھی پایا اور

بیعت حاصل کی آپکی عمر قریب سو برس کے پہونچی تھی آپکا انتقال شاید ۱۲۸۲ ہجری میں ہوا ہے

جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

فرزند شیخ ہدایت علی مرحوم ساکن پھلواری حال مقامی صادق پور شہر عظیم آباد پٹنہ آپکی شادی ساتھ مسماۃ لطیفن بنت جناب حضرت شاہ محمد معروف شاہ مودود اللہ ساکن محلہ سوہیہ کے ہوئی جناب امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب جب پٹنہ تشریف لائے تھے اوسوقت آپ نے بھی سید صاحب کو اپنے مکان میں مدعو کیا اور وعظ کہلوایا مگر آپکو بیعت کا اتفاق نہیں ہوا آپکے دو صاحبزادے جنکا نام احمد بخش و ولی بخش تھا جناب سید صاحب نے اونکو بدل کر احمد اللہ و ولی اللہ رکھدیا آپ اپنے زمانہ کے بڑے قابل عاقل لائق ہوشیار مدبر لوگوں میں تھے آپ شہر عظیم آباد کے روسائے عظام میں سے شمار کئے جاتے تھے آپ بحیثیت عقل و دانش و فہم و فراست یگانہ زمانہ تھے بڑے بڑے روسائے عظام آپسے اکثر اپنے امور خاص میں صلاح و مشورہ لیا کرتے تھے آپکی گورنمنٹ انگریزیہ میں بھی بڑی قدر و منزلت تھی آپ نہایت ہی خوش اخلاق ذی مروت مراد پرور تھے آپکے مزاج میں نہایت استقامت و ثبات قدمی تھی آپ جس کام کو اچھا سمجھتے کبھی اوس سے نہ ہٹتے باوجود اسکے کہ اگر کوئی لڑکا بھی اگر حق بات بتا دے تو اوس کے ماننے میں آپکو کچھ عذر ہوتا آپ بدرجۂ غایت حق پسند تھے ع شتابیک ہر دکاں کہ باشد پر آپکا پورا عمل تھا۔ حدیث شریف الحکمۃ ضالۃ المؤمن پر آپکا پورا تمسک تھا یہی بات تھا کہ آپنے آخری عمر میں اپنے صاحبزادۂ خرد مولوی اکبر علی مرحوم کی ہدایت سے جناب حضرت مولینا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنی صبیہ مسماۃ جمیلۃ النساء کو آپکے نکاح میں دیا یہ اول نکاح ہے جو عظیم آباد پٹنہ کے شریف خاندان میں ہوا جزاھم اللہ خیر اوسوقت آپنے اپنے تین صاحبزادوں کو یعنی مولوی فیاض علی رح و مولوی یحییٰ علی رح و مولوی اکبر علی کو مولانا علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں دیدیا اور آپ مولانا کا اسقدر ادب کرتے کہ بحرمت حضرت کے کبھی نام نہ لیتے آپکے اوصاف حمیدہ و شمائل ستودہ بہت کچھ ہیں کہ اس قرطاس تنگ اساس میں اسکی گنجایش نہیں آپ کو بوجہ بعض خدمتوں کے نواب مرشد آباد کی طرف سے کچھ محال جو ایک موضع ہے قریب بہار کے جسکا رقبہ اسامی

چار ہزار بیگہہ اور آمدنی سالانہ تقریباً پندرہ ہزار روپیہ ہے - اور موضع بجے گوپال پور پرگنہ شاہ پور منیر کہ
جسکا رقبہ سات سو بیگہہ اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ تھا عطا ہوا جو وقت ضبطی جائداد مولوی احمد اللہ
وغیرہ ضبط سرکار ہو گیا اور علاوہ اوسکے مواضعات موروثی بھی تھے آپکا نسب نامہ اس عاجز نے بہت کچھ
تلاش کیا آپکے ہمجد لوگ جو موضع مہدانوان وچھپرہ وغیرہ مین ہین اونکے پاس بھی تفحص وتجسس کیا مگر
افسوس صد افسوس کہ باوجود سعی بلیغ کے گوہر مراد ہاتھ مین نہ آیا صرف آٹھ نو نام آپکے اسلاف کے بذریعہ
عزیزی مولوی عبد الغفار مرحوم پسر مولوی اطہر حسین مغفور ہاتھ لگے جو ہدیہ ناظرین کرتا ہون وھوھذا
مولوی الٰہی بخش مرحوم - بن شیخ ہدایت علی - بن شیخ معز الدین - بن شیخ امام الدین - بن شیخ کریم الدین بن شیخ
بڑہن شہید - بن شیخ الہ داد بن شیخ معز الدین الی حضرت جعفر طیار - بن ابی طالب برادر حضرت علی کرم اللہ
وجہہ - کرسی نامہ نانیہالی یہ ہے جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم بن شیخ ہدایت علی - بن شیخ معز الدین - بن
بی بی فاضلہ - بنت شیخ ہدایت اللہ - بن شیخ احمد سعید - بن شیخ حمزہ - بن شیخ جمال الدین محمد بن شیخ معز الدین
اس کمترین مؤلف کتاب کا معمول تہا کہ روزانہ آپکی شرف ملازمت حاصل کرتا اور آپکے فیض صحبت اور کلمات
طیبات سے بہرہ مند ہوتا نسب نامہ خاندانی وحالات خاندانی جو کچھ اس کمترین نے ان اوراق مین لکھا
ہے وہ اکثر آپ ہی کے ملفوظات گوہر صفات ہین آپ ہی سے مسموع ہوئے ہین آپکی ولادت ۱۲۰۱ھ سنہ
بارہ سو ایک ہجری مین ہوئی اور انتقال آپکا ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچھتر ہجری مین ہوا عمر آپکی چہتر برس کی ہوئی
مزار آپکا جہعہ مسجد محلہ نمو ہیہ بالین مزار حضرت شاہ ابو البرکات قدس سرہ کے ہے آپکا رنگ
سانولا قد میانہ تھا بال کھچڑی آخر مین آپکی بصارت بھی جاتی رہی تھی آپکی اولاد کی تفصیل او پر گذر چکی
ہے آپکی جملہ اولاد ایسی لایق اور عمدہ ہوئین کہ اگر ہر ایک کو گوہر شب چراغ اور در یتیم کہین تو ہرگز مبالغہ
نہو گا اللھم اغفرلہ وارحمہ -

جناب حضرت مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۲۲۳ھ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے آپکا اول نام احمد بخش تھا جناب حضرت سید احمد صاحب نے احمد اللہ کہا
آپکی شادی ساتھ مسماۃ بصیرن صبیہ کلانی حضرت جناب شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نمو ہیہ کے
ہوئی اور اس نکاح کو حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب قدس سرہ نے پڑھایا آپکو ابتدائی

کتاب صرف و نحو جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے پڑھی مولانا صاحب واسطے تکمیل علم کے
لکھنؤ تشریف لے گئے تب آپ نے جناب مولوی سید علی صاحب ساکن آرہ شاہ آباد سے پڑھا اور اوس کے
ایک اور عالم سے جو عظیم آباد میں تشریف رکھتے تھے مولف کتاب کو اون کا نام یاد نہیں آپ نے فراغ حاصل
کیا بعد اوسکے درس تدریس میں مصروف ہوئے آپکے برادران مولانا امام علی و مولانا نجیب علی و مولانا
اکبر علی علیہم الرحمۃ نے آپ ہی سے پڑھا اور جناب حکیم مولوی ارادت حسین و جناب حکیم مولوی
وجاہت حسین مرحوم نے بھی درسی کتابیں آپ ہی سے ختم کیں جناب اخی الاعظم حضرت اوستادی حکیم
مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ جو آپکے خلف اکبر ہیں اونھوں نے بھی آپ ہی سے فراغ حاصل کیا بالجملہ اس محلہ
صادق پور میں پچھلے زمانہ میں جو عالم ہوئے وہ کل آپ ہی کے شاگرد ہیں یا آپ کے شاگرد کے شاگرد
چنانچہ اس کمترین کو بھی کچھ عرصہ تک خاص آپسے شرف تلمیذ کا حاصل ہوا ہے علاوہ اسکے اور بہت سے
علماء آپسے فارغ التحصیل ہوئے آپ نے سند حدیث کی جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ سے لی
آپ جامع معقول و منقول تھے اور نہایت ذہین و ذکی اور بہت عقیل و لبیب۔ ایک زمانہ آپکی فہم
و فراست و کیاست کا قائل تھا آپ روساے عظام میں سے عظیم آباد کے تھے ساتھ ہی اسکے
نہایت منکسر المزاج غریب پرور صاحب خلق عظیم ہر دل عزیز ذی مروت و سخاوت تھے۔ بہت د
لیری و حمیت و ہمدردی قومی و حب وطن یہ خاص آپکا حصہ تھا اس کمترین کے قلم میں وہ طاقت
کہاں جو آپکے اوصاف حمیدہ میں سے ایک شمہ بھی بتا سکے۔ انسان کو بحیثیت انسانی جو کچھ اوصاف
چاہئیں اونکا مجموعہ اللہ تعالے نے آپکو بنایا تھا حق پسندی و بہی خواہی عامہ بنی آدم خاص آپکا
شیوہ تھی بہبودی خلایق و رفاہ عام میں آپ جان و مال سے دریغ نفرماتے تمام شہر ہر کہ و مہ آپکو
اپنا بہی خواہ و سرپرست سمجھتا اور آپسے تمام جزی و کلی امور میں مشورہ لیتا آپ الولد سر لابیہ کے
پورے مصداق تھے بلکہ بدرجہا زیادہ آپکی عقل و دانش کا اسقدر شہرہ تھا کہ گورنمنٹ انگریزی
بھی آپسے اکثر رفاہ عامہ کے باب میں مشورہ لیا کرتی آپ ممبر کمیٹی برابر رہا کرتے تھے آپ حکام میں
ضلع و ولیسرائے بہادر میں درجہ اول میں شمار ہوتے تھے۔ اکثر وہ مقدمات جو رعایا و گورنمنٹ
کے مابین بابت تکرار کسی اراضی کے ہوتا یعنی وہ اراضی گورنمنٹ کو رعیت سے خریدنی منظور ہوتی
اوسکی قیمت کا فیصلہ آپ ہی کے سپرد ہوتا اور آپ اس خوبی سے فیصل فرماتے کہ حاکم و محکوم دونوں مطمئن

ہوجاتے - جب انکم ٹکس کا نیا بندوبست گورنمنٹ کی طرف سے شروع ہوا اوسوقت چار اسیسر ہندو اور دو مسلمان نہایت امانت دار و دیانت دار منتخب کرکے سرکار کی طرف سے اوسمین مقرر کئے گئے آپ کا اوسمین نمبر اول تھا آپکی ہرگز خواہش نتھی کہ اس نوکری کو قبول کرین مگر حکام کے اصرار اور احبہ و اعزہ کی فہمایش سے آپنے چاروناچار قبول کیا اور اس خوبی سے آپنے اِسکو انجام دیا کہ حکام و رعیت دونون آپکے ثناخوان رہے آپ مقدمات دورہ مین جب کبھی بلائے جاتے اور اختلاف راے جج سے اگر آپکو ہوجاتا تو آپ ہی کی راے پر مقدمہ صدر سے فیصل ہوتا آپکی تحریرات مقدمات کے فیصلہ مین ایسی مدلل اور زور آور ہوتی کہ گورنمنٹ اوسکو بخوشی قبول کرتی انھین وجوہات سے بعض نو دولت رئیس شہر کے آپسے حسد و عناد رکھتے کیونکہ آپکی موجودگی کی حالت مین ان ناتعلیم یافتہ شخص کی کوئی بات حکام و گورنمنٹ کے سامنے پیش رفت نجاتی اور مثل مار و پیچ و تاب کھاکر رہجاتی لیکن پھر بھی مانند کژدم شعر نیش عقرب نہ از پئے کین ست ؛ مقتضاے طبیعتش این است - جب کسی حاکم کو سیدھا سادا پاتے نیش زنی اور چھوٹھ چغلی سے باز نہین آتے آپکو آخر عمر مین بوجہ معذوری حضرت جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم کے امور خانہ داری وکثرت ارباب ملاقات و انجام دہی امور مفوضہ گورنمنٹ سے فرصت نہ ملنے لگی تب آپنے درس تدریس کا شغل ترک کیا اوسکو حوالہ اپنے برادران و فرزندان کے کیا آپکے اخلاق حمیدہ ایسے عام تھے کہ ہر خرد و کلان ہندو مسلمان سنی و شیعہ مثل پروانہ آپکے ساتھ محبت والفت و جان نثاری کا دم بھرتا چنانچہ جناب نواب سید لطف علی خان صاحب مرحوم رئیس پٹنہ و جناب نواب محمد تقی خان صاحب رئیس مظفرپور و جناب مولوی سید اعظم الدین حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر وغیرہ صاحبان باوجود مذہب شیعہ ہونیکے آپکے ساتھ محبت قلبی والفت دلی رکھتے تھے مگر یہان وہی چند نو دولت بیعلم جاہل کہ جبلت مین شر و فساد تھا اور جنکی انکھین مانند موش کور کے شعاع شمس سے چندھیاتی تھین اور نور بصیرت سے محض بے بہرہ تھین وہ ہمیشہ اپنے فکر مین درپے آزار آپکے رہے اور جب کبھی کسی حاکم کو کن تیلا پایا اپنی نیش زنی سے باز نہ آئے چنانچہ ۱۸۵۷ء مین جبکہ ہندوستان مین غدر ہوا اوسوقت پٹنہ مین ولیم ٹیلر صاحب بہادر کمشنر تھے صاحب موصوف کا مزاج ہندوستان کے غدر کے حالات اور بگڑی ہوئی پلٹنون کے سپاہیون کی تعدی و ظلم و سنگدلی کی کیفیت سنکر نہایت مختل ہو افروختہ ہو رہا تھا ایسی حالتمین اُن رئیسون نے جو بظاہر جامۂ انسانی مین تھے اور باطن مین

بہت خوفناک دشمن ہو گئے تھے موقع پاکر صاحب موصوف کو بہکا اور ورغلا کر اور کذب و دروغ باتیں
سمجھا کر جناب ممدوح کی طرف سے بدظن کر دیا اور ادھر راجہ کنور سنگھ ساکن جگدیس پور ضلع شاہ آباد نے
بھی بغاوت اختیار کی ایسی وجوہات سے ٹیلر صاحب موصوف نے حضرت جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کو اور آپکے ماموں حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن پھلواری کو جو ایک بہت بڑے پیشوا و سرگروہ فرقہ
اہل حدیث کے سمجھے جاتے تھے اور جناب مولوی حافظ الحق ساکن محلہ گوربٹہ کو بہانۂ ملاقات بُلا کر نظربند
کر دیا اوسوقت آپ تخمیناً تین مہینے نظربندی کی حالت میں رہے اور نہایت صبر و استقلال کو آپ کام میں
لائے چونکہ اوسوقت بعض حکام جو نہایت زیرک و مردم شناس و منصف مزاج تشریف پر موجود تھے
انھوں نے صورت حالیہ کو بذریعہ اپنی رپورٹ کے گورنمنٹ میں پیش کیا وہاں سے اس مقدمہ کی خوب چھان
بین ہوئی بالآخر وہ چال بیشی معزب مخذول و سرنگوں ہوئے اور آپ تینوں صاحبوں کی بیگناہی ثابت ہوکر رہائی
ہوئی اور ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ بہت جواب طلب اور معاتب گورنمنٹ ہوئے حتی کہ صاحب موصوف ہمیشہ
کے لیے معزول ہوئے مگر صاحب موصوف نے بعد معزولی بھی اس پٹنہ کو چھوڑا
اور بذریعہ پیشہ وکالت اسی پٹنہ میں مقیم رہے اور ایک عرصہ تک بغض و عناد کو دل میں
صاحب بہادر کی طرف سے جناب مولانا ممدوح اور کل خاندان آپکے پیدا ہو گیا کہ جسکو وہ رئیس ہمیشہ عرصہ تک
بڑھاتے اور اوسکو وجہ کرنے کی فکر میں تب وہ دن ان کو دشمنوں سے لگے رہتے اور ہمیشہ گرفت کے
وقت کے منتظر رہتے تھے کہ ناگاہ ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی میں مقدمہ اعانت باغیان متا
حضرت مولانا یحییٰ علی قدس سرہ پر جو آپکے سگے بھائی تھے اور میرا اس فقیر مؤلف کتاب ہذا پر دائر ہوا اور ہمراہ
انبالہ میں منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری وغیرہ اور ملک بنگال میں قاضی میاں جان وغیرہم بہت سے لوگ گرفتار
ہوئے اور تمام ہندوستان میں ایک ہنگامہ سخت برپا ہوا کئی آدمی گرفتار ہوئے اور انبالہ میں ان سب لوگوں کو جمع کرکے مقدمہ کی تحقیقات
شروع ہوئی جسکی تفصیل تواریخ عجیبہ مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب انبالہ سے معلوم ہوسکتی الغرض جب ان لوگوں کا مقدمہ طے
ہو گیا اور ان لوگوں کو عبور دریائے شور کا حکم ہو گیا اوسوقت ٹیلر صاحب اور اون کے متعین مثل مشہور
کمر بستہ کھڑے ہو گئے اور جوڑ توڑ کرنے لگے اور چونکہ حکام ضلع و گورنمنٹ اوسوقت خاندان صادق پور سے
خصوصاً اور جملہ فرقہ اہل حدیث سے عموماً بدظن و خشمناک ہو رہے تھے اسکا موقع پاکر حاسدان کمینوں نے
حکام ضلع و گورنمنٹ کے کان میں پھونکا کہ یہ ممکن نہیں کہ مولوی یحییٰ علی و عبدالرحیم و جملہ فرقہ اہل حدیث اس

بغاوت کے جرم مین ملوث ہون اور مولوی الٰہی اللہ اوس سے بری رہین فرد یہ شخص بھی اون لوگون کا ہمراز معاون و مددگار ہوگا مگر اپنی ہوشیاری و عقلمندی و قابلیت کے باعث الگ تھلگ رہا اور اس بات کو کچھہ اسطرح پر چکنا چپڑا کرکے اور روغن قاز ملکر دکھایا کہ حکام نے اسکو سچ مان لیا اور انہین نا اندیش دشمنونکیطرف سے تیاری شروع ہوئی کہ جسطور سے ہوسکے سچ یا جھوٹ باتی وجہ کان مولوی احمد اللہ کو بھی اس مقدمہ مین پھانس لینا چاہئے چھوڑنا ہرگز نچاہئے جب یہ قصد اس فریق کا ہوگیا دیر کیا تھی صد ہا گواہ جھوٹے بعضے لطمع زر اور بعضے لطمع نیک نامی و خطاب اور بعضے لطمع رہائی و عطاے جائداد ضبط شدہ تیار ہوگئے اوسوقت وہ چغل لوگ کہ جنکے سینہ پر کینہ مین نار حسد سلگ رہی تھی خوب چھٹ کھیلے اور اپنے کینہ دیرینہ کو خوب نکالا - آخر حضرت جناب مولنا سنہ ۱۸۶۴ع مطابق سنہ ۱۲۸۱ھ ہجری مین گرفتار ہوئے اوسوقت پٹنہ کے جج جو تھے وہ نہایت منصف مزاج عادل نیک طینت تھے ان چغل لوگون نے سمجہا کہ جبتک یہ صاحب یہان ججی کے عہدہ پر رہینگے یہ مقدمہ ہرگز سرسبز نہین ہوسکتا ہے گورنمنٹ مین اس کیفیت کو پیش کیا گورنمنٹ چونکہ خود اوسوقت برسر مخاصمت تھی یہ شوشہ ان لوگون کا چل گیا فی الفور ایک دوسرا جج جو جناب مولانا کے مزاج وطبیعت سے ناواقف تھا خاص اس مقدمہ کے فیصلہ کے واسطے بھیجدیا گیا پھر کیا تھا ٹیلر صاحب اور اونکے مشیر بد باطن کمربستہ ہوکر کھڑے ہوگئے اور جہانتک اونسے ہوسکا اس مقدمہ کے ثبوت بہم پہونچائے اور شہادت ناجایز کے حاصل کرنے مین جان و مال سے حاضر ہوگئے اور اپنے دل کے پھپھولے خوب پھوڑے اسی ایک کارروائی سے جو نہایت جابرانہ و تحکمانہ اس مقدمہ مین کیگئی کہ جسکی نظیر برٹش عملداری مین دوسری پائی نہین جاتی حضرات ناظرین دوسری باتون کو بھی جو اس مقدمہ مین کام مین لائی گئی قیاس فرماسکتے ہین بالجملہ جناب مولانا کو حبس دوام بعبور دریاے شور کا حکم ہوا اوسوقت بجز ان چند مفسدین کے تمام شہر عشرۂ محرم ہوگیا ہندو و مسلمان شیعہ و سنی چھوٹا بڑا آہ سرد بھرتا اور سخت ماتم مین مبتلا ہوا اور ہر طرف سے بکا و واویلاہ کا شور مچا مگر جناب مولانا کا صبر و استقلال اس درجہ تھا کہ جسکے بیان سے قلم و زبان قاصر آپ نہایت خوش اور اپنی تقدیر پر نہایت راضی و شاکر اور اپنے مالک حقیقی و فعال تحقیقی کے نہایت ممنون و خشوع و خضوع کے ساتھ تھے اور اس قید کو نہایت کشادہ پیشانی و خندہ دلی کے ساتھ باعث فخر و اقبال حضرت رب الشان سمجھا ہرگز آپکے دل اخلاص منزل پر کچھہ بھی گزند

ہر رنج وقلق تھا جو شخص آپکو دیکھتا آپکے چہرہ مبارک کو خندان و فرحان دیکھکر متحیر ہو جاتا سچ تو یہ
ہے کہ اس قسم کا صبر واستقلال ورامی برضاء اللہ و صابر لقضاء اللہ بعد صحابہ کرام و اہلبیت علیہا
کے کبھی دیکھا اور سنا نہیں گیا محمد کم مایہ و بالالائق آدمی کا کام نہیں کہ آپکے استقامت و ثبات کو
قید تحریر میں لاکر ہدیہ ناظرین کرسکے اوس کیفیت کو کچھ ہم بہتری سے تعلق تھا یہاں میں اوسکی گنجائش
نہیں حاصل کلام آپ قید کرکے پورٹ بلیر اینڈامان بھیجدئے گئے اور آپ اٹھارہ برس اوس تکلیف و مصائب
میں زندگی بسر کرکے راہی جنت الفردوس ہوئے آپنے اس زمان مصائب وتکلیف کو جس صبر و تسلیمی
و اطمینان قلبی کے ساتھ طے کیا بیان اوس کا احاطہ تحریر میں آ نہیں سکتا آپ ہمیشہ شاکر وسپاسگذار
اپنے مالک کے رہتے حکام یوروپین بھی آپکی عزت کرتے تمام ساکنین جزیرہ کیا قیدی اور کیا فری
سوداگر پولس پلش العرض کل کے وہ آپکا ادب و عزت و توقیر کرتے اول آپ جب جزیرہ میں پہنچے ہونیکے
خانہ منشی سیداکبر خان صاحب ساکن آگرہ جو ہیڈمنشی چیف کمشنر صاحب تھے ان کے تھے آپکو
ماجارت صاحب بہادر اپنے مکان پر لیگئے اور وہیں آپ تخمیناً پانچ برس رہے اور کچہری میں صاحب چیف
کمشنر کے عہدہ محرری تائیدی ہیڈمنشی صاحب مقرر ہوئے منشی صاحب موصوف نہایت شریف
اور نیک جوہر کے آدمی تھے ہم سب لوگوں کے ساتھ جو لوگ وہاں پہونچے چلے گئے ایک نگاہ مہربانی رکھتے
اور محبت والفت برتتے بعد اسکے صاب لارڈ میو صاحب گورنر جنرل بہادر کو ایک نالائق
شیر خان حجام ولایتی نے ناحق قتل کیا اوسکی اس وحشیانہ حرکت سے حکام جزیرہ کا مزاج بگڑ گیا
اور خصوصاً مسلمانوں کی طرف سے زیادہ تر متوحش ہو گیا کیونکہ وہ قاتل وحشی بھی تو مسلمان ہی
تھا جناب کمشنر صاحب بہادر نے اکثر مسلمانوں کو جو صدر ٹاپو راس آئیلینڈ میں (کہ جہاں بڑے
بڑے حکام رہا کرتے تھے) عہدہ محرری و جمعداری وغیرہ پر مقرر تھے دوسرے ٹاپوؤں کو جو دور
دور صدر ٹاپو سے جنگل میں واقع تھے بدل دیا اوس وقت جناب مولانا کو بھی وائپر آئیلینڈ ان ویلڈ
گنگ میں تبدیل کر دیا جو خاص واسطے بوڑھے اور کمزور لوگوں کے مقرر تھا مگر وہاں بھی بعہدہ محرری
میڈیکل ڈپارٹمنٹ میں مقرر کیا دس روپیہ ماہوار اور راشن آپکے واسطے مقرر ہوا اور ایک مکان
خاص نہایت قریب ہسپتال سے آپکے رہنے کو ملا اور ایک نوکر کھانا پکانے اور دیگر خدمتگاری
کے لئے بھی دیگیا اور ایک محرر آپکی تائید میں مقرر کیا گیا حکم ہوا کہ جسقدر کام ہسپتال کا آپ اپنی خوشی

سے کر سکین کرین اور باقی کام وہ تائید کریے گا الغرض بقیہ ایام زندگی آپنے وہین طے کیے جو کچھ کام ہسپتال کا ہوسکتا کرتے اور بعد اوسکے ذکر اللہ و تلاوت قران مجید و نماز و دعا وغیرہ مین مصروف رہتے نماز تہجد آپکی ناغہ نجاتی اور جو قیدی یا فری آپکے پاس آجاتا آپ اوسکی ہدایت کرنے مین بھی دریغ نفرمانے صد ہا قیدی جنھون نے کبھی اپنے رب کے سامنے سر جھکایا تھا اپنے افعال ناشایستہ سے تائب ہوکر مومن موحد پابند صوم و صلوٰۃ قائم اللیل بن گئے۔ پولس اور پلٹن کے لوگ بھی آپسے فائدہ لینے مین محروم نرہے آپکے پاس ایک جماعت مستفیدین کی ہمیشہ حاضر رہتی ہسند وہی آپکے ملفوظات طیبات سے فائدہ اوٹھاتے الغرض آپ نہایت صبر و شکر و استقلال کے ساتھ سر گرم ہدایت و نفع رسانی خلق اللہ رہتے۔ ہر کہ و مہ کو آپکے ساتھ کچھ ایسی محبت و گرویدگی تھی کہ ہر شخص آپکو اپنا پدر مہربان سمجھتا یہ فقیر مولف کتاب بھی بعد واقعہ لارڈ میو صاحب اوس صدر ٹاپو سے تبدیل ہوکر ایک دوسرے جنگل کے ٹاپو مین بعہدہ محرری ہسپتال مقرر کیا گیا اور آپکی صحبت کیمیا خاصیت سے محروم رہگیا مگر پھر بھی مہینہ مین ایک بار بحصول اجازت اپنے افسر مافوق کے واسطے چند گھنٹون کے حاضر ہوجاتا اور بذریعہ تحریر یا بذریعہ آیندہ و روندہ اکثر آپکی خیریت مجکو اور میری خیریت آپکو معلوم ہوجایا کرتی مگر ہان جبکہ مین نے بعد گذر جانے بارہ برس کے حالت قید مین حسب منشاے قانون وہان کے کار محرری چھوڑ کر موضع ابرڈین مین دکان کر لی تھی اوسوقت البتہ مہینہ مین دو ایک بار آپکی خدمت مبارک مین حاضر ہوتا اور از صبح تا شام وہان رہتا مگر شب باشی کی اجازت اوس حالت مین بھی حکام کی طرف سے نہین تھی لہذا بناچاری واپس آتا اور جبکہ بوجہ دکانداری اس فقیر کا ہاتھ کشادہ ہوگیا اخراجات ضروریہ مین آپکی بھی مدد کرتا چونکہ وہان ہر چیز گران رہتی مثلاً بیضہ ماکیان فی عدد ایک آنہ اور مرغ تین روپیہ چار روپیہ کو ملتا اور گوشت بز نایاب اگر گاہے اتفاقاً ملا بھی تو روپیہ اور بارہ آنہ سیر سے کم نہین اور آپکو کچھ تو باقتضاے آب و ہوا وہان کے اور کچھ بوجہ غذاے ناموافق طبع کے ضعف بہت ہوگیا کہ چلنے پھرنے مین حوائج ضروری کے لیے حرج ہونے لگا لہذا پندرہ بیس روپیہ ماہوار آپکو اوس دکان سے مدد ملتی مگر پھر بھی بوجہ کشادگی دست آپکے کہ اکثر معسرین کی آپ خبر لیا کرتے آپکی وہی حالت رہی جو اکثر ایک نہایت غریب قیدی کی وہان رہا کرتی ہے آپکا سلوک خفیہ معسرین کے ساتھ اوس حالت مین بھی کچھ ایسا تھا کہ بلا مبالغہ اگر حاتم کہیئے تو بجا ہے آپکا حالت قید کو اپنے واسطے نہایت اعظم احسان

همه زہد و همه تقوی و همه صوم و صلوٰة / همه مصروف عبادت همه صرف عرفان

اصل بدعت شده از قوت او مستاصل / نخل توحید نشانده همه در باغ جہان

خلعت شرع قبائے که بقدش موزون / جامۂ ورع عبائے که بجسمش چسپان

علم معقول بتوضیح حدیثش منقول / علم منقول بتفسیر کلامش آسان

گو مطول بود اما به بیان صافش / نسخۂ مختصرے دان چه معانی چه بیان

سال تاریخ وفاتش ز فکر جستم / دخل الجنة الخلد - بفرمود همان دم رضوان

مه قربان به تمامی و محرم اقرب / سن تسعه ز اعادش بگرفتم پئے آن

ولہ

چو رفت مولوی صاحب بسوے دار بقا / کہ احمد اللہ علم نامیش بُد و همه جا

بفکر سال وصالش چو سر بجیب شدم / مقیم باغ جنان - آمد از سر القا ۱۲۹۸

تاریخ وفات از نتائج فکر جناب مولانا محمد سعید قدس سرہٗ

چو مرد حضرت مولوی احمد اللہ / مقیم جزیرہ بحکم نصاری

شب ماہ ذی الحجہ و بست و هشتم / ز دنیائے دون شد بفردوس اعلیٰ

بتاریخ فوتش ندا کرد هاتف ؎ / رہا گشت مومن از سجن دنیا ۱۲۹۸ھ

یہ فقیر بوجہ علالت و معذوری حضرت والد ماجدم رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت اخی واستادی حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ العالی سے پڑھتا تھا مگر جبکہ جناب ممدوح واسطے تحصیل علوم کے روانہ لکھنؤ ہوئے اوسوقت کچھ عرصہ تک فقیر کا پڑھنا ملتوی رہا تب مین نے خدمت مین جناب والد ماجد کے صورت حال کو عرض کیا گو اوسوقت صادقپور مین کوئی عالم ایسا نہ تھا جو درس و تدریس کے شغل کو جاری رکھتا جو تھے وہ ہمراہ جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے روانہ ہوگئے تھے - اور جو باقی رہگئے تھے اون کو اپنے مشاغل ضروریہ سے فرصت نہین کہ درس تدریس کی طرف متوجہ ہون مگر بوجہ اصرار کمترین حضرت والد ماجدم مرحوم نے جناب حضرت مولوی احمد اللہ

وہاں اپنے استادی حکیم مولوی امداد حسین رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر فرمایا کہ اسکو ایک ایک سبق دیدیا
کرو ہر چند یہ دونوں حضرات نہایت قدیم الفرصت تھے مگر جناب والا کا فرمانا ایسا نہ تھا کہ یہ دونوں
حضرات اوسکی تعمیل نکرسکیں جناب حضرت والد کا مرتبہ درجہ دوئم پر حضرت مولانا ولایت علی
علیہ الرحمۃ سے سمجھا جاتا تھا تمام اہل صادقپور اور کل اہل برادری و تمام مریدان خرد و کلاں آپ کا
ادب و لحاظ بطور پیر و مرشد کے کرتے تھے چنانچہ صرف و نحو کا سبق کمترین کا حضرت مولانا احمد اللہ
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ذمہ پر لیا اور حدیث کا سبق جناب حکیم صاحب ممدوح نے اوسوقت سے
یہ کمترین حاضر باش خدمت مبارک جناب حضرت مولانا و استادنا رحمۃ اللہ علیہ کے
رہا کرتا حصول مقاصد انتقال جناب حضرت والد ماجد مرحوم یہ فقیر نسب در در کی شکستہ بیعت کیا
جاسیت میں رہتا اور ہر چہ ہی دکل امر میں اپنے خواہ وہ متعلق تدبیر معاش کے ہو یا خانہ داری
کے یا مقدمہ یا شادی و غمی کے ہو الغرض کالمیت فی ید الغسال بیٹے اپنے کو آپکے ہاتھ میں دیدیا
تھا اور آپکے الطاف بزرگانہ و اشفاق مربیانہ بھی اس ناکارہ پر ایسا ہی مبذول رہتے تھے کہ اپنی
اولاد سے زیادہ یہی وجہ تھی کہ جناب حضرت باری عز اسمہ نے اس کمترین کو کان پکڑ کر بروز اس
ابتلا میں آپکے ساتھ کر دیا ۔ فللہ الحمد علی ذالک ۔ قصہ مختصر کہ پورٹ بلیر میں پہونچکر بھی یہ کمترین تخمیناً
تین برس تک آپکے ساتھ رہا مگر بعد سانحہ لارڈ میو صاحب بہادر کے جدا ہوگئے جسکا کچھ بیان اوپر گذر
چکا مگر جب بارہ برس محکومیت قید میں گذر گئے اور حسب منشای قانون پورٹ بلیر میں اور جناب ممدوح
دونوں سزاوار چیتیہ وری و دکانداری کے ہوگئے اوسوقت خیال ناقص میں یہ بات گذری کہ اگر میں نوکری
سرکاری کو ترک کرکے دکان کرلوں تو خوب ہو کہ ہم دونوں ایکجا رہکر بقیہ زندگی طے کریں چنانچہ یہ
درخواست دی اور وہ درخواست مدت تمام منظور ہوئی اور میں ماسٹر اوٹکٹ سے ہوا ایک بہت بڑا قصبہ لطف
صدر کے ہے اور وہاں ڈپٹی چیف کمشنر اور پلٹن پر پولس وغیرہ اور بہت حکام رہا کرتے تھے میں نے
کرلی اور دکان بھی بفضلہ و کرمہ تعالیٰ چل نکلی اور سو پچاس روپیہ ماہواری بطور نفع کے بچت ہونے لگا
اوسوقت میں نے چاہا کہ جناب حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس لاکر رکھوں اور جو
خدمتگذاری کر سکوں کیونکہ آپکو بعد انتقال حضرت مولانا یحیٰی علی علیہ الرحمۃ کے ضعف و ناتوانی سرعت
ساتھ ترقی پذیر تھی آپ نہایت کمزور و نحیف ہوگئے تھے اور اسپر طرہ یہ کہ مرض بہت ہی دکھی جسکی

اوپر بیان ہوچکین۔ چنانچہ اس امر کا مشورہ اول مین نے حضرت ممدوح ہی سے لیا آپ تو رضامند ہوگئے
مگر اوس ٹاپو کے لوگ کہ جو آپکی صحبت بابرکت سے انس پکڑے ہوئے تھے اور مشرف ہو رہے تھے اُنھون
نے واویلا مچائی اور اپنی محرومی شرف ملازمت پر رونا دھونا شروع کیا لیکن مین نے چند مہینے
کے عرصہ مین اون سبھون کو راضی کرلیا تب ایک درخواست بحضور سارن ڈسٹرکٹ افسر کے جو ہمارے
افسر مافوق تھے دی چونکہ مولوی احمد اللہ بہت بوڑھے اور کمزور ہوگئے ہین اور لایق کار سرکاری نہین ہین
اور مین اونکا بھانجا ہون چاہتا ہون کہ اونکو بھی ٹکٹ پیشہ وری کا عنایت ہوکر میرے ساتھ اسی
ابرا ڈین مین تبدیل کر دئے جائین مگر قسمت کی خوبی سے وہ درخواست ڈسٹرکٹ افسر نے نامنظور کی
بعد چند روز کے جب اوس افسر کی تبدیلی ہوئی اور دوسرا افسر آیا تو پھر مین نے وہی درخواست دی اور
بہت سی سعی و سفارش بہم پہونچائی کہ جسمین یہ درخواست منظور ہو چنانچہ اوس افسر نے منظور کر کے
نارتون ضلع کے افسر کے پاس بھیجدی کہ جسکے علاقہ مین آپ رہتے تھے غرض یہ تھی کہ آیا مولوی
احمد اللہ کو ٹکٹ دینے مین اون کو کچھ عذر تو نہین ہے لیکن قسمت کی خوبی سے یہ درخواست بھی وہان جاکر نامنظور ہوگئی
بعد چند مدت کے پھر سہ بارہ مین نے درخواست دی چنانچہ ابکی بار دونون افسرون نے منظور کر کے
متفق الرائے ہوکر بحضور چیف کمشنر بہادر واسطے عطائے ٹکٹ پیشہ مولوی احمد اللہ کے سفارش کی
مگر قسمت کی خوبی دیکھئے کہ صاحب ممدوح نے نامنظور کیا اور صاف لکھدیا کہ یہ دونون ہرگز ایک جگہ
جمع نہین ہوسکتے۔ الغرض اسی رگڑے جھگڑے مین ڈھائی تین برس گذر گئے آخر مجبور ہوکر خاموش
ہو رہا مگر جب مرض الموت آپکو آپہونچا اور مین دو ہفتہ مبتلا رہے مین نے اوسوقت پھر درخواست دی
اپنے ڈسٹرکٹ افسر کے پاس کہ میرے ماموں مولوی احمد اللہ جو اسوقت وہیر آئیلینڈ مین ہین وہ سخت
بیمار ہین کہ جانبری اونکی بظاہر اس عارضہ سے مشکل ہے وہ نہایت بیہوشی کی حالت مین ہین اور
تن تنہا کوئی اونکا وہان خبرگیران نہین ہے اور مین اونکا عزیز اور بھانجا ہون مین نہایت مودبانہ اور عاجزانہ عرض
کرتا ہون کہ مجکو وہان شب باشی کا پاس ملے (یعنی اجازت نامہ) وہ چراغ سحری ہین ہفتہ سے زیادہ
اونکی زیست کی امید نہین ہے یہ درخواست بعد بہت رگڑے جھگڑے اور رد و کد کے چودھوین روز
منظور ہوکر بعد مغرب ایک چپراسی سرکاری مجکو دیگیا اس درمیان مین روزانہ علی الصباح اپنی دکان
ابرا ڈین پر اپنے لڑکے عبدالفتاح کو جو اوسوقت وہان میرے پاس موجود تھا چھوڑ کر روانہ ہوجاتا اور

ایک کوس کا فاصلہ پیادہ طے کرکے ہیوبے بین گھاٹ پر پہونچا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہوکر سمندر کی کیا
کھاڑی میں کہ جسکا عرض ایک کوس سے کم ہوگا طے کرکے ویپر آئیلینڈ کے گھاٹ پر جا اترا اور پھر وہان سے
آپکی جاے قیام پر پہونچتا اور عصر تک وہان رہتا اور جو کچھ خدمتگذاری ہو سکتی بجالاتا عصر کے وقت چشم
گریان و دل بریان وہان سے رخصت ہوتا اور سات آٹھ بجے شب کو اپنے مکان ابراڈین مین پہونچتا
الغرض اسی تگاپو و دوادوش مین چودہ روز گذرے اور مرض روز بروز گھٹتا گیا یہانتک کہ چہاردہم ربیع الآخر
چودھوین روز عصر کے وقت جب مین آپسے رخصت ہوا اوس وقت آپکو سب دنون سے اچھا پایا اور بالکل
ہوش و حواس کو بھی پایا اور آپ متکلم بھی ہوئے اور وصیت تقوی و اتباع مرضات اللہ و صبر و استقلال
فی المصائب کی نہایت تاکید کی اور ساکنین عظیم آباد محلہ صادقپور پٹنہ سے مولوی محمد حسن مرحوم سے
اپنی رضامندی بیان فرمائی ہیں اور مین بڑی نہایت خوشی کی حالت مین وہان سے روانہ ہوا اور مجھکو امید
قوی ہوئی کہ آپکو انشاء اللہ صحت ہو گی جب مین اپنی دکان ابراڈین مین پہونچا اوس وقت منشی محمد جعفر صاحب
و میان عبد الغفار صاحب جو اوسی موضع مین قریب رہتے تھے اور بہت سے احباب جو واسطے دریافت
خیریت کے ہمارے آپکے منتظر تھے خبر تخفیف کو سنکر نہایت خوش ہوئے اوسی جلسہ میں خبر آئی
یعنی اجازت نامہ شب ماتی لیکر پہونچا ہر ایک کو نہایت خوشی ہوئی جب شب کو مین نے جیون تیون کاٹی
اور بعد الصباح عبد الفتاح کو دکان سپرد کرکر روانہ ہوا جب ہیوبے کے گھاٹ پر پہونچا کشتی مذکورہ
تھوڑی دیر بعد تو دیکھا کہ ایک بوٹ سرکاری ویپر آئیلینڈ کی طرف سے چلا آرہا ہے جب وہ بوٹ گھاٹ پر
پہونچا ملاحون نے ایک رقعہ لکھا ہوا طرف سے عبد الواحد خادم حضرت مولانا مرحوم کے دیا جسکا مضمون
یہ تھا کہ حضرت آٹھ بجے شب کو اس جہان دنیا کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے میں نے بہت جستجو
اون ملاحون کو متوقف کیا اور پیر ممتاز العام کہ تا آئے ہمارے وہ بوٹ واپس لیا ہے اور میں دوڑتا
ہوا وہاں سے اپنی دکان پر پہونچا اور تمام احباب کو خبر کی اور ایک تھان ململ کا اور کچھ روپیے واسطے
تجہیز و تکفین کے لیلیا اور دکان کو مقفل کر عبد الفتاح کو ہمراہ لے افتان وخیزان گھاٹ پر پہونچا
ملاح تو منتظر ہی تھے اور دوسرے مسافر لوگ بھی پار اوترنے کو موجود تھے فی الفور وہان سے
روانہ ہوا اور ویپر آئیلینڈ کے گھاٹ پر پہونچا اور وہاں سے آپکے مکان پر۔ دیکھا کہ آپکی لاش
مبارک چادر سے ڈھکی ہوئی اور وہی آپکا خادم عبد الواحد بیٹھا ہوا با چشم تر آہ سرد کھینچ رہا ہے

مین نے آپکے چہرۂ مبارک سے چادر اوٹھاکر آپکی پیشانی کا بوسہ لیا اور آپکے چہرۂ مبارک کو ایسا خندان و
منور پایا کہ چودھوین رات کا چاند بھی اوسکے سامنے بے حقیقت۔ پھر اوسوقت کے غم و اندوہ کو جو مانند
پہاڑ کے مجھپر ٹوٹ پڑا مین کیا بیان کرون۔ الغرض مین غسل وکفن کی فکر مین ہوا مگر آدمی کوئی نہین سخت متردد
ہوا کیونکہ اوس جزیرہ کے لوگ سب مشقتی قیدی تھے یا بوڑھے محض اندھے لنگڑے از کار رفتہ محض جو
سرکاری کامون پر بھیجدئے گئے تھے بیشتر کوئی نہین جو مجھکو مدد دے اسی تردد و تفکر کی حالت مین
مین تھا کہ سب سے اول منشی محمد جعفر صاحب و میان عبد الغفار صاحب پہونچے اسکے بعد جناب منشی
محمد اکبر زمان صاحب ہیڈ منشی محکمہ چیف کمشنر بہادر معہ محمد جان وغیرہ دو چار آدمیون کے
پہونچے بعد اسکے اور لوگ بھی پہونچتے گئے کل پندرہ سولہ آدمی جمع ہوگئے غسل وکفن ہونے لگا
صلاح یہ ٹھیری کہ آپکو یہان سے لیجاکر ابرڈین کے پاس سوتھ پائنٹ کے قبرستان مین جہان
آپکے چھوٹے بھائی جناب مولانا یحییٰ علی قدس سرہ مدفون ہین اوسی کے بغل مین آپکو بھی دفن کرین
چنانچہ اسکی اجازت لینے کو جناب منشی سید اکبر زمان صاحب و منشی محمد جعفر صاحب پاس افسر انچارج
اوس جزیرہ کے گئے اوس نے متوقف کرکے فی الفور بذریعہ جھنڈی کے افسر نار ون ڈسٹرکٹ سے جو اوسوقت
مونٹ ہریٹ پہاڑ پر واسطے ہواخوری کے گیا ہوا تھا دریافت کیا اوس نے نامنظور کیا حکم دیا کہ ڈنڈا اسپنٹ
مین دفن کرو لاچار ہملوگ غسل وکفن دیکر اور نماز پڑھکر ایک چھوٹی سی کشتی مین ڈنڈا سپینٹ گئے اور
وہان سمندر کے کنارہ ایک ٹیلے پر کہ جہان اور بھی چند قیدیون کی قبرین تھین آپکو دفن کیا وہ ٹاپو عجب وحشتناک
نظر آیا ایک طرف تو جنگلی درخت جو آسمان سے بات کرتے ہین اور دوسرے طرف سمندر کی موجین مانند پہاڑ
کے آکر اوس جزیرہ کو تھپڑ لگا رہی ہین ایکطرف تو جنگل کی ہوا خوب زور سے شائین شائین کر رہی ہے
اور دوسرے طرف امواج سمندر شور و غل مچا رہے ہین گویا شور محشر بپا ہے ایسی حالت مین ہملوگ ایسے در یتیم کو
ایسے لعل شبچراغ کو ایسے یاقوت احمر کو اپنے ہاتھون مٹی مین دباکر آہ سرد بھرتے ہوئے با چشم گریان و دل بریان
وہان سے اپنی اپنی جگھون پر واپس آئے۔ ہیہات ہیہات اے حضرات ناظرین اپنے کانون سے پنبۂ غفلت کو دور کرکے
اور اپنی آنکھون پر سے غشاوۂ بیہوشی کو اوٹھاکر ذرا ہوش سنبھالکر اس سانحہ کو دیکھو کہ آپ کہان
پیدا ہوئے اور کس ناز و نعم مین پلے اور پرورش پائی اور پھر کس ثروت و نام و نشان کے ساتھ
ایک بہت بڑا حصہ اپنی عمر کا آپنے طے کیا اور پھر آخر مین بشوق دار الآخرت آپ سبکو خیرباد کہکر کس

تنہائی و غربت و کربت کی حالت میں حاصل کی تھی ہوتے متعزیہ و حبیب مولی آئے پا آیات کریمہ لنائے
کالا منہ کر جنگ کو دکھائے ہوتے لالی کی لالی پائے۔ اللہ تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے سورۂ عنکبوت
احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وهم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلهم فلیعلمن اللہ
الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین اور اسی سورۃ میں فرماتا ہے وما هذه الحیوۃ الدنیا
الا لهو ولعب وان الدار الآخرۃ لهی الحیوان لو کانوا یعلمون ۞ ان آیتوں میں اللہ تعالے
نے دو باتیں فرمائی ہیں ایک تو یہ کہ مومن صادق مرد کا امتحان بڑا آزمایش جیسا کا ہیں دوسرے
یہ کہ جو عقلمند ہیں وہ کچھ بھی گھر پسند کرتے ہیں جو دار زوال ہے یعنی مرتے کار روے قانون مخبرہ پورٹ
بلیر ہر کہ و مہ ہر قسم کا مقدمہ والا جو رڑا کو باغی ٹھہرا گیا تھا بعد گزر جانے بارہ سال بحالت قید ساتھ ٹکٹ ملنے
کے ٹکٹ پیشہ وری لیکر دکان وغیرہ جو نسا پیشہ چاہے کرے گھر بناوے وہاں قیدی عورت سے شادی
کرے یا گھر سے عورت اور بچوں کو بلا دے باپ بیٹا بھائی بھائی دوست دوست کے ساتھ رکھا ہے
کوئی ممانعت نہ تھی چنانچہ یہ فقیر و منشی محمد جعفر صاحب و میاں عبد الغفار صاحب و مسعود خاں صاحب بھی اس
قانون سے مستفید ہو رہے تھے اور ہم چاروں ایک ہی بستی ارائین میں مردیکہ مکان بنا کر ہم
تمام اپنا پیشہ کر رہے تھے اور ہر ایک خوب کما رہا تھا مگر ہمارے حضرت جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو
اس قانون سے فائدہ لینے کی اجازت نہ ملی اس میں کیا بھید ہے ظاہر ہیں لوگ خیال کرینگے کہ حکام کا تعصب
تھا۔ مگر باطن بین ہر کام کو فعال مطلق کی سبب کرتے ہیں اور حکام کو ماحد جو دستی کے یا مانند کمان
تصور کرتے ہیں کیونکہ جو تیر کمان سے نکلتا ہے ہر گز اسکو کوئی ذی عقل کمان کا فعل نہیں خیال کرتا
بلکہ کمان دار کا پس جو کچھ تکلیف و تنہائی ہمارے حضرت کو ہوئی وہ سب حسب الحکم حکیم مطلق رحمن رحیم کے
ہوئی اوس رب کریم نے چاہا کہ آپکو خوب بلیات و مصائب میں ڈالکر گناہوں کا کفارہ اسی دنیا
دون میں لیکر آپکو اس جہان سے کیوم ولدتہ امہ صاف و پاک اوٹھا وے اور درجہ رفعت مرافق
اولیائے کبار و صدیقین و شہدا و صالحین کرے اور آپکے دشمنوں کو بعواے آیہ کریمہ کلوا
وتمتعوا قلیلا انکم مجرمون و آیہ کریمہ ولا الکفرین انما نملی لهم لیزدادوا اثما
وعید دیا دیکر مہلت دے چنانچہ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہمارے حضرت اس امتحان الٰہی میں نہایت ثابت قدم
و صابر و شاکر رہے اور آپکا مرتبہ و درجہ انشاء اللہ تعالے اون لوگوں میں ہوگا جنکی بابت اللہ تعالے

فرماتا ہے ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد اور نیز فرماتا ہے
ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ ٥ حدیث شریف مین آیا ہے
لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقیٰ کافرا منہا شربۃ ماء اور دوسری
حدیث مین آیا ہے الدنیا اھون علی اللہ من السخلۃ المیتۃ علیٰ اھلھا - فاعتبروا یا اولی الابصار

شعر

ان للہ عبادا فطنا	طلقوا الدنیا وخافوا الفتنا	نظروا فیہا فلما علموا	انہا لیست لحی وطنا
	جعلوہا لجۃ واتخذوا	صالح الاعمال فیہا سفنا	

اب مین اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہون اللہم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ ووسع مضجعہ واحشرہ فی
زمرۃ الانبیاء والصدیقین والشہداء والصالحین الذین اخرجوا من دیارہم بغیر حق الا
ان یقولوا ربنا اللہ تفصیل اولاد واحفاد کی آپکے یہ ہے محل اولی سے جنکا ذکر اوپر گذرا چھ بیٹے اور دو بیٹیان
جملہ آٹھ نفر جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ عبدالوحید جو دو اڑھائی برس کا ہوکر گذر گیا مولوی
عبدالقدیر معروف بہ مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالے مسماۃ صفیہ جو برس دو برس کی
ہوکر گذر گئی حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب مدعرہ فی طاعۃ اللہ تعالے مسماۃ خدیجہ مرحومہ اہلیہ مولوی عبدالرؤف
سلمہ رحمت اللہ مرحوم جو بعمر چودہ پندرہ برس رحمت ہوئے فضل اللہ جو چند مہینہ کا ہوکر فوت ہوا - اور محل ثانیہ سے آپکے جو
بعمر بڑا ذری مین آپنے کی تھی صرف ایک مولوی محمد یقین مرحوم پیدا ہوئے جس کا نقشہ یہ ہے

جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران

آپکی شادی ہمسماۃ حبیطن بنت حضرت شاہ محمد حسین ساکن محلہ موچیہ سے ہوئی آپکی کوئی اولاد نہیں ہوئی
آپ نے درسی کتابیں تمام وکمال اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور سند حدیث جناب
حضرت مولانا ولایت علی طاب ثراہ سے لی آپ ازبسکہ ذکی و ذہین تھے آپ اول کچھ دنوں درس و تدریس کی طرف
متوجہ ہوئے مگر بعد کو کمر بستہ شب و روز حاضر باش خدمت بابرکت اپنے پیر و مرشد مولانا ولایت علی
قدس سرہ کے رہا کرتے آپ بڑے حضرت کے خلفائے عظام میں سے ہوئے ۔ آپنے جسقدر فیض طلبی اپنے
پیر و مرشد سے حاصل کیا شاید ہی کسی نے حاصل کیا ہو آپکا وعظ نہایت پر اثر ہوتا آپ قرآن و حدیث کے
بیان معنی و نکات میں ایک ملکہ خاص رکھتے تھے آپکے وعظ میں بڑے بڑے عالم اور ادنیٰ پڑھے دونوں اپنی اپنی
فہم و حوصلہ کے موافق لطف و مزہ اٹھاتے اور نہایت محظوظ ہوتے آپ فن مناظرہ میں بھی ید طولی رکھتے
تھے آپکی تقریر ایسی مدلل و مال ہوتی تھی کہ بڑے بڑے عالموں کو بجز سکوت کچھ نہیں بن پڑتی تھی چنانچہ جناب
مولانا محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو آپکا مناظرہ ہوا ہے وہ اس شہر میں نہایت مشہور و معروف
ہے کہ مولانا محمد فصیح صاحب نے مجمع عام میں جہاں ہزار ہا آدمی جمع تھے اپنے قائل ہونیکا اقرار کیا الغرض جہلم
اور دوسرے شہروں میں بھی بہت عالموں سے آپکو مناظرہ کی نوبت پہونچی اور آپ ہمیشہ حائز المرام رہے حضرت صاحب
مولانا ولایت علی مرحوم بڑے حضرت کا جب اول سفر طرف ملک کاغان پکھلی کے ہوا جو قریب کشمیر کے واقع

ہے آپ بھی ہمراہ تھے اور وہان گلاب سنگھ وغیرہ سکھون کے لشکر کے مقابلہ مین آپنے بہت کچھ جوانمردی وبہادری دکھائی آپ بہت مرتبہ چھوٹے چھوٹے سریہ پر افسر کرکے بھیجے گئے اور کارنمایان دکھلایا آپ بڑے حضرت کے ساتھ بطور وزیر مشیر کے رہا کرتے آپکی فہم وفراست جیسی علوم کتابی مین فائق تھی ویسا ہی امور تمدنی مین پھر جناب بڑے حضرت اوس ملک سے جب واپس آئے جسکی تفصیل سوانح احمدی مین منشی محمد جعفر انبالوی نے لکھی ہے آپ بھی اون کے ساتھ تشریف لائے اور جب تک بڑے حضرت اس شہر پٹنہ مین مقیم رہے آپ بھی اون کے ساتھ رہے اور پھر جب دوبارہ بڑے حضرت روانہ ملک سوات وبنیر ہوئے آپ بھی ہمراہ ہوئے اور وہان قریب چھ سات برس کے آپ رہے جب بڑے حضرت کا انتقال ہوگیا اور کچھ وہان کے کامون مین فتور آگیا جناب والد ماجدم چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ نے آپکو بلالیا اوسوقت سے آپ چند برسون تک یہین پٹنہ مین رہے اور جناب چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ والغفران کا آپ وہی ادب ولحاظ فرماتے رہے جیسا کہ بڑے حضرت کا فرماتے تھے۔ الغرض جب سے کہ آپنے بیعت دست مبارک پر جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کے کی اون کا ساتھ نچھوڑا اور ہر سفر وحضر مین آپ اپنے مرشد کے ہمراہ رہتے اور انواع قسم کی تکالیف اور مصائب مثل فاقہ کشی وآبلہ پائی وپیادہ روی منازل بعیدہ کی آپنے اوٹھائی اور نہایت صبر واستقلال کے ساتھ آپ ہر ایک مصیبت کو برداشت کرتے آپ ہر ایک عسر ویسر مین نہایت کشادہ دلی کے ساتھ نہایت صابر وشاکر رب کریم رہتے آپنے جو کچھ تکلیف راہ خدا مین محض ابتغاءً لوجہ اللہ اوٹھائی ہے اوس کا بیان احاطہ تحریر مین نہین آسکتا جب چھوٹے حضرت کا یہان پٹنہ مین انتقال ہوگیا آپکی طبیعت جو خوگر سیر وسیاحت ہورہی تھی اور سکونت افغانستان سے مانوس ۔ آپ پھر گھبرائے اور مع اہل وعیال کے یہان سے روانہ ہوگئے اور ملک سوات وبنیر کو پہونچے اور اپنے مالک حقیقی اور رب تحقیقی کی عبادت مین بقیہ عمر کو وہین طے کیا دنیا کی عیش وعشرت مال ومتاع گاؤن گھر عزت وآبرو راحت وآرام جو کچھ اللہ تعالے نے آپکو دیا تھا وہ اسی سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ آپ حضرت مولوی الٰہی بخش غفر اللہ لہ کے فرزند جگرپیوند تھے اور جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اور جو کچھ ثروت دنیاوی اللہ تعالے نے اون لوگون کو دی تھی اوسکو ہر ادنے واعلے کو خوب معلوم ہے وہ سب آپکو بھی علے وجہ الاتم حاصل تھی مگر آپنے سب کو دنیائے ملعونہ سخلہ جیفہ تصور فرماکر چھوڑدیا اور طلب دار آخرت ونعیم مقیم کے آپنے تمام اپنی عمر کو دور دراز کے سفرون مین بسر کیا اور آخر اُسی مسافرت ومہاجرت کی حالت مین

بیان شمشیر بیان آن زمرہ سپہر کی شکند ہلاکر اسمان اللہ یکایک من العلماء

گر کہ در راہ عشق باشی
گر ترا باید دوست از خود دون
گر دوست رسد کنی تیغش گیرم

عشق بازی و دروغ زن باشی
شرط عشق است در طلب مردن
ورنہ میروم بر آستانش میرم

اس مولوی کو بھی بہت شرف شاگردی کا اُنکے حاصل ہوا ہے میں نے مختصر المعانی تمام و کمال سماعت و قرأت
مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ سے آپ ہی سے پڑھی مجھکو جسقدر اللہ تعالےٰ نے استعداد علمی آپکے پڑھنے
میں حاصل ہوا وہ دوسروں سے نہیں آپکو ایک سلیقہ خاص تھا پڑھانیکا کہ طالب علم بہت جلد ذی استعداد
ہو جاتا تھا بشرطیکہ وہ بھی جی لگاکر اور محنت کے ساتھ پڑھے آپ بجز دو ایک سبق کے زیادہ درس تدریس
میں مصروف نہیں رہتے آپکو تکیہ و گوشہ نشینی زیادہ تر پسند تھی آپ وعظ بہت کم فرمایا کرتے تھے آپ
یہ دونوں کام زیادہ تر اپنے چھوٹے بھائی جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ سے لیا کرتے آپ بڑے
سالک تھے اور سکوت و ذکر اللہ و دعا و اوراد نوافل میں آپکی عمر بسر ہوئی صدہا لوگ آپکے حلقہ میں
راہ سلوک سیکھا کرتے آپکے بیان میں وہ تاثیر تھی کہ لوگوں کے دل ہلجاتے لوگوں پر غشی و بیہوشی سی
طاری ہو جاتی آپکو فن سپہگری میں بھی پوری مہارت تھی پٹہ و بانا وغیرہ خوب جانتے تھے تلوار کا ہاتھ بھی
چلاتے تھے آپکے اولاد کوئی نہیں ہوئی لہذا اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولوی
اشرف علی صاحب اور اپنے چھوٹے بھائی مولوی اکبر علی مرحوم کی لڑکی مسماۃ رقیہ کو جو یتیمہ ہوگئیں تھیں اپنے
متبنی کر لیا تھا اور پھر ان دونوں کی شادی بھی کر دی تھی اور انکو اپنے ہمراہ رکھتے اور کیسے اوصاف کہ
بیان اور پوری سوانح عمری قید تحریر میں لا سکے مختصر مجمل حال لکھا آخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں
اللهم اغفر له وارحمه رحمة واسعة واحشره في زمرة الصالحين والحقه بالذين
هاجروا وجاهدوا في سبيلك مع نبيك محمد صلى الله عليه وسلم آمين۔

جناب حضرت مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ والغفران

آپکی شادی اول مساۃ حمیدہ بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ نمو ہیہ سے ہوئی بعد وفات
اون کے مساۃ فاطمہ بنت حضرت مولانا فرحت حسین عرف چھوٹے حضرت قدس سرہ سے ہوئی آپنے کل
کتابین اپنے برادر معظم حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور سند حدیث کی حضرت جناب
مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران سے لی اور خلافت بھی حضرت مولانا ممدوح سے آپکو ملی آپ
اپنے پیر مرشد کے اعظم خلفا مین مین آپنے جمہور سے کہ بیعت حاصل کی شب و روز سفر و حضر مین برابر حاضر
باش خدمت پیر مرشد اپنے رہے کبھی اون سے جدا نہین رہتے آپکو خدمت وعظ ہمیشہ سپرد رہتی آپنے مراقبہ
ومشاہدہ وغیرہ بھی علےٰ وجہ الکمال اپنے مرشد جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت مین حاصل کیا
فیض باطنی بھی علےٰ وجہ الاتم آپنے پایا آپ بڑے صاحب کمال عابد زاہد متقی تھے آپکے مراقبہ کی یہ
کیفیت تھی کہ جب کبھی آپ چادر اوڑھ کر بیٹھ جاتے فی الفور آپکو مراقبہ کھلجاتا انبیاء و اولیاء کی زیارت
ہوتی اون سے گفتگو ہوتی اون سے حل مطالب فرماتے کشف قبور مین بھی آپکو ملکہ تام تھا آپ جب بڑے حضرت
کے ہمراہ غازی پور کو گئے جناب مولانا محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ نے سبکو اپنا مہمان کیا تذکرہ مین مولانا ممدوح
کو معلوم ہوا کہ آپکو کشف قبور مین بہت عمدہ دخل ہے مولانا نے خواہش ظاہر کی کہ ہمارے والد ماجد کی
قبر پر چلکر مراقبہ کیجیے چنانچہ بڑے حضرت مع حضرت مولانا یحییٰ علی رح و دیگر رفقا کے وہان مقبرہ مین
گئے اور مولانا محمد فصیح صاحب کے والد ماجد کی قبر پر مراقبہ کیا آپکو اونکی زیارت ہوئی بہت خوش پایا
اونھون نے فرمایا کہ محمد فصیح سے کہدو کہ فلان کتاب جسکی تلاش مین وہ بہت روزون سے ہین وہ کتاب
مکان مین فلان جگہ رکھی ہوئی ہے چنانچہ جب آپ مراقبہ سے بیدار ہوئے کل کیفیت مراقبہ کی مع حلیہ وغیرہ
بتا دیا مولانا محمد فصیح صاحب جو ایک مدت سے متلاشی اوس کتاب کے تھے اور وہ کتاب نہین ملتی تھی
فی الفور مکان مین تشریف لیگئے اور اوس جاے نشان دادہ کو دیکھا اور کتاب کو لئے ہوئے نہایت محظوظ
باہر تشریف لائے۔ اوس وقت مجمع عام تھا ہر کہ ومہ کو آپسے عقیدت پیدا ہوئی۔ الغرض اس قسم کے مراقبے
ومشاہدے آپکے صدہا ہین جنکا احاطہ واحصار غیر ممکن ہے آپ نہایت سیدھے سادے بھولے
مدیث شریف المؤمن غر کریم تھے اُمور دنیاوی مین آپ نہایت بھولے بھالے تھے مگر امر
دین مین نہایت مضبوط واستوار وچست وچالاک تھے فتوی فتاوی جو بڑے حضرت کے زمانہ مین یا
اوسکے بعد جب کبھی جہان کہین سے آتا اوس کا جواب لکھنا آپ ہی کا کام تھا آپ اوس کا جواب تیار کرتے

سے دوسرے لوگ اوس پر عمل کرتے مسائل جزئیہ فقہیہ و تفسیر و حدیث میں آپکو حضرت متقدمین و متاخرین کی کتابیں بھی آپکو
عبارت تھی وعظ آپکا نہایت عمدہ و سلیس مضمون عام فہم پر تاثیر ہوتا آپکو سب درس و تدریس و تدلیس کا شغل رہتا
کثرت سے طلبہ آپکے ارد گرد رہتے آپ نہایت رحیم اور صاحب خلق عظیم تھے باوجود اسکے دلیر اور بہادر
بڑے حضرت صاحب ہمراہ معہ کل ملک افغانستان کا کیا اوس وقت آپ بھی ساتھ تھے اور وہ لڑائیاں
جو گلاب سنگھ سکھ والی کشمیر سے ہوئی اوس میں آپ بھی شریک تھے اوس میں نہایت بہادرانہ و دلیرانہ
کارروائی آپ نے کی اکثر ایسا ہوا کہ جب آپ میدان جنگ سے اپنے ڈیرے پر آتے اور عمامہ اور
چوغہ اوتارا تو اوس میں متعدد گولیاں پائی گئیں کہ وہ اگر اوس میں سرد ہو کر رہ گئیں اللہ تعالے نے آپ کو
بچا لیا پھر آپ ہمت بڑے حضرت ہندوستان کو تشریف لائے جسکے وجوہ سوانح عمری میں بڑے حضرت
کے بیان ہوں گے۔ بڑے حضرت تخمینا عرصہ دو سال لیے مکان محلہ ماوقہ پور میں مقیم رہے آپ بھی ہمیشہ ہمراہ
اور حسب دستور درس تدریس وعظ و نصیحت مراقبہ و مشاہدہ میں مشغول رہتے پھر جب بڑے حضرت دوبارہ
ملک افغانستان کو تشریف لیگئے آپ بھی اون کے ہمراہ ہوئے اور ان سب سفروں میں انواع قسم کی تکلیفیں
اور مصیبتیں آپ نے جھیلیں بہت دفعہ دو دو تین تین روز تک فاقہ کشی کی بھی نوبت پہونچی اور اون
پہاڑوں میں اکثر آپ کو پیادہ پا بھی چلنا پڑا کہ تمام پاؤں میں آبلے پڑ گئے مگر آپ نے دل سے بار اور ہر تکلیف
و مصیبت جو آپکو خدا کی راہ میں پہونچی نہایت صبر و استقلال کیساتھ شادان و فرحان اوٹھاتے رہتے لیکن
بڑے حضرت کی جدے آپ وہان سے بعد اسکے وہان سے چلے آئے اور یہان خدمت مبارک میں حضرت
والد ماجدم چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اوسی خلوص و عقیدت کیساتھ رہتے اور چھوٹے حضرت کے حکم
سے ہر جگہ وعظ و نصیحت کے لئے دورہ و سیر بھی کرتے بعد انتقال چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آپ انکے
قائم مقام بصلاح و مشورہ ہم سب لوگوں کے کئے گئے اوس وقت سے آپ اوسی مقام اوسی قافلہ والے مکان میں
رہتے جہاں طلبہ رہا کرتے تھے اور ہمہ وقت شغل درس تدریس رہتا اور پھر وعظ و نصیحت و ہدایت و تعلیم
بھی آپ فرماتے اور درستگی استفتاء و مناسخہ وغیرہ بھی آپ کرتے بعد اسکے جب حضرت جناب شاہ
محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ تمو ہیہ کا انتقال ہوا تب وہاں کی گدی پر بھی آپ ہی مقرر ہوئے معمول
یوں رہا کہ روز جمعہ علی الصباح صادق ہوتے آپ تمو ہیہ تشریف لیجاتے اور جمعہ مسجد میں آپ نماز پڑھاتے
بعد نماز آپکا وعظ ہوتا عصر تک بعد عصر آپ بھی تمو ہیہ پر ٹھہرے رہتے اور مستفیدین و مسترشدین کا ہجوم

رہتا بعد نماز مغرب آپکا وعظ زنانہ مکان مین ہوتا اور صدہا عورتین ازبانکی پور تا پورب دروازہ جمع ہوتین
عشا تک آپکا وعظ ہوتا اور جس عورت کو مرید ہونا ہوتا یا کچھہ مسئلہ پوچھنا ہوتا اوسکو بھی آپ انجام کرتے
بعد نماز عشا اپنے مکان صادق پور کو آتے اور منگل کے روز شب کو چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ کے مکانمین
آپکا وعظ ہوتا کمرہ مین ایک طرف عورتین جمع ہوتین اور ایک طرف مرد جمع ہوتے ہزارون مرد و عورت آپکا
وعظ نہایت شوق و ذوق سے سنتے اور مستفید ہوتے الغرض دونون جگہون کے وعظ و ارشاد و تلقین
کی خدمت آپ انجام دیتے ملک بنگال و ہندوستان وغیرہ سے صدہا طالب العلم واسطے اکتساب
علم دین کے آپکے پاس آتے اور ہر ایک موافق اپنے حوصلہ کے حاصل کرکے جاتا اکثر درس آپکا قرآن و حدیث
و فقہ و اصول ہوتا مگر اگر کوئی طالب العلم نو آموز آتا اور کہتا کہ مین میزان و منشعب یا کریما یا بوستان آپ ہی
سے پڑھونگا تو آپ ایسے کریم النفس تھے کہ اوسکو بھی محروم نہین پھیرتے آپکے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ
اسقدر ہین کہ جو احاطہ تحریر مین نہین آسکتے سنہ ۱۲۸۰ہجری مین جب انبالہ مین منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع وغیرہ
گرفتار ہوئے اور دہلی مین حسینی سپاکن پٹنہ اور معظم سردار ساکن ملک بنگال گرفتار ہوئے اور پٹنہ مین الہی بخش
دکاندار ماخوذ ہوا کہ جسکی تفصیل تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب انبالوی سے معلوم ہوسکتی ہے اسوقت
ہم لوگ بھی اس فتنے سے نہ بچ سکے۔ اوسکا کچھہ تھوڑا سا بیان یہ ہے کہ بتاریخ بارہوین شعبان سنہ ۱۲۸۰ھ
مین ہم سب لوگ اپنے اپنے مکانون مین اپنے شغلون مین مصروف تھے کہ یکایک الگزینڈر صاحب کلکٹر
و مجسٹریٹ پٹنہ معہ پارسن صاحب پولس سپرنٹنڈنٹ انبالہ معہ دو تین افسران یوروپین اور ایک جماعت
کانسٹبلان پولیس تشریف لائے اور دونون مکانون کا احاطہ کرلیا اول مکان مین جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ
کے یہ صاحب لوگ گئے مولوی صاحب ممدوح اوسوقت بتقریب جلسہ والسرائے بہادر کلکتہ تشریف
لیگئے تھے اور جناب مولانا یحیی علی علیہ الرحمۃ اپنے اوس مکان مین تھے صاحب لوگون کی ملاقات
مولانا سے ہوئی صاحب لوگ مولانا کو ہمراہ لیکر زنانہ مکان کے راستہ سے اس فقیر کے
مکان مین تشریف لائے اور ہر شخص کا جو طالب العلمون سے تھا معائنہ کیا بعد اوسکے جناب مولانا سے
چند باتین پوچھین میان عبد الغفار کیطرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کس کا نوکر ہے مولانا نے اس فقیر کا
نام لیا مین نے اوس کو قبول کیا کہ ہان میرا نوکر ہے بعد اوسکے مجسٹریٹ صاحب وغیرہ ایک جگہ بیٹھ گئے
اور اس مؤلف کتاب سے اس مقدمہ کی بابت سوال شروع کیا تو فجر کے آٹھ بجے سے چار بجے

عصر تک یہی پوچھ پات مجھسے رہی بعد اوسکے سب لوگ چلے گئے اوسکے ایک روز درمیان دیکے تاریخ چودھوین
شعبان کو پھر یہ لوگ اوسی مجمع کے ساتھ تشریف لائے اوس روز خوب جلدون اور کتابون کی تلاشی ہوئی
اور جسقدر کتابین قلمی لکھی ہوئی پائین اور کاغذات دینی وغیرہ وخطوط جو کچھ پایا سب کو اوٹھاکر گاڑیوں پر
لادکر روانہ کر دیا اور جناب مولانا سے دس ہزار روپیہ نقد ضمانت طلب کی جناب مولوی عبد الحمید صاحب
نے اوسکی فراہمی کی فکر کی اور اس حقیر اور میان عبد الغفار کو اپنے ساتھ گاڑی مین بٹھاکر مجسٹریٹ صاحب
بانکی پور اپنے بنگلہ پر لیگئے اور وہان سے حوالات کا حکم دیا دو روز حوالات مین رکھکر جیلخانہ بھیجدیا بعد دس
بارہ روز کے اوس ضمانت کو بھی مسترد کر کے جناب مولانا یحیی علی علیہ الرحمۃ کو بھی جیلخانہ کا حکم دیا اور
ہم لوگ جیلخانہ مین رمضان سنہ ۱۲۸۰ھ تک رہے بعد اوسکے ہم سب لوگ بسواری ریل انبالہ پہونچائے گئے
وہان منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع و عبد الکریم اوسکے بھائی و حسینی پٹنہ و حسینی تھانیسری و منظم سروالی ساکن
بنگالہ و عبد العزیز خان ساکن ضلع ہزاری باغ کو پایا اور بعد دو تین روز کے قاضی میان جان ساکن جگادھری
وہان آئے اور ہر ایک ملزم و ملزم ایک ایک کوٹھری مین کہ جسکو سنگین کوٹھری کہتے ہین بند کئے گئے وہ کوٹھری
پانچ فٹ لانبی اور چار فٹ چوڑی ہوگی اور چھت اوسکی نہایت بلند اور اوپر چھت کے ایک چھوٹا سا روشندان
تھا کہ آدمی اوسمین سانس لے سکے نہایت تنگ و تاریک تھی اوس کوٹھری مین تخمیناً اڑھائی مہینے ہم
لوگ رہے جملہ گیارہ آدمی تھے شب و روز مین ایک بار اوس کا دروازہ کھلتا اور ایک جمعدار اور دو
تین سپاہی اور اون کے ساتھ ایک باورچی کہ جسکے ہاتھ مین روٹیاں اور دال ہوتی اور ایک بہشتی کہ جسکے
مشک مین پانی ہوتا اور ایک بھنگی ہاتھ مین گملا لئے ہوئے آتا اور ہر ایک کوٹھری کو کھولتا باورچی دو
روٹیاں اور کچھ دال دیدیتا اور بہشتی ایک کوزہ پانی دیتا اور بھنگی گملا صاف کر دیتا اور پھر یہ لوگ چلے جاتے
جو جو تکلیفین اوسمین گذرین اوس کا بیان طول ہے اور مقصود بعد تین مہینے کے جب مقدمہ ہم لوگوں کا
اجلاس مین صاحب مجسٹریٹ کے شروع ہوا اوسوقت ہم لوگ گیارہ آدمی قبرون سے نکالکر ایک مکان
حوالات مین جمع کر دئے گئے ہم اوسی جیلخانہ مین تھا اندازہ تین مہینے کے جو ہم لوگون نے آسمان کی صورت
دیکھی اور ایک کو دوسرے سے ملاقات ہوئی از حد خوشی حاصل ہوئی اوسوقت جناب حضرت مولانا کا صبر
و استقلال قابل دیکھنے کے تھا یہی ہے کہ اگر آپکا ساتھ ہم لوگون کو نہوتا تو قدم ہم لوگون کے ڈگ جاتے قریب
دو مہینے کے مقدمہ مجسٹریٹی مین دائر رہا اور ہم لوگ روزانہ حلقہ مین سپاہی پولس اور پلٹن کے اوس سے

کچہری روانہ کئے جاتے اور قریب مغرب پھر وہان سے مراجعت کرکے جیلخانہ پہونچتے اول روز جب ہم لوگ اجلاس پر حاضر کئے گئے اور وقت نماز ظہر کا آیا ہم لوگون نے درخواست کی کہ ہم لوگون کو نماز پڑھنے کی اجازت ملے کہ کچہری سے باہر جاکر وضو کرکے نماز پڑھ کے پھر اپنی جگہ پر آئین صاحب مجسٹریٹ نے فرمایا کہ تم لوگون کیلئے مقدمہ ملتوی نہین کیا جائیگا ہم لوگون نے عرض کیا کہ ہم لوگون کا یہ مطلب نہین کہ آپ مقدمہ کو ملتوی کرین بلکہ آپ حسبطور پر کہ اظہار گواہان وغیرہ لے رہے اور کارروائی کر رہے ہین سب اوسی طور پر کرتے رہین غیر حاضری کے وقت مین ہم لوگون کے جو گواہون کا اظہار ہوگا اور ہم لوگ اوس کو نہین سن سکین گے وہ نقصان ہمارا ہوگا اوس نقصان کو ہم لوگ بخوشی گوارا کرتے ہین مگر نماز نہین قضا کرسکتے اوس پر صاحب نے غصہ ہوکر اور جھلاکر فرمایا کہ تم لوگ باہر جانے نہین پاؤگے ہم لوگون نے کہا بہت خوب اور فی الفور زمین پر تیمم کرا اور کھڑے ہوگئے اور مولانا اور ہم لوگ دس آدمی تکبیر کہہ اور تحریمہ باندھ عین اجلاس پر ہم لوگون نے نماز ادا کی دوسو جوان پلٹن اور پولس کے مسلح بندوقین بھرے ہوئے سنگین چڑھائے ہوئے واسطے حفاظت ہم لوگون کے منتظر حکم پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور بہت سے لوگ تماشائین ونامہ نگار اخبارات وغیرہ واسطے دیکھنے اور سننے کیفیت مقدمہ کے بھی جمع تھے اوسوقت کا نظارہ کچھ عجیب وغریب تھا بجز خداے غالب کے کسی کا خوف وخطر مطلق دل پر نہ تھا شاید دو یا تین روز نماز ظہر ہم لوگون نے اسی طور پر ادا کی اور نماز عصر نہایت اخیر وقت وقتِ مراجعت راہ مین ادا کرتے جب صاحب نے دیکھا کہ یہ لوگ عین اجلاس پر نماز ادا کرلیتے ہین تب بالآخر آپ نے حکم دیا کہ ایک ایک آدمی کو باہر لیجاؤ اور اوسکے ساتھ دو سپاہی اور ایک نائک رہے اور کچہری سے باہر متصل باغ مین نماز پڑھا کر لے آؤ تب ہم لوگ تمام ایام دوران مقدمہ مین نماز ظہر اس طرح ادا کرتے رہے کہ ایک آدمی جاتا اور جب وہ آلیتا تب دوسرا جاتا۔ محمد شفیع کی طرف سے ایک انگریز وکیل جان سٹین صاحب باجرت سات ہزار روپیہ مقرر ہوا اور ہم لوگون پر بھی محمد شفیع کا تقاضا رہا کہ وکیل مقرر کرو مگر چونکہ جناب مولانا کی راے نہ تھی ہم لوگون نے وکیل نہین مقرر کیا منشی محمد جعفر صاحب اور مین بعض وقت کچھ ضروری سوال گواہون سے کرلیتا جناب مولانا بالکل ساکت یاد خدا مین مصروف رہتے ہین اور جناب مولانا متصل بازو بیازو وہان کھڑا رہتا اور آپ کے ذمہ کا سوال کا جواب بھی مین ہی دیتا الغرض تمام دوران مقدمہ مجسٹریٹی مین یون ہی گذرا جب مقدمہ دورہ سپرد ہوا اوسوقت مجیب الدین تحصیلدار جو بجرم رشوت ستانی اوسی جیل مین قید تھا اور اکثر محمد شفیع کے پاس اوس کی آمدورفت

رہتی ان دونون نے مل کر مقدمہ پر اصرار شروع کیا کہ تم بھی ایک وکیل انگریز مقرر کرو اور خود محمد شفیع نے ایک
اور انگریز وکیل گڈال صاحب کو مقرر کیا اب اون کی طرف دو وکیل ہوگئے اوس وقت اس مظلوم جھول نے
بھی اون کی راے کے موافق ہو کر ایک وکیل مقرر کرنا چاہا یہ گڈال صاحب کی معرفت کلکتہ سے
پلوڈن صاحب کونسلی بلوائے گئے اور اکیس ہزار روپیہ نقد اور خرچ جو اک دسواری تا دوران مقدمہ
سشن اون کا مقرر ہوا اور ادھر مولوی محمد حسن کو پٹنہ میں اس تقرری وکیل کی خبر دی گئی وکیل جب کلکتہ
سے روانہ ہوا اوس نے بذریعہ تار مولوی محمد حسن کو اسٹیشن مانکپور پر طلب کیا مولوی محمد حسن نے اوس سے
اسٹیشن پر ملاقات کی وکیل نے کہا کہ تم بہت جلد گواہ لئے ہوئے الہ آباد چلے آؤ وکیل نے الہ آباد پہونچکر صاحب جج
کو درخواست دی کہ میں صاحب مولوی یحیی علی و مولوی عبد الرحیم وغیرہ کا وکیل ہو کر آیا ہوں مجھکو اون سے
ملاقات کی اجازت ملے وہ درخواست نا منظور ہوئی تب وکیل نے بحضور صاحب کمشنر اپیل کی اور اوس کی
اپیل کی وہاں سے بھی نا منظور ہوئی تب وکیل نے بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر اپیل کی تب وہان سے منظور
ہوئی اس میں عرصہ دو ہفتہ کا گذر گیا بعد منظوری وکیل ہم لوگون کے پاس جیلخانہ میں آیا اور وکالتنامہ پر
ہم لوگون کے دستخط ہوئے منشی محمد جعفر صاحب نے کہا کہ خود کو وکیل کی حاجت نہین میں اپنا سوال وجواب
خود کرونگا الغرض تخمیناً دو مہینہ مقدمہ پیشی میں صاحب جج بہادر کے رہا اور صدہا گواہان سرکاری بہلا پھسلا
سے گرفتار ہو کر آئے تھے سنائے جاتے اوس مقدمہ میں جو کچھ کارروائی جاری رہا خلاف قانون عمل میں آئی اوس کا
بیان بہت طول طویل ہے صرف ایک ماجرا سے جو میں بیان کرتا ہوں حضرات ناظرین ناقدین کو کیفیت اس مقدمہ کی
معلوم ہو ایک لڑکا صدر الدین نامی تیرہ چودہ برس کی عمر کا جو منشی محمد جعفر کے مکان سے گرفتار ہوا تھا اوس کو
بھی پولیس سکھلا پڑھا کر گواہ ہوا جب یہ لڑکا احلاس پر آیا اور بات جو پڑھایا ہوا سب بھول گیا اور
وکیل کی جرح میں اوس کی غلط بیانی ثابت ہوئی تب رات کو پولس نے اوس کی ایسی مرمت کی کہ مارے پیٹ تسلیم ہوا
زیادہ وکیا لکھوں۔ صدہا انگریز تماشائی وغیرہ رہتے اور ان کل کارروائیوں کو جو خلاف قانون عمل میں
آئی باتیں دیکھتے اور انگشت حیرت کو دانتوں تلے دباتے ہمارے حضرت مولانا کا صبر و استقلال اوس وقت کا
قابل دید تماشہ کو میں اور آپ ایک ہی جگہ رہتے آپ ہر شب حسب معمول نماز و دعا وغیرہ میں مشغول
رہتے اور اکثر اشعار عاشقانہ دیوان شاہ نیاز و حافظ وغیرہ کا پڑھتے اور ایک نہایت وجد کی کیفیت
آپ پر طاری ہوتی ہم لوگ سب بیہوش ماتحت ہوتے اور آپ نہایت مسرور و خوش آپ کے چہرہ

بشرہ سے کچھ بھی آثار رنج و محن کے پائے نہیں جاتے ذکر اللہ سے رطب اللسان رہتے آپ اکثر اس شعر کو بھی جو حضرت خُبیب صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے مترنم ہوتے

ما ابالی حین اقتل مسلما علی ای شق کان فی اللہ مصرعی
وذالک فی ذات الالہ وان یشأ یبارک علی وصال شلو ممزعی

میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہین کہ جن سے آپکی اوس کیفیت وجدی و صبر و شکر کا ایک شمہ بھی بیان کر سکون اور اوسکی تصویر کھینچکر ہدیہ ناظرین کرنا تو یہ ایک امر محال ہے آپ سے دوسرے درجہ پر جی ذسیدی میان عبد الغفار صاحب تھے اور منشی محمد جعفر صاحب ان دونون کا صبر و استقلال بھی لائق مرحبا و صد آفرین تھا۔ چونکہ یہ رسالہ واسطے بیان کیفیت مقدمہ کے موضوع نہین ہوا ہے لہذا عنان قلم کو ادھر سے پھیر کر اصل مطلب جو ان اوراق کا ہے عرض کرتا ہون جو حضرت کہ شائق دریافت مقدمہ ہون وہ تواریخ عجیب مؤلفہ منشی محمد جعفر صاحب ملاحظہ فرمادین۔ الغرض جب مقدمہ اجلاس سشن جج سے فیصل ہوا اور تین شخصون کو حکم پھانسی کا ہوا یعنی مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ والغفران و منشی محمد جعفر صاحب و محمد شفیع مرحوم اور باقی آٹھ شخصون کو دوام حبس بعبور دریاے شور معہ ضبطی جائداد اوس وقت یہ تینون شخص پھانسی والے پھر اوسی قید تنہائی سنگین کوٹھری مین بند کئے گئے۔ اور باقی لوگ دوسرے قیدیون کے ساتھ ملا دئے گئے مگر چونکہ موسم نہایت گرم تھا یہ ممکن نہ تھا کہ آدمی ایک ہفتہ سے زیادہ اوس کوٹھری مین رہے اور پھر جانبر ہو۔ لہذا ڈاکٹر نے حکم دیا کہ کوٹھری کا دروازہ کھلا رہے اور ایک پہرا سپاہی کا خاص اوس دروازہ پر مقرر ہو کہ یہ لوگ کوٹھری سے قدم باہر نہ لا سکین چنانچہ ہمارے حضرت اوس قید تنہائی مین کچھ تخمیناً دو ڈھائی مہینے رہے۔ اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ اون ایام کو آپ نے بسر کیا اور جب کوئی سپاہی پہرے والا آیا اور کوئی سپاہی یا قیدی آپ کے سامنے آجاتا ہندو یا مسلمان سب کو آپ توحید باری کا وعظ سناتے اور عذاب آخرت و قبر وغیرہ سے ڈراتے۔ الغرض ایک عجب طرح کا فیض آپ کا اوس قید تنہائی مین بھی جاری رہا۔ سپاہی جو پہرے کے واسطے آتا وہ سکھ ہوتا یا گورکھا اور مسلمان نہوتا آپ اوس کو اسی آیۃ کریمہ کا وعظ سناتے۔ ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ۵ سپاہی کھڑا رہتا اور جب اوس کے پہرے کی بدلی ہوتی تو اوس صحبت کو چھوڑ کر جانا پسند نہین کرتا۔ مین کچھ لکھ نہین سکتا کہ کسقدر فائدہ اوس وقت پہرے والون کو

پہونچا اور کتنے موحد ہوگئے اور کتنے دین آبائی کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئے - لا یعلمہا الا اللہ آپ کا فیض
کبھی کسی حالت میں بند نہوا آپ کا جسم مبارک قیدی تھا مگر آپکی دل زندان آزاد
تھا اون پر کسی کی حکومت نہ تھی بجز اوس حاکم حقیقی کے اگر دوست کے واسطے بھی کوئی آدمی سامنے آتا آپ
امر معروف و نہی عن المنکر بجا لاتے بعد اسکے حکم پھانسی منسوخ ہوا اور حکم دوام حبس بعبور دریائے شور معہ
ضبطی جائداد اون تینوں پھانسی والوں کے واسطے بھی صادر ہوا اور یہ لوگ قیدیوں میں ملا دئے گئے اور حسب
دستور اوس جیل کے جیسے ہم لوگوں کی ڈاڑھیں مونڈا دی گئی تھی ویسا ہی آپکی بھی مونڈا دی گئی اور ایک کرتہ کمر
تک کا گھیر دار بنا ہوا اور ایک ٹوپی کان ڈھپی گھیر دار لنگی جول پہنا دی گئی یہ ہو گیا ۔ لباس اوس جیل میں قانونا
ہر ایک کو دیا جاتا تھا اوس کی صبح کو کپتان ٹائی صاحب مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر انبالہ و پارسن صاحب سپرنٹنڈنٹ
پولیس جیل میں آئے اور داروغہ کو حکم دیا کہ مولانا سے سخت مشقت لیجاوے چنانچہ خود اوس نے اپنے روبرو
کھڑے ہوکر ایک بڑے کوئیں پر جو رہٹ چل رہا تھا جس میں تمام آب رسانی تھی اوس رہٹ کو آٹھ دس قیدی چلا
رہے تھے اور وہ مشکل چلتا تھا آپکو بھی اونمیں دیدیا آپ دو تین روز تک تمام دن اوس کو چلاتے رہے
آپ کو باعث حرارت آمادہ خون کا پیشاب آنے لگا آپ نہایت صبر و شکر کے ساتھ اوس کو انجام دیتے
رہے دوسرے قیدی جو نہایت قوی و توانا اوس رہٹ کو کھینچتے تھککر بیٹھ جاتے مگر آپ صبح سے شام تک
اوس میں لگے ہی رہتے - چونکہ اوس وقت ڈاکٹر صاحب موجود نہ تھے مجسٹریٹ صاحب نے یہ کارروائی اپنے
دل کا غصہ نکالنے کیلئے کی جب ڈاکٹر صاحب دو تین روز کے بعد جیل میں تشریف لائے اور دورہ آمد قیدیوں کا ملاحظہ
کیا جناب مولانا کو رہٹ کے کام میں دیکھکر داروغہ پر نہایت خفا ہوئے کہ اسکو یہاں کیوں لگایا ہے داروغہ
نے عرض کیا کہ مجسٹریٹ صاحب خود تشریف لاکر لگا گئے ہیں چونکہ ڈاکٹر کو مجسٹریٹ سے چشمک تھی فی الفور آپ
کو وہاں سے چھڑا کر برعکس اوس کے ایک نہایت آسان کام میں لگا دیا یعنی صدری بافی کے کارخانہ میں چھت
کے نیچے دری کا سوت کھولنے کا کام آپکو دیا آپ حمد و شکر باری میں شب و روز مصروف رہتے اور کام
مفوضہ سرکاری کو بھی باحسن وجوہ انجام کرتے مثل اور قیدیوں کے تساہل و تغافل کو کام میں نہ لاتے
اور دوسرے قیدیوں کو بھی نصیحت فرماتے کہ جب تم سرکاری کھانا کھاتے ہو اور کپڑا پہنتے ہو اور مکانمیں
رہتے ہو تب ضرور ہے کہ سرکاری کام کو انجام دو اور قیدی لوگ جو جیل کے اندر حکم عدولی اور بدمعاشی
وغیرہ کرتے اوس سے ان کو روکتے اور نصیحت کرتے بعدہ قیدی اوس جیل میں ایسے نیک چلن ہوگئے

کہ جس کو دیکھکر داروغہ وغیرہ اہلکاران جیل حیران رہجاتے انھین ایام مین اوس جیل مین بخار کی وبا
پھیلی اور صدہا قیدی لقمۂ اجل بنگئے ہم لوگ بھی کلہم سخت بخار مین مبتلا ہوئے صرف یہ فقیر مؤلف بچ گیا
حضرت جناب مولانا کو ایسا سخت بخار رہا کہ ایک مہینہ تک ہوش نہ رہا مگر ذکر اللہ زبان پر جاری
قاضی میان جان نے اوسی مین انتقال کیا۔ الٰہی بخش سوداگر پٹنہ بھی بخار مین مبتلا ہوکر پاگل ہوگیا
اوس کی قفا پر چند پلاسٹر لگائے گئے۔ الغرض جو تھے وہ سخت سے سخت تر بیمار تھے یہ فقیر مؤلف فجر کو مشقت
پر جاتا اور دوپہر اور شام کو جب ایک ایک گھنٹہ کی چھٹی ملتی تو ہسپتال جاکر ان لوگون کی خبر لیتا پانی
لاکر پاس رکھدیتا باورچیخانہ ہسپتال سے روٹی دال لاکر ان لوگون کو کھلا دیتا کپڑا جو پیشاب پاخانہ
مین ملوث ہوجاتا دھو دیتا۔ الغرض ایک گھنٹہ کے عرصہ مین جوکچھ کار و خدمت ہوسکتی بجالاتا اور پھر
کام سرکاری پر چلا جاتا بعد ڈیڑھ مہینے کے سب سے اول میان عبدالغفار صاحب کو افاقہ ہوا اوسوقت
یہ فقیر بخار مین مبتلا ہوا اور وہی حالت جو سب کی تھی میری ہوئی ایک مہینہ کامل مجھکو خبر نہ ملی کہ دن کدھر
ہے اور رات کدھر۔ میرے ہمراہی لوگ میری زندگی سے مایوس ہوگئے تھے اوسوقت میان عبدالغفار صاحب نے
باوجود ضعف و نقاہت وہی کام انجام دیا جس کو مین کرتا تھا۔ فاعتبروا ایہا الناظرین۔ بعد اسکے
کہ جب لوگون کو صحت ہوئی عذاب الجوع آیا اسقدر بھوک کا غلبہ سب لوگون کو رہتا کہ دو دو روٹیان جو سرکار
سے ملتین اون کے کھانے سے یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ کچھ کھایا بھی ہے یا نہین جیل مین جسقدر گھاس تھی سب بیخ
اوکھاڑ کر قیدی لوگ اوس کو چٹ کرگئے۔ ہرطرف سے الجوع الجوع ہائے بھوک کا شور تھا ہمارے ہمراہیون
مین سے اکثر دن کی نیت ڈانوان ڈول پھرتی تھی ایسی حالت مین یہ کارروائی شروع ہوئی کہ مولوی احمد اللہ رحمۃ
اللہ علیہ کو جس طور پر ہوسکے اس مقدمہ مین پھانسنا چاہئے اور گرفتار کرنا چاہئے چنانچہ مجیب الدین
تحصیلدار جو اوسی جیل مین قید تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے وہ اس کام کے واسطے مقرر کیا گیا کہ لوگون
کو ورغلا اور بہکا کر بطمع رہائی و واپسی جائداد مولوی احمد اللہ پر گواہ بنادے چنانچہ سب سے
اول اوس کا جادو محمد شفیع اور عبدالکریم ان کے بھانجے پر چل گیا اور یہ لوگ گواہی دینے کو مستعد ہوگئے
اور ان دونون پر ہرطرح کی آسائش قید مین کردی گئی کھانا نہایت عمدہ پلاؤ و شیرمال دودھ ملائی
وغیرہ جیل مین آنے لگا اور یہ دونون نہایت ترو تازہ ہوگئے اور دوسرے ساتھیون کو بھی ترغیب
گواہی کی دینے لگے۔ وقاسمھما انی لکما لمن الناصحین۔ کا دم بھرنے لگے چنانچہ الٰہی بخش سوداگر

پیشہ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ان کے دام میں آگیا اور ہم لوگوں سے علیحدہ ہو کر اون کی صحبت میں جا بیٹھا وہ
عجیب وقت تھا کہ ادھر تو ہم لوگ انواع قسم کے آلام و مصائب میں مبتلا اور پھر قذاب الخوع اور اڈ دھرو
راحت وآرام و تنعم گویا نمونہ قیامت تھا کہ ایکطرف جنت اور دوسری طرف دوزخ لطروں کے سامنے
رکھی تھی وہ وقت پرلے سرے کے جانچ اور امتحان کا تھا اوس وقت پر آیۃ کریمہ ولنبلونکم الآیۃ
کا مضمون خوب صادق آتا ہے اور پل صراط کی سی کیفیت تھی کہ ہر دین ایمان پر مسلمہ مسلم۔ کہتا تھا ہمارے
حضرت نہایت باطمینان قلب بہایت خندان و شادان و فرحان یاد الٰہی میں اور لوگوں کو استقامت کا ہمیشہ
شب و روز مصروف رہتے دنیائے دون کی بے ثباتی اور اوس کے راحت و آرام کی بیقراری اور ثواب
آخرت اور جنت لعیم کی پائداری یاد دلاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب کھول کر فرماتے اوس وقت
کی کیفیت آپکی قابل دید تھی۔ قلم کو جو ایک کاٹھ کا ہے کہاں وہ طاقت کہ جو اسکو بیان کر سکے فقیر مؤلف
بھی اوس زلزلہ میں گرفتار تھا آپکے قدموں کی برکت سے اللہ تعالٰے نے بچالیا کہ اغواء شیطانی سے
محفوظ رہ کر بیہودہ گوئی وبیہودات کہنے سے رُکا رہا اور مہالک ہلاک میں نہ گرا فللّٰہ الحمد علی
ذلک۔ اگر آپ کا ساتھ نہ ہوتا تو ایسے مہالک سے بچنا مُشتَعسَر بلکہ محال تھا صبر و استقلال تو مجھ
ایسے نالائق کو کہاں میسر یہ تو بہت بڑے لوگوں کا کام ہے صرف اسقدر کہ زبان ناپاک باتوں سے
بچی رہی ہزار ہزار شکر اوس قادر مطلق کا ہے اوس وقت ایک اور امتحان اس نالائق پر
حاصل کرنے آیا کہ کمشنر صاحب و ڈپٹی کمشنر صاحب کی خواہش ہوئی کہ بذریعہ کمترین
مولوی عبد اللہ ساکن افغانستان سے بہنام مصالحت کیا جائے کہ جس سے بمقام انبیلہ وغیرہ
سرکار سے جنگ ہوئی تھی اور وہ اس کمترین کے چچا زاد بھائی تھے اوسی حالت میں قیدیوں کی
چالان انبالہ سے لاہور جانے کو تیار کی گئی اوس میں جناب حضرت مولانا و منشی محمد جعفر صاحب
وغیرہ کل طیار کئے گئے۔ مگر محمد شفیع و عبد الکریم و الٰہی بخش جو بوجہ گواہی ہم لوگوں سے علیحدہ
کرلئے گئے گھر کو لے گئے اور یہ فقیر بھی بوجہ کارروائی صلح روک لیا گیا اور لیز میں تنفس بہت تھا
اوس وقت مبتلا تھا کہ لیاقت سفر مطلق نہ تھی اس وجہ سے بھی ڈاکٹر نے مجھے روک لیا اور جناب
حضرت مع چھ آدمیوں کے روانہ جیل لاہور کئے گئے اس اس وقت سے عرصہ دو سال تک میں
صحبت کیمیا خاصیت سے اپنی بداعمالیوں کے سبب مہجور کر دیا گیا۔ اب جو کچھ میں بیان کردوں گا

ان دوسالون کی کیفیت وہ سنی ہوئی ہوگی۔ الغرض آپ انبالہ سے روانہ ہوکر معہ دوسرے ستر پچھتر قیدیون
کے جیل لاہور مین پہونچے اور وہان قریب ایک برس کے آپکا قیام رہا اوس اثنا مین آپ برابر قیدیون کو
پند ونصائح کیا کرتے چون کہ قیدخانہ مین مجمع بدکارون اور چور ڈاکو وغیرہ کا رہا کرتا ہے آپ کا وعظ بھی
اکثر افعال ذمیمہ کے بیان مین ہوتا اور توحید وتاکید صوم وصلواۃ کی ہوتی صدہا چور اور ڈاکوون نے
توبہ کی کہ اب کبھی اس پیشہ کو نہ کرینگے آپ اون کو عذاب دائم مقیم سے ڈراتے صدہا موحد اور نمازی ہوگئے
ایک بلوچ ڈاکو کا ماجرا بیان کیا جاتا ہے اوس کا نام مرزی تھا اوس کے آبا واجداد سے چوری او ڈکیتی کا
پیشہ چلا آتا تھا وہ نہایت قوی ہیکل جوان تھا اوس نے جیل خانہ مین اگرچہ بہت کچھ شرارت کی تھی
سرکاری کام ہرگز نہین کرتا صدہا بید اوس کو لگائے گئے مگر اوس نے اف نہین کیا اپنی بدچلنی سے باز نہین آیا
بیڑی اور ڈنڈا بیری ہتھکڑی اور طوق وقید تنہائی وغیرہ جو کچھ سزا دہان ہے وہ سب اوس پر عمل مین لایا گیا
لیکن وہ باز نہ آیا داروغہ وجمعدار سب اوس سے ڈرتے وہ اون کو بھی موقع پاکر ہتھکڑی سے پیٹ دیتا خدا کا
حکم ہے آپ کا بستر اور اوس کا ایک ہی جگہ ہوگیا خدا کی قدرت کہ آپکی نصیحت وپند سے تھوڑے ہی عرصہ مین
اوس کی کیفیت بدل گئی اوس نے سرکاری مشقت کرنی شروع کردی اور ایسا نیک چلن بن گیا کہ داروغہ وغیرہ
سب متحیر ہوگئے۔ ہتھکڑی اور طوق وغیرہ سب اوس سے دور کردئے گئے اور پارچہ بافی کے کارخانہ مین وہ
داخل کردیا گیا کہ جہان دائم الحبس اور بڑے بڑے میعادی قیدی کام کیا کرتے تھے اور عمدہ کام کرنے
اور زیادہ کرنے پر سال مین دو ایک ماہ قید معاف بھی ملا کرتی ہے۔ اس نے وہان جاکر بہت جلد پارچہ بافی
کا کام سیکھ لیا اور نہایت عمدہ کپڑا بننے لگا مین جب لاہور کے جیل مین گیا خود مین نے اوس مرزی بلوچ کو
دیکھا کہ وہ پانچون وقت نماز قید کے ساتھ پڑھتا اور اپنے گذشتہ اعمال کو یاد کرکے خوف خدا سے اکثر
روتا۔ اے بھائیو مین سچ کہتا ہون کہ مین نے جب اوسکو دیکھا ایک ولی پایا اس قسم کے اور بہت سے
ماجرے ہین مین نے یہ ایک تمثیلاً بیان کیا۔ الغرض آپ کا وجود باجود اوس قیدخانہ مین واسطے ہدایت
قیدیون کے بھیجا گیا تھا کہ ہزارون فیضیاب ہوگئے اہل کاران جیل اس کرامات کو آپ کے دیکھ
دیکھ کر نہایت متحیر ومتعجب ہوتے تمام ہندو آپ کو دیوتا اور اوتار کہتے اور مسلمان ولی سمجھتے اتوار کا
روز جو فرصت کا قیدیون کے ہوتا تھا بعد ملاحظہ ڈاکٹر آپ کے پاس مجمع ہوجاتا آپ حسب حال
اون قیدیون کے بدکاریون سے بچنے کا اور نیک چلنی اور توحید الٰہی کا بیان فرماتے اور صوم وصلوٰۃ

کی تاکید فرماتے بعد اوس کے آپ معہ دوسرے قیدیون کے لاہور سے بسواری ریل روانہ
ملتان ہوئے وہان ہفتہ عشرہ قیام کرکے بسواری مرکب دخانی روڑی بھکر سکھر جو ملک سندھ
مین واقع ہے ہوتے ہوئے کوٹری پہونچے اور وہان سے بذریعہ ریل کراچی بندر اور وہان ہفتہ عشرہ
قیام کرکے بسواری مرکب دخانی براہ سمندر بمبئی پہونچے اور وہان سے بسواری ریل مقام تھانہ
(جو ایک شہر کا نام ہے) اور وہان بہت بڑا قلعہ مرہٹون کا بنایا ہوا ہے اور اب وہ جیل کا کام دیتا ہے اوس
مین بھیجدئے گئے وہ نہایت سخت جیل ہے کہ دوسرے جیلی اوس سے پناہ مانگتے ہین وہان کے اہلکار
جیلر وغیرہ قسوت قلبی مین نسبت دوسرے جیلون کے بدرجہا زیادہ تمام احاطہ بمبئی و پنجاب کے
شریر ترین قیدی اوس جیل مین بھیجدئے جاتے ہین آپ ہر جگہ اپنا کام کرتے رہے چند
مہینون تک آپکا وہان قیام رہا آپ کا فیض بدستور وہان بھی جاری رہا بعد اوس کے آپ ماہ
دسمبر ۱۸۶۵ع بسواری جہاز بادبانی معہ دیگر قیدیون کے روانہ پورٹ بلیر انڈمان ہوئے اور
صعوبات و تکلیفات جہاز کو طے کرکے بتاریخ گیارہوین جنوری ۱۸۶۶ع آپ داخل جزیرہ انڈمان ہوئے بعد
اس کے جناب منشی محمد اکبر خان صاحب نے جن کے اوصاف حمیدہ اور تعریف پر ورق اوپر بیان ہو چکی ہے
آپ کو اپنے مکان مین لیجا کر رکھا اور بذریعہ اجازت چیف کمشنر صاحب اپنی تائید مین لے لیا چونکہ صاحب
منشی صاحب کو کام بہت سپرد تھے اکثر فرصت کے وقت مین آپ مکان پر بھی سرکاری کام کیا کرتے تھے لہذا آپ
مولانا کو حاضری کچہری سے بچا کر اوسی مد مین داخل کیا اب دونون حضرات یعنی جناب مولانا احمد اللہ و مولانا
یحیی علی رحمۃ اللہ علیہما ایک ہی جگہ جمع ہوگئے اور میان عبد الغفار صاحب کو بھی منشی صاحب ممدوح نے کام
سرشتہ داری سکھا کر انکو بھی اپنے ہی مکان مین جگہ دی الحاصل یہ تینون شخص ایک ہی مکان مین رہنے لگے جناب
مولانا کا کام یہ تھا کہ بعد فرصت از کار سرکار لوگون کو قرآن و حدیث پڑھاتے نصیحت کرتے گھر گھر پھرتے عورتون
کو نماز کی تعلیم کرتے قرآن پڑھاتے صدہا مرد و عورت کہ جنھون نے اپنے معبود حقیقی کے سامنے کبھی سر نہ جھکایا تھا
پکے نمازی بن گئے اسی اثنا مین یہ کمترین بھی بعد مہاجرت دو برس کے پورٹ بلیر مین پہونچ گیا اور تخمیناً تیرہ
مہینے آپ کی حضوری خدمت سے بہرہ مشرف ہوا دو برس آپ وہان اپنی عمر عزیز کو یاد خدا و تعلیم و تلقین خلق اللہ
مین صرف کرکے بتاریخ بیسوین فروری ۱۸۶۸ عیسوی کو لبیک کہتے ہوئے داخل خلد برین ہوئے تخمیناً چودہ
روز بعارضہ بخار و درد و ورم رکیتن آپ علیل رہے اسی حالت مین حسب قاعدہ انڈمان آپ کی

ہسپتال ہوئے اور علاج ڈاکٹری ہونے لگا یہ کمترین اوسوقت محرر مرئین ڈپارٹمنٹ ماتحت کپتان ڈاروٹ صاحب یار برماسٹر کہاین تھا اپنے افسر سے آپکی خدمت گذاری کے واسطے چھٹی طلب کی چونکہ اوس محکمہ مین شب وروز کی حاضری مجکو کرنی پڑتی تھی صاحب نے حکم دیا کہ بارہ بجے دن سے تین بجے تک تم آکر کام کیا کرو تاکہ دوسرا منشی اپنی حوائج ضروری سے فارغ ہوکر آجاوے چنانچہ مین ایسا ہی کرتا بارہ بجے سے تین بجے تک اپنے کام جاتا اور تمام روز وشب آپکی خدمت مین حاضر رہتا آپ تمام ایام علالت مین یاد خدا وصبر وشکر مین مصروف رہتے اور ہر وہ شخص جو آپکی ملاقات وعیادت کو ہسپتال مین جاتا اوسکو پند ونصیحت سے مالا مال کرتے آپکی علالت کچھ ایسی تھی کہ جس سے ہلوگون کو صورت یاس ہوتی جناب مولانا حضرت احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی دیکھنے دو بار جاکر دیکھ آئے چونکہ ہسپتال ایک بلند جگہ پر واقع تھا اور آپکا مکان نشیب مین اور آپ نہایت کمزور وضعیف تھے بغیر استعانت دوسرے کے اوس بلندی پر آپ چڑھ نہین سکتے تھے اور حاضری کچہری بھی آپکو کرنی پڑتی تھی لہذا آپ حاضر باشی سے وہان کی مجبور تھے چنانچہ روز اخیر جب مین تین بجے آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپ کی طبیعت اچھی تھی آپنے نماز عصر ادا کی قریب چار بجے کے ایکبارگی آپکی زبان مین لکنت پیدا ہوئی اور طبیعت بگڑی ڈاکٹر کو خبر ہوئی۔ اوس نے فی الفور آکر دوا دی مگر وہ دوا بھی فرو نہوئی اس حالت کو دیکھکر مین نے جلد ایک آدمی دوڑا دیا کہ جناب حضرت مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو خبر دو آپ اوسوقت کچہری سے آرہے تھے سنتے ہی ہسپتال کیطرف روانہ ہوئے اس اثنا مین جب مین نے دیکھا کہ آپکے حلق سے پانی بھی فرو نہین ہوتا ہے لیکن زبان ذکر اللہ مین جاری ہے تو اس سے مین نے خیال کیا کہ زبان نہین کھلتی مگر ہوش ہے آپکے سر مبارک کو مین نے اپنے زانو پر لے لیا چند منٹ کے بعد آپکی روح پر فتوح اس قفس عنصری کو چھوڑکر علیین کو پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ واحشرہ فی زمرۃ المھاجرین الاولین الذین ھاجروا وجاھدوا مع النبی الامی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ چونکہ وقت شام کا ہوگیا تھا اور قبرستان دور تھا ہم لوگ لاش مبارک کو بہ اجازت جناب ڈاکٹر صاحب اپنے مکان پر لائے علی الصباح غسل وکفن ہونے لگا جناب منشی سید اکبر زمان صاحب ہیڈ منشی پاس کرنیل فورٹ صاحب چیف کمشنر کے گئے اپنے اور اپنے آفس کے مسلمان عملون کے واسطے فرصت واجازت شرکت دفن وکفن کی مانگی اسپر صاحب بہادر نے براہ اشفاق خسروانہ وہمدردی انسانی تمام مسلمان قیدیون کو فرصت واجازت شرکت

دن دیدی چنانچہ فی الفور پروانجات تحریر ہو کر مُہر و دستخط ہو کر جملہ ٹاپوؤں کو بذریعہ ڈاک روانہ کر دئے گئے
اور ہر ٹاپو میں بنام افسر انچارج وہاں کے حکم گیا کہ جو قیدی آپ کے جنازہ پر حاضر ہونے کی خواہش ظاہر کرے
فی الفور اوس کو بذریعہ کشتی سرکاری روانہ کر دو چنانچہ جوق جوق قیدی مسلمان اور کچھ ہندو بھی کشتیوں پر سوار
ہو کر آنے لگے ادھر جلد تک غسل و کفن وغیرہ تیار ہو گئے نماز جنازہ میں کل مسلمان جو اوس وقت جزیرہ راس آئیلینڈ میں
تھے تقریباً ڈھائی ہزار سے شریک ہوئے بعد اوسکے گھاٹ پر گئے وہاں متعدد بوٹ بڑے بڑے بار بردار پہلے سے
تیار کر رکھے تھے اون پر سب لوگ سوار ہو کر سوتھ پائنٹ کے گھاٹ پر آئے وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر
قبرستان میں لیگئے وہاں بہت لوگ دوسرے دوسرے ٹاپوؤں سے آکر ملے گئے اور مکرر نماز جنازہ ہوئی
گئی ہر شخص کا دل آپکی محبت و فراق میں پانی پانی تھا ہر شخص گریہ و بکا میں مبتلا تھا قریب چار پانچ ہزار آدمی کا
مجمع تھا بعد دفن کرنیکے اور فاتحہ تعزیت کے سب لوگ وہاں سے واپس آئے

تاریخ وفات از نتیجہ فکر جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی

چونکہ یحیی علی ستودہ خصال گشت راہی جہان پاک ازو	عالم و زاہد و محدث بود ہر کسی [illegible] بود	سیچ ہاتف گفت [illegible] آنکہ سال [illegible]	راہ ملک عمل [illegible] [illegible]

تاریخ دیگر از مولوی محمد حسن مرحوم صادقپوری

عالم و زاہد محدث شیما [illegible] سے علے سال تاریخ وفاتش بجو ز سید [illegible]	کرد جان و مال خود را در رہ مولا نثار یکہزار و دو صد و ہشتاد و هو دو چہار

۱۲۸۴ھ

آپکی عمر تخمیناً چھیالیس سینتالیس برس کی ہوئی اوسمیں چار برس قید میں گذرے آپکا قد میانہ بھاری رنگ صاف چہرہ کتابی
پیشانی کشادہ چیچک کا تھا داڑھی ہلکی گھنی خوبصورت بال سیاہ و سفید ملے ہوئے دانت سامنے کے اکثر ٹوٹ گئے تھے لیکن
ظاہر تھا آپکی محل اول یعنی مسماۃ حمیدہ بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئے مولوی
عبد القیوم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ محمد زکریا جو پانچ چھ برس کا ہو کر گذر گیا مولوی محمد عیسیٰ عرف مولوی محمد علی
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مسماۃ آسیہ جو دس بارہ برس کی ہو کر گذر گئی محمد الیاس جو ڈھائی برس کا ہو کر
گذر گیا مولوی محمد موسیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ محل ثانیہ مسماۃ فاطمہ بنت حضرت مولوی فرحت حسین قدس
سرہٗ اور ہمشیرہ مؤلف کتاب ہذا سے صرف ایک عزیزی مولوی محمد یوسف جعفری سلمہ اللہ تعالیٰ پیدا

ہوئے۔ یہ نو دس مہینے کے تھے کہ آپ قید ہوئے۔ نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے۔

مولوی اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصغر اولاد مولوی الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے آپنے درسی کتابین اپنے برادر معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین آپنے اپنے خاندان مین سب سے اول بیعت ہاتھ پر جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے کی آپکی رہنمائی سے آپکے والد ماجد مولوی الٰہی بخش صاحب مرحوم مغفور نے بھی کی آپ نہایت عقلمند ہوشیار ذہین وذکی تھے آپ جس تاریخ سے مرید حضرت مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے اپنے پیر مرشد کا ساتھ نچھوڑا ہمیشہ سفر وحضر مین ساتھ رہتے چنانچہ جب بڑے حضرت کو سفر بالاکوٹ ملک پکھلی قریب کشمیر کا پیش آیا اسوقت آپ بھی ہمراہ ہوئے آپنے وہان جاکر بہت عمدہ عمدہ کارنمایان کئے حربا مین نہایت دلیری وبہادری بمقابلہ سکھون کے دکھلائی آپ بطور وزیر مشیر کے اونیز جنرل کے ہمراہ بڑے حضرت رہتے تدابیر تمدنی وکیود حرب وجرأت وبہادری آپمین خداداد تھی بعد اوسکے کہ جب بڑے حضرت وہان سے مراجعت کرکے پٹنہ کو تشریف لائے آپ بھی ہمراہ آئے یہان آکر چند مہینون کے بعد بعارضہ وبائی ہیضہ آپنے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔ آپکے انتقال سے پیشتر ایک روز بڑے حضرت کو بین الیقظہ والنوم یہ آواز غیب سے آئی کہ ہدایت اللہ کی طلبی ہے آپ جب بیدار ہوئے سمجھا چونکہ آپکے منجھلے صاحبزادہ کا نام ہدایت اللہ تھا آپنے اونھین کی نسبت خیال کیا کہ اونکی وفات قریب ہے آپ دعا مین مصروف ہوئے مگر جب جناب مولوی اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا بڑے حضرت نے سمجھا کہ ہدایت اللہ سے یہی مراد تھے کیونکہ آپکو خلق اللہ کی ہدایت کا بڑا شوق تھا شب وروز اسی مین مصروف رہتے مراقبہ ومشاہدہ مین بھی آپکو کمال تھا صدہا آدمی آپ سے تعلیم پاتے چوبیس برس کی عمر مین آپنے انتقال فرمایا آپکی شادی مسماۃ شریفن بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہٗ سے ہوئی تھی صرف دو لڑکیان آپکی ہوئین مسماۃ رقیہ کہ

جنکی شادی مولوی اشرف علی صاحب خلف اوسط مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی اور وہ لاولد
گذر گئیں اور دوسری لڑکی مسماۃ امتن کہ وہ ڈھائی برس کی ہوکر گذر گئی آپکا مزار متصل مسجد محلہ
[illegible] قریب دروازہ کلاں واقع ہے

مسماۃ جمیلۃ النساء مرحومہ بنت جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپکی شادی اول مولوی قمر الدین شہید بن رکن الدین حسین بن ربیع الدین حسین خان ساکن محلہ مغلپورہ سے ہوئی
لیکن مولوی صاحب موصوف حضرت کے بیعت ہوکر شادی مکان پر رہے اور پھر بمعیت مولوی مظہر علی صاحب شہید ساکن
محلہ لودیگرہ آپ ملک افغانستان کو چلے گئے اور وہاں حضرت امیر المومنین جناب سید احمد صاحب کے لشکر میں جاملے
اور پشاور میں سلطان محمد خان نے مع مولوی مظہر علی صاحب کو دھوکے سے قتل کیا اوسمیں آپ بھی شہید ہوئے
اوسوقت مسماۃ کی عمر تخمیناً بارہ برس کی ہوگی بعد اوسکے کہ جب مولانا الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جناب
مولانا ولایت علی قدس سرہ سے بیعت کی آپکا نکاح بھی ساتھ بڑے حضرت کے پڑھا دیا یہ اول نکاح ہے
سوم کا جو محلہ صادقپور میں ہلوگوں کے بیان کیا گیا باقی حالات وتفصیل اولاد کی انمیں جناب بڑے حضرت قدس
سرہ کے آویگی تاریخ ۱۸ شعبان ۱۳۰۰ ہجری مطابق [illegible] اپریل ۱۸۸۳ء رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا وادخلھا فی [illegible]

مسماۃ وجیہ النساء مرحومہ

دختر دویم جناب مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ آپکی شادی ساتھ جناب مولوی اولیاء علی مرحوم موصوف بن
رضی الدین خان مرحوم بن رفیع الدین خان مرحوم ساکن محلہ مغلپورہ کے ہوئی مگر اونسے کوئی اولاد نہیں ہوئی
تخمیناً چھبیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا۔

مسماۃ نفیسن مرحومہ دختر سیوم مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپکی شادی ساتھ شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن موضع استھاواں کے ہوئی یہ نہایت دیندار و
ذی لیاقت عورت تھیں مگر افسوس کہ بڑے وفا کی بہت جلد اونھوں نے اس دنیای فانی کو چھوڑا صرف دو
اولاد آپکی ہوئی ایک مسماۃ ماجدہ کہ جنکی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ کے ہوئی
اور بعد شادی سات برس بقید حیات رہکر اس دنیا سے لاولد رخصت ہوئیں اور دوسرے جناب شیخ
[illegible] صاحب مرحوم ساکن موضع بھولی ضلع گیا ان کی اولاد کی تفصیل آگے آویگی۔

جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہٗ

آپکی والدہ مسماۃ بصیرن بنت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ ٹنموہیہ تھین آپنے بتاریخ آٹھوئین شوال روز چہارشنبہ ۱۲۵۳ھ
وقت ظہر لباس ہستی کا پہنا آپنے اوائل کی کتابین اپنے چچا مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ سے پڑھین مگر جب مولانا مرحوم نے
بمعیت اپنے مرشد کے سفر افغانستان کا کیا تب بقیہ کتابین آپنے اپنے والد ماجد جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے
پڑھین اور فارغ التحصیل ہوئے لیکن پھر بھی تعطش تحصیل علم مین آپکی تسکین نہوئی چھبیس برس کی عمر مین آپنے سفر لکھنؤ کیا
وہان جاکر جناب مولوی واجد علی صاحب ساکن بنارس مقیم لکھنؤ سے جو ایک بہت بڑے عالم سر برآوردہ علماے
لکھنؤ سے تھے دو برس تک آپنے علوم درسیہ کی تحصیل و تکمیل کی بعد فراغت کتب درسیہ آپنے طرف علم طب کے توجہ کی پھر
دو برس تک علم طب جناب حکیم طالب علی مرحوم لکھنؤ سے پڑھا ۱۸۵۷ء عیسوی کے غدر مین آپ لکھنؤ مین تھے کل کتابین
آپکی اور اسباب خوراکی و پوشاکی و نقد و جنس آپکا وہان لٹ گیا بمشکل تمام وہان سے گھر پہونچے شادی اول آپکی مسماۃ
زاہدہ بنت شیخ ولایت حسین بن شیخ نوازش حسین ساکن ٹھٹھوا سے ہوئی تھی سات برس وہ بقید حیات رہکر لاولد
جنت نعیم کو رخصت ہوئین اوسکے بعد آپ لکھنؤ چلے گئے وہان سے مراجعت کے بعد آپکی دوسری شادی مسماۃ حلیمہ بنت
جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم بن مولوی اولیا علی مرحوم ساکن محلہ صادقپور سے ہوئی لیکن جب اون سے
بھی اولاد نہوئی تب آپنے ایک نکاح غیر برادری مین کیا اوس سے ایک دختر مسماۃ آمنہ ہوئی جس کا نقشہ ذیل میں درج
ہوگا آپکو علم ادب عربی مین بہرہ کامل ہے آپنے اوائل تحصیل علم مین کہ جسوقت آپ سولہ سترہ برس کی عمر مین ہونگے ایک
قصیدہ عربی امیر المومنین جناب حضرت سید احمد صاحب کی تعریف مین کہا اور وہ تمام لکھنؤ و دہلی وغیرہ گیا ہر جگہ کے
علماے نے اوسکو پسند کیا اور نہایت تعریف کی آپکو معقول و منقول دونون مین بہرہ کامل ہے مگر معقولات کی طرف توجہ
زیادہ ہے شعر شاعری مین آپکو مہارت تام ہے عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین آپکے قصائد و غزل و
رباعی و قطعات و مثنوی بکثرت ہین جنکو بوجہ طوالت اونکو نقل نہین کیا آپ پریشان تخلص کرتے ہین آپکو درس و تدریس کا شوق تھا پر
سوقت جتنے لوگ صادقپور مین ذی علم ہین سب

بخشش پروار ہے اوبعد ہاشاگرد آپکے فارغ التحصیل ہوگئے اور اب اسوقت تک باوجود کبرسن دقلت وصحت کے مستعملین باتوں کو چھیکر طلبہ کو آپ سبق دیتے ہیں آپکا ذہن رسا اور لیاقت علمی مشہور آفاق آپ بہت سے نامی طلبہ بھی ہیں طلبہ بھی آپکے بڑے بڑے شاگرد اسوقت موجود ہیں تشخیص مرض واسلوب علاج میں آپکا منصب اور دست شفا مجی خدا وند کریم نے خوب دے رکھا ہے صدہا مریض مایوس العلاج آپکے علاج سے صحیح ہوگئے ہیں جناب حضرت مجی مولانا محمد سعید قدس سرہٗ نے جو اپنی تحریر قسطاس البلاغت میں چند سطرین آپکی شان میں تحریر فرمائی ہیں اونکو یہاں میں نقل کردیتا ہوں تا حضرات ناظرین آپکے علمی مذاق کا اندازہ کرلیں وھو ھٰذا

العامل ذو یدالحسیب النسیب، بحرالعلوم والحکم، سحاب الجود والکرم، الطبیب الحاذق، الحکیم الفائق اما من علم الا وللہ فیہ ید طولیٰ، سما صناعۃ الطب، فقد بلغ منہا الغایۃ القصویٰ الشاعر اللبیب الناطق بالقول الصحیح المولوی عبدالحمید ابن المرحوم المولوی احمداللہ ابن المغفور المولوی الحی بخش سالک مسالک المسالک رب الحرش مفق ظا علےٰ ھذالکتاب بالعربیۃ والفارسیۃ ما بادو اجاد وافاد العطعۃ العربیۃ کانہا الجواھر الزواھر فی العلائد — اسوقت از کلکتہ تا مارس ولائت اور آپکا دور دورہ ہے بڑے بڑے امرا ونواب ہر جگہ سے معہ شادیانہ آپکو بلاتے ہیں پچاس روپیہ یومیہ تک آپکی فیس علاوہ خرچ خوراک وسواری وغیرہ یومیہ مقرر ہے علوم درسیہ وشعر وسخن وعلم طب الہٰیہ وطبعی آپ اسوقت یکتائی زمانہ ہیں آپکی عمر شریف اسوقت تخمیناً برس کی ہوئی ہے آپکی اولاد واحفاد کا یہ ہے

جناب مولوی عبدالقدیر عرف مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ابن ملے

آپنے اول کی کتابیں اپنے والد ماجد جناب مولوی احمداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور اسکے بعد کچھ بروایت مراد جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی سے پڑھا اسکے بعد اپنے چچا پیرو مرشد جناب مولانا محمد فضل علی رحمہ اللہ علیہ سے تمام وکمال پڑھا اور آپکے ہمراہ ملک افغانستان کا سفر کیا وہاں چند روز رہکر حب آپکی واپسنگی ہو

دہانسے چلے آئے اور ہندوستان مین دہلی لکھنؤ وجونپور وغیرہ جابجا سفر کرتے رہے اور ہر جگہ جس عالم کو سرآوردہ
و ماہر فن پایا اوسکی صحبت اختیار کی اور اکتساب علم کیا بعد اوسکے آپکو شوق تحصیل علوم مغربی کا ہوا اور آپنے علم انگریزی
تمام وکمال نہایت تھوڑے عرصہ مین حاصل کیا آپکو ایم۔اے کا پاس کلکتہ کی یونیورسٹی سے حاصل ہوا آپ تحصیل
وتکمیل علوم مشرقی وعلوم مغربی ہر دو طرف اکتساب روزگار کے متوجہ ہوئے کچھ دنون آپ اودھ اخبار لکھنؤ
کے اڈیٹر رہے۔ پھر آپ نواب بھاول پور کی ریاست مین ہیڈ ماسٹر اسکول مقرر ہوئے وہان کا کام نہایت
خوبی سے آپنے انجام دیا نہایت معزز وموقر طور پر آپ وہان رہے بعد اوسکے آپ ریاست جوناگڈھ جو احاطۂ
بمبئی مین واقع ہے تشریف لیگئے اور وہان پرنسپل مقرر ہوئے وہان بھی آپ معزز وموقر طور پر رہے رئیس
وریاست کے سب لوگ آپکی خوش اخلاقی وحسن کارگذاری کے ممنون ومشکور رہے تخمیناً پانچ چھ برس آپ وہان
رہے لیکن بوجہ بعد مسافت از وطن آپ اوس نوکری کو ترک کرکے چلے آئے نواب صاحب کو آپکے استعفاء دینے کا
نہایت قلق ورنج ہوا بحالت مجبوری منظور فرمایا اور انعام واکرام دیکر رخصت فرمایا اسوقت آپ بعہدۂ ہیڈ
ماسٹر گورنمنٹ اسکول باندہ مین تشریف رکھتے ہین آپکو ماسٹری کی نوکری نہایت پسند ہے کیونکہ اوسمین پڑھنے اور
پڑھانے کا چرچا رہتا ہے دوسری نوکری آپکو مقبول طبع نہین اور آپکو فیلو الہ آباد یونیورسٹی کا عہدہ بھی ہے
آپ مثل اپنے برادر معظم حکیم عبدالحمید صاحب کے نہایت ذہین وذکی ہین ادب آپکا نہایت عمدہ معقولات مین دخل تام
عربی وانگریزی دونون زبانون مین آپکو پوری مہارت حاصل ہے افسوس کہ باعث طوالت آپ کے ملفوظات کو
مین اس جگہ لکھنے سے قاصر ہون آپکو تمدنی امور مین بھی اپنے والد ماجد کا ورثہ ملا ہے آپ نہایت عقیل ولبیب
صاحب فہم وفراست ہین آپکا دلی علاقہ مع اللہ بھی نہایت عمدہ ہے منکسر المزاج صاحب خلق عظیم ہین عمیم
الاشفاق کریم الاخلاق صاحب مروت وفتوت ہین آپکی شادی اول مسماۃ رقیہ بنت جناب مولوی اکبر علی رحمۃ
اللہ علیہ موصوف الصدر سے ہوئی وہ تخمیناً چھ سات برس بعد شادی زندہ رہکر لاولد راہی خلد برین ہوئین
بعد اوسکے آپکی شادی مسماۃ خدیجہ بنت مولوی سید باقر علی ساکن بیر بیگھہ ضلع گیا سے ہوئی وہ چند برس بقید
حیات رہین اور ایک لڑکا احمد علی نام ہوا وہ لڑکا چند مہینے کا ہو کر گذر گیا اوسکے بعد مسماۃ موصوفہ بھی تاریخ
۱۷ شعبان ۱۳۱۲ھ ہجری مطابق ۲ فروری ۱۸۹۵ء عیسوی کو واصل علیین ہوئین بعد اوسکے تیسری شادی آپ کی
۱۳۱۳ھ ہجری مین بمقام شہر گھاٹی مسماۃ رؤف النساء بنت سید حشمت حسین مرحوم بن سید فرخ حسین بن سید دائم علی
بن سید علی احمد بن ملا فتح اللہ بن ملا محب اللہ بہاری ابن مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی جو جد امجد

مؤلف کتاب ہٰذا کے بیچا و اسوقت تک بقید حیات ہیں اللھم ادم ایامہ و عالی مطالعتہ اور آپکی عمر اسوقت اٹھارنو برس کی ہوگی سلمہ اللہ تعالیٰ نقشہ آپکی ازواج کا یہ ہے۔

مولوی اشرف علی صاحب

[illegible]	احمد علی [illegible] مرد	[illegible]	[illegible]

حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب ابقاہ اللہ و ایانا لما یحبہ و یرضاہ

آپنے درسی کتابیں اور نیز علم طب اپنے برادر معظم جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم سے پڑھیں اور بیعت طریقہ کی اپنے چچا و مرشد جناب مولانا یحییٰ علی قدس سرہ سے لی آپ اپنے چچا و مرشد کے خلیفہ بھی ہیں آپکو علوم دینیہ میں نہایت مہارت و دستگاہ ہے حدیث و قرآن و فقہ و اصول و فرائض وغیرہ جمیع علوم متداولہ میں اچھی مہارت ہے اور آپ واعظ بھی ہیں آپکا دورہ زیر حیثیت وعظ و نیز بحیثیت علاج مریضان تمام صوبہ بہار میں رہتا ہے آپ دین کے کاموں میں نہایت چست و چالاک ہیں آپکو تبلیغ و ہدایت کے کاموں سے ایک خاص دلچسپی ہے آپکو لوگ بھاگلپور و مظفرپور و ضلع سارن و بہار و گیا و مونگیر وغیرہ سے وعظ کے واسطے اور نیز علاج کے لئے بلاتے ہیں اور ہر جگہ آپ بخوشی تمام پہونچتے ہیں الحمد للہ کہ آپکی تقریر میں بہی آپکا وعظ ہمیشہ ہوتا ہے وعظ آپ کا بہت اچھا ہوتا ہے علم طب میں بھی آپکو پوری دستگاہ ہے تشخیص مرض و اسلوب علاج بھی نہایت عمدہ دست شفا بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے مریض بہت جلد اچھا ہوتا ہے آپکی اول شادی مسماۃ شاکرہ بنت جناب حضرت مولانا ولایت علی قدس سرہ سے ہوئی۔ یہ لڑکی نہایت پاکیزہ صفت حمیدہ خصال تھی بموجب حدیث اولئک سرکا حیہ کی پوری مصداق تھی افسوس کہ عمر نے وفا کی اور بہت جلد اس دنیا دوں کو چھوڑا اس بطن سے آپکو ایک لڑکا عبدالحلیم ہوا جسکی تاریخ پیدائش جناب مولوی احمد کبیر صاحب پہلواروی نے یہ لکھی ہے

زہے مولود عبدالحکیم بانت ولد	ماشاء اللہ عبدالحلیم دوشت بکد	گفت کسی گل گلشن پیدا شد	گفت کسی خورشید [illegible]
گفت کسی نیر ہمہ اورا	گفت کسی طرفہ و [illegible] اعلا	گفت کسی شمع [illegible]	گفت کسی [illegible]
گفت کسی ماہ برج [illegible]	گفت کسی شاہ [illegible]	گفت کسی ستارہ [illegible]	گفت کسی بہت [illegible]
گفت دیگر سکہ آسمان علم	[illegible]		

اور وہ دو ڈھائی برس کا ہو کر گذر گیا اور سکے بعد ایک لڑکی

مساۃ ذاکرہ نام ہوئی جنکی شادی ساتھ شیخ عبد الرحیم بن جناب ناظر ذکی الدین مرحوم ساکن آرہ سے ہوئی طال عمرھا فی طاعۃ ربھا بعد انتقال زوجۂ اولی آپکی شادی ساتھ مساۃ رحمت بنت عبد الرحیم مولف کتاب کے ہوئی اوس سے چھہ فرزند ہوئے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی۔ عبد القدیم جنکی شادی ساتھ مساۃ عائشہ مدعمرھا بنت اکبر مولوی آیت اللہ سلمہ اللہ تعالے کے ہوئی۔ عبد العلیم۔ عبد العظیم یہ دونون لڑکے خرد سال گذر گئے بعد اوسکے مساۃ آسیہ مدعمرہا پیدا ہوئین جنکی شادی سید محمد یوسف بن سید محمد ہارون بن سید سجاد حسین ابن سید جواد حسین ساکن سورجگڈھ ضلع مونگیر سے ہوئی ہے بعد اوس کے تاریخ تیرھوین شعبان سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق سولھوین ستمبر سنہ ۱۸۸۹ء کو نورچشم عبد الخبیر پیدا ہوا اور تاریخ چوبیسوین جمادی الاول سنہ ۱۳۱۲ھ کو عبد الحسیب مدعمرہ پیدا ہوا آپنے بشوق اداے سنت ایک شادی اور غیر برادری مین کی جن سے ایک لڑکا عبد الحکم نام ہوا اور گذر گیا بعد اوسکے دوسرا لڑکا عبد الکبیر پیدا ہوا۔ اللھم طال عمرنا فی طاعتک۔ نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا یہ ہے

جناب مولوی حکیم عبد الحکیم صاحب سلمہ اللہ تعالی

محل اولی مساۃ شاکرہ مرحومہ
عبد الحلیم در طفلی مرد
مساۃ ذاکرہ زوجہ شیخ عبد الرحیم آروی مدعمرہا
محل ثانیہ مساۃ رحمت بنت مولف
عبد القدیم مدعمرہ
عبد العلیم در طفلی مرد
عبد العظیم در طفلی مرد
مساۃ آسیہ مدعمرہا زوجہ سید محمد یوسف
عبد الخبیر مدعمرہ
عبد الحسیب مدعمرہ
محمد یونس مدعمرہ
عبد الرقیب مدعمرہ
مساۃ عبدہ در طفلی مرد
محل ثالثہ غیر برادری
عبد الحکم در طفلی مرد
عبد الکبیر مدعمرہ
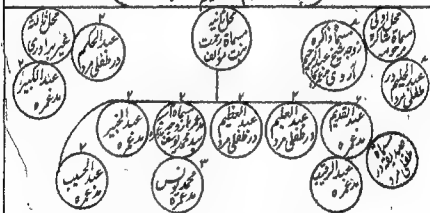
مولوی محمد یقین مرحوم بن مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ از بطن محل ثانیہ غیر برادری

آپنے درسی کتابین اکثر اپنے والد ماجد سے پڑھین اور کچھ بسماعت و قرأت مولوی اشرف علی صاحب اپنے چچا جناب مولانا فیاض علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی آپ نہایت حلیم و سلیم۔ نیک مزاج نیک طینت تھے آپکی شادی مساۃ شرافین بنت شیخ زیارت حسین مرحوم ساکن منڈیرہ سے جو جہان آباد سے ایک کوس دکھن واقع ہے ضلع گیا مین ہوئی اون سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی جملہ چھ اولادین ہوئین۔ مولوی حکیم محمد امین مدعمرہ

محمد یٰسین مدعمرہٗ و مسماۃ وصیفن مرحومہ یہ لڑکی بعد شادی لاولد گذر گئی محمد مبین یہ لڑکا بھی دس بارہ برس کا
ہوکر گذر گیا محمد متین مدعمرہٗ محمد طٰسین مدعمرہٗ الغرض آپکی اولاد و احفاد کا یہ ہے

مولوی عبد القیوم صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ خلف اکبر مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمت

آپنے درسی کتابیں اپنے برادر معظم جناب حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مد ظلہ سے پڑھیں اور سند حدیث اپنے والد ماجد سے لی آپ اپنے والد ماجد کے خلیفہ بھی ہیں بیعت ارشاد بھی آپ لیتے ہیں اور آپ واعظ بھی ہیں وعظ آپکا نہایت عمدہ پرتاثیر ہوتا ہے عام ہم آپ مصداق الولد سر لابیہ کے پورے مصداق ہیں آپ پیارے ساداے المؤمن غر کریم کے مظہر اتم ہیں آپکی طبیعت کو امور تمدنی سے کچھ مناسبت نہیں ہے تسبیح رہ ہو آپکو پڑھنے پڑھانے کا چرچا رہتا ہے آپ محمڈن اینگلو عربک اسکول پٹنہ میں علم دینیات پڑھانے کے ہیڈ مولوی ہیں آپ بتاریخ ۲۳ رجب ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۰۱ عیسوی حج کو تشریف لیگئے اور حج و زیارت سے حرمین شریفین کے مشرف ہوکر بتاریخ ۲۶ محرم ۱۳۱۹ ہجری مع الخیر والعافیت مکان پر پہونچے آپ اپنے خاندان میں اول حاجی ہیں مگر آپکے علاوہ اس وقت تک کوئی اس رکن اسلامی کی ادائے سے اس خاندان میں مشرف ہوا آپکی شادی ساتھ مسماۃ تسلیم بیگم صاحبہ بنت میر مظہر علی صاحب نیا کلن باڑھ سے ہوئی اونسے لے اولاد قضا کیا پھر اوسکے بعد آپنے کوئی شادی نہیں کی آپکی عمر اسوقت تخمیناً چھپن ستاون برس کی ہوگی آپ نہایت خوش خلق صاحب مروت ہردل عزیز ہیں سلمہ اللہ تعالےٰ۔

شمس العلما مولوی محمد عیسیٰ عرف مولوی امجد علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ خلف دوم مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمت

آپنے درسی کتابین اپنے برادر عمزاد مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ سے پڑھیں آپ بعمر تیرہ ۱۳ چودہ ۱۴ برس بمعیت اپنے چچا حضرت مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران کے ملک افغانستان کو گئے اور وہان تخمیناً چار پانچ برس آپ رہے مگر دلبستگی وہان نہوئی ہمراہ مولوی اشرف علی صاحب موصوف الصدر کے وہان سے چلے آئے اور دہلی ولکھنؤ وکانپور وغیرہ اون کے ساتھ دور وسیر کرتے رہے اور تحصیل علم مین مصروف رہے بعد تکمیل وتتمیم علوم مشرقیہ بطرف اکتساب علوم مغربی آپ متوجہ ہوئے اور بہت جلد تھوڑے عرصہ مین آپ اوس سے فارغ ہوئے آپنے کلکتہ کی یونیورسٹی مین ایم - اے کا امتحان دیا اور اول درجہ مین پاس ہوئے اور اثنا تحصیل مین بھی آپ ہر امتحان مین اول درجہ کا پاس کرتے رہے آپکی طبیعت نہایت ذہین وذکی واقع ہوئی ہے اور از بسکہ چست وچالاک آپکی طبیعت کو معقولات کے ساتھ نہایت مناسبت ہے اور ادب عربی تو آپکے حصہ مین ہے آپ کو عرب عرباء کے کلام سے نہایت انس ودلچسپی ہے ہزار ہا اشعار عرب جاہلیت کے آپکو زبانی یاد ہین بیسون دواوین قدیمہ آپکو حفظ ہین تحقیق لغت مین بھی ایک ملکہ خاص ہے نظم عربی بالبدیہہ یہ آپکی ایک بات چیت ہے افسوس کہ میرے پاس کا ایک کلام آپ کا نظم یا نثر اسوقت موجود نہین ہے جسکو مین ہدیہ ناظرین کردن مگر چند خطوط آپکے جو بنام فقیر ورود پائے ہین کہ جنکو آپنے نہایت سرسری طور پر لکھا تھا تحفۂ ناظرین کرتا ہون۔

الا یا سیدی عبد الرحیم ... علیک اسم السلام من الرحیم

فشکرا ثم شکرا ثم حمدا ... لکم منی لفضلکم العمیم

لما قد نلت کتبا من لدنکم ... تقی القراء من ورد الجحیم

فاثنان من التجرات فیھا ... کذاک العد فی الفنم الملیم

وعد ھدایۃ التوحید عشرا ... وواحد ھلخصام من خصیم

فخمس بعد عشر عد کل ... وذاک اعدہ من فضل جسیم

وعبد کموا امیجد کم علی ... لیستعفی من الرب الکریم

وقانا اللہ من عاھات یوم ... بہ تعنو الوجوہ للقدیم

وله

لعبد الرحیم کریم المقام ... جمیل السجایا الخیر امام

الی الخیر هادلمن یهتدی — ولی ماعلاہ ملک لا یشترام
اما هادی القوم هادی الانام — علیک السلام علیک السلام
الکنعی اسماعلی الطعام — صدکک اتی له یا همام
علی ذالک ان تعلی اشکرہ — مشراہ لهاداک ختم الکلام
والحمد علی عمل کم قتالکن — عماعمه رب عقوبه سلام

مرقومہ محرم [illegible]

وله

لمولی الصدیق من مولی سلام — ولی الله من ذاک کم دام
لمولی الی اخی عبد الحلیم — اخی لله وصاح دایم
یدطی لی له فی کل فن — وفی الانساب معلمه تمام
وما فی مصر بالانساب ماتی — فکان العلم جاء له احتشام
فمن یطلب من الانساب علما — یجدک [illegible] له تمام
ومن کم [illegible] کم سعلے — بد الکرم له ختم المرام

آپ کو علوم مغربی و مشرقی دونوں میں ملکہ تام ہے عربی فارسی و انگریزی
ان تینوں زبانوں میں آپ کو ایسی دستگاہ ہے کہ گویا آپ کی یہ مادری زبانیں
ہیں اور بڑے فلسفی بھی ہیں۔ آپ بعد تحصیل علم طرف وجہ معاش کے متوجہ
ہوئے۔ مگر چونکہ آپ کی طبیعت میں مذاق بھرا ہوا ہے لہذا نوکری بھی آپ
نے درس تدریس ہی کی اختیار کی۔ اول آپ راے بریلی میں ہیڈ
ماسٹر گورنمنٹ اسکول مقرر ہوئے۔ بعد چند برسوں کے سید احمد خاں
مرحوم نے آپ کو بلا کر علیگڈھ کالج میں پروفیسر مقرر کیا وہاں تخمیناً
پانچ چھ برس رہ کر الہ آباد میں تشریف لائے اور پروفیسر عربی

ع

وفارسی میور سنٹرل کالج مقرر ہوئے اور آپ کو فیلو الہ آباد یونیورسٹی کا بھی عہدہ ہے آپ کو گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلمار کا خطاب بھی عطا ہوا ہے۔ آپ کے اوصاف بہت کچھ ہین کہ جن کا بیان اس قرطاس تنگ اساس مین متعسر ہے۔ مختصراً احوالہٗ قلم کیا۔ آپ کی شادی ساتھہ مسماۃ رقیہ بنت شیخ محمد علی مرحوم ساکن بہار کے ہوئی۔ آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیان ہوئین۔ سعید علی۔ اسعد علی ومسماۃ خیرالنسار ومسماۃ سکینہ افسوس کہ یہ چارون بحالت طفلی بعارضہ وبائی مبتلا ہوکر عرصہ دو روز مین آغوش مادر کو چھوڑکر داخل خلد برین ہوئے۔ اس حادثہ عظمیٰ کے وقت آپ کا صبر واستقلال قابل دید تھا۔ جزاہ اللہ خیراً۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھم۔ بعد اس کے محمود علی ومحمد علی ومسماۃ سلمیٰ مدالہ عمارہم فی طاعتہ اللہ تعالےٰ پیدا ہوئے۔

نقشہ حسب کا یہ ہے
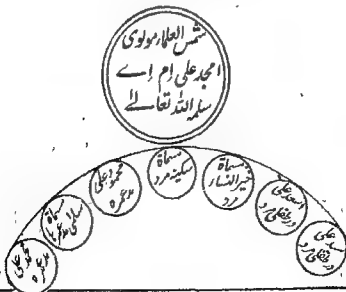
مولوی محمد موسیٰ سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ نے درسی کتابوں کا اوائل حصہ اپنے چچا زاد بھائی صاحب
مولوی عبد الحکیم صاحب سے پڑھا اور اس کے کچھ حصہ اپنے
برادر کلاں مولوی امجد علی صاحب سے پڑھا اور آپ نے انگریزی میں
بھی انٹرنس تک پڑھا ہے آپ جب ڈیڑھ برس کی عمر میں تھے تو
آپ کی والدہ ماجدہ نے اس دنیا سے دوں کو چھوڑا۔ آپ کو آپکی
پھوپھی مسماۃ وجیہت النساء زوجہ مولوی اولیاء علی مرحوم نے پالا اور پرورش
کیا جب آپ تخمیناً تین برس کے ہوئے آپ کے جناب والد ماجد جناب
مولانا نجیب علی رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوگئے اور جب آپ پانچ چھ برس
کے ہوئے آپ کی پھوپھی مسماۃ وجیہت النساء جنہوں نے آپ کو پالا تھا راہی
عالم بریں ہوئیں تب آپ پاس اپنی پھوپھی کلاں مسماۃ جمیلۃ النساء
والدہ مولوی محمد حسن مرحوم کے رہنے لگے اور تربیت و تعلیم آپ کی برادر
عم زاد مولوی محمد حسن مرحوم کرتے تھے جب کہ آپ پندرہ سولہ
برس کی عمر کے ہوئے اپنے برادر مولوی امجد علی سلمہ اللہ
تعالیٰ کے ہمراہ سفر میں رہنے لگے اور اس وقت سے اس وقت تک انہیں
کے ہمراہ ہیں۔ آپ کی عمر چالیس کو پہونچی اس وقت تک آپ نے
شادی نہیں کی۔ اپنے برادر زادگان کے ساتھ ان کی تعلیم
و تربیت میں آپ مشغول ہیں

مولوی محمد یوسف صاحب جعفری سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ کی والدہ سماۃ فاطمہ بنت جناب مولانا فرحت حسین عرف چھوٹے حضرت قدس سرہ العزیز ہین چھبیسوین ذیقعدہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے جب آپ نو دس مہینے کی عمر کے آغوش مادر مین تھے آپ کے والد ماجد جناب حضرت مولانا یحییٰ علی رحمتہ اللہ علیہ قید ہوکر جزیرۂ انڈمان کو بھیجے گئے آپ کی تربیت وتعلیم کل آپ کے چھوٹے خالو شمس العلماء جناب مولوی محمد حسن مرحوم ومغفور نے کی اور آپ نے علوم درسیہ کچھ تو اپنے خالو موصوف سے پڑہے اور کچھ اپنے چچازاد بھائی مولوی عبد الحکیم صاحب سے بعد اوس کے آپ لطرف تحصیل علوم مغربی مصروف ہوئے اوائل مین آپ نے پٹنہ کالج مین پڑہا بعد اوس کے آپ علیگڈھ کالج مین گئے اور وہان بمعیت برادر معظم علاتی اپنے جناب مولوی احمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالے رہکر انٹرنس پاس کرکے سنہ ۱۳۰۱ھ ہجری مین علیگڈھ سے آپ تشریف لائے اوس وقت جناب مولوی محمد حسن صاحب مرحوم مغفور نے جب کہ محمڈن انگلو عربک اسکول پٹنہ کی بناڈالی اوس مین آپ ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اور نیز آپ اڈیٹری بہار انسٹیٹیوٹ گزٹ کا کام کرتے رہے چھہ برس تک آپ نے ان دونون کامون کو نہایت عمدگی سے انجام دیا بعد اوس کے آپ سنہ ۱۳۰۷ھ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۰ء عیسوی مین بشہر کلکتہ بعہدۂ چیف مولوی بورڈ آف اگزامنرس مقرر ہوئے اوس وقت سے اس وقت تک اوسی عہدہ پر آپ مقرر ہین اور نہایت حسن وخوبی سے اس کو انجام دے رہے ہین آپ کی طبیعت نہایت نیک نرم دل از بسکہ خلیق واقع ہے آپ اپنے والد ماجد سے اَشْبَہَ فی الخَلق والخُلق ہین آپ کا علمی مذاق علوم مشرقیہ ومغربیہ دونون مین نہایت عمدہ ہے آپ ناظم وناثر دونون ہین آپ کے اشعار فارسی واردو مین نہایت ملیح وعمدہ ہوتے ہین اور ریختہ

تخلص کرتے ہیں آپ کے مضامین عالی اکثر اخباروں میں بھی درج ہوا
کرتے ہیں ایڈیٹری و نامہ نگاری اخبار کا بھی آپ کو ایک خاص
ملکہ ہے اکثر مذہبی میں بھی آپ نے الوالد سر لابیہ کا حصہ
لیا ہے آپ کی شادی ساتھ مسماۃ علیم النساء بنت جناب
حکیم نور الحسن مرحوم و مغفور آروی بن جناب حکیم ناظر عبد العلی
مرحوم و مغفور کے ہوئی آپ کو اس وقت تک تین اولاد ذکور اور چار
اولاد اناث تولد ہوئے از انجملہ شرف الدین فرزند اکبر جو دو
برس کا ہو کر تاریخ چھبیس رجب المرجب سنہ ۱۳۱۶ ہجری مطابق اکیس
نومبر سنہ ۱۸۹۸ عیسوی داخل جنت عدن ہوا انا للہ و انا الیہ
راجعون۔ علاوہ اوس کے اب جو موجود ہیں وہ یہ ہیں
مسماۃ نجم النساء مسماۃ راشدہ محمد شاہین محمد حسان
مسماۃ حسنیٰ مسماۃ بتول

نقشہ اوس کا یہ ہے

مولوی محمد یوسف صاحب جعفری سلمہ اللہ تعالیٰ

شرف الدین مرحوم
مسماۃ نجم النساء مدظلہا
مسماۃ راشدہ مدظلہا
محمد شاہین مدعمرہ
محمد حسان مدعمرہ
مسماۃ حسنیٰ مدظلہا
مسماۃ بتول مدظلہا

جناب شیخ عبدالصمد مرحوم مغفور ساکن موضع بھولی ضلع پٹنہ

آپ کی والدہ مسماۃ وسیمن بنت جناب حضرت مولوی الٰہی بخش صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ ہین اورآپ کے والد جناب شیخ ولایت حسین مرحوم بن جناب شیخ نوازش حسین مرحوم ساکن موضع انتھوا ضلع گیا آپ کے والدین شیر خوارگی کی حالت مین آپ کو چھوڑکر رہ گرا ے علیین ہوے آپ کی پھپھو مسماۃ وزیرن زوجہ شیخ محمد حیات مرحوم ساکن موضع بھوئی نے آپ کی اورآپ کی ہمشیرہ مسماۃ زاہدہ کی پرورش وکفالت کی یہ دونون بھائی بہن اپنی پھپھو کی آغوش مین پرورش پائے مسماۃ زاہدہ کی شادی ساتھ حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ صادق پوری کے کردی اور آپ کی شادی ساتھ مسماۃ وحیدن بنت جناب شیخ احمد علی بن شیخ لعل محمد بن ملا محمد عاشق بن ملا محب اللہ بہاری بن ملا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کردی جو جد امجد فقیر عبدالرحیم مؤلف کتاب کے ہین چند سال زندہ رہکر یہ لاولد رہ گزا نے دارالخلد ہوئین بعد اُسکے آپ نے ایک دوسری شادی اپنی برادری مین کی کہ جنکا نام وولدیت مولف کتاب کو معلوم نہوئی وہ بھی دو ایک برس بقید حیات رہکر لاولد اس دنیا سے دون سے رخصت ہوئین تب آپ نے تیسرا نکاح غیر برادری مین کیا اُس سے ایک بیٹا اور چار بیٹیان پیدا ہوئین جملہ پانچ اولاد شیخ عبدالماجد مرحوم مسماۃ رحیمن مسماۃ حفیظن زوجہ قاضی شاہد حسین ومسماۃ شریفن زوجہ میر اقبال حسین مسماۃ حمیدن زوجہ محمد شمس الضحیٰ عرف مولوی حکیم عبدالصمد صاحب بن شاہ تقی الدین احمد صاحب آروی نقشہ اُنکی اولاد واحفاد کا درج ذیل ہے آپ نہایت سلیم الطبع خوش خلق تھے سخاوت و مروت ودستگیری معسرین آپ کا پیشہ تھا پابندی صوم وصلوٰۃ وورود وظائف وامور مذہبی کا آپ کو بہت بڑا خیال رہتا تھا اللھم اغفرلہ وارحمہ ونور مرقدہ ووسع ضجعہ آپ کا مزار شہر پٹنہ عظیم آباد محلہ تموہیہ مقبرہ جانب جنوب جمعہ مسجد مین ہے

تاریخ انتقال ۲۰ شعبان روز شنبہ ۱۳۰۳ھ از نتیجۂ فکر مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن مغل پورہ

عبدالصمد از دار فنا کرد چو رحلت ؛ درگریہ شدند از غم و اندوہ کہہ ومہ
[illegible]ون خواستم از حسرت ماتم زدہ تاریخ ؛ فرمود کہ لست مہ شعبان دو شنبہ
۱۳۰۳ھ

ولہ

شیخ عبد الصمد آن سے پاک	ست گل گشت ریاض الجنہ
سال وفاتش بود از روے الم	شیخ عبد الصمد اہل السنہ
	۱۲۳۶ھ

جناب شیخ عبد الصمد مرحوم ساکن موضع بھولی

- محل اولی مسماۃ وحیدن مرحومہ لاولد
- محل ثانیہ لاولد
- محل ثالثہ عمیر برادری
  - شیخ عبد المجید مرحوم
    - مسماۃ ... سعید ... نواسہ ... صاحب
    - عبد الخالق
    - شہاب الدین
  - مسماۃ رحیمن
    - مسماۃ حکیمن
    - مسماۃ علمن
  - مسماۃ حفیظن
  - مسماۃ شریفن
    - فضل حق
    - کمال حق
  - مسماۃ حمیدن
    - نجم الہدی
    - بدر الدجی
    - قمر الہدی
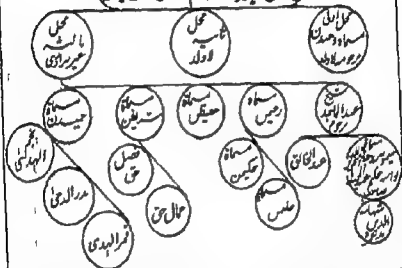
جناب مولوی فتح علی مرحوم مغفور بن مولوی وارث علی مرحوم بن ملا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی والدہ مسماۃ حمیدہ بنت مولوی آیت اللہ عرف مولوی دلیل اللہ حسین اولاد سے ملا شکر اللہ قدس سرہ کی اور اولاد سے جناب حضرت مخدوم احمد چرم پوش قدس کی تھیں کا مزار بہار محلہ امیر میں واقع ہے آپ کا یہ نسب نامہ تیس پشتوں کی درمیانگی سے جناب حضرت امام حسین شہید کربلا سے ملکر ختم ہوا اوپر درج ہو چکا ہے آپ کی شادی اول حمیدہ بنت سید وایب علی مرحوم ہمشیرہ مولوی حافظ مولوی الٰہی بخش مرحوم کے ہوئی مگر ممدوحہ نے تھوڑے ہی عرصہ میں انتقال کیا بعد ازاں آپ کی شادی ثانی قمرن بنت نبی الدین حسین خان بن روح الدین حسین خان سے ہوئی آپ ابتدائے عمر سے علوم وصلوٰۃ و امور مذہبی کے خوب پابند تھے آپ کو خاندان سے جد اعلیٰ حضرت مخدوم یحییٰ منیری قدس سرہ کے سلسلہ بیعت و ارشاد کا کچھ خیال آتا تھا مگر جب جناب حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب غازی پٹنہ میں تشریف لائے آپ نے

سید صاحب کو اپنے گھر مین مدعو کیا اور بیعت سے مشرف ہوے اور اپنی اہلیہ و جملہ اولاد و جمیع اہلبیت کو
آپ نے بیعت کرایا اور تین صاحبزادون کو جو اُسوقت جوان تھے حاضر خدمت اقدس جناب حضرت سید صاحب
کے کر دیا یعنی جناب مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولوی طالب علی رحمۃ اللہ علیہم کو اور بعد تھوڑے
عرصہ کے خود بھی معہ صاحبزادۂ خرد جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے بمقام رائے بریلی جو مضافات
لکھنؤ سے ہی خدمت اقدس مین حضرت سید صاحب کے حاضر ہوے اور عرصہ تخمیناً سوا برس اُس صحبت کیمیا
خاصیت مین رہے جب جناب حضرت سید صاحب نے ہندوستان سے ہجرت کی اور سفر ملک افغانستان
کا کیا ہرسہ صاحبزادگان موصوف الصدر کو جو جوان تھے ہمراہ لیا اور چونکہ آپ بوڑھے بہت تھے اور نیز آنکھون
کی روشنی مین بھی فرق آگیا تھا اور سفر نہایت دور و دراز صعوبت خیز تھا لہذا آپ کو خلافت دیکر معہ صاحبزادۂ خرد
روانہ عظیم آباد کیا اور فرمایا کہ تم دولت مکان پر رہکر اعانت جانی و مالی کرتے رہو ہرچند آپ نے عذر معذرت
کیا اور مراجعت مکان پر راضی نہوتے تھے لیکن جناب حضرت سید صاحب نے باصرار تمام رخصت کیا لاچار
امتثالاً لِامرِ الجناب آپ وہان سے بادل بریان و بچشم گریان اپنے مکان پر آگئے اور اُسوقت سے برابر
اعانت جانی و مالی و ترغیب و تحریص کرتے رہے جب سید صاحب کی جنگ اخیر بمقام بالاکوٹ ہمراہ سکھون
کے بگڑ گیا اور آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی آپ سخت ملول اور محزون ہوے اُسکے تھوڑے عرصہ
کے بعد جان شیرین بجان آفرین سپرد کی اور اس دنیاے دون کی سکونت سے سیر ہوکر ملاء اعلے
مین جا ملے۔ اللهم اغفر له وارحمه واحشره فی زمرة الانصار الذين تبوّا الدار النبيه صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔ نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے —

مولوی فتح علی مرحوم زوج مسماۃ زمرن

جناب مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا عنایت علی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی طالب علی مرحوم لاولد

مہدی حسین در طفلی مرد

ابراہیم حسین در طفلی مرد

مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ

سوانح عمری جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران عرف بڑے حضرت

مختصر منقول از کتاب سوانح احمدی مولفہ منشی محمد جعفر صاحب آپ ۱۲۰۱ ہجری میں پیدا ہوئے حسب معمول
شرفا کے جب آپ کو چار برس کی عمر میں مکتب میں بٹھایا گیا تو آپ اپنے ہم مکتبوں میں سب سے زیادہ ذہین
اور چالاک تھے سات برس کی عمر میں آپ کی لیاقت ہو گئی تھی کہ اُس معمولی سیاہی سے جو آپ کے بٹھانے
کے واسطے مقرر تھا آپ کی تشفی ہوتی تھی تب مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد ماجد نے آپ کو خود
سبق دینا شروع کیا بارہ برس کی عمر میں آپ نے صرف و نحو سے واقفیت حاصل کر لی اُسوقت آپ کے والد
نے آپ کو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کے جو بڑے ذہین و ذکی اور معقول اُستاد
تھے سپرد کیا پندرہ برس کی عمر میں آپ کی شادی مسماۃ امیرن بنت مولوی سید منصور علی صاحب
ساکن لنہ چکھولی ضلع آرہ شاہ آباد سے ہوئی شادی کے بعد بھی آپ درس و تدریس میں مصروف رہے
یہاں تک کہ شوق تحصیل علم آپ لکھنؤ تشریف لیگئے اور وہاں جناب مولانا محمد اشرف صاحب بڑے
مشہور عالم معقول و منقول محدث کی خدمت میں رہکر پڑھنا شروع کیا قریب چار برس کے اُنکی صحبت میں
رہے اُسی اثنا میں امیر المومنین حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رونق افروز لکھنؤ ہوئے اور بہتیرا
عالم اور درویش آپ کی بیعت سے مشرف ہونے لگے مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب
کو واسطے دریافت کرنے کیفیت سید صاحب کے آپ کی خدمت میں بھیجا کہ میں تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا
ہوں کیونکہ وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مولوی عبدالحی و مولوی اسمٰعیل صاحبوں نے سید صاحب کو پیر یہاں
بنا رکھا ہے جب تخلیہ میں ملاقات ہوگی۔ تو اصل حقیقت سید صاحب کی ظاہر ہو جائیگی سید صاحب نے فوراً
تنہائی کی ملاقات کو منظور کر لیا اور دوسرے روز بوقت عصر آنیکی اجازت دی چنانچہ دوسرے روز
مولوی محمد اشرف صاحب اور مولوی ولایت علی علیہما الرحمۃ خدمت بابرکت میں وقت مقررہ پر حاضر
ہوئے اُسوقت تخلیہ ہو گیا سوائے ان دو عالموں اور سید صاحب کے اور کوئی چوتھا آدمی وہاں
موجود نہ تھا۔ مولانا محمد اشرف صاحب نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ تعالے نے جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین فرمایا ہے اسکی تفصیل کیونکر
ہے جناب سید صاحب نے دو گھنٹے کامل اسکا بیان نہایت فصاحت و صباحت کے ساتھ فرمایا
کہ ان دونوں مولویوں کی روتے روتے داڑھیاں تر ہو گئیں بعد ختم بیان کے انھوں نے ملاقات
تخلیہ کی بے ادبی کی معذرت کی۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اُسی دن سے جناب مولوی

ولایت علی صاحب کا رنگ بدل گیا۔ جب سید صاحب بارادۂ حج رونق افروز پٹنہ ہوے۔ تو اُسکے پہلے جناب
مولانا نے مقام لکھنؤ سے آپ کے مناقب وتعریف اپنے والد بزرگوار اور دوسرے دوستون او عزیزدن
کو لکھکر بھیجدی تہو اور تاکید کی تھی کہ تم سب آپ سے بیعت حاصل کرلو۔ ورنہ ایسا بابرکت شخص پھر نہ ملے گا
چنانچہ آپ کے والد ماجد اور جناب شاہ محمد حسین صاحب جاکر سید صاحب سے ملاقی ہوے لیکن
بوجہ جلد تشریف لیجانے سید صاحب کی بیعت سے مشرف نہو سکے۔ جب مولانا لکھنؤ سے تشریف لائے
اور اپنے خاندان کی بیعت نکرنے کا حال آپ کو معلوم ہوا۔ تو بہت افسوس کیا اور ساری کیفیت کرامات
سید صاحب کی جو لکھنؤ مین آپ نے مشاہدہ فرمائی تھی۔ لوگون سے بیان کی تب ہر ایک کو بدرجہ غایت
اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا۔ جناب مولانا نے اُسی وقت سے جمعہ اور جماعت اپنے یہان قایم کرکے وعظ اور
نصیحت کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصے کے بعد سید صاحب بھی حج کرکے مراجعت فرما ہوے۔ اور دوبارہ پٹنہ مین
رونق افروز ہوے۔ شہر مونگیر تک جناب مولانا اور شاہ محمد حسین صاحب آپ کی پیشوائی کو تشریف لیگئے۔
جب سید صاحب معہ تمام قافلہ کشتیون پر سوار مدرسہ کے گھاٹ پر پہونچے۔ اور تمام شہر کا ہجوم شروع ہوا۔
اُسوقت جناب مولانا سید صاحب کو معہ تمام قافلہ کے دعوت کرکے اپنے گھر پر لائے۔ اور اپنے سارے
خاندان کے مرد اور عورت اور بچون کو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرادی دوسرے روز اُسی طرح پر جناب
شاہ محمد حسین صاحب نے بھی سید صاحب کو مدعو کرا پنے مکان پر بلایا۔ اور اپنے سارے اہل وعیال
کی بیعت کرادی اُسوقت مسماۃ محمودہ بنت شاہ محمد حسین صاحب والدہ ماجدہ مؤلف کتاب کی سات برس
کی عمر کی تھین۔ اُنھون نے حاضر خدمت سید صاحب ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ اور بیعت کی۔ بعد بیعت جناب
سید صاحب نے انکے سر پر ہاتھ شفقت کا پھیرا۔ اور دعا برکت وایمان کی دی۔ سید صاحب نے
شاہ صاحب کو خلافت عطا کرکے بیعت لینے کی اجازت دی تیسرے روز جناب مولوی الٰہی بخش
صاحب والد مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم کے گھر مین دعوت ہوئی۔ اور وعظ بھی ہوا اسی مجلس مین
مولوی احمد اللہ صاحب کا نکاح صبیہ کلانی جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب سے سید صاحب نے
پڑھا دیا جب سید صاحب پٹنہ سے اپنے وطن کو روانہ ہوئے تو مولانا ولایت علی اور مولوی عنایت علی
اور مولوی طالب علی علیہم الرحمۃ والغفران یہ تینون بھائی حقیقی اور مولوی باقر علی بن مولوی لشکر علی
یعنی چچا زاد بھائی مولوی ولایت علی کے یہ چارون ہمرکاب سید صاحب کے ہو گئے۔ اور اسی

دنیاے ناپائدار اور اُسکے عیش و عشرت پر لات مار گئے۔ تھوڑے روز کے بعد میر عثمان علی بن قاسمی رحمت علی
ساکن گھوڑی گھاٹ پرگنہ کندہ ضلع ہزاری باغ کی شادی ساۃ امتہ الجواہر ثانی مولوی ولایت علی صاحب
سے ہوئی تھی اور مولوی قمر الدین صاحب بن شیخ رکن الدین حسین صاحب ساکن پھلواری جو ماموں زاد بھائی
مولوی ولایت علی صاحب کے تھے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ مولوی ولایت علی صاحب علیہ
الرحمہ جو خاندان صادق پور پٹنہ کے پیشوا ہوے اوائل عمر میں بڑے بانکے تھے۔ آپ کا لباس پوشاک لکھنؤ کے
بانکوں کا سا تھا کاکلیں آپکی تا بہ پشت پڑی ہوئیں اونچی چولی کا انگرکھا معرق سر پر ٹیڑھا رکھا سنہری
کے کام کا تھمے ڈھکے ہوے پہنا کرتے تھے آپ کے نانا رفیع الدین حسین خان جو ناظم صوبہ دار طرف
نواب مرشد آباد تھے بڑے متمول اور نامور تھے۔ مولوی ولایت علی صاحب اپنے نانا کے بڑے
لاڈلے تھے اسواسطے ہر وقت عمدہ ریشمی و زریں لباس یا ڈھاکے کی جامدانی و تن زیب کا جوڑا آپکے
زیب تن رہتا تھا خوشبو و عطریات کا بھی آپ کو بڑا شوق تھا سونے کی انگوٹھیاں اور چھلے ہاتھوں میں
پڑے رہتے تھے لیکن سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہی آپ کا حال بدل گیا جس قیام بریلی جناب
مولانا حضرت مولانا اسمعیل شہید کی جماعت میں داخل تھے۔ اور اُنسے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے۔ مولانا شہید
نے اپنی جماعت میں اُنکو اپنا نائب مقرر کیا تھا مگر جناب مولانا کو جو مرتبہ ایمانی حاصل ہوا تھا۔ تو اپنی جماعت والوں
کی آپ خدمت کیا کرتے تھے۔ اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم صاحب کے لاڈلے حرارت ایمانی سے مخمور
ہو کر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سر پر لایا کرتے تھے کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتے مٹی گارے کا کام اپنے
ہاتھوں سے کرتے تھے۔ اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو سید صاحب کی صحبت میں جا بیٹھتے
یا تلاوت قرآن اور وظائف میں مشغول رہتے۔ انہیں ایام میں جب تحصیل حب ایمانی میں بمقام بریلی مصروف تھے
مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد ماجد نے ایک خدمتگار کو جو کہ بچپن سے آپ کی خدمت میں رہتا تھا
چار سو روپیہ نقد اور دس جوڑے عمدہ کپڑے اور جوتے وغیرہ اسباب ضروری دیکر آپ کے پاس بریلی
کو روانہ کیا تھا جب وہ نوکر مع اسباب کے بریلی میں پہونچا تو آتے قافلہ میں جا کر پوچھا کہ مولوی
ولایت علی صاحب پٹنہ والے کہاں ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ دریا کے کنارے پر گارے مٹی کا کام
کر رہے ہیں وہ نوکر دریا کے کنارے پر پہونچا وہاں بہت سے لوگ گارے مٹی کے کام میں لگے
ہوے تھے انہیں میں جناب مولانا بھی ایک موٹا تہبند سیاہ رنگا ہوا باندھے ہوئے اور گارے میں

لتھڑے ہوے اپنا کام کر رہے تھے ان ایام مین آپ کی صورت ایسی متغیر ہوگئی تھی۔ کہ اُس قدیمی نوکر نے
جو بیس برس آپ کا خدمتگار رہ چکا تھا۔ آپ کو نہین پہچانا خود مولانا سے اُسنے پوچھا کہ مولوی ولایت علی
صاحب پٹنہ والے کہان ہین آپ نے فرمایا۔ کہ بھائی ولایت علی تو میرا ہی نام ہی۔ اُسنے بہت غصہ ہوکر
کہا کہ مین تمکو نہین کھوجتا۔ مین ادن ولایت علی کو کھوجتا ہون جو مولوی فتح علی صاحب صادق پوری عظیم آبادی
کے صاحبزادے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی صادق پوری ولایت علی تو مین ہی ہون وہ نوکر اور بھی
خفا ہوا اور بولا کہ تم مجھسے ہنسی کرتے ہو۔ جب آپ نے دیکھا کہ اسکو ہرگز یقین نہین ہوتا۔ تو آپ نے فرمایا۔
اچھا جاؤ۔ قافلہ مین تلاش کرو جب وہ ادھر گیا۔ اور دریافت کیا۔ تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف
اشارہ کیا۔ کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص ہین۔ جنسے تم دریا کنارے بات کر آئے ہو۔ تب
وہ دوبارہ آپ کے پاس آیا۔ اور اپنی جسارت پر نادم ہوکر معافی چاہی۔ آپ نے اُسکو گلے سے لگا لیا۔
اور بہت اخلاق سے پیش آئے اُسنے وہ روپیہ وغیرہ مع خطوط آپ کے حوالہ کیے اور عرض کی کہ اِن
کپڑون کو پہنیے۔ اور روپونکو اپنے خرچ مین لائیے۔ کیونکہ وہ نادان یہ سمجھتا تھا کہ بوجہ نہونے خرچ کے
آپ کی ایسی صورت ہو رہی ہی۔ اور آپ کی پہلی کیفیت اور پوشاک وغیرہ کو یاد کرکے وہ زار زار رونے لگا
آپ نے اُسکی تسلی کرکے اُسکو چپ کیا جب رات ہوئی۔ آپ وہ روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوے
آئے تھے ویسے کے ویسے ہی لیکر سید صاحب کے حضور مین حاضر ہوے۔ اور اون سب کو آپ کے سامنے
رکھکر خاموش اُٹھکر چلے آئے۔ اور دوسری فجر کو اُسی کہنہ تہبند سے اپنا معمولی کام کرنے لگے تین چار
روز تک وہ نوکر وہان رہکر اسبات کا منتظر رہا۔ کہ مولوی صاحب وہ عمدہ کپڑا آمدہ پہنکر زیب تن فرماکر میرے
پژمردہ دل کو خوش کرینگے۔ لیکن اُسنے دیکھا کہ مولویصاحب کی حالت مین ذرا بھی تغیر نہوا۔ آخر بعد چندروز
کے مولویصاحب نے اُسکو رخصت کردیا۔ اُسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ مین آکر بیان کی۔ کہ جسکے سننے سے
صاحبدلون کو سر در اور بیخبرون کو رنج ہوا شعر دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی + دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند +
سعدی گوید۔ ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز + کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد + این مدعیان در طلبش
بیخبرانند + کان را کہ خبر شد خبرش باز نیامد + اس کیفیت کو سنکر آپ کے والد ماجد مولوی فتح علی صاحب
مع اپنے فرزند خرد مولوی فرحت حسین صاحب کے خود بریلی پہونچے۔ اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی
خدمت مین رہکر فیضیاب ہوے۔ پھر جبکہ سید صاحب بطرف ملک افغانستان ہجرت کرکے جانے لگے۔

مولوی نصیح علی صاحب کو بوجہ کبرسنی اور مولوی محمد حسین صاحب کو بوجہ صغرسنی چھٹہ کو واپس کردیا اور انکو خلافت و دستار
بیعت لینے کی عطا کی مولوی ولایت علی صاحب مع عنایت علی صاحب و مولوی طالب علی صاحب اپنے حقیقی بھائیوں اور
مولوی باقر علی صاحب و مولوی قمر الدین صاحب و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت داروں کے ہمرکاب سید صاحب ملک
خراسان کو روانہ ہوگئے جب وہاں پہونچکر کئیت سنگھ سے جہاد شروع کیا اسوقت سید صاحب نے ایک نواب دوامین
صاحب حاکم سمت کے پاس اپنے سفیر بغرض اصلاح بابت آمات کے بھیجے سوا انکے مولوی ولایت علی صاحب کو زمان شاہ والی کابل
اور دوست محمد خان انکے وزیر کے پاس بغرض نصرت مسلمانوں کے بھیجا جب آپ کابل میں پہونچے۔ تو زمان شاہ اور دوست محمد خان و
علماء کابل بہت تعظیم و توقیر سے پیش آئے اور ایک عمدہ شاہی مکان میں آپ کو اتارا قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ وہاں
رہے روزانہ وعظ و نصیحت توحید و اتباع سنت و ترغیب جہاد کرتے رہے اور سکھوں نے جو جو ظلم مسلمان رعایائے پنجاب پر
کیے تھے۔ انکو خوب واضح کرکے سنانا اور ترغیب و تحریص اسلامی کا جوش دلایا ایک روز اثنائے وعظ میں الہ ایک قصیدہ
فارسی ہدایت میں دوبارہ رد شرک اپنے پڑھکر سنایا اسکا ایک شعر یہ ہے ع مرد و دل آشکارا + من برادرم
ستارا + یہ پورا قصیدہ رسالہ التوحید کے اخیر میں جو آپ کی تصنیفات سے ہے چھپ گیا ہے۔ بس شاہ وطیفہ صاحب جب
مولانا کابل سے واپس آئے تو سید صاحب کا یہ خیال ہوا کہ ہندوستان کے ملکوں میں دین حق کی اشاعت کرنی
چاہیے۔ چنانچہ جناب مولانا مولوی سید محمد علی صاحب رامپوری اور جناب مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی اس کام
کے لیے تجویز کیے گئے۔ ان دونوں بزرگوں کو سید صاحب نے اپنا خلیفہ کرکے ملک دکن کو روانہ کردیا۔ یہ دونوں بزرگ
سید صاحب کے عاشق تھے۔ انکو ہرگز مفارقت محبوب گوارا نہ تھی۔ انھوں نے بہت معذرت کی اور اس خدمت سے معافی
چاہی سید صاحب نے منظور نہ فرمایا آخر یہ دونوں بزرگ چشم گریان و دل بریان حکم مرشد کو فرض سمجھکر وہاں سے
روانہ ہوئے۔ ہندوستان میں پہونچکر جناب مولوی سید محمد علی صاحب روانہ مدراس ہوئے۔ اور جناب مولانا علیہ
الرحمہ طرف حیدرآباد دکن گئے۔ مولانا اول حیدرآباد میں پہونچے۔ اور وعظ و نصیحت شروع کی۔ اس شہر کے ہر گلی و کوچہ میں
آپکے وعظ کا شہرہ ہوا نواب مبارز الدولہ برادر حقیقی نواب ناصر الدولہ والی حیدرآباد نے بھی سنکر چند عالموں کو دریافت
حقیقت کے لیے آپ کے پاس روانہ کیا۔ جب وہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوئے، اور چند سوالوں کا جواب باصواب
پایا۔ تو فی الفور آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور نواب صاحب سے کل کیفیت جاکر بیان کی۔ نواب صاحب نے
دوسرے روز دو عالم جو دربار میں نہایت معتبر اور علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے یعنی مولوی زین العابدین
و مولوی محمد عباس صاحبوں کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ حضرات بھی یہاں پہونچکر بعد تھوڑی گفتگو کے مشرف

بہ بیعت ہوئے۔ اور نواب صاحب سے جاکر آپ کی بزرگیون کا بیان کیا۔ تب تو نواب صاحب کو بھی بڑا شوق ہوا۔ فوراً آپ کو مدعو کیا۔ چونکہ نواب مبارز الدولہ خود عالم تھے۔ چند سوال کرکے تشفی قلبی اپنی حاصل کی۔ پھر وعظ سنا۔ اور بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے پابندی شریعت اور ترک محرمات کی تاکید کی۔ آپ حیدرآباد اور اُسکے اطراف مین برابر دورہ وسیر کرتے رہے۔ اُس ملک مین لاکھون آدمی آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ حیدرآباد مین آپنے ایک رئیس مرزا احد بیگ مرحوم کی لڑکی مسماۃ مراد النسا بیگم سے شادی کی۔ ف چنانچہ حیدآباد ہی مین مولوی عبداللہ صاحب خلف اکبر سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین پیدا ہوئے۔ اوسکے بعد بڑے حضرت بمبئی اور سورت کی طرف تشریف لیگئے۔ آپ ملک دکن ہی مین تھے کہ افغانستان مین معرکہ بالاکوٹ مین حضرت سید صاحب کی خبر شہادت گوش زد ہوئی۔ ادھر عظیم آباد مین آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ آپ طرف عظیم آباد اپنے وطن کے مراجعت فرما ہوئے۔ اثنائے راہ مین جبل پور و برہان پور و نرسنگ پور و سیونی وغیرہ کا دورہ وسیر کرتے ہوئے۔ عرصہ دو برس مین مع عیال و اطفال اپنے مکان عظیم آباد پر پہونچے۔ یہان پہونچکر رحمت اللہ پسر دومی آپ کے پیدا ہوئے آپ نے عظیم آباد مین پہونچکر وعظ توحید و ترک بدعات کا شروع کیا۔ آپکے

ف۔ مرزا احد بیگ مرحوم ایک رئیس جاگیردار حیدرآباد نظام مین تھے اونکے دو بیٹے مرزا سردار بیگ مرحوم و نواب شاہ سوار بیگ مرحوم تھے اور ایک بیٹی مسماۃ مراد النسا بیگم جنکی شادی ساتھ حضرت جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کے ہوئی۔

مرزا سردار بیگ مرحوم بڑے عالم و فاضل صوفی مشرب تھے آپ نے اپنی پدری جاگیر مین سے کچھ حصہ نہین لیا سب چھوٹے بھائی کو دیدیا خود قرآن شریف لکھکر ہدیہ کرکے اپنی گذر اوقات کرتے صبح سے بارہ بجے تک درس و تدریس کا شغل رہتا قرآن و تفسیر و فقہ و جملہ علوم معقول و منقول کا درس دیتے بہت سے علما و فضلا اونسے جمع ہوگئے۔ اور بعد نماز ظہر مراقبہ وغیرہ کا شغل رہتا بہت سے شائقین اونمین بھی جمع ہوتے الغرض آپ حیدرآباد کے نامی و گرامی و ممتاز با اوقات آدمیون مین تھے آپ لاولد بعمر ہفتاد و سالگی اس دنیا سے رخصت ہوئے اسوقت بھی مزار آپ کا وہان مرجع خاص و عام ہکہ ہر سال اُنکا عرس بڑے دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ مرزا شاہ سوار بیگ بہادر مرحوم اپنی پدری گدی پر جاگیردار منصب دار دالی حیدرآباد کیطرف سے بحال ہوئے اونکے صاحبزادے مرزا نواب شمشیر نواز بیگ بہادر اسوقت موجود ہین اور نواب ممدوح کی ہمشیرہ کے نواسے میر نواب علی صاحب بھی اسوقت موجود ہین سنہ ۱۳۱۷ ہجری مین جب عزیزی ڈاکٹر آیت اللہ حیدرآباد گئے تھے تب نواب صاحب ممدوح بڑی خاطر و مدارات سے پیش آئے اور اپنے محل سرائے مین لیجاکر سب عورتون سے ملاقات کرائی اور ایک گھڑی طلائی ہدیہ دی اور مبلغ پچاس روپئے خرچ آمد و رفت کا دیا۔

مریدوں کو بہ استماع خبر شہادت سید صاحب پژمردگی ہوگئی تھی آپ نے کلمات طیبات سے انکو تر و تازہ کیا
پھر سب نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی آپ نے اپنے منجھلے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو واسطے
وعظ و نصیحت کے ملک بنگالہ کو روانہ کیا۔ اور جناب شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید صاحب کو جو آپ کے
ماموں ہوتے تھے۔ شہر موہیر کی جامع مسجد میں وعظ و جماعت کی تاکید کی۔ اور دورہ و سیر صوبہ و مظفرپور
اطراف پٹنہ کو بھی ذمہ شاہ صاحب کے مقرر کیا۔ قریب دو برس کے آپ عظیم آباد میں رہے۔
اس عرصہ میں ہزار ہا خلقت کو فائدہ پہونچا۔ بعد اسکے ملک بنگال کو روانہ ہوئے۔ وہاں کچھ روز
تک دورہ کر کے خلقت کو ہدایت کرتے رہے پھر عزیمت سفر حج کی کر کے مع عیال و اطفال مکہ معظمہ
پہونچے۔ اور ہزار ہا عرب بیعت سے مشرف ہوئے۔ عبداللہ سراج جو ایک بہت بڑے محدث وہاں تھے
انسے سند حدیث بھی آپ نے حاصل کی عبداللہ سراج فرماتے تھے کہ مولوی صاحب نے حدیث کی بطون کی
سند مجھسے لی اور سعادت کی سند میں نے مولوی صاحب سے حاصل کی۔ بعد فراغت از حج و زیارت سنہ
سورہ آپ ملک یمن کو روانہ ہوئے اور تمامی اطراف ملک یمن و عدن و مسقط و حضرموت و مخا و حدیدہ وغیرہ
میں دورہ و سیر کرتے رہے۔ اور قاضی علی شوکانی سے ملکر سند حدیث بھی حاصل کی۔ اونکی تصنیفات میں
سے چند کتابیں در الہیہ وغیرہ اونسے لیں۔ اس دورہ و سیر میں آپ کے پسر دومی رحمت اللہ کا انتقال ہوا
اور اونکا سوم السال مولوی ہدایت اللہ پسر سیوم بمقام حدیدہ آپ کے پیدا ہوئے۔ بعد چند سال آپ
ملک عرب سے مراجعت کر کے بسواری جہاز کلکتہ پہونچے۔ یہاں مولوی عبدالرحمن پسر چہارم متولد ہوئے
کلکتہ سے چلکر بنگالہ کی دورہ و سیر کرتے ہوئے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اوسوقت تک
ملک بنگال ہی میں تھے ساتھ لیکر عظیم آباد میں پہونچے اسکے بعد اونہیں واسطے مقابلہ کفار سکھ
وغیرہ اقوام سکھہ بالاکو روانہ کیا اور خود ملک بنگال اور صوبہ بہار کے لوگوں کی ہدایت میں مصروف ہوئے
انہیں دنوں میں نواب سالار الدولہ حیدرآبادی اور اونکے بھائی ناصر الدولہ میں کچھ ناچاقی ہوگئی۔
سرکار انگریزی تک نوبت پہونچی۔ نواب سالار الدولہ قید ہوگئے۔ اس سبب سے مولوی زین العابدین
اور مولوی محمد عباس حیدرآبادی مع اور چند علماء کے بھاگ کر عظیم آباد میں پہونچے۔ جناب مولانا
ولایت علی علیہ الرحمۃ نے اونکو بہت خاطرداری سے اپنے مکان میں رکھا۔ اور پھر ہر ایک کو
ملاقات دیکر بنگالہ اڑیسہ والہ آباد وغیرہ کو دورہ و سیر کیلئے روانہ فرمایا۔ انہیں دنوں میں مولوی

احمداللہ و مولوی فیاض علی و مولوی یحییٰ علی و مولوی اکبر علی ہر چہار پسران مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہم نے
بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور مولوی عبدالکریم پسر منجھلے آپ کے یہان پیدا ہوے مولوی عبدالکریم
موصوف ابھی چند مہینے کے تھے۔ کہ آپ کی اہلیہ سیدآبادی کا انتقال ہوا۔ اس عرصے مین جناب
مولوی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ مولوی صاحب ممدوح نے
مسماۃ جمیلۃ النسا اپنی صبیہ بیوہ کا (جنکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب معرکہ پنیار مین شہید ہو چکے تھے)
نکاح ثانی ساتھ جناب مولانا علیہ الرحمۃ کے کردیا۔ یہ سب سے پہلا نکاح ثانی تھا۔ جو عظیم آباد کے
شریف اور نامی خاندان مین ہوا۔ اس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد اور اوسکے اطراف مین ہوا۔ اس
نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس مردہ سنت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا۔ ہزارون بیوون کے نکاح
کرادیے شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم آپ کے چھوٹے بیٹے اس نکاح ثانی لبطن صبیہ مولوی الٰہی بخش مرحوم
سے پیدا ہوے۔ مولوی محمد حسن مرحوم ابھی چند مہینے کے تھے۔ کہ جناب مولانا مع جناب مولوی فیاض علی
و مولوی یحییٰ علی و مولوی اکبر علی علیہم الرحمۃ کے ملک افغانستان کو روانہ ہوگئے۔ اور یہان مکان پر
اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین مقرر کرگئے۔ اور مولوی عبداللہ
صاحبزادہ کلانی کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے۔ بالاکوٹ مین پہونچکر معلوم
ہوا۔ کہ مولوی عنایت علی آپ کے منجھلے بھائی تین برس سے راجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین
مصروف ہین۔ بڑے حضرت کے پہونچنے پر منجھلے حضرت نے تمام کارخانہ جہاد کو آپ کے سپرد کیا۔ اور
خود مع جملہ مجاہدین کے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت امارت کی کرلی۔ وہان پہونچکر ڈیڑھ دو برس تک
آپ بھی گلاب سنگھ کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے۔ اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ برطانیہ کے
تصرف مین آگیا تھا۔ جب گلاب سنگھ کا اکثر ملک مجاہدین کے قبضے مین آگیا۔ اور وہ تاب مقابلہ کی
نہ لاسکا۔ مایوس ہوکر سرکار انگریزی سے اعانت کا خواہان ہوا۔ اسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک
خط بنام مولوی ولایت علی و مولوی عنایت علی علیہما الرحمۃ کے لکھا۔ کہ گلاب سنگھ نے سرکار انگریزی
سے معاہدہ کیا ہے۔ اور بموجب اوس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ کی حمایت مین ہے۔ اب اُس سے لڑنا
عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے۔ لہٰذا تمکو چاہیے کہ اب اُس سے مت لڑو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن کے
بعد انگیو صاحب اور لمھزن صاحب دوافسر مع فوج کے واسطے اعانت راجہ گلاب سنگھ کے پہونچے

ان افسرون نے اس ملک کے کنارے پر اپنے لشکر کا قیام کر کے ملکی لوگون کو مجاہدین سے برگشتہ کر کے ایک
دو دفعہ ہمارے ملک محصورہ مین غدر کرا دیا۔ اس زمانہ میں آپ کے عمال اور اہالیان پولیس اچانک
قتل کیے گئے اور سید عباس شاہ رئیس مالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا۔ وہ بھی بیوفا ہو گیا۔ تب
حضرت نے اس ملک کو چھوڑ کر سوات کے ملک مین سید اکبر شاہ کے پاس جانا چاہا مگر مالاکوٹ
سے سوات تک جانے مین رستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی۔ اسواسطے ان حضرات نے افسران
فوج انگریزی سے جو وہان موجود تھے۔ انگریزی عملداری سے گذر جانے کی اجازت چاہی۔ ان افسران
نے خوشی اس درخواست کو منظور کر کے یہ اقرار نامہ لکھکر بھیجدیا کہ آپ کو بہ امن وامان انگریزی عملداری
سے ملک سوات میں جانیکی اجازت دیجاتی ہے۔ تب یہ دونون حضرات مع کل مجاہدین مالاکوٹ سے نکلکر
سوات روانہ ہو کر جب سرکاری عملداری میں پہونچے تو فوج انگریزی نے اونکا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ
افسران فوج جنھون نے باامن وامان عبور کرانے کا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے جدا ہو گئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کر دیا کہ ان افسرون کو ایسا عہد کرنیکا
اختیار نہ تھا اونھون نے اپنی رائے سے بلا منظوری گورنمنٹ یہ عہد کیا تھا لہذا اوسکی تعمیل ہمپر
ضروری نہیں اسوقت مجاہدین وجملہ فوج لڑنے کو تیار تھی مگر جناب مولانا نے اپنی نا دلی گورنمنٹ سے
لڑنا خلاف مصلحت سمجھکر اطاعت افسران انگریزی کی اختیار کر لی۔۔۔ اون افسرون نے مولانا کو مع
جملہ سوات کے مع لشکر طرف لاہور کے روانہ کر دیا۔ یہ دونون حضرات مع فوج و توپ خانہ
وغیرہ سامان جنگ زیر نگرانی افواج انگریزی لاہور مین پہونچے۔ اون ایام مین جان لارنس صاحب
بہادر چیف کمشنر پنجاب کے تھے۔ صاحب بہادر استقبال کر کے مولوی صاحب کو لاہور مین لائے۔ اور
بعد بہت گفتگو کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونون حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس
جائیں۔ اور کل اسلحہ مع توپ خانہ گورنمنٹ کے ہاتھ فروخت کر کے اسکی قیمت سے نوکران فوج کی باقیماندہ
تنخواہ دیکر برخاست کر دین۔ اسوقت صرف پانچسو مجاہدین آپ کے ساتھ رہ گئے تھے۔ عمرخان [illegible]
بہادر نے گورنمنٹ کی طرف سے مع کل مجاہدین کے آپ کی دعوت کی۔ دوسرے روز صاحب
بہادر نے خود اپنے بنگلہ سے دعوت دی۔ تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی کمشنری پنجاب
کے تھے۔ دعوت کی۔ اسکے بعد یہ لوگ با اعزاز واکرام تمام طی مراحل کرتے ہوے مع فوج مجاہدین

پٹنہ پہونچے - اول آپ صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے - اوس روز تمام شہر کا ہجوم آپ کے دیدار کیلیے اوس کوٹھی پر موجود تھا صاحب کمشنر استقبال کر کے آپ کو اندر کوٹھی کے لیگئے - اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہو کہ آپ دو نون آدمیون سے دو دو ہزار روپیہ کا مچلکا میعادی دو برس کا لیا جائے - چنانچہ اوسی وقت دو مچلکے تحریر ہو کر داخل ہو گئے - پھر آپ وہان سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر تشریف لائے - اور بدستور سابق وعظ و نصائح و مراقبہ و مشاہدہ مین مصروف ہوے - بڑے حضرت کا دستور تھا - کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجہ دیتے - صدہا آدمی اوس حلقہ مین ہوتے - اور نو آموز لوگون کو جناب مولوی فیاض علی و مولوی یحیٰی علی و مولوی اکبر علی علیہم الرحمۃ قواعد و آداب نشست مراقبہ و مواقع لطائف اور اوسپر دھیان کرنا تعلیم کرتے - اور بعد نماز ظہر آپ درس دیتے - اور مولوی عبداللہ خلف اکبر آپ کے قاری ہوتے - اور دوسرے علما ایک ایک تفسیر ہاتھ مین لے بیٹھتے صدہا مریدون کا ہجوم ہوتا - عصر تک یہی مشغلہ رہتا - بعد چند کے مولوی عنایت علی صاحب دوروسیر بنگالہ کو تشریف لیگئے - اسی اثنا مین مولوی اکبر علی صاحب فرزند خرد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہو گیا - اونکی بیوہ کا جو صاحبزادی خرد شاہ محمد حسین صاحب کی تھین - بعد انقضاے ایام عدت منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہو گیا - یہ دوسرا نکاح ثانی اس خاندان مین تھا - جو بڑے دھوم دھام سے سرانجام پایا - تمام اہل برادری اور جملہ مریدان جمع ہوے - دعوت ولیمہ ہوئی - اس نکاح مین دو سنت نبوی پر عمل ہوا - ایک تو نکاح ثانی دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت وہان موجود نہ تھے ملک بنگال مین تھے - یہان اونکی طرف سے نیابتاً بڑے حضرت نے ایجاب و قبول کیا - جیسے نجاشی بادشاہ حبش نے حضرت ام المومنین ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا نکاح ساتھ جناب رسالتمآب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کر کے مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا - اسی طرح پر بڑے حضرت نے بھی اس نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو پاس منجھلے حضرت کے بنگالہ کو بھیجدیا - انھین دنون مین ایک اور سنت پر آپنے عمل کیا - ایک شخص عبد الغنی نام ساکن نگرنہسہ جو بہت عرصے سے قافلے مین رہا کرتے تھے - اور ایک عورت بیوہ وہ بھی زنانہ مکان مین عرصے سے تھی - ان دونون کا نکاح آپ نے کر دیا - اور مہر تعلیم قرآن آپ نے مقرر کیا یعنی پارہ عم اس عورت کو پڑھا دو - اسی عرصے مین ایک اور سنت حضرت نے ادا کی - وہ یہ کہ یہان کے شریفون مین دستور تھا کہ جبتک زوجہ اولی زندہ رہتی - کوئی

کوئی برادری والا اوس کی دوسری شادی کے واسطے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا۔ اس رسم کو بھی آپ نے توڑا۔
شاد و حشیوں سے حکیم احمد علی مرحوم ارمل اولی کی شادی ساتھ مولوی فرحت حسین عفا اللہ لہ کے
باوجود موجودگی زوجہ اولی کے کر دی۔ اسی طرح پر دوسری لڑکی حکیم صاحب ممدوح کی باوجود
موجودگی زوجہ اولی کے حکیم ارادت حسین صاحب سے کر دی۔ اور یہ دونوں شادیاں بہت دھوم
دھام سے انجام پائیں اسی اثنا میں آپ نے اپنے دو صاحبزادوں کی شادیاں یعنی مولوی عبد اللہ
و مولوی ہدایت اللہ کی اول اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین کی دو لڑکیوں کے ساتھ کر دی۔
ان دونوں شادیوں کو اسی سادگی سے انجام دیا کہ ایک جوڑا کپڑا بھی بیاہ واسطے دولہا یا دولھن
کے نہیں بنایا بلکہ پرانے کپڑوں کو پیوند لگا کر پہنا دیا۔ جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری
لاڈلی بیٹی بتول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تھا۔ مگر ہاں آپ نے ولیمہ بہت فرمایا۔ تمام اہل برادری و معتقدین
و مریدان عورت و مرد قریب پانچ چھ ہزار کے جمع ہوئے اور سب کے روبرو اسی پیوندار کپڑے میں
نکاح پڑھایا گیا الغرض آپ کا حال تھا کہ جہاں تک ہو سکے ہر چھوٹی بڑی سنت ادا کیجاوے آپ کا
معمول تھا کہ روزانہ بعد نماز صبح مراقبہ کے واسطے آپ لوگوں کو بٹھاتے اور بعد نماز ظہر درس قرآن مجید کا دیتے
اور چونکہ روز جمعہ مسجد میں جناب شاہ محمد حسین صاحب کا وعظ ہوتا۔ لہذا آپ نے اپنا وعظ شب
شنبہ کو بعد نماز مغرب کے مقرر کیا ہر شب شنبہ کو آپ اپنے مکان میں جو ایک بہت بڑا وسیع
مکان تھا وعظ فرماتے۔ کمرے میں ایک جانب تخمیناً پانچ چھ سو عورتیں جمع ہو جاتیں اور دوسری جانب
مرد ہوتے تخمیناً پانچ چھ ہزار۔ اور آپ بیچ میں بیٹھتے بڑے بڑے علماء و فضلاء جمع ہوتے یہ عجب
پر تاثیر وعظ ہوتا کہ لوگوں کا حال دگرگوں ہو جاتا۔ اگر قیامت کا بیان ہوتا۔ تو اسکی تصویر سامعین کی
آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتی۔ وقس الهوای اہل علم لوگ بھی اس وعظ سے علمی فائدہ اٹھاتے۔ اور
اس سے بھی بہرہ ور ہوتے۔ نماز عیدین آپ اپنے گھر ہی پر پڑھتے۔ ایک طرف عورتیں ہوتیں اور دوسری طرف
مرد۔ ہزارہا آدمیوں کا مجمع ہوتا۔ نماز تراویح میں روز تک سحر میں ہوتی۔ اور عشرہ اخیر میں مکان میں
ہزارہا عورت و مرد بدستور وعظ جمع ہوتے۔ تمام رمضان وقت افطار دعا ہوتی۔ بآواز بلند دیر تک

لہ آپکے وعظ کا ذکر جناب نواب محمد صدیق حسن خان صاحب مرحوم نواب والی بھوپال نے اپنی کتاب اتحاف النبلاء المتقین اور
ابقاء المنن میں لکھا ہے جسکا جی چاہے وہاں ملاحظہ کرے۔

کمرے مین ایک طرف مرد اور ایک طرف عورتین جمع ہوتین۔ اور مجمع کثیر ہوتا۔ رمضان کی دعا و تراویح کی شرکت
کیواسطے مرد و عورت صدہا دور و دراز دیہاتون سے آتے۔ اور تمام ماہ رمضان یہین قیام کرتے۔ اونکا
دو وقتہ کھانا افطار و سحری یہین سے انجام پاتا۔ اسی دو برس کے عرصے مین آپ کے گھر مین مسماۃ زینب
دختر پیدا ہوئی۔ اور ڈیڑھ برس کی ہوکر گذر گئی۔ اور ایک دوسری دختر مسماۃ شاکرہ پیدا ہوئین۔ اسی
عرصے مین آپ نے اپنے دولتخانہ کو فرش و فروش جھاڑ فانوس شیشہ آلات سے بھی خوب آراستہ و
پیراستہ کیا۔ بعد اسکے آپ ہاتھ جھاڑکر کھڑے ہوگئے۔ اور مولوی یحیی علی اور پانچ چھہ دوسرے شخصون
کو جو ہر ایک گھوڑے سوار تھے۔ ہمراہ لیکر روانہ ہوگئے۔ اور مولوی عبد اللہ اپنے خلف اکبر اور مولوی فیاض علی
صاحب کو حکم دیگئے۔ کہ تم لوگ اسباب سفر تیار کرکے اور بیل گاڑیون پر لادکر مع کل عیال و اطفال ایک
ہفتہ کے اندر روانہ ہوکر جلد مجھسے آکر ملو۔ یہ پچھلا قافلہ اہل و عیال کا تخمیناً دو ڈھائی سو کا ہوگا۔ یہ
مکان جہان صدہا مرد و عورت روزانہ رہا کرتے تھے۔ ایکدم بالکل خالی ہوگیا۔ صرف پانچ مرد اور
دو عورتین رہگئین۔ یہ عورتون کا قافلہ مقام زمنیہ ضلع غازی پور مین آپ سے جا کر ملا۔ آپ غازی پور بھی
تشریف لیگئے۔ اور وہان جناب مولانا محمد فصیح قدس سرہ العزیز کے آپ مہمان ہوے۔ مولانا نے جب
بڑے حضرت کے آنے کی خبر سُنی۔ دو کوس آگے جاکر استقبال کرکے لائے۔ اور تمام قافلہ کو مسجد مین جگہ دی۔
اور عورتون کو زنانہ مکان مین۔ اور خاص بڑے حضرت کو اپنے رہنے کے حجرے مین۔ اور دونون وقت
زنانہ مکان سے کھانا لاتے۔ اور بڑے حضرت اور مولانا فیاض علی اور مولانا یحیی علی علیہم الرحمۃ کا ہاتھ خود
دُھلاتے اور کھانا کھلاتے۔ اور پس خوردہ کو تبرکاً خود مع اہل و عیال تناول فرماتے۔ جناب مولانا ممدوح
نے وقت رخصتی کے بڑے حضرت کو نہایت تاکید کے ساتھ فرمایا کہ جب کبھی آپ کا کوئی قاصد پورب کو
جاوے۔ ضرور ہمسے ملتا جاوے۔ اور جب وہان سے پھرے ضرور ہمسے ملے۔ جناب مولانا موصوف قدس سرہ
نے بڑے حضرت کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو بڑے بزرگون کے ساتھ کرنا چاہیے۔ الغرض بڑے حضرت
وہان سے رخصت ہوکر دیہہ بدیہہ قریہ بقریہ شہر بشہر وعظ و نصیحت و ہدایت کرتے ہوے عرصہ ڈیڑھ
برس مین دہلی پہونچے۔ باعث طوالت مین نے اُن کیفیتون کو قلم انداز کردیا۔ دہلی مین آپ نے قریب
دو مہینے کے قیام کیا۔ جامع فتحپوری کے قریب ایک بہت بڑا مکان عالیشان کسی رئیس کا تھا۔ اوسکو
لوگون نے بھوتنا سمجھکر چھوڑ دیا تھا۔ اور وہ مقفل تھا آپ اُسی مین جاکر اُترے۔ روزانہ آپ کا وعظ

مشرق جگہوں پر ہوتا۔ اور جمعہ کے روز فتحپوری مسجد میں تمام اہل دہلی اور اطراف و جوانب کے دور دور
سے لوگ آتے اور وعظ سنتے۔ انہی دنوں میں آپ کے پسر ششمی ابو الفضل محمد تالہ محمد حسین پیدا ہوئے۔
مولوی امام علی صاحب اُستاد زینت محل اور مولوی مومن خان صاحب مشہور و معروف شاعر بادشاہی
بھی وعظ میں تشریف لاتے۔ اور زینت محل کی ان دونوں نے بہادر شاہ بادشاہ سے ذکر کل حال
بیان کیا۔ بادشاہ اور زینت محل نے اشتیاق اپنا ظاہر کیا۔ بادشاہ نے انہیں دونوں کو پیام دعوت
دیکر بڑے حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے معذرت کے ساتھ انکار کیا۔ بادشاہ کی طرف سے بہت کچھ
اصرار ہوا۔ ناچاری آپ نے قبول کیا۔ اُس دن بادشاہ نے دیوان خاص میں اجلاس فرمایا۔ اور
تخت شاہی کے نیچے فرش بچھوایا۔ بڑے حضرت مع صاحبزادگان و اہل قافلہ کے کہ تخمیناً پچاس آدمی ہونگے
قلعہ میں تشریف لیگئے۔ بادشاہ نے تخت سے اُتر کر لب فرش تک استقبال کیا۔ بڑے حضرت سے معانقہ
و مصافحہ کیا۔ اور باقی لوگوں سے آپ کے ہمراہیوں میں سے ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ اور پھر تخت کے نیچے
جو مسند تکیہ لگا ہوا تھا اوسپر ایک طرف خود بیٹھے۔ اور ایک طرف بڑے حضرت کو بٹھایا۔ اور کل ہمراہی اُسی
فرش پر بیٹھے۔ ہر ایک کے ساتھ تواضع عطر و پان کی گئی۔ اسوقت ریذیڈنٹ بہادر دہلی و دیگر امراء و
درباری اپنی اپنی جگہ پر باقاعدہ کھڑے ہو گئے۔ صاحب ریذیڈنٹ مورچھل لیکر بادشاہ کے سر پر ہلانے لگے
بادشاہ سلامت نے بعد مزاج پرسی کے دو جزو قرآن پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ ہی کے بزرگوں کا خطبہ پڑھ کر
جس سے اسوقت تک گدی بادشاہت ہو رہی ہے۔ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوئے۔ اسکے بعد وعظ شروع ہوا۔
پہلے آپ نے یہ آیت قرآن فرمائی اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولہو وزینۃ وتفاخر الخ۔ اس آیت
میں جو دنیا کی بے حقیقتی و بے ثباتی کا ساں ہے نہایت زور و شور کے ساتھ واضح طور پر بیان کیا گیا۔ پھر
جب آپ اُس آیت میں عذاب شدید تک پہنچے وزیر اعظم نے جھک کر حضرت کے کان میں کہا کہ بادشاہ سلامت
کے سامنے عذاب کا بیان مت کیجئے۔ یہاں دستور ہے کہ جو عالم و قوال وعظ کہتے ہیں جنت ہی کا بیان کرتے
ہیں دوزخ عذاب و وعید کا بیان نہیں کرتے۔ بڑے حضرت نے وزیر کی بات پر کچھ خیال نہ کیا اور عذاب قبر
و ہنگامہ حشر اور دوزخ کا بڑے شد و مد سے بیان کیا۔ کہ جسکو سنکر بادشاہ اور زینت محل و شاہزادگان و جملہ حاضرین مجلس
بہت متاثر ہوئے۔ اور زار زار رونے لگے۔ بعد وعظ اشعار شاہ ظفر کو جناب ترک وسار ریذیڈنٹ بہادر
نے ہر ایک کاغذ پر لکھے ہوئے تھے۔ پڑھنا شروع کیا۔ بڑے حضرت نے اسکی بہت کچھ تعریف کی۔

آپ وہان سے رخصت ہوے اپنے ڈیرے مین پہونچے۔ تو پچاس خوان کھانون کا پہونچا۔ اور مولوی امام علیصاحب اور نواب مومن خانصاحب بادشاہ کی طرف سے پیغام لائے۔ بادشاہ کی خواہش ہے کہ یہان سے اوٹھکر قلعہ کے اندر پادشاہ کے مکان کے قریب آپ رہین۔ تا بادشاہ نماز تراویح آپ ہی کے پیچھے ادا کرین۔ اور تمام رمضان آپ کا وعظ سنا کرین۔ مگر آپ نے مصلحتًا اس بات کو منظور نہ کیا۔ اور بہت کچھ معذرت کہلا بھیجی وہ تاریخ ۲۹ شعبان کی تھی۔ فے الفور معہ جملہ ہمراہیون کے کوچ کر کے دہلی سے جمنا پار پہونچے۔ اوسوقت تمام شہر مین جو یکبارگی خبر آپ کی روانگی کی پہونچی۔ لوگ بے تحاشا دوڑے۔ اور صدہا آدمی کا ہجوم جمنا پار آپ کے پاس ہوگیا۔ اوسی وقت رمضان کا چاند بھی دکھا گیا۔ لوگون کا اصرار تھا کہ آپ رمضان بھر یہان تشریف رکھین۔ مگر آپ نے ہر ایک کو مصلحت اندیشی فرما کر تسکین دی۔ اور رخصت کیا۔ علی الصباح وہان سے کوچ کر کے منزل بمنزل کھتے کی سراے مین پہونچے۔ اور چند روز وہان مقیم رہے۔ مولانا عنایت علیصاحب آپ کے منجھلے بھائی جب وہان پہونچے۔ آپ دونون بھائی مع دو چار ہمراہیون کے گھوڑون پر سوار آگے کو روانہ ہو گئے۔ اور مولوی عبد اللہ صاحب کو حکم دے گئے۔ کہ ساتھ کے آدمی جو اوسوقت قریب ڈھائی سو کے تھے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے روانہ کر دینا اور خود معہ جملہ اہل و عیال بہت جلد جلد طی منزل کرتے ہوئے چلے آو۔ الغرض بڑے حضرت ملک سوات مین پاس سید محمد اکبر بادشاہ کے پہونچے۔ سید اکبر نے تمام فوج لیکر آپ کی پیشوائی کی۔ اور سب لوگ یکے بعد دیگرے وہان پہونچتے گئے۔ آپ وہان پہونچکر تعلیم و تلقین مین لوگون کی مصروف ہوے۔ اور فجر کو صدہا آدمیون کا حلقہ مراقبہ مین بیٹھتا اور اونکو توجہ دلائی جاتی۔ اور بعد ظہر درس ہوتا۔ تفسیر و حدیث پڑھائی جاتی اور چونکہ وہ ملک خود سر ہے۔ بغیر سپہگری کے وہان کوئی رہ نہین سکتا۔ لہذا ایک وقت فن سپہگری کی تعلیم اور قواعد و پریڈ بھی ہوا کرتی۔ اسی طرح آپ قریب تین برس وہان زندہ رہکر بعارضہ خناق ۱۵ محرم سنہ ۱۲۶۹ ہجری چونسٹھ برس کی عمر مین رہگراے خلد برین ہوے آپ کا مزار ایک بستی ستھانہ مین ہے جو وادی ملک سوات مین ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ــــ

آپکی تاریخ وفات از نتائج فکر جناب شاہ محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ ساکن لکھنو مینہ یہ ہے

اُنکے پاس بیٹھنے سے دل دنیا سے سرد ہو جاتا تھا اور دین کا جوش تہِ دل سے اُٹھتا تھا - رحمہ اللہ - یہ مصرع مین نے انھین سے نقل کرلیا تھا - ع ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے - انتہے - آپ جوانی مین نہایت تیز و چالاک تھے - مگر بعد صحبت حضرت سید صاحب آپ کا رنگ بالکل بدل گیا - آپ کے چہرۂ مبارک سے غربت و مسکینی و خضوع و خشوع صاف نمایان تھی - آپ کے روے مبارک سے حزن و ملال و فکر ہمہ وقت مترادش ہوتا - آپ کا حلیہ شریف یہ ہے - قد میانہ مائل بطول رنگ سانولا بدن بلغمی ہاتھ پانون پر گوشت ابرو پیوستہ داڑھی گھنی اوسط درجہ کی - مگر آپ اوسکو چھانٹا کرتے - رات کو اکثر زیر حصار کھڑے ہوکر ہاتھ کو بلند کرکے دعا کرتے - اور کبھی دن کو دوپہر کے وقت بھی اسی کیفیت سے دعا کرتے - آپ کا لباس اکثر موٹا اور کہنہ ملبد ہوا کرتا - ایک دفعہ جناب مولانا الٰہی بخش علیہ الرحمۃ نے گرمی کے دنون مین جو اس قسم کا لباس زیب تن آپ کے دیکھا - فی الفور پانچ چھہ جوڑے نئے سلوا کر خود لے آئے - اور حاضر خدمت کیا - آپ نے اون کپڑون کو رکھ لیا - بعد اوسکے قافلہ مین بعض وہ لوگ جو مولفۃ القلوب مین سے تھے اونکو پہنا دیا - اور خود انھین کپڑون مین رہے - آپ فن سپہگری بھی خوب جانتے تھے - گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ معلوم تھی دریا مین پیرنا اور تلوار کا ہاتھ پٹہ اور بانا اور بندوق لگانا نہایت عمدہ جانتے تھے - تیر اندازی مین بھی آپ کو کمال تھا - لڑائی مین شجاعت و بہادری بھی خوب دکھاتے - تمدنی امور مین بھی آپ کو پورا ملکہ تھا - تدابیر حرب اور اوسکے داؤن گھات آپ کو خوب معلوم تھے -

ولنعم ما قیل جمع الشجاعۃ والخشوع   لربہ ما احسن المحراب فی المحراب

ان للہ عبادا فطنا	طلقوا الدنیا وخافوا الفتنا
فکروا فیہا فلما علموا	انہا لیست لحی وطنا
جعلوہا لجبۃ واتخذوا	صالح الاعمال فیہا سفنا

اللہم اغفر لہ وارحمہ ونور مرقدہ وادخلہ فی اعلے الفردوس مع الذین جاہدوا فی سبیلک باموالہم وانفسہم وحسن اولٰئک رفیقا -

آپ کی ازواج و اولاد کی تفصیل اوپر گذر چکی نقشہ اوسکا یہ ہے -

جناب مولانا عنایت علی

عرب بھیجے حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اکثر حالات بضمن تذکرہ حضرت گذر چکے وہاں سے لاحظہ کرے
آپ بعد انتقال بڑے حضرت کے اوس ملک سوات اور یاغستان میں رہے۔ اور سختی تنگی سختیاں اور
مصیبتیں جھیلیں۔ اکثر رفقا بعد انتقال بڑے حضرت کے اوس ملک سے چلے آئے۔ مگر آپ تا حیات
ان دونوں وہیں قائم رہے۔ اور جس ملک سے ہجرت کر کے گئے تھے آنا پسند نہیں کیا۔ آپ کو سات
سات آٹھ آٹھ روزوں کا فاقہ گذرتا مگر نہایت صبر و استقامت و خوشدلی کے ساتھ اس عمر چند روزہ کو
وہیں بسر کیا آپ نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ آپ اکثر چالیس پچاس آدمیوں سے اپنے دشمن مخالف
کی دو ہزار ڈھائی ہزار کی جماعت میں شمشیر زنی کرتے ہوئے گھس جاتے۔ اور پھر نکل آتے بالاکوٹ
کے مقام میں آپ نے بمقابلہ سکھوں کے ایسی جوانمردی دکھائی کہ سکھ لوگ آپ کے نام سے کانپتے تھے
آپ کا گورا رنگ میانہ قد نہایت نحیف الجثہ تھا مگر شیر ببر کے سکھوں میں گھس جاتے اور وہ سکھ جو دنیا میں
شجاعت و بہادری میں مشہور تھے۔ آپ کے سامنے سے مانند لومڑی کے بھاگتے نظر آتے تھے۔ آپ اپنے
وقت کے عالم دین و لیکتائی تھے شجاعت و شہامت و بہادری میں آپ نہایت صاحب ...

تھے ۔ تمام شب عبادت مین گذارتے ۔ اور دن کو مانند ایک ادنی سپاہی کے لوگون کے ساتھ ملکر محنت و مشقت کرتے ۔ آپ کی شادی اول آپکے والد مولوی فتح علی صاحب نے جناب مولوی سید مسافر صاحب کی صاحبزادی سے کردی تھی ۔ مولوی مسافر صاحب بہت بڑے عالم فاضل اور متمول و سید تھے ۔ آپ کا مکان گورہٹہ لب سڑک تھا بہت بڑی حویلی تھی ۔ اس شادی سے آپ کے صرف ایک فرزند حافظ عبدالحمید صاحب مرحوم پیدا ہوے ۔ اسکے بعد ہی آپ کی اہلیہ نے انتقال کیا ۔ اکثر آپ سفر مین رہا کرتے ۔ لہذا مدت تک آپ نے دوسرا نکاح نہین کیا ۔ بعد عرصہ پندرہ سولہ برس کے ساتھ مسماۃ شریفن دختر بیوہ جناب شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ تموہیہ کے آپکے بڑے بھائی بڑے حضرت آپنے شادی کردی جسکا ذکر اوپر ہوچکا ۔ اس بطن سے صرف ایک مسماۃ ہاجرہ پیدا ہوئین جنکی شادی ساتھ مولوی عبدالکریم پسر جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے ہوئی ۔ اور حافظ عبدالحمید صاحب کی شادی موضع دروہ بھدوزمین جو قریب قصبہ باڑھ واقع ہے ۔ صبیہ جناب سید صفدر علی صاحب مرحوم سے ہوئی ۔ اونسے دو پسر محمد ہارون و محمد یوشع اور ایک لڑکی مسماۃ شہر بانو پیدا ہوئین ۔ جناب منجھلے حضرت کا انتقال ملک سوات مین سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۱۸۵۵ع مین ہوا ۔ بعد اوسکے آپ کی زوجہ ثانیہ و حافظ عبدالحمید صاحب کا بھی انتقال تھوڑے ہی عرصے مین وہین ہوا ۔ اللھم اغفر لھم وارحمھم واحشرھم فی زمرۃ المھاجرین الذین ھاجروا مع نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نقشہ آپ کی اولاد و ازواج کا یہ ہے ۔

جناب مولوی طالب علی مرحوم و مغفور

آپ بعمر اٹھارہ و انیس برس کے درمیان سے ہمراہ جناب سید احمد صاحب ملک افغانستان کو روانہ ہوئے
اس وقت تک آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی افغانستان میں پہنچکر تین برس آپ زندہ رہے نہایت
صبر و استقامت کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے امیر کی اپنی عمر کے بقیہ حصہ کو آپ نے طے کیا۔
ہمیشہ حضرت اکثر آپ کے صبر و استقامت کی تعریف فرماتے آپ نے بعارضہ ورم جگر و طحال مبتلا ہو کر
سید صاحب کی ہمراہی میں انتقال فرمایا سید صاحب نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ اور [illegible]
میں دفن کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واحشرہ مع الذین [illegible]
مع نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جناب مولانا فرحت حسین صاحب

عرف چھوٹے حضرت قدس سرہ جو والد ماجد فقیر مولف کتاب کے ہیں آپ ۱۲۳۶ ہجری میں پیدا ہوئے
آپ کے اکثر حالات اوپر گذر چکے آپ نے اکثر حصہ علوم درسیہ کا اپنے والد ماجد سے پڑھا۔ اور اسی زمانہ
میں قرآن بھی تمام و کمال حفظ کیا اور کچھ تھوڑا حصہ درسی کتابوں کا جناب شاہ محمد واعظ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ ساکن محلہ تھوہیہ سے بھی آپ نے پڑھا پھر اخیر میں آپ نے اپنے برادر معظم شہ حضرت سے پڑھا۔
اور سند حدیث کی بھی آپ سے حاصل کی آپ اپنے برادر معظم مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کا
نہایت ادب کرتے۔ اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری اونکی کمال لاتے۔ آپ انکو بجاے پیر و مرشد کے سمجھتے
تمام اہل برادری و جملہ مریدان آپ کو درجہ دوم پر بڑے حضرت سے سمجھتے۔ بڑے حضرت جب سفر کو
جاتے آپ کو اپنا قائم مقام مکان پر کر کے جاتے۔ آپ دستور سابق بعد نماز صبح لوگوں کو مراقبہ میں بٹھاتے
صدہا آدمی مرد و عورت اس حلقہ میں بیٹھتے۔ کمرے کے ایک جانب مرد ہوتے۔ اور جانب دیگر عورتیں
مومنین۔ اور آپ بیچ میں بیٹھتے۔ عورتوں کو جناب حضرت والدہ ماجدہ ام ظہور اشرف [illegible] تعلیم فرماتیں لطائف
وغیرہ کے مقامات اور ان [illegible] عورات درمیان کرتا اور اسکی نسبت بتاتیں۔ اور مردوں کو
آپ تو تعلیم فرماتے۔ اور بعض تعلیم یافتہ لوگوں کو ان امور کے واسطے مقرر فرماتے اور بعد نماز ظہر درس

قرآن و حدیث کا آپ دیتے - اور یہ ظلوم و جہول مولف اوراق قاری ہوتا - اور شب شنبہ کو آپ کا وعظ ہوتا - اُسمین صد ہا مرد و عورت جمع ہوتے - اوائل مین آپ کا معمول تھا کہ مسجد مین بیس تاریخ تک رمضان شریف کی نماز تراویح پڑھاتے - اور ایک ختم اُسمین کرتے - اور آپ نہایت عمدہ قرأت اور مخارج حروف بھی خوب جانتے تھے - اور نہایت خوش الحان تھے - جب بڑے حضرت ملک افغانستان کو تشریف فرما ہوے - تب آپ نے جناب حکیم ارادت حسین غفر اللہ لہ کو واسطے نماز تراویح اور نماز جمعہ کی مسجد صادق پور مین مقرر کیا - اور خود عشرہ اخیر مین ماہ مبارک رمضان شریف کے اپنے مکان مین پچھلے وقت حسب معمول بڑے حضرت نماز تراویح پڑھاتے - مرد و عورت دور و دراز سے صد ہا جمع ہو جاتے - آپ نہایت کم سخن متحمل بردبار منکسر المزاج تھے - غصہ آپ کو بہت کم آتا فہم و فراست تمذنی آپ کی نہایت تیز تھی - آپ کا لباس نہایت سادہ اور موٹا رہتا - آپ کے پاس مواضعات سے جو کچھ آمدنی آتی - وہ سب طلبہ اور فقرا اور مہمانداریون مین خرچ ہوتی - دو تین سو طلبہ وغیرہ روزمرہ رہا کرتے - کھانا بھی وہی معمولی جو طلبہ کیواسطے پکتا - کھاتے - معزز مہمانون کے واسطے حسب لیاقت اُنکی علحدہ کھانا پکتا - گاہ گاہ اُنکے ساتھ بھی شریک ہو جاتے - چار اولاد کی آپ نے اپنے سامنے شادی کی - یہ تقریبین نہایت سادگی سے اور کم خرچی کے ساتھ انجام دین - ایک جوڑا بھی دولہا دلہن کے واسطے اُسمین نیا نہین بنا - مصری کپڑے جو مرید لوگ طلبہ کے واسطے دے جاتے اُنکو قیمتًا آپ نے خرید کرکے اور مرمت کراکے دولہا دلہن کو پہنا دیے - آپ بچپن سے نہایت متقی و پرہیزگار مجتنب از لغویات و بیہودگی رہتے - عبادت کا شوق اور یاد الٰہی کا ذوق بچپن ہی سے آپ کو تھا - آپ عارف کامل و سالک و صوفی صاف تھے - اس ظلوم جہول کو اتنی لیاقت کہان - کہ آپ کے اوصاف کو قید تحریر مین لاکر ہدیہ ناظرین کرسکے - آپ فنون حرب مین بھی خوب مہارت رکھتے تھے - سواری اسپ نہایت عمدہ جانتے تھے - اکثر آپ نہایت و بدذات و شریر گھوڑون پر سوار ہوتے - اور اُنکو رام بنا چھوڑتے - بندوق کا نشانہ ایسا عمدہ جانتے تھے - کہ اُڑتی چڑیا آپ کے نشانہ سے خالی نجاتی - پٹہ اور بانک اور بانا بھی خوب جانتے تھے - آپ اپنے مکان کے باغچہ کی روش مین کرسی بچھا کر بیٹھ جاتے - اور ہاتھ مین گدکا لے لیتے اور چار پانچ آدمی کھڑے ہوکر آپ پر چھوٹ کا ہاتھ چلاتے - اور آپ سے چھوٹ کرتے - آپ دوسرون کے وار سے بچتے - اور اپنا وار دوسرون پر لگا دیتے دریا کی سیاحت مین بھی آپ خوب ماہر تھے - قسم قسم کی پیرائی آپ کرتے تھے - کھڑے اور بیٹھے اور چیت -

آپ کو فنون وکشتی ولیزم وغیرہ کا بھی ہمیشہ استقلال کے ساتھ استعمال رہا آپ اپنے ہاتھ کے پاؤ کے سہارے ایک
تختہ ایک مٹ عریض رکھتے۔ اور اوس پر چڑھ کر کھڑے ہوتے۔ اور چار پانچ آدمیوں کو اردگرد دور دور کھڑا
کر دیتے۔ اور حکم کرتے کہ ڈھیلوں سے مارو۔ اور اسی تختہ پر کھڑے ان ڈھیلوں سے بچتے۔ اور انکو خالی جاتے
بالجملہ ہر ہر پایہ میں سپہ گری کے آپ خوب مشاق و یکتا رہتے۔ ولنعم ما قیل۔

شعر

جمع الشجاعۃ والخشوع لربہ ۔۔۔ ما احسن المحراب فی المحراب

جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمہ کہ جبکہ آپ ملک افغانستان میں تھے۔ بعد انتقال بڑے حضرت مراقبہ میں مشاہدہ
باری و زیارت انبیاء و اولیاء بزرگان دین بند ہو گیا جب آپ وہاں سے یہاں پٹنہ شریف لا کے جناب
چھوٹے حضرت نے انکو شاکر توجہ دی۔ تب مراقبہ میں مشاہدہ و زیارت وغیرہ حسب دستور جاری ہو گیا۔
یہی وجہ تھی کہ بڑے حضرت کے رفقائے خاص کی بھی بجز آپ کے اور کسی کے پاس تسکین ہوتی تھی۔ اسی
وجہ سے وہ افغانستان سے آ کر آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور تا حیات آپ کی آپ ہی کے پاس رہے۔
بعد انتقال آپکے صاحب النفس کے طور پر متفرق ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء کی غدر میں فرقۂ اہل حدیث جو شریک باغیان
سرکار رہا۔ آپ ہی کی بدولت۔ آپ نے نہایت شد و مد کے ساتھ تاکید بلیغ فرمائی۔ کہ کوئی مرید ہمارا
باغیوں کا ساتھ نہ دے۔ یہ بغاوت سراسر خلاف شریعت ہے جس وقت کہ جناب مولانا احمد اللہ وغیرہم کو
ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ نے نظر بند کیا اُسوقت ہزارہا آدمی پٹنہ و اطراف پٹنہ میں درپے فساد تھے۔ مولوی
پیر علی و مولوی اوصاف حسین ساکن رکھو کہ جنکی قریب مسجد گلی پٹنہ میں کتب فروشی کی دوکان تھی۔ اور
اسوقت وہ سرغنائے بغاوت ہو گئے تھے۔ انھوں نے بھی نہایت زور کے ساتھ پیغام بھیجا۔ کہ آپ اسوقت
ہمارے شریک و مددگار رہیں مگر ہمارے حضرت نے صاف انکار کیا۔ اور ہرگز انکے شریک نہ ہوئے۔ اور
جملہ مریدوں کو شرکت سے روکا۔ بالغرض اس پٹنہ میں جو فرقۂ اہل حدیث کا شر و فساد سے بچا رہا وہ آپ
ہی کے طفیل سے ہوا۔ حدیث شریف اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ آپ کی نگاہ نہایت
دور رس و دور بین تھی۔ آخر جو نتیجہ اوس غدر کا ہوا۔ وہ سب کو معلوم ہے حاجت بیان نہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے آپ کو زوجہ بھی ایسی ہی عابدہ زاہدہ صالحہ مطیع و فرمانبردار صاحب کمالات باطنی متحلی از اخلاق ظاہری
عنایت فرمائی تھی یعنی مسماۃ محمودہ بنت حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ ساکن محلہ تھولیہ سے آپ کی شادی

اوس(ل) ہوئی ہین اوپر لکھ آیا ہون لیکن سوانح عمری بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کہ اس خاتون کو بھی بیعت حضرت
جناب سید صاحب بعمر ہفت سالگی نصیب ہوئی - اور جناب سید صاحب نے آپ کے سر و بدن پرا پنے
دست مبارک شفقت آمود کو پھیرا - اور دعا بھی دی یہ اسی کی برکت تھی - کہ آپ نہایت عابدہ زاہدہ
صالحہ ہوئین - اور نیز فہم و فراست و عقل و کیاست امور دینی و دنیوی مین اللہ تعالے نے آپ کو مثل عمدہ
مردون کے دی تھی - جناب بڑے حضرت کی صحبت بابرکت مین صدہا مرد کامل ہو گئے مگر عورتون مین
آپ کے مانند کوئی نہین ہوا - بڑے حضرت کی تادیب و تعلیم نے آپ کو سونے سے کندن بنا دیا - صدہا عورتین
شب و روز آپ کے پاس لگی بیٹھی رہتین - اور آپ کے ملفوظات طیبات سے بہرہ ور ہوتین - اور آپ کے
نصایح و پند سے فایدہ اٹھاتین - بڑے حضرت اور چھوٹے حضرت کے زمانہ مین جسقدر عورتین واسطے اکتساب
دین کے آتین - وہ سب آپ ہی کے زیر تعلیم دی جاتین - اور خود جناب شاہ صاحب آپ کے والد ماجد وغیرہ
علماے اہل برادری بھی آپ کی خدمت مین بنظر استفادہ حاضر ہوتے - مرد اور عورت جو آپ سے عمر و
رشتہ مین بڑے ہوتے - وہ بھی آپ کا نہایت ادب کرتے - طلبہ اوسوقت جو باہر کے مکان مین رہتے
ہر ایک کی خبرگیری کھانے دانے اور دوا دارو اور دیگر راحت و آرام کی آپ اسطور پر فرماتین - جیسے
مادر مشفقہ وہ لوگ اپنے گھر کی ماؤن کی شفقت کو بھول جاتے - آپ کو مراقبہ و مشاہدہ مین بھی کمال
تھا - مین نے بارہا جناب والد ماجدم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جناب حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ
کو مراقبہ مین بٹھاتے - اور جب آپ کو زیارت حضرت سرور کونین مقبول دارین صلعم یا اور کسی ولی و
بزرگ کی ہوتی اسوقت حل مشکلات بعض مطالب قرآن و حدیث کا فرماتے - آپ کہ اس محل اولی
سے تین بیٹے اور چھ بیٹیان ہوئین - جملہ نو - عبد القادر و عبد الرحمن ہر دو نون بیک روز عارضہ وبائی
مین مبتلا ہو کر طفلی مین راہی ملک عدم ہوے بعد اوسکے مسماۃ صالحہ مرحومہ زوجہ مولوی عبد اللہ
صاحب بعد اوسکے مولف اوراق عبد الرحیم عفی عنہ بعد اوسکے مسماۃ عارفہ مرحومہ زوجہ مولوی ہدایت اللہ
مرحوم بعد اوسکے مسماۃ ہاجرہ کہ بعمر دو سالہ رخصت ہوئی بعد اوسکے مسماۃ فاطمہ سلمہا زوجہ مولوی
یحیی علی رحمۃ اللہ علیہ بعد اوسکے مسماۃ میمونہ کہ وہ ڈھائی برس کی ہو کر گذر گئی - بعد اوسکے مسماۃ سعیدہ
زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم یہ پچھلی اولاد تخمینا دو برس کی تھی کہ آپ کے محل اولی نے انتقال فرمایا -
اونکی تاریخ انتقال - دخلت فی الجنان - سے نکلتی ہے - اور آپ کی دوسری شادی بحالت موجودگی
۱۲۷۰ھ

جناب مولوی عبداللہ صاحب مدظلہ العالی

خلف اکبر جناب حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ از بطن مسماۃ مراد النساء مرحومہ حیدرآبادی آپ سنہ ۱۲۴۶ ہجری مین
بمقام حیدرآباد پیدا ہوے۔ آپ از روز تولد ہمیشہ اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہر سفر و حضر مین رہے۔ گویا تمام
عمر آپ کی سفر ہی مین کٹی۔ آپ نے ابتدائی درسی کتابین جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ سے پڑھین
اور پھر اخیر مین جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران سے پڑھین۔ اور سند حدیث کی اپنے والد ماجد
بڑے حضرت سے لی۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ ملک افغانستان پکھلی بالاکوٹ کو گئے۔ اور وہان تمام
محاربات مین آپ شریک رہے۔ اگرچہ عمر آپ کی اوسوقت صرف پندرہ سولہ برس کی ہوگی۔ مگر آپ چونکہ
موروثی و فطرتی طور پر نہایت مدبر و شجاع و بہادر تھے۔ لہذا بہت کچھ کارنمایان آپ نے اُسوقت بھی دکھائے
پس اُسی وقت سے لوگون کو یہ خیال ہوا کہ آپ بیشک اپنے والد ماجد کی جانشینی کے لائق ہوگئے۔ بعد
اسکے کہ آپ ہمرکاب بڑے حضرت یہان پٹنہ عظیم آباد کو مراجعت کرکے تشریف لائے۔ اُسوقت آپ برابر
اکتساب علوم درسیہ مین مصروف رہے۔ اور ہر وقت حاضر باش خدمت بابرکت اپنے والد ماجد کے رہتے۔
درس قرآن و حدیث مین آپ قاری ہوتے۔ اور جلسہ مراقبہ و مشاہدہ مین بھی آپ شریک رہتے۔ اور نوآموز
لوگون کو تعلیم فرماتے۔ اور اسی اثنا مین آپ کی شادی ساتھ مسماۃ صالحہ بنت حضرت جناب مولانا طالب حسین
قدس سرہ کے جو آپ کے چھوٹے چچا تھے ہوئی اور اُنسے ایک فرزند مسمی بہ امان اللہ پیدا ہوا اس فرزند کی
عمر تین چار مہینے کی ہوگی کہ پھر آپ کو سفر افغانستان بمعیت والد ماجد خود پیش آیا۔ اور آپ مع اہل و عیال
اُنکے ہمراہ ہوے۔ اور ملک سوات افغانستان کو پہونچے۔ اور قریب چار یا پانچ برس کے وہان اپنے
والد بزرگوار کے ہمراہ رہے۔ اور وہان کل فوجی بندوبست قواعد و پریڈ سوار و پیادہ آپ ہی کے سپرد رہا
آپ ہر امر کو باحسن وجوہ انجام دیتے آپ کو تعمیر مکانات و قلعہ و گڑھی وغیرہ مین بھی پورا دخل تھا۔ آپ کو
سواری اسپ مین بھی ملکہ تمام تھا۔ نہایت سرکش و بدذات گھوڑون کو بہت جلد آپ درست کر ڈالتے۔
بعد انتقال بڑے حضرت تخمیناً تین برس ہمراہ منجھلے حضرت چچا اپنے جناب مولانا عنایت علی علیہ الرحمۃ کے
وہان آپ اور رہے لیکن جب مزاج کی موافقت ساتھ منجھلے حضرت کے نہوئی۔ آپ حسب طلب
اپنے چھوٹے چچا مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے مع اہل و عیال یہان پٹنہ عظیم آباد چلے آئے

اور تا کہیات چھوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا پانچ چھ برس میاں مقیم رہے ہوا اور اسی اثنا میں آپکے
فرزند دوم مطیع اللہ پیدا ہوتے گئے جب آپ کے چھوٹے چچا صاحب مولانا فرحت حسینؒ قدس سرہ کا ۱۲۷۲ھ
میں انتقال ہو گیا تب آپؒ کی دلبستگی کی کوئی شکل یہاں نہیں رہی آپؒ برداشتہ خاطر ہوے لیکن آپکی
طبیعت کو یوم ولادت سے سیر و سیاحت کا مذاق پڑا ہوا تھا۔ گھر کا رہنا آپ پر شاق تھا۔ آپ نے پھر
قصد سفر کیا۔ اور اپنے حصہ کی تمام املاک اور گھر وغیرہ فروخت کرا دیجئے تمام کا ارادہ کرکے عیال و
اطفال کو اور ہدایت اللہ کو ساتھ لیے اور اپنے حقیقی چھوٹے بھائی مولوی عبد الکریم صاحب کو بھی
جو اسوقت تک نابالغ تھے ہمراہ لے لیا اور دو حقیقی بھائی آپ کے مولوی ہدایت اللہ مرحوم اور
مولوی عبد الرحمن مرحوم جو اسوقت جوان تھے اور ان دونوں کی شادی بھی ہو گئی تھی ان دونوں
نے آپ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا یہیں رہ گئے آپ اوسوقت مع اہل و عیال خود کشتی پر سوار ہو کر
روانہ کلکتہ ہوے۔ چنانچہ یہ فقیر مولف بھی آپ کی مشایعت میں قصبہ باڑھ تک گیا تھا۔ جو تقریباً فاصلہ
سولہ کوس جانب مشرق عظیم آباد سے واقع ہو اور بعض لوگ تو کلکتہ تک آپ کے ہمراہ گئے تھے اور جہاز
پر سوار کرکے پھرے۔ بعد دو تین برس کے ایسا سنا گیا کہ آپ مکہ معظمہ سے واپس ہو کر ملک افغانستان کو
تشریف لیگئے۔ اور وہان پاس سیلکر بادشاہ ملک سوات کے کہ جہان آخوند صاحب کے خالد ماجد رہے
حضرت علیہ الرحمہ ٹھہرے تھے اور اسوقت کے کچھ بقیہ لوگ ہندوستانی صاحبین وہاں موجود تھے۔ ان
لوگوں میں آپ جاملے اسوقت شاید مولوی مقصود علی صاحب وہان سردار تھے۔ انھیں کی ماتحتی
میں آپ وہان رہے۔ تخمیناً آپ کے وہان پہونچنے کے دو برس بعد مولوی مقصود علی مرحوم مغفور کا
انتقال ہو گیا۔ وہان کے سب لوگوں نے مشورہ کرکے آپ ہی کو سردار بنانیکا ارادہ کیا لیکن آپ نے
منظور نہیں فرمایا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اوسکو پسند کرو اوسکو سردار بناؤ میں اوسکی ماتحتی میں اطاعت
و فرمانبرداری کرنے کو با خلاص دل موجود ہون۔ لیکن اس بار گران کو اپنے سر پر لینے کی لیاقت میں اپنے
اندر ہر گز نہیں پاتا ہون۔ لیکن وہان کے لوگوں نے آپ کے سوا اور کسی کو لائق اس منصب شریف کا
نہیں پاکر بعد الحاح و زاری و اصرار تمام آپ کو اس منصب کے قبول کرنے پر مجبور کیا۔ تین روز تک یہ
سخت جھمیلا رہا۔ کہ تمام لوگ آپ کو شب و روز عرائض و التجا اس بار گران کی قبولیت کا کرتے رہے
آخر مجبوری آپ نے قبول کیا۔ اسی اثنا میں آپ کی زوجہ اولی مسماۃ صالحہ بنت مولوی فرحت حسین

قدس سرہ نے تین اولاد۔ امان اللہ و مطیع اللہ و عبد القدوس کو چھوڑکر اس جہان فانی سے رحلت
کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا۔ بعد اسکے اور ایک نکاح آپ نے وہان کیا
اون سے عبد السبوح پیدا ہوے۔ آپ بعد مسند نشینی اپنے ماتحتون اور ہمراہیون کو برابر راہ سلوک
واتباع سنت کی تعلیم فرماتے۔ اور ایک وقت معین پر لوگون کو حلقہ مین بٹھا کر مراقبہ ومشاہدہ بھی
کراتے۔ اور چونکہ وہ ملک خود سر طوائف الملوک ہی اگر کوئی شخص ایک گانون کا مالک ہو تو اسکو بھی
ایک چھوٹا سا لشکر رکھنا اور فنون سپہگری وحرب سے خوب واقف ہونا لازم وضروری۔ ورنہ وہان کا قیام
آپس کے نفاق وشقاق ومخالفت ومعاندت کی وجہ سے نہایت متعسر بلکہ محال ہے پس بسبب اقتضا
اس ملک کے آپ نے بھی اپنے ہمراہیون کو فنون سپہگری مثل قواعد وپریڈ اور چاند ماری اور پٹا وغیرہ کی تعلیم
وتلقین شروع کر دی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اوس ملک کے لوگون نے جو فطرتی طور پر حاسد ومنافق ہین جلنا
شروع کیا۔ لیکن جب اپنے اندر اتنی طاقت نہ پائی کہ انکا کچھ بگاڑ سکین۔ تب گورنمنٹ انگریزی کو آکر بھکایا
کہ یہ لوگ سلطنت برطانیہ کے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہین۔ حالانکہ وہ لوگ صرف اس غرض سے گئے
تھے کہ محض آزادانہ زندگی اپنی وہان بسر کرین اور کسی کے ماتحت نہ رہین۔ اور ایسا احمقانہ وجاہلانہ خیال
اتنی بڑی گورنمنٹ سے مقابلہ کا رکھنا جو محض ایک پاگل کا کام ہی وہ لوگ ذی تعلیم وصاحب عقل وفراست
ہوکر کیونکر کر سکتے تھے۔ مگر صد افسوس کہ حکام گورنمنٹ نے اون حاسدان اور مفویون کی باتون پر یقین لاکے
بلا تحقیق محض اون پر چڑھائی کر دی۔ اور ایک جرار فوج اون غریب وفقیر درویشون کی قلع وقمع کیواسطے
بھیجدی۔ اول تو ان لوگون نے ارادہ کیا کہ اس کارزار سے پہلو تہی کیجیے اور کسی جانب کو ہٹ جایے
مگر چونکہ سرکاری فوج اپنی عملداری کی حدود سے تجاوز کرکے افغانون کی حدود مین جاپہونچی تھی۔ اس
سبب سے اکثر سرداران فوج اس ملک کے برافروختہ وبرہم ہوگئے تھے۔ اور ان لوگون نے خیال کر لیا
تھا کہ گورنمنٹ انگریزی ہماری ریاستین چھیننا چاہتی ہے۔ تمام ملک نے عزم بالجزم مقابلہ پر گورنمنٹ
انگریزی کے کر لیا۔ اور آپ کو بھی اپنی تائید ونصرت پر مجبور کیا۔ کیونکہ اس ملک مین رہکر پھر انکا ساتھ نہ دینا
یہ غیر ممکن ہی۔ چنانچہ بحالت مجبوری ناچاری آپ نے انکا ساتھ دیا۔ تخمینا پانچ چھ مہینے یہ بازار کشت وخون
کا جاری رہا۔ اور صدہا جانبین سے مقتول ومجروح ہوے۔ یہ ظاہر ہی کہ یہ غربا ے چند
بے سروسامان اتنی بڑی گورنمنٹ کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے۔ گویا پیل وپشہ کی جنگ تھی آخر اوس

ملک کے لوگوں نے سر جنگ شروع کر دی۔ اسوقت یہ لوگ بھی پیچھے ہٹتے ہٹتے سامنے کی بستی اور قلعوں کو
خالی کر دیا۔ سرکار انگریزی کا لشکر ان بستیوں کو جلا کر ملک کراپنی عملداری میں واپس چلا آیا۔ وہ لوگ
بھی بہت آسانے لشکر کے ہمراہی جگہ میں آکر آباد ہو گئے۔ اس وجہ سے کہ یہ لڑائیاں ٹھانیں اور شکست و
خون اور بربادی روپیہ کا نتیجہ یہ ہوا افسوس ہماری عادل گورنمنٹ اگر اول ہی ان دوراندیشی کو راہ
دیتی اور ان ملکی حاسدوں کے اغوا اور بھڑکانے میں نہ آتی تو یہ سب کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہ تو صرف آزادی پسند
لوگ ہیں۔ کہ آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو وہاں پہونچکر کبھی بجز یادِ خدا کے اور کوئی
شغل نہیں۔ چنانچہ جب ان لوگوں کی امداد و اعانت کے جرم میں مولوی یحییٰ علی وغیرہ گرفتار ہوئے تھے
اسوقت سرکاری پولیس نے صدہا آدمیوں کو انبالہ و پٹنہ و کلکتہ گرفتار کیا تھا۔ انمیں بعض وہ لوگ بھی
تھے جو اپنے وطن سے روانہ ہو کر پاس مولوی عبداللہ کے ملک افغانستان کو جا رہے تھے۔ اور بعض
وہ تھے جو وہاں سے مراجعت کرکے اپنے وطن کو آرہے تھے۔ ان سب کا روبروئے عدالت بیان ہوا۔
(اور وہ لوگ بطور گواہ سرکاری کے مولوی یحییٰ علی پر لائے گئے) کہ ان لوگوں نے کبھی سرکار سے
لڑائی کا ارادہ مولوی عبداللہ کا نہیں سنا تھا۔ بلکہ محض واسطے اکتساب علم دین کے وہاں گئے
تھے۔ جب سرکاری لشکر ان لوگوں پر چڑھ آیا۔ اسوقت ہم لوگ وہاں سے چلے آئے۔ چنانچہ
معظم سردار ساکن بنگالہ جو دہلی میں گرفتار ہوا تھا۔ اسکا بھی یہی بیان ہوا۔ کہ ہم وطن سے بشوق اکتساب
علم دین پٹنہ میں مولوی یحییٰ علی کے پاس آئے۔ اور وہاں چند مہینے رہکر ملک افغانستان کو روانہ ہوئے
اور اس درمیان میں کبھی لڑائی کا ذکر مذکور ساتھ سرکار کے نہیں سنا تھا۔ جب دہلی میں پہونچے
تو سنا کہ افغانستان میں سرکار سے لڑائی ہے۔ اسوقت ہم نے مراجعت کی۔ اور مقام کرنال میں پہونچکر
گرفتار ہوا۔ اور اسی قسم کے بہت سے گواہوں نے بیان کیا۔ اس بیان سے حضرات ناظرین اس مقدمہ کی

ف اور مقام غور ہے کہ ہم لوگ اسوجہ جانے کہ ان کے یہاں مسکن ہمارا کسطرح پر ہے صورہ پر یک شام ٹھہر کر ساکولی وغیرہ
افغانستان گھومت گھات سے یہاں ہندوستان پہونچے۔ پھر اگر ہم لوگ ہندوستان کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جاکر رہائش
اختیار کریں تو کونسی تعجب کی بات ہے دنیا میں بعض اوقات ہے آج یہاں تو کل وہاں پھر اسکو حرام تھا ہی محمول اور
عداوت وجہ حماقت گورنمنٹ کی کرنا سواے زبردستی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے انسانوں سے ہماری مسلم رکھنا
جسپر قرار دیا جاتا ہے تعجب کی بات ہے۔ فقط

اصلیت اور حکام گورنمنٹ کا غیظ و غضب اور جابرانہ کارروائی کا پتہ لگا سکتے ہین۔ الغرض بعد اس سانحہ کے کچھ خبر و اخبار وہان کا بالکل مسدود ہو گیا اور کچھ پتہ نہین کہ اب وہ لوگ کس حالت مین ہین۔ اور کون انمین سے زندہ ہی اور کون مردہ لہذا اس دفتر کو ختم کرتا ہون۔ واللہ معہم اینما کانوا۔

اور نقشہ اونکی اولاد و ازواج کا یہ ہے۔

جناب
مولوی عبداللہ صاحب
خلف اکبر حضرت مولانا ولایت علی
علیہ الرحمۃ والغفران

محل اولی
مسماۃ صالحہ بنت
مولوی فرحت حسین مرحوم

محل ثانی
غیر برادری

ایمان اللہ

مطیع اللہ

عبدالقدوس

السبوح
عبد
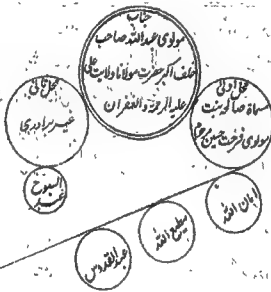
مولوی ہدایت اللہ مرحوم

خلف اوسط حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ آپ کی پیدایش وغیرہ کا حال ضمن سوانح عمری حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ لکھا جا چکا اعادہ کی حاجت نہین۔ آپ نے درسی کتابین مختصرات تک متفرق طور پر پڑھی ہین۔ آخر مین مولوی لطافت حسین صاحب ساکن دیوان محلہ سے پڑھا۔ آپ نہایت نرم دل، رقیق القلب کریم النفس تھے۔ غربا و مساکین پر مثل ابر باران مہربان رہتے خصوصًا اگر کسی شریف کو دیکھتے کہ حالت عسرت و فقر و فاقہ مین ہے۔ تو آپ کا دل سخت بیچین ہو جاتا۔ آپ نہایت سخی و منکسر المزاج و شجاع و بہادر تھے۔ آپ کا رنگ گورا قد مائل بطول خوبصورت جوان تھے۔ آپ کی شادی ساتھ

شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور

ولد مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ از بطن مسماۃ جمیلۃ النساء بنت مولوی الٰہی بخش مرحوم آپ ۱۲۴۲ھ میں پیدا ہوئے
آپ نے اوائل کی کتابیں جناب مولوی اشرف علی صاحب سے پڑھیں۔ بعد اسکے آپ نے جناب حکیم عبد الحمید
صاحب مدظلہ سے فراغ حاصل کیا۔ اور طب بھی پڑھی۔ اور سند حدیث کی اپنے ماموں جناب مولانا یحییٰ علی
علیہ الرحمۃ سے لی۔ آپ نہایت ذہین و ذکی و عقیل و لبیب تھے۔ مسائل فقہی و اصولی و حدیث نہایت عمدہ
جانتے تھے۔ آپ کی عمر پانچ برس کی تھی جب آپ اپنے والد ماجد جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ
دہلی گئے تھے۔ اسوقت شاہ ظفر بادشاہ دہلی نے جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ کی دعوت کی تھی۔
جسکا ذکر انکی سوانح عمری میں گذر چکا ہے۔ بادشاہ نے اسوقت مولوی محمد حسن مرحوم کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اور
پوچھا کہ تم کیا پڑھتے ہو آپ نے جواب دیا کہ قرآن شریف معنی پڑھتا ہوں۔ بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا کہ اتنا
چھوٹا لڑکا قرآن شریف معنی پڑھتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ سناؤ۔ اسوقت ہزارہا آدمی کا مجمع تھا۔ آپ نے
بالبدیہہ بخوف و رعب ایک رکوع سورۂ بقر کا پڑھا اور اسکا ترجمہ نہایت عمدگی و شائستگی سے کر کے سنایا۔
بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا۔ غرض آپ اپنے والد کے ہمراہ ملک سوات افغانستان کو گئے۔ عمر آپ کی آٹھ برس
کی ہوئی تھی کہ آپ کے والد ماجد اس جہان فانی کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے۔ انکے بعد آپ نے اپنے بڑے
بھائی جناب مولوی عبد اللہ صاحب مدظلہ کی نگرانی میں تعلیم پائی۔ اور انکے ساتھ ہندوستان آگئے اور
اپنے چھوٹے چچا جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ کے زیر کفالت تعلیم پاتے رہے۔ بعد انتقال چھوٹے
چچا کے زیر کفالت فقیر عبد الرحیم مولف اوراق ہذا کے تعلیم پائی۔ ۱۸۶۴ء میں جب مقدمہ بغاوت اس
فقیر پر قایم کیا گیا۔ اور گرفتار ہو کر سیلجا بھیجا گیا۔ اسوقت آپ کی عمر تخمینا سترہ برس کی تھی۔ اسوقت تک
یا تو آپ پڑھنے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ یا کھیل کود میں جو تقاضائے عمر طفولیت۔ ہے۔ اسوقت تک
اس خاندان کا عروج جو سلطنت مغلیہ سے برابر چلا آتا تھا ختم ہوا اور یہ خاندان بالکل تباہ ہو گیا۔
جائداد ضبط ہو گئی۔ مکانات توڑ دیئے گئے۔ اسباب چھین لیئے گئے۔ گھر کے بزرگ انور والی دریائے شور
بھیجدیے گئے۔ الغرض یہ فقیر عبد الرحیم جب گرفتار ہوا میں نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں تو آپ گھر بار کی
تم خبر گیری کرو۔ یہ سنکر مولوی محمد حسن مرحوم کا رنگ ہی دوسرا ہو گیا۔ یہ نطاق ہمت اور کمر کو چست باندھا

ورنہ وہ کارروائیاں کر دکھائیں جو پچاس برس کی عمر والے اور تجربہ کار شخصوں سے بھی ظہور میں آنا مشکل ہے
سترہ برس کی عمر اور اسی حالت یتیمی میں کو دینے کیلئے مقدمہ کورٹ اپیل میں دائر تھا اور مدعا علیہم شیعہ کے
تھے والے پٹنہ کی ہائی کورٹ کلکتہ میں بالعرض چہ جہ سو میں تک مرحوم مشورے اس مقدمہ کی پیروی اس
طور پر ادا کر آج انتہا میں قول پٹنہ میں اور پھر سوال کلکتہ میں اور ولایت سے مسٹر شرون اور کاسیلین
کو بلوایا۔ اور مقدمہ بھی ایسا نازک اور خطرناک کہ جسمیں بڑی جو دسرکار۔ چنانچہ اسکے خاندان کے کل
چھوٹوں بڑوں کی حر گذری کر لی مہر بالکل بے سامان ہو گئے تھے اور چلنے رستہ کی کوئی حکم تک نہ تھی۔
اور نہ کھانے کی کوئی چیز۔ ایسی حالت میں آپ نے نہایت ہوش گوشی سے کل کارروائی کی کہ بڑے
بڑے دانشمند اور تجربہ کار لوگ ان باتوں کو سمجھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ باوجود خبرگیری تلاش و تتبع خاندانی
و خبرگیری مقدمہ تکمیل تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ و طب وغیرہ آپ نے جناب حکیم مولوی عبد المجید صاحب سے
کی اور فراغ حاصل کیا۔ کل امور خانہ داری و خبرگیری مقدمہ اسقدر کم سنی میں ایسی خوبی اور ہوشیاری
سے انجام دیے کہ اس سے حیرت ہوتی ہے اور باوجود کثرت مشاغل کے شغل درس و تدریس بھی جاری
رکھا۔ اور بطور خود کتب بینی بھی ہمیشہ کیا کرتے۔ اور تصانیف قاضی شوکانی و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے
انکو خاص دلچسپی تھی۔ اور علم معقول میں انکو نہایت عمدہ دخل تھا۔ بڑے مشکل اور دقیق سوال کا جواب
فی الفور دیتے اور مسائل مختلف فیہ میں نہایت عمدہ قول فیصل فرماتے۔ علم تاریخ اور سیر میں بھی انکو
کمال مذاق تھا۔ علم ادب عربی میں بھی مہارت تام رکھتے تھے۔ ریاضی سے خاص دلچسپی تھی۔ بالعرض
جتنے علوم مشرقی مسلمانوں میں جاری ہیں انمیں اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ اگرچہ انگریزی زبان نہیں جانتے
تھے۔ مگر علوم مغربی سے بھی بہت شوق تھا۔ جو کتابیں علوم مغربی کی اردو میں ترجمہ ہو گئی ہیں انکا
ہمیشہ مطالعہ کیا کرتے جب آپ کو مقدمات و تحصیل علم سے فرصت ہوئی تمام مسلمانوں اور خاصۃً اپنے خاندان
کی ترقی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسوقت آپ کو دو مشکلوں سے سامنا پڑا۔ ایک تو گورنمنٹ کی بدظنی تمام
مسلمانوں سے عموماً اور اس خاندان سے خصوصاً اور دوسرے ان باقی ماندہ لوگوں کے جو کہ تمام فرقہ
اہل حدیث کے متعلق خیالات۔ اس لیے والد صاحب مرحوم نے یکم مارچ [illegible]ء کو ایک اسکول
محمڈن اینگلو عربک اسکول کے نام سے پٹنہ میں مسلمانوں کے لڑکوں کو انگریزی اور عربی و دینیات دونوں
کی تعلیم دیجائے قایم کیا تاکہ مسلمان علوم مغربیہ سے اپنے دماغوں کو روشن کریں۔ اور یہ بھی مقصد تھا

خیالات دفع ہون - اور علوم دینیہ سے اپنے مذہبی امور کی پابندی مین مستحکم رہین - جو اُنکے لیے ایک ناگزیر
اور ضروری چیز ہی - اور مولوی صاحب مرحوم نے جولائی ۱۸۸۲ء مین ایک اخبار پٹنہ انسٹیٹیوٹ گزٹ
کوجاری کیا تاکہ گورنمنٹ کو اپنی اغراض سے آگاہ کیا کرین - اور اُسکے مفید آرٹکلون سے
لوگون کے خیالات کی تہذیب اور درستگی کرین - اسکول مذکور گورنمنٹ مین اسقدر مقبول ہوا - کہ اُسنے
علاوہ ملبوسات بیکم (؟) ہزار دسو روپیہ ماہانہ کے اور سو روپیہ ماہوار ی سے مدد کی - اور دوہا لی فنڈ سے
پندرہ ہزار روپیہ دیے - اور پانچ ہزار تعمیر مکان کے لیے علحدہ کیے - اور سر اسٹوارٹ بیلی صاحب
بہادر لفٹنٹ گورنر بنگالہ نے ایک بار ۱۸۸۸ء مین اس اسکول کے لڑکون کو اپنے ہاتھ سے کتب
انعام تقسیم فرمائین - مولوی صاحب کا قصد تھا کہ اس اسکول کو ترقی دیکر کالج تک پہونچائین - اور
اُسکے متعلق ایک وسیع اور بہا آسایش دار المقامہ ہوئین - مگر افسوس کہ موت نے اُنکی کل آرزوون
کو خاک مین ملا دیا - جی کی بات جی ہی مین رہی - دو ہفتہ تپ محرقہ ولرزہ مین مبتلا رہ کر ۲۸ ربیع
ربیع الاول ۱۳۰۷ ہجری مطابق ۲ نومبر ۱۸۸۹ عیسوی روز شنبہ کو رہگرا ئے ملک بقا ہوئے - ہزارون
آدمیون نے جنمین بہت سے حضرات اہل تشیع بھی تھے ملکر نماز جنازہ ادا کی - دو ہزار آدمی جنمین اکثر
رؤسا ئے اہل سنت و مذہب امامیہ پٹنہ و بانکی پور شامل تھے - جنازے کے ساتھ صادق پور سے
تمنو ہیہ تک پیادہ پا قریب تین میل کی مسافت طے کر کے گئے - ہمراہیان جنازہ کی یہ کثرت تھی کہ اِس مسافت
کی نصف راہ اُن سے بھری ہوئی تھی - پٹنہ کے بوڑھے سے بوڑھے شخص کہتے ہین کہ ہمنے شہر کے
کسی رئیس یا عالم کے جنازے کے ساتھ خلقت کا یہ انبوہ کبھی نہین دیکھا - گورنمنٹ نے اُنکی خدمات کی
قدر کر کے اُسکے صلہ مین ۱۸۸۸ء مین خطاب شمس العلما مع خلعت کے عطا فرمایا - اور علاوہ پبلک کامون
کے آپ نے اپنے خاص خاندان کو جسکے لوگ بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے تھے - ایسی ترقی دی تھی کہ انھنے
دنون مین ایک کارخانہ تجارت کلکتہ مین قایم کیا کہ جسکا سرمایہ تخمیناً پچاس ہزار روپیہ ہی - اور دو لڑکون
کو ایک اپنے خلف اکبر محمود حسن اور دوسرے اپنے بھتیجے آیت اللہ کو ولایت لندن پڑھنے کے لیے بھیجا
کہ جسمین چالیس پچاس ہزار روپیہ سے کم کا خرچ نہین ہوا ہوگا - حلم اور خوش خلقی اُنمین اس درجہ کی
تھی کہ بدی کا بدلہ بھی ہمیشہ نیکی سے دیتے - ترجمہ حدیث مرویہ بخاری شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس
شعر پر آپ کا پورا عمل تھا شعر بدی را بدی سہل باشد جزا ✚ اگر مردی احسن الیٰ من اسا ✚ برادر پدری

دعوے برادری و صلہ رحم میں تو خاص اُنکا حصہ تھا آپ کی تمام اوقات عامہ مسلمانوں کی خیرخواہی میں
صرف ہوتی اور اس کام کو آپ اپنا نہایت ضروری فرض منصبی سمجھتے تھے اپنے خاندان کے سردار اور سرپرست
سمجھے جاتے اُنکے خاندان کے وہ لوگ جو آپسے سن میں بڑے تھے۔ انکو اپنا بزرگ اور سردار سمجھتے
اور اُنکی اطاعت بدل و جان کرتے۔ گویا یہ اپنے خاندان کی گاڑی کے انجن تھے علاوہ خاندان والوں
کے تمام شہر کے چھوٹے اور بڑے لوگ انہیں اپنا سچا دوست اور خیرخواہ جانتے۔ گورنمنٹ مسلمانوں کے
معاملات امور اہم میں آپ سے مشورہ لیتی عنفوان شباب میں شعر و شاعری کا بھی کچھ شوق ہوا تھا۔
تخلص صبیح کرتے تھے مگر اسی زمانے سے سرکاری مقدمات و نیز اہل خاندان کا بار عظیم آپکے
سر پڑا کر اسکی طرف توجہ اور انہماک کا موقع ہی نہ ملا۔ آپ کی شادی مساۃ سعیدہ بنت مولانا فرحت حسین
قدس سرہ سے ہوئی۔ جو ہمشیرہ حقیقیہ مصنف اس اوراق کی ہیں۔ آپ نے اسی ایک شادی پر اکتفا کی اور
دوسری شادی نہیں کی۔ ان سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ اول مسعود حسن ہیں جنکی تاریخ ولادت
جناب امی مولوی احمد کبیر صاحب پھلواروی نے یہ فرمائی ہے۔ جوں محمد حسن سپہر علوم ٭ یافت فرزند
رشک شمس و ماہ ٭ خواست حیرت کہ سال میلادش ٭ شد وا زدل دعائیہ پیدا ٭ الٰہی گشت از سر الطاف ہ
پسر عظیم ادب زاد ٭ یہ بعد تحصیل علوم عربی و فارسی و انگریزی کے ولایت لندن گئے اور وہاں چار برس
رہکر بیرسٹری پاس کر کے آئے اور اب اسوقت سرکار کی طرف سے بعہدہ منصفی مامور ہیں۔ آدمی نہایت
خوش اخلاق نیک سیرت صاحب مروت و حمیت ہیں۔ اپنے والد کے فرزند رشید ہیں اللہ انکی عمر کو دراز
کرے انکی شادی ساتھ مساۃ حمیدہ بنت مولوی عبدالرؤف صاحب کے ہوئی۔ ہنوز کوئی اولاد نہیں
ہوئی ہے۔ اللّٰھم ارزقہ ولدا صالحا واطول عمرہ فی ظل والدیہ دوسرے حامد حسن جو اسوقت
تحصیل علوم مغربی میں مصروف ہیں تیسرے شاہد حسن چار پانچ برس کے ہو کر داخل خلد بریں
ہوئے بیٹی مساۃ کبریٰ جسکی شادی سید عبدالحکیم ساکن سورجگڈھ عرف ابن امیر فضل حسین صاحب
برادر حقیقی مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب مدظلہ محدث دہلوی سے ہوئی تھی۔ مگر یہ لڑکی بعد شادی قریب
دو برس کے زندہ رہکر بتاریخ ۵ شعبان ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء داخل جنت الفردوس
ہوئی۔ دوسری بیٹی مساۃ صغریٰ جسکی شادی ساتھ محمد قاسم بن مولوی محمد اسحاق مرحوم بن مولوی
محمد ذکی مرحوم بن شاہ ابوالحسن مرحوم ساکن محلہ نمو بیہ سے ہوئی۔ جس سے ایک لڑکا محمد کاظم نام لعمر

دوسال اسوقت موجود ہی۔ اب مین اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہون۔ اللهم اغفر له وارحمه ونور مرقده والحقه عن ابائه الصالحين۔

تاریخ انتقال از نتیجہ فکر مولوی محمد صاحب قلیس مدرس مدرسۃ المسلمین پٹنہ

ملا خاک مین آخر شس جسم حنا کی
وہی اب ہے صورت جو تھی ابتدا کی

جو آیا تو روتا چلا جان کھو تا
یہ دعوت عداوت ہوئی اس سرا کی

گئے جب عدم کو حبیب خدا تک
تو امید کیا پھر کسی کی بقا کی

محمد حسن عالم باعمل سے تھے
لکھون کیا مین تعریف اس پارسا کی

مفسر محدث محقق مد قق
مسائل مین تحقیق تھی انتہا کی

ادق مسئلون کو تھے حل کرتے دم مین
انھون نے طبیعت تھی پائی بلا کی

کہان اتنی طاقت زبان قلم مین
لکھے مدح جو اُنکے ذہن رسا کی

حدیث اور قرآن پر اُنکا عمل تھا
نہ پروا تھی ہرگز انھین ماسوا کی

رفاہ خلائق سے تھا کام اُنکو
ہزارون کی لاکھون کی حاجت روا کی

بھلا دوسرون کا کسی طرح سے ہو
یہی اُنکی تھی فکر صبح و مسا کی

بدی کا بھی بدلہ تھے نیکی سے دیتے
تھی خو اُنکی الحسن الی من اسا کی

کسی کی نہ غیبت کبھی آپ کرتے
شکایت اگر کی تو بس بر ملا کی

تصنع تورع سے تھے دور رہتے
نہ مطلق تھی بو انمین رو و ریا کی

بہت درد تھا اُنکو اسلامیون کا
سدا اونکی حالت پہ رہتے تھے باکی

زر و وقت و آرام و عزت و ہمت
غرض قوم پر اپنی سب کچھ فدا کی

یہ پٹنہ گزٹ جسکو تم پڑھ رہے ہو
نشانی ہے اُس مخلص باصفا کی

ہے امراے اسکول جو آج قایم
اسی کی ہی ذات اصل تھی اس بنا کی

ہے مشکل بہت دوسرون کو ملے پھر
اُنھون نے جو راہ ترقی تھی تا کی

ترقی اسلام ہوئی بہت کچھ
پہ تقدیر نے آہ کیسی دغا کی

بہت جو صدمے دل میں مرحوم کے تھے — اگر ہو گی سے نہ اٹھے وفا کی
دیا یا تو خاک سپرد ارون کو — فلک تو نے ہم پر یہ کیسی جفا کی
تبسم کیا آج اہل پٹنہ پہ گذرا — کہ جسکے سب ہر کو وجہ ہے بکا کی
یہ کی قدر انکی وہ رہ رہے تھے جب تک — بہت ہے ہمیں افسوس اس خطا کی
رسول کرم نے فرما دیا ہے — سلام اوسپہ ہوا اور رحمت خدا کی
کہ چالیس مومن نے مل کر کے جسپر — نماز جنازہ پڑھی اور دعا کی
تو سمجھو کہ لاریب بخشا گیا وہ — سلام اوسپہ نازل ہو رحمت خدا کی
ہزاروں نے مل کر محمد حسن پر — نماز جنازہ کہوں ادا کی
بقول نبی اوسپہ رحمت ہو نازل — خدایا اجابت ہو میری دعا کی
تھی بیماری معمول تپ اور لرزہ — کسی کو نہ مطلق تھا خوف بلا کی
پہ تدبیر سے تھا نہ کوئی بھی غافل — کسی نے دعا کی کسی نے دوا کی
مگر جب اجل آپہونچتی ہے سرپر — نہ چلتی ہے پھر کچھ دوا اور دعا کی
ہوا حادثہ سخت اسلام میں یہ — مگر قلیس یوں ہی تھی مرضی خدا کی
ہمیشہ نور بھی رہا اوسکی رضا پر — مشیت سے اوسکی بھی ہو رضا کی
ہوئی اسکو تاریخ رحلت جو مشکل — تو ہیٹے نے چہار سے ندا کی
ہوا حادثہ ہائے کیسا یہ مشکل — جناب محمد حسن نے قضا کی
۱۸۸۹ء

ریختہ کلک گہر سلک جناب مولوی سید زین العابدین صاحب مدرس مذہب امامیہ

محمڈن اینگلو عربک اسکول پٹنہ

لقد مات من لہ من اصحاب سوء عدیل — وہو الذی ہدا امر مستہم جلیل
شمس العلی محمد بن عبد اللہ ابی سعید — بحر العطا سعید بہا السوء عدیل
لہمی علی خلیل ما ان السوء مثیل — قد کان لی خلیل جہت السوء مثول

قلبی بہ کسیر وبفوت ہو حسیر — عیش الدنی عسیر اذفات من جمیل
قد نادیا بصوت مصراع حول فوت — اما لفات حبر متبحر مجید نبیل
۱۳۰۷ھ

ولہ

آن بحر علو میکہ جل زو شدہ نیسان — بارید سحاب کرمش برہمہ یکسان
از فضل خدا کرد بنا مدرسۂ علم — پرداخت بترویج علوم از رہ ایمان
اے واے ز بیمہری چرخ ستم آرا — پنہان شدہ درخاک چنان نیر تابان
قدمات نحیر ورع برج علا ر — ذی مجد وکرم شمس ذکا مہر درخشان
آیا لفرید حسن الخلق مجید ؟ — قد روج علما الشباب ؟ لصبیان
چون رخت اقامت طرف ملک بقا بست — ہر سوختہ دل ماتم او کرد بافغان
از سال وفاتش قد خود آہ کشیدہ — در داکہ نہان شد بزمین آن مہ تابان

افزودہ سر یاس دگر سال رقم شد — درخاک نہان شد جد اطہر الشان
۱۸۸۹ء — ۱۲۹۶ فصلی

ولہ

آن عالم نامی ونکو را ے — شمس العلما بزم آرا ے
گو بود مجدد ثے جلیلے — ذی مرتبہ ذی حشم سخن را ے
ہمنام رسول وسبط اکبر — محفل آرا نکات پیرا ے
بر حال غریب از تفضل — الطاف نما ورحم فرما ے
ترویج علوم بود کارش — از راے صواب عالم آرا ے
پاکیزہ گلے ز گلشن علم — افسردہ زباد جور واے
دنیا بود مقام عقبیٰ — جز غصہ ورنج چشم بکشا ے
آمد بربیع الآخر آسے — صد آہ ہزار ہاے صد ہاے
فصلی سن فوت او رقم شد — سکریٹریم بمرد صد واے
۱۲۹۷ فصلی
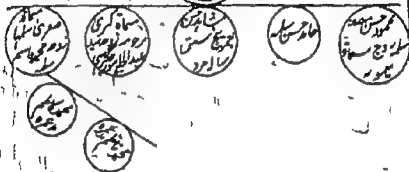
مسماۃ شاکرہ مرحومہ

ست مولانا ولایت علی قدس سرہ زوجہ مولوی حکیم عبدالحکیم صاحب سلمہ یہ لڑکی نہایت پاکیزہ صفت صاحب
خلق علیم ذی مروت فہیمہ حلیمہ سلیمہ تھی اپنے پدر بزرگوار کی جوہر کے اندر پوری تھی نہایت نیک بخت
دیندار مگر افسوس کہ اسکی عمر نے وفا نہ کی عین عنفوان جوانی اکیس بائیس برس کی عمر میں اس دار
پُر محن کو چھوڑ کر داخل فردوس برین ہوئی۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا والحقھا بآبائھا الصالحین۔
انکے صرف دو اولاد ہوئی۔ ایک عبدالحلیم جو دو ڈھائی برس کا ہو کر گذر گیا اور ایک مسماۃ ذاکرہ سلمہا
کہ جسکی شادی ساتھ مولوی عبدالرحیم آروی بن ناظر زکی الدین مرحوم کے ہوئی ہے۔ نقشہ اسکا یہ ہے۔

مسماۃ صالحہ مرحومہ
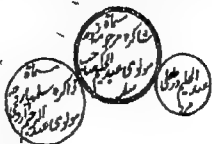
بنت مولانا فرحت حسین قدس سرہ از بطن اولی مسماۃ محمودہ مرحومہ زوجہ مولوی عبداللہ صاحب مدظلہ بن مولانا ولایت علی قدس سرہ آپ کی پیدایش غالباً ۱۲۵۰ھ ہجری مین ہوئی آپ اپنے خاندان کی عورتون مین نہایت ذی عقل وفہم وفراست صاحب مروت وسخاوت وحلم وتقوی اور دیندار تھین۔ اور فن سپہگری مین بھی خوب ماہر تھین۔ گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ جانتی تھین بندوق لگانا تلوار چلانا بھی بخوبی آپ کو معلوم تھا۔ آپ نے اُس ملک مین رہکر یہ باتین سیکھی تھین۔ آپ کی شادی بارہ برس کی عمر مین ہوئی۔ اُسوقت سے آپ برابر ہر سفر مین اپنے زوج مولوی عبداللہ صاحب کے ساتھ رہین۔ گویا تمام عمر آپ کی سفر ہی مین طے ہوئی۔ آپ کے اوصاف حمیدہ وشمائل ستودہ بہت کچھ مین مختصراً عرض کیا۔ آپ کی اولاد تخمیناً دس بارہ ہوئین۔ اور سب حالت طفلی ہی مین فوت ہوئین کہ جسپر مسودہ اوراق ہذا کو بسبب اُنکے سفر مین رہنے کی اطلاع نہوئی۔ مگر تین لڑکے جوان ہوئے۔ اُنکا شادی بیاہ بھی ہوگیا۔ اُنکا مین یہان ذکر کرتا ہون۔ اول اُن اللہ مرحوم جو پٹنہ مین پیدا ہوئے اور آپ اُنکو لیکر مع اپنے زوج مولوی عبداللہ صاحب کے ہمراہ جناب مولانا ولایت علی قدس سرہ کے ملک افغانستان کو گئین۔ اور تخمیناً سات برس وہان رہین۔ اور وہین پسر دومی مطیع اللہ مدعمرہ پیدا ہوئے۔ اُنکو دو برس کی عمر کا لیکر ہمراہ اپنے زوج کے بعد وفات مولانا ولایت علی قدس سرہ کے پھر یہان پٹنہ تشریف لائین۔ اور یہان چند برس رہ کے بمعیت اپنے زوج کے ان دونون لڑکون کو لیکر ملک سوات افغانستان کو گئین۔ اور وہان پسر سومی عبدالقدوس مدعمرہ پیدا ہوئے اُنکے بعد آپ اس قفس عنصری کو چھوڑکر داخل علئین ہوئین۔ اس سے زیادہ تفصیلی حالات مجھکو معلوم نہین۔ اللھم اغفرلہا وارحمہا والحقہا مع المہاجرات اللاتی ہاجرن مع نبیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم

نقشہ اونکی اولاد کا یہ ہے

جامع کمالات
روشن ضمیر مولوی
عبد اللہ مدظلہ

امان اللہ مرحوم | مطیع اللہ مدعمرہ | عبد القدوس مدعمرہ

عبد الرحیم عفی عنہ مسود اوراق ہذا

میں جناب مولانا فرحت حسین قدس سرہ الرحمٰن کی اولی مسماۃ محمودہ حجہ سے پیدا ہوا۔ یہ فقیر تاریخ چوبیسویں شعبان سنہ ۱۲۵۲ھ میں ایک پردہ کو پیدا ہوا۔ کتابیں سبق کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور چار برس کی عمر میں اول جناب مولوی عبد الرحیم صاحب مرحوم مشہور بہا کن جو بڑے علماء سے تھے حضرت قدس سرہ کے سامنے پڑھنے کو بٹھایا گیا۔ اور قرآن مجید تمام اُنہیں سے ختم کیا جب وہ بیعت کرکے حضرت سید احمد صاحب ہندوستان کو روانہ ہوئے۔ تب جناب مولوی محمد لطیف صاحب ساکن ... سے سبق رجوع کیا۔ چنانچہ قرآن کا ترجمہ تمام اور بلوغ المرام اور بعض رسائل فارسیہ کے اُن سے پڑھے۔ جب وہ بھی یہاں رہ کر اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ تب مولوی میران الدین صاحب بہا کن جو شاگرد جناب مولوی زین العابدین صاحب حیدر آبادی کے تھے ان سے تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول من اولہ الی آخرہ پڑھی۔ جب وہ بھی بہ اِرادہ وطن مالوف روانہ ہوئے تو کچھ تھوڑے عرصے تک خود حضرت والد ماجد عطر اللہ مرقدہ سے سبق ہوا۔ اس طور پر کہ بعد نماز ظہر آپ اپنے کمرے میں درس دیتے۔ صد آدمی اُس میں جمع ہوتے۔ تفسیر جلالین اور مشکوٰۃ شریف کو میں پڑھتا۔ اور آپ کی تفسیر و شرح نہایت تفصیل سے بیان فرماتے۔ دوسرے لوگ صرف سماعت سے فائدہ اُٹھاتے۔ مگر بہت افسوس کہ یہ شغل بہت تھوڑے دن رہا۔ آپ کے آشوب چشم و ضعف دماغ و دیگر عوارض کے ہجوم کی وجہ سے یہ درس موقوف ہو گیا۔ اور چند عرصے تک لہو و لعب میں میں نے اپنی عمر عزیز کو بیکار صرف کیا۔ اسی اثنا میں ۱۲۶۱ھ میں جناب حضرت والدہ ماجدہ ام سلمہ محمودہ مرحومہ نے

رحلت فرمائی۔ اُسوقت عمر میری تخمیناً سولہ برس کی ہوگی۔ بعد اُسکے ایک بزرگ کی نصیحت سے خواب غفلت سے میں چونکا اور بیدار ہوا تب جناب اخی حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ العالی سے سبق رجوع کیا۔ صرف و نحو اور فارسی اُنسے پڑھتا رہا جبکہ ہدایۃ النحو و فصول اکبری تک پہونچا تب جناب ممدوح بشوق تحصیل و تکمیل علوم وارد لکھنؤ ہوئے۔ تب میں نے جناب والد ماجدم غفر اللہ لہ سے باصرار تمام عرض کرکے اپنا سبق جناب حضرت مولانا احمد اللہ و جناب حکیم امداد حسین غفر اللہ لہما سے رجوع کیا۔ جسکا ذکر اوپر تحریر پا چکا ہے۔ انہی مابین میں فقیر کی شادی ساتھ مسماۃ جمیلۃ النساء بنت حضرت شاہ حبیب الحسنین مرحوم ساکن موضع دیورہ پرگنہ ازول ضلع گیا سے ہوئی جسکا نسب نامہ حسب تفصیل ذیل ہے۔ عمر میری اسوقت اکیس برس کی تھی۔ مسماۃ جمیلۃ النساء بنت شاہ حبیب الحسنین بن شاہ غلام غوث بن شاہ غلام اشرف بن شاہ امام الدین بن شاہ تاج الدین بن شاہ نصر اللہ بن شاہ عبد الحمید بن حضرت مولانا شاہ بایزید محمد دیوروی ثم پھلواری۔ پورا نسب نامہ آپ کا فصل پنجم میں آویگا۔ وہاں دیکھنا چاہیے۔ بعد دو ڈھائی برس کے جب جناب مولانا فیاض علی صاحب غفر اللہ لہ ملک افغانستان سے تشریف واپس لائے۔ اسوقت حسب الارشاد جناب مولانا احمد اللہ غفر اللہ لہ کے اُنسے سبق رجوع ہوا۔ یہ فقیر و جناب مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و مولوی محمد یقین مرحوم ایک ساتھ سامع و قاری ہوکر پڑھتے۔ مختصر المعانی و نور الانوار آپ ہی سے پڑھا۔ مگر چونکہ آپ کو تجرد و گوشہ نشینی بہت پسند تھی ذکر اللہ و دعا وغیرہ میں بیشتر آپ اپنی عمر عزیز کو صرف کرنا چاہتے تھے۔ لہذا جبکہ جناب حضرت اخی و استاذی حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ العالی لکھنؤ سے تشریف واپس لائے پھر سبق آپ سے رجوع ہوا۔ کچھ عرصے تک پڑھتا رہا۔ مگر جبکہ جناب حضرت والد ماجدم غفر اللہ لہ کا ۱۲۷۶ھ ہجری میں انتقال ہوگیا اور جناب حضرت اخینا الاعظم مولوی عبید اللہ صاحب مدظلہ العالی بھی اپنے گھر کو خیرباد کہکر مع اہل و عیال روانہ ملک افغانستان ہوگئے۔ اسوقت تمام گھر کا بوجھ اور خبر گیری معاش و مقدمات وغیرہ اس فقیر کے سر پر پڑا۔ ناچار شغل درس و تدریس کو چھوڑنا پڑا۔ اسی اثنا میں بتاریخ ۸ رمضان سنہ ۱۲۸۰ ہجری میں نور چشمی مسماۃ رحمت مد عمرہا زوجہ حکیم مولوی عبد الحکیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئیں اُسکے بعد ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام ام کلثوم رکھا گیا۔ وہ پانچ چھ مہینے کی ہوکر گذر گئی۔ بعد اُسکے مسماۃ زینب مرحومہ اہلیہ عزیزی ڈاکٹر آیت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ بتاریخ ۲۳ رجب ۱۲۸۷ھ ہجری

پیدا ہوکر بن (اور بتاریخ ۱۶ شوال ۱۳۱۲ھ ہجری بعمر ۹ سال وفات پائی) وہ تخمیناً دو برس کی ہوگی
اور نور چشم یار وفادار مولوی عبدالغفار مد عمرہ فی طاعۃ الباری الاصباح شکم مادر میں تھے۔ کہ بے فقیر بجرم
اعانت باغیان سرکار بتاریخ چودھویں شعبان ۱۲۸۰ھ ہجری اپنے مکان صادق پور سے گرفتار ہوکر
جیل پٹنہ میں بھیجا گیا۔ جسکا ذکر کچھ اوپر سوانح عمری میں جناب حضرت مولانا یحییٰ علی صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کے گذر گیا ہے۔ ادھر بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸۰ھ ہجری عبدالغفار مد عمرہ فی طاعۃ اللہ پیدا
ہوئے۔ نام تاریخی محمد ظہیر الحق ہے۔ الغرض پٹنہ سے تاریخ ستائیسویں رمضان شریف ۱۲۸۰ھ
مع دوسرے چند شخصوں کے انبالہ روانہ کیا گیا۔ وہاں قریب ڈیڑھ برس کے قیام رہا۔ جسکے
تفصیلی حالات اوپر گذر چکے ہیں۔ اور کیفیت مقدمہ و مصائب و آلام وہاں کے بیان ہوچکے
ہیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہو۔ وہاں سے روانہ زندان لاہور ہوا۔ وہاں بھی تخمیناً ایک
برس آٹھ مہینے قیام رہا۔ علاوہ مصائب جیل کے ضیق النفس بھی نہایت زور و شور کے ساتھ
ان دونوں مہینوں میں گلوگیر رہا۔ اوسپرطرہ یہ کہ سپرنٹنڈنٹ و ڈاکٹر جیل لاہور ایک
نہایت سخت متعصب آدمی تھا۔ شب و روز وہ ہماری تکلیف دہی کی فکر میں رہتا۔ اور میں
ان ابیات کو حسب حال اپنے پڑھتا۔ ؎

نفس ظالم بسوے کشتن ماست	دل مظلوم ما بسوے خداست
او درین فکر تا چہا کند	من درین فکر تا خدا چہ کند

الغرض اب ناظرین میں وہاں کی تکالیف و مصائب کو کیا بیان کروں۔ ایک تو وہ مقام بذاتہ مخزن
آلام پھر دوسرے خاص عناد و عداوت حکام بالادست۔ اس باب میں قلم دو زبان و خامہ شب
تیز گام محض قاصر ہے۔ پھر کیف لاہور سے روانہ ہوکر بسواری ریل ملتان پہونچا دیا گیا۔ وہاں تخمیناً
ایک مہینہ قیام رہا۔ اس عرصے میں ضیق النفس کا بھی زور کم رہا۔ اور حاکم بھی رحم دل تھا۔ مگر وقت
روانگی وہاں کے تنفس نے پھر شدت پکڑی۔ ڈاکٹر صاحب کا خدا بھلا کرے۔ کہ جب انھوں نے ملاحظہ
فرمایا فی الفور حکم دیا کہ طوق اور بیڑی وغیرہ جو قریب ایک من کے بھی پر لوجھ تھا۔ اتار کر کاٹ دیا جائے
چنانچہ صرف ایک کڑا آہنی پانوں میں ڈالدیا گیا۔ کہ قیدی کی علامت باقی رہے۔ پھر ملتان سے بسواری
جہاز دخانی سندھ کے دریا ہوکر بعرصہ ایک ہفتہ شہر روڑی پہونچا۔ یہ شہر لب لیٹ ہو۔ اور اُس کے

دوسری جانب سکھڑ کا لشکر ہے۔ اور بیچ دریا مین بطور جزیرہ کے بھکھر کا قلعہ ہے۔ وہان ایک شبانہ روز جہاز ٹھہرا رہا۔ وہان سے چلکر ایک ہفتہ مین کوٹری کو پہونچا۔ یہ نہایت آباد شہر لب دریائے سندھ واقع ہی۔ وہان جہاز سے اُترکر بسواری ریل کراچی بندر کو پہونچایا گیا۔ یہ جیل تمام جیلون سے آرام کا ہی۔ وہان بھی تخمیناً ایک مہینہ مقیم رہا۔ وہان سے بسواری مرکب دخانی براہ سمندر بمبئی بھیجا گیا۔ اور وہان سے ریل پر سوار ہو کر بمقام تھانہ (جو ایک شہر کا نام ہی بفاصلہ بارہ کوس بمبئی سے وہان ایک قلعہ ہی مرہٹون کا بنایا ہوا نہایت مستحکم جو اب جیل کا کام دیتا ہی۔ اور تمام احاطہ بمبئی و پنجاب کے قیدی دائم الحبس اور بڑی بڑی میعاد والے اس جیل مین بھیجدیے جاتے ہین) مین پہونچا۔ اور تخمیناً نو دس مہینے وہان رہا۔ یہ زندان تمام قیدخانون سے جنکا ذکر اوپر گذرا سخت تر نظر آیا اسکے اہل کار شداد غلاظ کے پورے مصداق پائے گئے۔ ان قیدخانون کی کیفیت مفصل منشی محمد جعفر صاحب نے تواریخ عجیب مین لکھی ہے۔ شایقین وہان دیکھ لین۔ یہ رسالہ چونکہ اسکا موضوع نہین ہی۔ لہٰذا عنان قلم کو اُدھر سے پھیر کر اصل مطلب بیان کرتا ہون۔ مین جبتک وہان رہا ضیق النفس سے بالکل رہائی رہی۔ تین برس کامل ابتداے قید سے یہان کے پہونچنے تک شب و روز نہایت سخت تنفس مین مبتلا رہا تھا۔ علاوہ شدائد قید کے یہ ایک تکلیف ایسی سخت جانگداز تھی۔ کہ اعاذنا اللہ منہا بس اس جیل مین آکر جو مجھکو رستگاری ضیق تنفس سے ہوئی۔ تو باوجود وہان کے شدائد و تکلیف کے بہت راحت و آرام حاصل ہوا۔ الغرض نو دس مہینے کے بعد وہان سے اُنکی قیدیون کا چالان بمبئی کو روانہ کیا گیا۔ مین بھی اُس مین روانہ ہوا۔ اور وہان سے بسواری جہاز رہا دہانی بحر است مرین پلٹن روانہ پورٹ بلیر انڈمان ہوا۔ یہ راستہ اکثر جہاز بیس بائیس دنون مین طے کر لیا کرتا ہی۔ مگر جب میرا جہاز سیلون کے سمندر مین پہونچا۔ نہایت سخت طوفان کا سامنا ہوا۔ جملہ قیدی جہاز کے نیچے تونک مین ایک کٹھکرہ بنا کر جو مانند پنجرہ شیر کے تھا۔ نہایت بیرحمی کے ساتھ بند کر دیے گئے۔ ہر ایک کو دوران سر و دست و قے جاری تھا۔ یہ غلاظت اور پاخانہ و پیشاب ملکر ایک تالاب کی سی کیفیت اُس تونک کی ہوگئی تھی اُسمین شب و روز رہنا پڑتا تھا۔ مین اپنی نماز پنجوقتی اُس نجس حالت مین بلا وضو و تیمم کسی طور پر ادا کر لیتا تھا۔ اسی حالت مین تھا کہ تائید غیبی متوجہ حال اس خستہ بال کے ہوئی۔ وہ یہ کہ ایک خلاصی جہاز کا سخت بیمار ہوا۔ کہ چند منٹ کا مہمان سمجھا گیا۔ ایسی حالت مین کپتان جہاز نے شیخ قاسم

جمعدار پلٹن کو جو ہم لوگوں کے محافظ تھے۔ بلاکر کہا کہ دوائیں انگریزی میرے پاس موجود ہیں مگر میں ڈاکٹر
نہیں کہ جو اسکا استعمال کراسکوں پس اگر تمہارے پاس کوئی ڈاکٹر ہو تو لے آؤ کہ اس مریض کا علاج
کرے۔ چونکہ انکی پلٹن میں کوئی ڈاکٹر نہ تھا۔ اور مجھکو اکثر اوقات رہائی تلاوت قرآن و اشعار حافظ
وغیرہ پڑھتے سنا تھا۔ لہذا مجھکو خواندہ شخص سمجھکر وہ میرے پاس آئے۔ اور کیفیت بیان کی۔ اول تو
میں نے کچھ عذر کیا۔ کہ میں حکیم اور ڈاکٹر نہیں ہوں کہ علاج کروں۔ اور خاصکر ادویہ انگریزی کو بالکل
جانتا ہی نہیں ہوں۔ لیکن اُنکے اصرار پر اسکو لطیفہ غیبی سمجھکر توکلاً علی اللہ قبول کر لیا۔ انہوں نے
فی الفور اس کٹگھرہ کا تالا کھول کر اسمیں سے مجھکو نکال کر کپتان کے سامنے لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اس
وقت مجھکو یہ شعر شیخ سعدی رحمہ کا حسب حال اپنے یاد آگیا۔ شعر

الا لا تحزن اخ البلیہ	وللرحمن الطاف خفیہ

کپتان نے پوچھا کہ تم ڈاکٹر ہو۔ قبل اسکے کہ میں کچھ بولوں جمعدار صاحب نے جواب دیا کہ صاحب یہ
بہت اچھا ڈاکٹر ہے۔ کپتان فی الفور مجھکو مریض کے پاس لیگیا میں نے جو دیکھا تو وہ غشی کی حالت میں تھا
پیٹ نہایت پھولا ہوا مشک کی سی کیفیت اور منہ سے کف جاری پیشاب پاخانہ بند آخری حالت اسکی نظر
آئی۔ مگر جس میں استقامت پایا توکل کیا میں نے کپتان سے پوچھا کہ دوائیں کہاں ہیں وہ مجھکو اپنے
کمرے میں لیگیا۔ اور ایک الماری کھولدی جسمیں دواؤں کی شیشیاں بکثرت موجود تھیں۔ افسوس
پر چٹ سبکی ہی تھیں انگریزی جانتا نہیں۔ ناچار ہر ایک شیشی کو کھولکر دیکھنا شروع کیا۔ بہت جلد مجھکو ایک
شیشی روغن بید انجیر کی ملگئی۔ اور اسکے بعد ایک شیشی روغن بادیان اور روغن تو دیچ کی بھی مل گئی۔
میں ان تینوں دواؤں کو لیکر مریض کے پاس آیا۔ چونکہ اسکا دانت بالکل بیٹھا ہوا تھا میں نے کپتان
سے کہا فی الفور ایک آلہ آہنی لے آیا۔ اور منہ اسکا کھولا۔ میں نے ایک تولہ روغن بید انجیر میں دو تین
قطرہ روغن بادیان و پپرمنٹ ڈال کر مریض کے منہ میں چھوڑ دیا۔ اور اوپر سے تھوڑا گرم پانی دیدیا۔
تا کہ دوا فرو ہو جائے۔ تھوڑے عرصے کے بعد اسکو ایک دست نہایت غلیظ و کثیر المقدار آیا۔ کہ جس سے
مریض کا شکم کم ہوا۔ اور آنکھیں کھولدیں۔ اور افاقہ شروع ہوگیا دیکھتا ہوں اس حال کے کپتان
نہایت خوش ہوا۔ جمعدار شیخ قاسم صاحب نے سفارش کی کہ یہ قیدی اس کٹگھرہ سے نکال کر
باہر رکھا جائے۔ جمعدار صاحب کے کہنے سے کپتان نے منظور کیا۔ میں اسوقت سے رہین

رہنے لگے۔ کھانا کبھی ملتا کبھی ارسے ملنے لگا۔ تمام دن رات پلٹن کے سپاہی گھیرے رہتے۔ مین قرآن پڑھ کر انکو سنایا کرتا۔ شدت طوفان سے حالت یہ ہوئی کہ جہاز راستے سے بہک گیا۔ ہر ایک کو زندگی سے مایوسی ہوئی۔ کپتان نے بھی مایوس ہو کر آخر تدبیر یہ کی کہ مستول وغیرہ کاٹ کر گرا دیا۔ اور جہاز کو تختہ بند کر کے مانند پیپے اور صندوق کے سمندر مین چھوڑ دیا۔ کہ جدھر چاہے جائے۔ سترہ دن یہ کیفیت رہی کہ خلاصیون کو بھی ہوش نہ رہا۔ کھانے پینے کا کسکو ہوش تھا۔ بعد اسکے کہ جب طوفان کم ہوا تو تنک کا تختہ اوپر کا کھولا گیا۔ جہاز مرمت کیا گیا۔ راستہ پر لایا گیا۔ پانی میٹھا اور چاول دال وغیرہ قریب اختتام پہونچ چکا تھا۔ ایک ہفتہ کی دیر اگر اور ہوتی تو سب لوگ گرسنہ و تشنہ ہلاک ہو جاتے۔ الغرض وہ بائیس تیئیس دن کا راستہ ایک مہینے اکیس دن مین طے کر کے پورٹ بلیر انڈمان مین پہونچا۔ جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ قیدیون کی خبر آمد سنکر وہان گھاٹ پر موجود تھے۔ قیدی لوگ بذریعہ کشتی کے جب جہاز سے اُتارے جانے لگے۔ آپ نے اُنسے ملکر میرا حال پوچھا۔ اتنے مین مین بھی ایک کشتی مین وہان پہونچ گیا۔ آپ نے باآواز بلند پکارا۔ اس کشتی مین مولوی عبد الرحیم بھی ہین۔ مین نے لبیک کہی اور فی الفور کشتی سے کود کر آپ کے بغلگیر ہو گیا۔ یہ پورے چار برس کے بعد جو آپ سے ملازمت حاصل ہوئی۔ اُسکی کیفیت تحریر کے لائق نہین۔ آپ کو اس حالت مین دیکھنے کا غم اور قدمبوسی کی خوشی کچھ عجب دورنگی کیفیت تھی۔ میرے پاس ایسے الفاظ نہین۔ کہ جو اونکی تصویر کھینچکر مدیہ ناظرین کر سکون۔ بعد اسکے جناب مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ و سیدنا میان عبد الغفار صاحب و دیگر رفقا بھی آملے گئے۔ اور ملتے گئے منشی محمد جعفر صاحب اُسوقت ایک دوسرے ٹاپو مین سرکار کی طرف سے مامور تھے۔ اُنسے اُسوقت ملاقات نہوئی۔ دو چار روز مین وہ بھی ہماری خبر سنکر آئے۔ اور ملاقات ہوئی۔ دو روز تک مین داخل ہسپتال رہا کیونکہ بسبب تکان راہ کے بیمار ہو گیا تھا۔ جب وہ جہاز جسپر ہم لوگ آئے تھے۔ وہان سے روانہ ہو گیا۔ اور جملہ قیدی ہمارے ہمراہی ٹوپیرنون مین متفرق بھرتی ہو گئے مین بھی ٹوپیرن نمبر ۱۲ مین بھرتی ہو گیا۔ مگر جناب منشی سید اکبر زمان صاحب ہیڈ منشی چیف کمشنر بہادر و جناب حافظ مولوی جمال احمد صاحب کورٹ منشی ڈپٹی کمشنر بہادر نے میرا بستر احمد ارسے کہکر اُٹھا لے آئے۔ اور جناب حافظ صاحب موصوف کے مکان مین جو صرف چند قدم کے فاصلہ پر مکان سکونتی مولانا احمد اللہ و مولانا یحییٰ علی علیہما الرحمۃ

والنفران سے معاف کر دیا۔ میں روزانہ علی الصباح اپنے ڈویژن میں چلا آتا۔ اور دوسرے قیدیوں کے
ساتھ پریڈ پر کھڑا ہوجاتا جمعدار اُس ڈویژن کا ہندو تھا۔ مگر ہمپر مہربانی کر کے کسی آسان کام میں
دیا کرتا اسی طرح پر دو مہینے گذرے تھے۔ کہ ایک جگہ محرری کی گھاٹ پر خالی ہوئی۔ جناب چیف کمشنر
صاحب نے حسب معمول وقانون وہاں کے حکم دیا۔ کہ جتنے قیدی پڑھے لکھے ہیں۔ اور وہ ہنوز مشقت
میں ہیں کسی تحریری کام میں نہیں ہیں۔ انکی فہرست مرتب کرو۔ چنانچہ جناب ہیڈ منشی صاحب نے ایک
فہرست ایسے لوگوں کی تیار کی۔ کہ جسمیں چودہ آدمی کے نام تھے نمبروار۔ چونکہ میں ان سب کے بعد وارد
تھا۔ لہذا میرا نام سب کے اخیر میں اس فہرست کے درج کیا گیا۔ صاحب بہادر نے حکم دیا۔ کہ یہ
چودہ آدمی واسطے ملاحظہ کے بلائے جاویں چنانچہ اسکا پروانہ ہر ہر ڈویژن کے جمعدار کے پاس
بھیجدیا گیا۔ کہ وہ جمعدار اُس قیدی کو لیکر فلاں وقت صاحب کے بنگلہ پر حاضر ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔
سب قیدی سر دار کھڑے کردیئے گئے۔ یعنی جو قیدی کہ اول اُس جزیرہ میں پہونچا تھا اسکا نمبر اول تھا
اور جو اُسکے بعد آیا تھا۔ اسکا اسکے بعد علی ہذا سب کے آخر میں میں تھا۔ ہیڈ منشی صاحب فہرست لیکر
کھڑے ہوگئے۔ اور صاحب بہادر نے ایک سرے سے ملاحظہ شروع کیا۔ اُس فہرست میں ہر ایک کا
نام و نمبر و ولدیت و سکونت اصلی و معہ مسہ و تاریخ فیصل مقدمہ و جرم و تاریخ وصول انڈمان وغیرہ درج
تھا۔ صاحب بہادر ہر ایک شخص کے پاس آکر کھڑے ہوتے۔ اور ہیڈ منشی کل کیفیت مندرجہ فہرست
پڑھکر سنا دیتا اور بڑے بڑے ہیڈ کلارک و جمعدار وغیرہ ساکت کھڑے تھے کسی کی مجال نہ تھی
کہ ایک حرف بھی سفارش کا کسی کی نسبت کر سکے۔ ایسی حالت میں جملہ چودہ آدمی اپنا اپنا دھیان اُس
قادر مطلق و متعال برحق کیطرف لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔
چونکہ معمول تھا۔ کہ پہلے نمبر کا آدمی مقرر کیا جاتا تھا۔ لہذا میں بکمال مایوسی کی حالت میں سب کے
اخیر میں کھڑا تھا۔ کہ صاحب بہادر ہر ایک کو ملاحظہ کرتے ہوئے میرے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔ اور
ہیڈ منشی کو اشارہ منظوری کا کیا منشی صاحب نے فی الفور منظوری کا لفظ ہمارے نام کے محاذی
اُس فہرست میں لکھکر پیش کیا۔ صاحب نے اُسی جگہ کھڑے کھڑے دستخط کیا۔ اور چلے گئے۔ اسکے بعد
میں منشی ہوگیا۔ چہ آنہ روپیہ ماہواری مقرر ہوگیا۔ منشیوں کا سا لباس پہنے لگا۔ اور گھاٹ پر محرری
کا کام کرنے لگا۔ ساڑھے تین سو قیدی اُس ڈویژن میں بھرتی تھے۔ اور ایک جمعدار جسکو دا

کے اصطلاح مین ڈویزان کہتے تھے۔ اور ایک سب ڈویزن اور دو محرر مقرر تھے۔ اُس گھاٹ پر ہمیشہ دو
محرر مقرر رہتے تھے۔ یہ دونون باری باری وہان کام کرتے یعنی ایک ضرور حاضر رہتا۔ ایک آتا تب
دوسرا اپنے حوائج ضروری کو جاتا۔ کپتان ڈاروٹ صاحب ہاربر ماسٹر ہمارے افسر تھے۔ نہایت
رحم دل اور نیک مزاج آدمی تھے۔ میرے ساتھی سید انشاء اللہ صاحب ساکن باندہ جو ایک نہایت عمر
رسیدہ آدمی بمقدمہ بغاوت وہان گئے تھے۔ ہم اور وہ دونون آپس مین محبت و اتفاق کے ساتھ رہنے
لگے۔ کام تھا کہ جتنی کشتیان روز باہر سے آوین یا اُس ٹاپو سے باہر کو جاوین۔ سب کی تلاشی لینا۔ کہ
کوئی شئے ناجائز یا کوئی قیدی بلا حصول اجازت آمد و رفت نہ کرے اور ہر ایک کشتی کی آمد و رفت کا وقت و تعداد
مسافر و اسباب وغیرہ درج کتاب ہو اور سرکاری پروانجات و خطوط وغیرہ بھی دوسرے ٹاپوؤن کو
روانہ کیے جاتے۔ اور جو دوسرے ٹاپو سے آتے۔ وہ ہر ایک صاحب کے بنگلے پر بھیجے جاتے۔ اسی طرح
تین برس کامل مین اُس گھاٹ پر محرر رہا۔ چونکہ مین اُسوقت جوان تھا اور میرے ساتھی میر انشاء اللہ صاحب
بوڑھے تھے۔ لہذا جب کبھی دوسرے ٹاپوؤن کی کمان ہوتی یعنی دوسرے ٹاپوؤن مین جاکر کام کرنا
پڑتا تو مین ہی جاتا۔ القصہ تین برس مین اسی کام مین رہا۔ پھر وہان سے کمسریٹ ڈپارٹمنٹ مین تبدیل کردیا
گیا۔ ایک برس وہان کام کیا۔ پھر سٹلمنٹ ڈپارٹمنٹ مین تبدیل ہوا۔ اور ماتحت مسٹر کراس صاحب
اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے کام کرتا رہا۔ اور نیز کچھ شغل تجارت بشراکت ایک فری دُکاندار کے
کرتا رہا۔ چنانچہ جب مین ہڈو ٹاپو کو تبدیل ہوا کہ جسکا ذکر آئندہ آویگا۔ اسوقت اُس کاروبار کو اُٹھا کر قریب
چار سو روپیہ کے جو بطور نفع کے بچا تھا۔ معہ صندوق کتاب وغیرہ ایک دوست دُکاندار کے پاس
رکھدیا۔ اسی اثنا مین شیر علیخان حجام افغانی نے وحشیانہ حرکت یہ کی کہ لارڈ میو صاحب کو مار ڈالا
جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی۔ اور حکام پورٹ بلیر جملہ قیدیون کی طرف سے بدظن ہو گئے خصوصاً
مسلمانون کی طرف سے۔ کیونکہ وہ قاتل بھی تو مسلمان ہی تھا۔ لہذا جملہ قیدی عہدہ دار مسلمان جو اُس
صدر ٹاپو اس آئیلینڈ مین مقیم تھے مفصل کے ٹاپوؤن کو تبدیل کردیے گئے۔ اور وہان سے ہندو بلا کر
اُسجگہ پر معمور کیے گئے۔ چنانچہ یہ فقیر بھی ہڈو میڈیکل ڈپارٹمنٹ مین تبدیل کردیا گیا۔ وہان ماتحت مسٹر
جارڈن صاحب اپاتھی کیری کے مقرر ہوا۔ صاحب موصوف از بسکہ غصہ ور اور تند مزاج مشہور و
معروف تھے۔ جو محرر یا جمعدار اُنکے ماتحت مقرر کیا جاتا۔ اُسکو وہ خود بھی خوب مار پیٹا کرتے۔ اور کورٹ

میں بیچارہ سر ادا کر ڈیل بھرا دیا کرتے اور سخت کلامی اور گالی گلوچ تو ایک ادنی بات تھی۔ لہذا مجھکو اور
میرے تمام احباب کو اس تبدیلی کا اس قدر رنج والم ہوا لیکن کرنا کیا تھا مجبوراً جانا پڑا جب میں وہان
پہونچا کام اس ہسپتال کا اور کتابیں رجسٹر اور رپورٹ وغیرہ کی نہایت ابتر تھیں کیونکہ کوئی محرر ایک
مہینہ بھی مستقل طور پر وہان کام کرنے نہیں پاتا تھا۔ کہ [illegible] ہو جاتا تھا میں نے متوکلاً علی اللہ
نہایت خوف کی حالت میں اپاٹھی کیری صاحب سے کہا۔ کہ صاحب یہان کے دفتر کی حالت نہایت ابتر
ہے۔ ہسپتالوں کا کوئی رجسٹر مرتب نہیں۔ اور نہ رپورٹ کی کوئی کتاب ہے میں اس کام کے کرنے سے
مجبور ہوں جبتک لکھکر کتابیں نہ ملیں اور دو مہینے کی مہلت ملے تاکہ میں ساری کتابوں کو مرتب کرون
چنانچہ صاحب ممدوح نے منظور کیا۔ اور فی الفور چند کتابیں سادی کمسریٹ سے انڈنٹ کر کے
منگا دیں۔ یہ ہسپتال [illegible] ہسپتال سب سے بڑا تھا۔ وہان چند قسم کے ہسپتال تھے دو مردوں
کیواسطے۔ اور ایک عورتوں کے واسطے۔ ان تینوں میں ہر قسم کے مریض داخل ہوتے۔ اور دو پاگلخانے تھے
ایک نیم پاگل کیواسطے اور ایک پورے پاگل کیواسطے اور ایک حوالاتی اور کوڑھیوں کیواسطے۔ یہ کام
ایسا سخت تھا کہ ایک آدمی اسکو ہرگز نہیں کرسکتا تھا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ حاکم بالا فوق ایسا بدمزاج کہ ایک
بات اس سے دریافت کرنا سخت مشکل تھا اور میں ایک نیا آدمی کہ کچھ بھی ان کاموں سے واقفیت نہیں
رکھتا۔ اللہ پر توکل کر کے میں نے کتابوں کو درست کرنا شروع کر دیا اور جتنی کتابیں انگریزی میں وہان
تھیں ہر ایک کا ہیڈنگ بھی سرسام انگریزی ماسٹر سے دریافت کر کے اپنی کتابوں کو اسکے موافق درست
کر ڈالا۔ ایک مہینے میں ساری کتابیں مرتب کر کے دوسرے مہینے کے شروع میں اپاٹھی کیری صاحب کو
ہر ہر سوال کا جواب دینا شروع کر دیا اور جو کچھ وہ دریافت کرتے وہ میں بتا دیتا تھا اور خود اول
رپورٹ تیار کر کے اسکا ترجمہ اپاٹھی کیری صاحب کو کرا دیتا۔ تب تو صاحب موصوف نہایت خوش
ہوئے۔ اور بڑی التفات نگاہ و عنایت کرنے لگے۔ اور دوسرے مہینے میں تو میں نے اپاٹھی کیری صاحب
کو ایسی آسانی دیدی کہ انکو کوئی رپورٹ و حساب مہینے کے اختتام پر خود بنانا پڑتا تھا۔ بلکہ میں نے
اول تیار کر لیا۔ اور انکو صرف ترجمہ اسکا کرا دیا۔ جب انہوں نے اس حساب کو صحیح اور سوالی انگریزی
کے پایا تو زیادہ تر خوش ہوئے۔ اسی درمیان میں خانساماں نے اپاٹھی کیری صاحب کو
ملکیا کر انکے ملک میں تمام دنیا سے زیادہ سیاہ و سیاہ بکثرت موجود ہیں اس خانساماں نے صاحب

ذکر کیا۔ کہ آپ کے منشی کے پاس اسکی دوا نہایت عمدہ موجود ہے جس سے بہت لوگ شفا پا چکے ہین۔ اپاتھی کیری صاحب چونکہ عرصہ دراز سے اُس مرض کلکیف دہ مین مبتلا تھے۔ اور بہت کچھ ڈاکٹری دوا کر چکے تھے۔ لہذا جب وہ ہسپتال مین آئے۔ مجھسے دریافت کیا اور اپنا بدن کھولکر دکھلادیا اُس گورے بدن پر بیسون داغ سیاہ اُبھرے ہوے نظر آئے۔ مین نے کہا کہ اگر آپ تھوڑا لُبان منگوادیجیے۔ تو مین ایک ہی دن مین اسکی دوا تیار کرکے دیتا ہون۔ صاحب نے فی الفور دو پونڈ لُبان کا انڈنٹ کمسریٹ کو بھیجدیا۔ وہانسے دو روز مین وہ لُبان پہونچا۔ مین نے گلی ہانڈی مین بطور تاہ بہبکے ایک شیشی مین کھینچکر صاحب کو دیا۔ دو چار ہی روز کے لگانے مین بہت کچھ فائدہ اُسکا معلوم ہوا۔ نہایت خوش ہوے۔ اور ہسپتال مین جب آئے۔ مجھسے ذکر کیا۔ مین نے کہا کہ جبتک اُس جگہ کا چمڑا صاف ہوکر اصلی رنگ نہ پیدا کرے آپ برابر لگاتے چلے جائیے۔ چنانچہ بمنہ وکرمہ تعالے عرصہ ہفتہ عشرہ مین وہ بالکل صاف ہوگیا۔ تب تو از حد خوش ہوے۔ اور ڈاکٹر ریڈ صاحب جنرل ڈاکٹر جو ہفتہ مین ایک بار زواسطے ملاحظہ ہسپتال کے تشریف لایا کرتے تھے۔ اُنسے ذکر کیا۔ اور اپنا بدن کھول کر دکھلایا۔ اور ساری کیفیت اُسکی بیان کی۔ اور کہا کہ اس ہسپتال مین بہت لوگ اس عارضہ مین مبتلا ہین۔ اگر آپ حکم دین اس دوا کا استعمال انلوگون کو کرایا جائے۔ جنرل ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ بغیر منظوری گورنمنٹ کوئی دوا ہسپتال مین استعمال مین نہین لائی جاسکتی۔ اور منظوری گورنمنٹ کے واسطے ضرور ہی کہ لکھا جائے۔ کہ یہ دوا کیونکر اور کہان سے ہاتھ لگی۔ اُسوقت مجھکو اپنی رپورٹ مین لکھنا پڑیگا کہ یہ دوا ایک ہندوستانی قیدی سے مجھکو معلوم ہوئی۔ اور یہ نہایت شرم کی بات ہو کہ ہندوستانی قیدی کا نام اشتہارات ولایت مین چھپے۔ اور ملک کے حضور تک پہونچے۔ لہذا مین اسکو اس ہسپتال مین استعمال کرانیکا حکم نہین دیسکتا۔ اپاتھی کیری صاحب ساکت ہوگئے۔ اور تخمیناً دو برس تک مین اُنکے ماتحت اُس ہسپتال مین نہایت راحت و آرام کے ساتھ کام کرتا رہا۔ بعد اُسکے جب صاحب کی بدلی مدراس کو ہوئی روغن لُبان اُتارنے کی ترکیب صاحب نے مجھ سے سیکھ لی۔ اور دو سیر لُبان منگواکر اُسکا روغن مجھسے اُتروا کر اپنے ہمراہ ایک بوتل مین لے لیا۔ اور ایک سرٹیفکٹ نیک چلنی کی دی۔ اور جنرل ڈاکٹر صاحب سے زبانی بھی بہت کچھ سفارش کی۔ بعد اُسکے اُنکی جگہ پر فلپ صاحب اپاتھی کیری آئے۔ وہ نہایت خوش اخلاق و نرم مزاج آدمی تھے۔ ہم سب لوگون کو اُنکے آنے کی خوشی ہوئی لیکن کچھ عجب قدرت خدا کی اُنکے آنے کے تھوڑے ہی

دل بعید ہر خلاف توقع و امید اُسے تکلیف پہونچی - اور اُنھوں نے ہماری شکایتیں جنرل ڈاکٹر صاحب
کر دیں - مگر چونکہ ڈاکٹر صاحب ممدوح ہمارے حال سے واقف تھے - انھوں نے اسپر کچھ کان نہ رکھا
جب زیادہ تر طلب صاحب کو تین نے اپنے سے برہم پایا - ڈاکٹر صاحب سے عرض کرکے میں چاٹگام
کو تبدیل ہوگیا - وہاں ایک برس رہا - چونکہ حسب قانون مجریہ گورنمنٹ ملیریا میں اب دکان بیماری
پیشہ کرنیکا مستحق ہوگیا - میں نے یہ خیال کیا کہ اس سرکاری ملازمت میں جناب حضرت مولانا احمد رحمۃ
اللہ علیہ کی خدمت سے محروم رہتا ہوں - اور وہ نہایت بڑھے اور ضعیف ہوگئے ہیں اور محتاج خدمت -
مستعفی ہوکر میں لیسنس پیشہ وری کا لیلوں - اور مولانا کو بھی اپنے ہمراہ کر لوں - تاہم دونوں ایک جا رہکر
اپنا غم غلط کریں - اور میں مولانا کی خدمتگاری سے بھی شرف حاصل کروں - اور وہ چار سو روپیہ جو میں
نے بدلی راس آئیلینڈ سے ہندو کو ایک دوکاندار کے پاس رکھدیا تھا - اسی روپیہ سے دکان کرونگا -
چنانچہ میں نے درخواست حصول لیسنس پیشہ وری بحضور ڈسٹرکٹ افسر کے کردی - بعد بہت گفت و شنود
کچھ عرصہ دراز میں درخواست منظور ہوئی - اور میں ہسپتال کے کام سے مستعفی ہوکر موضع ابرڈین کو بدل
ہوگیا - کیونکہ وہ صدر ضلع کا صدر تھا - اور وہاں پولس اور پلٹن بکثرت موجود تھے - جب میں چاٹگام سے
چلا - اُسوقت صرف تیس روپیہ میرے پاس موجود تھا - جب ابرڈین پہونچا - اُسوقت ایک مکان سرکاری
جو میں موقع دوکانداری پر تھا - نیلام ہو رہا تھا - میں نے فی الفور اُسکو اسی تیس روپیہ میں خرید لیا - اب
مجھے سوا ان کے میرے پاس اور کچھ نہ رہا - جب میں نے اُس مکان کو خرید کر اُسمیں اپنا اسباب وغیرہ رکھکر
دوسرے روز راس آئیلینڈ کو گیا - اور چاہا کہ اُس رکھے ہوئے روپیہ کو لیکر اسباب دوکانداری اور چیز
اور خوراک کیواسطے چاول دال لے آؤں - جب وہاں گیا اور اپنے دوست سے ملاقات کی - اُسکا
حال نہایت ابتر و مفلس پایا معلوم ہوا کہ اُسکا مکان و دکان و کل اسباب جلکر خاک و خاکستر ہوگیا -
اب اُسکے پاس کیا تھا جو ایک کوڑی بھی ملے - اُسوقت کی کیفیت غم و اندوہ کی ایسی نہیں جو حیطۂ تحریر
میں آئے - کیونکہ کل دار و مدار ہمارے کام کا اُسی روپیہ پر تھا - اُسی کے بھروسے پر لیسنس حاصل کیا
تھا - اب اگر پھر درخواست نوکری کروں اور سرکار سے اُسی عہدۂ قدیم ملنے کی درخواست کروں
تو ہرگز قبول اجابت ہوگی - بلکہ سراپا عتاب ہونیکا خوف ہے - کیونکہ وہ جیلخانہ ہے وہاں ہر کام
اپنے اختیار سے کرنا متصور محال - الغرض میں نہایت متفکر غم و اندوہ سے بھرا ہوا ایک دوسرے

دُکانداری دکان پر جو وہ بھی ہمارے دوستون مین سے تھے۔ جا بیٹھا۔ وہ نہایت خوش ہوے۔ اور
اُنکا سبب پوچھا۔ مین نے اپنے لیسنس لینے کا حال اور ابرڈین مین دُکان خریدنیکا حال اُنسے بیان
کیا۔ مگر روپیہ کی بربادی کا حال اُنپر ظاہر نہ کیا۔ اُنھون نے باصرار تمام مجھسے کہا کہ آپ کو جسقدر اسباب
کی ضرورت ہو مجھسے لیجیے۔ چونکہ میرے پاس روپیہ نہ تھا۔ اس بات کو ٹالدیا۔ لیکن جب اُنکا اصرار
حد سے زیادہ ہوا تو کہنا پڑا۔ جب اُنھون نے روپیہ کے تلف ہونیکا حال سُنا بہت افسوس کیا۔
اور پہلے سے زیادہ اصرار مال لینے پر شروع کیا۔ بلکہ بلا درخواست ہماری تخمیناً پانسو روپیہ کا
اسباب جو وہان کی دُکانداری کیواسطے ضروری ہوتا ہے۔ کپڑا اور ظروف برنجی و مسی وغیرہ علٰحدہ
کرکے اور اُسکی ایک فہرست تیار کرکے ایک مزدور بلاکر میرے ہمراہ کردیا۔ مین نے اُسکو اپنے ہمراہ
لاکر دوکان مین رکھدیا۔ اور بیچنا شروع کردیا۔ اسکے تھوڑے ہی عرصہ بعد بعض احباب جو ملازم
سرکاری تھے۔ اور وہ بارک مین رہا کرتے تھے۔ وہ کچھ روپیہ ہمارے پاس امانتاً رکھنے کو لائے
مین نے انکار کیا۔ کہ میرا گھر ٹٹی کا ہے مبادا کوئی چور آکر صندوق توڑ کر لیجا وے تو مین اسکے تاوان
کا متحمل نہین ہوسکتا ہون۔ جب اُنھون نے بہت کچھ اصرار شروع کیا مین نے کہا کہ ایک شرط
پر لے سکتا ہون کہ اس روپیہ سے مین اپنا کاروبار دُکانداری کرون۔ اور جب آپکو اپنا روپیہ
جز یا کُل واپس لینا ہو تو پندرہ دن قبل مجھکو مطلع کیجیے مین روپیہ بہم پہونچا کر آپ کو دیدون گا۔
چنانچہ اُنھون نے اس شرط کو منظور کیا مین نے روپیہ لیکر کلکتہ جہاز پر روانہ کردیا۔ وہان
سے مال منگا کر بیچنا شروع کیا۔ پھر تو اسی طور پر اور بہت سے لوگ روپیہ لاتے گئے۔
اور مین اُسی شرط مذکورہ بالا پر روپیہ لیتا چلا گیا۔ حتے کہ دس بارہ ہزار روپیہ میرے پاس جمع ہوگیا۔
مین نے پٹنہ سے مولوی محمد یقین صاحب کو بلاکر کلکتہ مین اپنا ایجنٹ مقرر کیا۔ اور اُنکا فی صدی پانچ روپیہ
کمیشن مقرر کرکے مال منگانا شروع کیا۔ اب تو بعون اللہ و قدرتہ میرا ہاتھ خوب کشادہ ہوگیا۔ اور قریب
قریب سو روپیہ ماہواری کے خالص منافع ملنے لگا۔ اور دوسرے دُکانداروں کو بھی جو کلکتہ سے مال
منگایا کرتے تھے۔ مولوی محمد یقین صاحب مرحوم کی طرف رجوع کرادیا۔ اور اُس روپیہ کا ضامن مین خود
ہوا پھر تو مولوی صاحب مرحوم کو بھی تخمیناً سو روپیہ ماہواری ملنے لگا پس اَی حضرات ناظرین اسجگہ
ایک بات لائق غور و فکر ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب مین راس آئیلینڈ سے ہڈو کو تبدیل ہوا۔ باعث تندمزاجی

مسٹر جارڈن صاحب اپاچھی کیری وہان کے مین ایسی جان پر نہایت خائف و ترسان تھا اور اپنی اس
تبدیلی سے نہایت ناخوش و تنگدل حتی کہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتا تھا۔ اُسوقت رب رحیم و کریم نے
اس حاکم کو مہربان بنادیا اور پھر جب اُنکی تبدیلی ہوئی۔ اور طلب صاحب۔ اپاچھی کیری آئے جو نہایت
خوش خلق اور نیک مزاج تھے۔ اور مین اُنکے آنے سے نہایت خوش تھا۔ اُسوقت اُس مصرف القلوب نے
اُنکے دل کو ہماری طرف سے پھیر دیا۔ اور ہمنے تکلیف اُٹھائی۔ اسی طور سے مین نے باقتدا اس چارسو
روپیہ کے جو پیش ماندہ تھے سرکاری ملازمت کو چھوڑکر ڈکانداری اختیار کی۔ اللہ تعالے نے
اس روپیہ کو تلف کرادیا۔ پھر جب مین نہایت پریشان غم وہم کے گرداب مین مبتلا ہوا اُس قادر مطلق
نے محض اپنے فضل عمیم سے دستگیری کی۔ اور ہمارا روپیہ بلاست و احسان اوروں کو جمع کرادیا۔ خلاصہ
ما ادنی الا بحمالحکم بتقول۔ بات یہ ہے کہ انسان کو ہرگز ہرگز اسباب و سامان ظاہری پر تکیہ اور
بھروسا نہ کرنا چاہیے۔ اور ہر وقت و ہر آن اُس فعال مطلق پر توکل کرنا چاہیے اور اُس سے ڈرتے
رہنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالی جسپر مہربان ہوتا ہے اُسکے اسباب ظاہری کو منقطع کر دیتا ہے تاکہ اُسکے
دل کو علاقہ مع اللہ و توکل علی اللہ پیدا ہو۔ اور جس سے خداوند کریم ناراض ہوتا ہے اُسکو اسی سامان
ظاہری میں مشغول و گرفتار کر دیتا ہے حتی کہ وہ کہنے لگتا ہے انما اوتیتہ علی علم۔ نعوذ باللہ منہا
الغرض مین نے سات برس ڈکانداری کی۔ اور بہت کچھ چاہا کہ جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی
اپنے پاس لاکر رکھون۔ لیکن تقدیر یاوری نے محروم رکھا۔ جسکا ذکر مین اوپر کرچکا ہوں۔ اسی درمیان
مین مینے سرکار مین درخواست دی واسطے حصول اجازت بلانے اپنے فرزند عبد الفتاح کے۔
چنانچہ وہ درخواست منظور ہوئی۔ اور عبد الفتاح کو مین نے بلالیا۔ اور تخمیناً پندرہ سولہ مہینے وہ وہان
رہے۔ اس درمیان مین برابر اُنکے پڑھانے لکھانے مین سعی بلیغ و کوشش تمام کرتا رہا۔ اور
ڈکانداری کا فن بھی بتادیا گیا۔ مگر افسوس کہ وہان کی آب و ہوا اُسکے مزاج کے موافق نہوئی۔ اور
وہ سخت بیمار ہوگیا۔ وجع مفاصل و ورم طحال وغیرہ میں مبتلا ہوگیا۔ ہر چند علاج ڈاکٹری وہان کرایا مگر جب
کچھ فائدہ نہ دیکھا۔ ناچار ارادہ ہوا کہ اُسکو مکان کو واپس کردوں۔ اُسوقت خیال ناقص مین اس مظلوم
جھول کے یہ بات گذری۔ کہ ہمپر مقدمہ کا ثبوت بہت کم ہوا اور نیز جان لارنس صاحب گورنر جنرل کے
پاس جب ہم لوگون کی درخواست اپیل گذری تھی۔ اُسپر اُنھون نے حکم دوام حبس کو منسوخ کرکے تا مدت

حکم ثانی قید وعبور دریاے شور کا حکم دیا تھا۔ لہذا خیال مین یہ بات گذری۔ کہ اسوقت لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہین جو نہایت رحم دل اور نیک مزاج مشہور ہین۔ اور ہم لوگون کی قید کو بھی قریب انیس برس کے گذر گیا۔ اُس صدور حکم ثانی کا وقت بھی پہونچ گیا ہے۔ اگر اسوقت مین کوئی تحریک رہائی کی کیجائے تو غالبا مفید پڑیگی۔ اور گوہر مراد ہاتھ مین آویگا۔ چنانچہ منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری جو ہمارے ساتھ قید ہوے تھے۔ اُنھون نے ایک مسودہ عرضی کا تیار کیا اور وہ مسودہ عبد الفتاح کے ساتھ کرکے پٹنہ کو روانہ کردیا۔ عبد الفتاح نے پٹنہ پہونچکر برادرم عزیز شمس العلمار مولوی محمد حسن مرحوم و مغفور کو دیا۔ اُنھون نے اُس مسودہ کو ہماری اہلیہ کی طرف سے بصلاح چند وکلار مرتب و مکمل کرکے اور چھپوا کر بحضور لارڈ رپن صاحب ویسرائے و گورنر جنرل ہند بذریعہ ڈاک بھیجدیا۔ گورنر جنرل بہادر نے اُس عرضی کے پہونچنے پر کل کاغذات متعلق اس مقدمے کے ضلع سے طلب کرکے خوب چھان بین اُس مقدمہ کی کی۔ اول بڑے بڑے افسر مثل لفٹنٹ گورنر پنجاب و بنگال و ممالک مغربی و شمالی و کمشنر وغیرہ سے مشورہ لیکر دس مہینے کامل اسکی تحقیقات کرکے عدل نوشیروانی کو کام مین لاکر حکم رہائی جملہ ہمارے اہل مقدمہ کا صادر فرمایا۔ چنانچہ اسوقت صرف چھ آدمی اُس مقدمہ کے باقی رہگئے تھے۔ ان کل نے کلی رہائی پائی۔ نام انکے یہ ہین۔ عبد الرحیم مسود اوراق ہذا۔ میان عبد الغفار صاحب ساکن پٹنہ۔ میان تبارک علی صاحب ساکن پٹنہ۔ منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری ثم انبالوی مولوی امیر الدین صاحب ساکن ضلع مالدہ مسعود خان صاحب ساکن ضلع بگوڑا۔ الغرض یہ فقیر جزیرہ انڈمان سے مع دیگر ہمراہیان رہائی پاکر لارڈ صاحب ممدوح کے حق مین دعاے خیر کرتا ہوا تباریخ یکم جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین پٹنہ پہونچا۔ چنانچہ تاریخ رہائی نتیجہ فکر سے جناب حضرت عمی شمس العلمار مولانا محمد سعید قدس سرہ العزیز ساکن محلہ مغلپورہ متصل شہر پٹنہ کے یہ ہے

قطعہ تاریخ

ستّے چند از عظیم آباد پٹنہ ۔۔۔ کہ بودند اہل علم و فضل باہر

برایشان با عبور بحر پر شور ۔۔۔ چو شد حکم دوام حبس صادر

از ایشان چند کس مردند در قید ۔۔۔ رہا گشتند باقی ماندہ آخر

بحکم ویسرائے قیصر ہند ۔۔۔ کہ دارد و بر رعایا رحم وافر

یکے زان مولوی عبدالرحیم است
چو کردم فکر تاریخ رہائی
نظیر ستس کم قوامدالفت آن کس
پس از طول زمن الحمد للہ
حروف صد میان سال ہجری ۱۳۰۰
سنہ ۱۳۰۰ھ

کہ وصف او نگنجد در دفاتر
مرا ہیئت خوش آمد بخاطر
کہ باشد در فن تاریخ ماہر
سال گشتہ اسیران جبرا ثر ۱۸۸۳
سنین عیسوی از شعر ظاہر
۱۸۸۳ع

ہم لوگ کلکتہ سے بحراست پولس پٹنہ پہونچائے گئے ۔ بانکی پور اسٹیشن سے اتر کر اول سیڈلر صاحب
سپرنٹنڈنٹ پولس کے بنگلے پر ہم لوگ گئے ۔ وہاں ایک اقرار نامہ پر دستخط لیا گیا ۔ کہ ہر مہینے
کی پہلی تاریخ صاحب کی کچہری میں آکر حاضری دیا کریں اور بغیر اجازت صاحب موصوف کے شہر سے
باہر نہ جائیں جب کہیں جانا ہو تو اپنے مکان کے متصل چوکی یا تھانہ پر اطلاع بھیجیں اور بعد مراجعت
پھر اطلاع تھانہ کو بھیجا کریں جیسا کچھ یہ حکم قریب سات برس کے عمل میں آتا رہا لیکن بعد کو حاضری
ماہواری و اطلاع دہی تھانہ وغیرہ بھی اٹھا لی گئی مگر اسوقت تک یہ حکم البتہ باقی ہے کہ بغیر اطلاع
گورنمنٹ کسی غیر ملک کو نہیں جا سکتے ۔ مثلاً مکہ معظمہ جانا ہو تو گورنمنٹ میں اطلاع دیکر اور اجازت لیکر
جانا ہوگا ۔ بہرکیف میں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے بنگلے سے رخصت ہو کر محلہ نمونیہ میں پہونچا ۔ جہاں کہ میرے
اہل و عیال مقیم تھے اسکی صبح ہو کے صادق ہو گیا ۔ تو وہاں دیکھا ۔ کہ ہم لوگوں کے مکانات کل منہدم
کر کے کف دست میدان سا دیا گیا ہے اور اسپر بازار اور میونسپلٹی کے مکانات بنا دیئے گئے ہیں ۔
میں نے چاہا کہ اپنے جا مالوفہ کو کہ جہاں چودہ پشت سے ہمارے آبا و اجداد دفن ہوتے چلے آئے
تھے ۔ جا کر دیکھوں ۔ اور خصوصاً اپنے والدین ماجدین عفا اللہ عنہما کے مزار کی زیارت کروں ۔ اور کچھ دعائے
مغفرت اور فاتحہ پڑھوں ۔ مگر ہرچند کہ کوشش کی پتہ نہ ملا ۔ آخر تجسس بسیار و غور و فکر کے ذریعہ سے
معلوم ہوا ۔ کہ حضرت والدین ماجدین کی قبریں کھود کر اسپر بنا سے عمارت میونسپلٹی بنا دی گئی ہے ۔ ایحضرات
ناظرین اسوقت اس حرکت کا جو ہمارے اموات کے ساتھ کی گئی جو صدمہ دل پر گذرا وہ بیرون از
حیطہ تحریر و تقریر ہے ۔ اسوقت تک اسکی یاد سے بدن کے رونگٹے تک کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ یہ کچھ
سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے جرم میں ہمارے اموات و آبا و اجداد کی قبریں کیوں کھود دی گئیں ۔ اور وہ مقبرہ

کیون معرض ضبطی مین آیا ہماری عادل گورنمنٹ نے کیون یہ کام کیا۔ مہر کیف مین نے اُسی جگہ کھڑے ہو کر
کہ جہان اُنکی قبر میرے خیال مین آئی دعاے مغفرت کرلی۔ اور آج تک بھی ایسا ہی کرلیا کرتا ہون ۔ یہ
ساڑھے تین مہینے کم پورے بیس برس پر مین اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ رنگ ڈھنگ چال چلن لباس و پوشاک
و کل طرز معاشرت تمام شہر کا بدلا ہوا ہے۔ جو لوگ اُسوقت مین عمر رسیدہ تھے وہ تو پیوند زمین ہوگئے
اور جو لڑکے تھے وہ بوڑھے ہوگئے ۔ اور جو ملک عدم مین تھے وہ لباس ہستی پہنکر جوان ہو گئے ۔ اور ایک
نئی روشنی اور نئے اعتقادات اور نئے خیالات کے لوگ ہر جگہ پائے جاتے ہین۔ اُسوقت بے اختیار
حضرت عُزیر علیہ السلام کا قول جو بیت المقدس کو ویران دیکھکر آپ نے فرمایا ہی۔ اور اللہ رب العزت نے
اپنے کلام پاک مین اُسکو حکایۃً نقل کیا ہی۔ یاد آگیا وہ یہ ہے۔ قال انّی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا۔
خصوصاً اہل صادق پور کے مرد و عورت ہر ایک مین تغیر عظیم پایا کہ جسکا سخت رنج و گزند قلب پر گذرا اسوقت
مجھکو اپنی رہائی پر ازبسکہ افسوس ہوا کہ کاش مین بھی اُسی جزیرہ کا پیوند زمین ہوجاتا تو بروز حشر اپنے
دونون ساتھیون کے ہمراہ محشور ہوتا۔ اور نیز ان مکروہات کے معائنہ سے محفوظ رہتا۔ یا لیتنی مت
قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً۔ چونکہ جسوقت مجھکو خبر رہائی پورٹ بلیر مین گوش زد ہوئی اُسی وقت مین نے
نیت کرلی تھی۔ کہ اگر کچھ روپیہ مجھکو دکان و اسباب وغیرہ بیچکر اور لوگون کا روپیہ ادا کردینے کے بعد
بچ جائیگا تو مین اُس سے حج کرونگا اور دو سال مکہ معظمہ مین رہکر ایک سال اپنا حج اور دوسرے
سال طرف سے حضرت والد ماجدم غفرہ اللہ کے کرونگا۔ پس اب مین نے تہیہ سفر حج کا کیا۔ اور چاہا
کہ گورنمنٹ مین درخواست دون۔ اور اجازت حاصل کرون مگر میرے برادرم عزیز مولوی محمد حسن مرحوم
اور بعض احباب نے مجھکو روکا کہ اسقدر جلد ارادہ حج کا ست کرو کہ مبادا گورنمنٹ درخواست نامنظور
کرے۔ دو ایک برس صبر کرو۔ خیر مجبوراً مین نے اُنکی صلاح کو قبول کیا۔ بعد عرصہ دس مہینے کے
میرے گھر مین ولادت ہوئی۔ اور تاریخ چودھوین ربیع الاول ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری نبوی
مین قرۃ العین پارہ فوادی نور الہدیٰ رحمہ اللہ علی الدرجات العلےٰ پیدا ہوے۔ چنانچہ اُسکی
تہنیت مین مع قطعہ تاریخ ولادت جناب حضرت عمی شمس العلما مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ
نے جو خط بھیجا ہے۔ وہ بجنسہ نقل کرتا ہون۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
الکریم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ ذوی الفضل العظیم۔ عزیز دل و جان سلمہ اللہ المنان۔ السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - از مولوی عبدالقیوم صاحب حرسہا عن آفات الدہر دام مجدکم - آں عزیز پوشیدہ نماند
مسرور شدم ہاں کہ حصول اجابت بعد مراجعت از مکہ معظمہ عزت از جناب باری بفضل بالائے فضل ہست
حسب ایمائے مولوی صاحب ممدوح کہ مرسی شریف نام تاریخی گفتہ بودید یکے نام تاریخی ہم رسانید و قطعہ
آں درست کردہ و خدمت سامی فرستادہ بودم غالباً مطالعہ سامعہ درآمدہ باشد در آں یک شعر زیادہ
کردہ دیگ قطعہ تاریخ دیگر گفتہ دریں قرطاس می نگارم اللہ تعالیٰ وزید اقبال ایں پسر برکت دہاد قطعہ

ز الطاف ربانی حامیا لے	تعلم و اتقا ممت را قرآن	کہ نامش عبدالرحیم است
عبدالحمید فرزندے بہ ارمغان	دو شنبہ وقت عصر چار دہ بود	ز شہر مولد شاہ رسولاں
ستودہ سال میلاد آشکارا	بہ نامش محمد فضل رحیمان ۱۳۲۳	دیگر دل عبدالرحیم شاد گردید
ز میلاد دلپسر تا یا حبیب	چو آمد زیں پسر مرغوب جاناں	شدش سال ولادت ایں مجیب ۱۳۲۳

محمد سعید بھی ۱۹ ربیع الاول شریف روز شنبہ سنہ ۱۳۲۳ ہجری میں فضل الرحیم محمد نے بھی نام تاریخی اسکا ہے۔
بہرکیف دوسرے سال چار مہینے قبل از رمضان شریف میں نے ایک درخواست لوکل گورنمنٹ میں واسطے
حصول اجازت سفر حج کے بھیجدی۔ اور خیال یہ تھا کہ ماہ رجب میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں اور اول
شعبان تک مکہ معظمہ پہونچ جاؤں۔ اور رمضان شریف کا مہینہ تمام و کمال مکہ معظمہ میں گذرے لیکن قسمت
کی خوبی کہ وہ درخواست بعد رگڑے جھگڑے اور قیل وقال بسیار کے منظور ہو کر بتاریخ بارھوں شعبان
سنہ ۱۳۲۳ ہجری میرے پاس پہونچی۔ اُسمیں صرف آٹھ مہینے کے لیے اجازت دی گئی تھی۔ میں اسکی صبح کو
یعنی تیرھویں شعبان کو ٹھٹی سٹوری کی لیے ہوئے کچہری میں صاحب مجسٹریٹ بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا واسطے
حصول پاس پورٹ کے چنانچہ بڑی سعی و کوشش سے اُسی روز پاس پورٹ میں نے حاصل کیا۔ اور
صاحب نے زبانی حکم دیا کہ بمبئی میں پہونچکر تمکو سپرنٹنڈنٹ پولس کے آفس میں حاضری دینی ہوگی چنانچہ
چودھویں تاریخ شعبان علی الصباح تن تنہا بغیر کسی ساتھی اور نوکر وغیرہ ڈاک گاڑی پر سوار ہو گیا اور
دوسرے روز میں بمبئی پہونچا بھنڈی بازار اسمٰعیل سیٹھ کے مسافر خانہ میں گیا۔ وہاں کثرت مسافر و غلاظت
وغیرہ کے سبب سے طبیعت کو نفرت ہوئی۔ میں نے چاہا کہ کوئی دوسرا مکان یا مسافر خانہ ملے تو وہاں اپنا
قیام کروں۔ الغرض اُسکے قریب ہی ایک دوسرا مسافر خانہ تھا۔ میں وہاں چلا گیا دیکھا تو مکان نہایت
وسیع اور عالی بنا ہوا ہے۔ صرف دو چار مسافر اُسمیں تھے۔ اُس مسافر خانہ والوں سے بڑے تپاک سے

میرا خیر مقدم کیا مین ایک کوٹھری یکرا یہ لیکر اپنا اسباب وہان رکھکر فی الفور صاحب سپر نٹنڈنٹ پولس کی
کچہری مین حاضر ہوا اُسوقت عبد العلی خان سپر نٹنڈنٹ پولس تھے ۔ اُنسے جا کر ملا اُنھون نے کہا کہ ہان
تمھاری نسبت پٹنہ سے تار آیا ہی مین تمھارے منتظر تھا مین نے کہا کہ پرسون ڈاک کا جہاز عدن کو
جانیوالا ہے ۔ مین چاہتا ہون کہ اُسی پر سوار ہو جاؤن ۔ کہ وہ ایک ہفتہ مین عدن پہونچیگا ۔ اور وہان
سے خدیوی مصری ڈاک کے جہاز پر سوار ہو کر ایک ہفتہ مین جدہ پہونچون گا ۔ اور اسطرح پہلی
دوسری رمضان تک مین داخل مکہ معظمہ ہو جاؤنگا ۔ اور رمضان شریف بخوبی مجھکو حرم محترم مین گذریگا
کیونکہ رمضان مین عمرہ کرنیکا ثواب حج کے برابر ہے ۔ مگر افسوس کہ ہماری بدقسمتی نے یہان بھی ہمکو روکا
صاحب سپر نٹنڈنٹ نے فرمایا کہ مجھکو حکم ملا ہی ۔ کہ تمکو حاجیون کے جہاز پر سوار کر دون ۔ اور دوسرے
کسی جہاز پر تمکو سوار ہونے کی اجازت نہین ناچار قہر درویش بر جان درویش مجھکو وہان حاجیون
کے جہاز کے انتظار مین بائیس روز تک ٹھہرنا پڑا ۔ آخر دسوین رمضان شریف ۱۳۰۱ ہجری مین کلیبیا
جہاز پر مین سوا ہوا ۔ کہ جسپر ساڑھے تیرہ سو حاجی سوار تھے ۔ مین تن تنہا فرسٹ کلاس کی ایک
کوٹھری مین جا بیٹھا ۔ نہ میرے پاس کوئی نوکر اور نہ میرا کوئی ہموطن اُس جہاز مین تھا مین نے کھانا
پکانے کی تکلیف سے بچنے کے لیے کچھ روٹی اور بسکٹ اور شیرینی وغیرہ لے لی ۔ اور احتیاطاً کچھ
چاول دال بھی خرید کر رکھ لیا ۔ کہ جہان کہین موقع ہو گا پکا لونگا ۔ جہاز پر گودی مین سوار ہوا دو روز
تک تو جہاز اچھی طور پر چلا ۔ تیسرے روز جب سقوطرہ کے دریا مین پہونچا سخت تلاطم و تموج سے سامنا
ہوا ۔ کیونکہ جولائی کا مہینہ تھا ۔ اور جون و جولائی و اگست ان تینون مہینون مین بحر عرب مین طوفان
شدید رہا کرتا ہی ۔ خصوصاً بحر سقوطرہ مین ایسا طوفان و تلاطم و تموج رہتا ہے ۔ کہ ہر سال کوئی
نہ کوئی جہاز غرق ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ میرے جہاز کو بھی شدید ترین طوفان سے سامنا ہوا ۔ انجن کا
پہیہ ٹوٹ گیا مستول جہاز کا ٹوٹ کر گرا کہ جس سے چھتری پر کے چند مسافر ہلاک ہوے ۔ تین دن تک
سب مسافرون کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی ۔ جہاز تین روز تک کھڑا موجون کے تھپیڑے مین
اِدھر سے اُدھر ڈانوان ڈول پھرتا رہا ۔ الغرض ایک ہفتہ کا راستہ دو ہفتہ مین طی کر کے وہ جہاز عدن
مین پہونچا روٹی اور شیرینی وغیرہ جو کھانے کی چیزین مین نے اپنے ہمراہ لے لی تھین ۔ وہ کل دو ہی
روز مین شور ہوا کے باعث سڑ گئین ۔ اور دریا مین پھینکی گئین ۔ مین بارہ تیرہ دن صرف ایک

گوشت پانی پر گذرا کرتا رہا جب جہاز عدن کو پہونچا چاہا کہ شہر میں جاکر کچھ چیز لیکر کھاؤں اور شہر کو بھی دیکھوں - مگر کپتان جہاز سے معلوم ہوا کہ یہ جہاز صرف ایک گھنٹہ یہان ٹھہریگا - ڈاکٹر اگر جہاز کا داخل کریگا اور حکم دیگا تو جہاز چلا جائیگا - ناچار اُسی جہاز پر رہا - اور جو ڈونگیوں پر جو لوگ روٹی اور کیلے وغیرہ لائے تھے خرید کرکھایا اور ایک خط لکھکر کپتان کے حوالہ کر دیا - کہ وہ بذریعہ ڈاک ہندوستان کو روانہ کردے وہان سے جہاز روانہ ہوا اور دریائے قلزم روز میں مقام قمران پہونچا - وہان ہم سب حاجی لوگ جہاز سے اُتار کر ایک میدان ریگستان میں کہ جہان ٹین کی بارکین بکثرت بنی ہوئی تھیں - رکھے گئے - اور ہم لوگوں کو سنایا کہ دس روز کا قرنطینا کرنا ہوگا - اگر اس دس روز میں کوئی مرض متعدی ان مسافرون میں پایا نہیں جائیگا - تو اسی دس روز میں چھٹی ہو جائیگی - ورنہ میعاد بڑھا دیجائیگی - اور وہان کے اہلکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ مسافر حجاج کیواسطے یہان بارہ کیمپ ہوئے ہیں اور ہر کیمپ میں اٹھارہ ٹین مکان اسقدر وسیع بنے ہوئے ہیں کہ ہر ایک مین سو آدمی کی گنجائش بخوبی ہو سکتی ہے - اور ہر ایک کیمپ دوسرے سے اسقدر فاصلے پر ہے - کہ ایک کیمپ والا دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا اور سلطانی فوج اسکے پہرے اور نگرانی کیواسطے ہر چہار طرف موجود ہے کہ مسافر اپنے کیمپ سے باہر نکلنے اور ہر ایک کیمپ میں ایک ترکی افسر اور اُسکے ماتحت عربی سرود واسطے صفائی اور انتظام پہرہ کے اور چوکی کے ہمہ وقت موجود تھے چاول دال آٹا اور گوشت وغیرہ کی دکان وہان موجود ہے جسکا جی چاہے خرید کر کھائے - صرف لکڑی اور پانی ہر شخص کو بلا کرمفت دیا جاتا تھا - ہر روز ایک ڈاکٹر فرانسیسی ملازم سلطانی اُس بارک میں آیا کرتا - اور ہر مسافر کی نبض دیکھکر معائنہ کرتا کہ کوئی شخص مرض متعدی مین بیمار تو نہیں - اگر پاتا اُٹھا کر لیجاتا - اور ایک علیحدہ مکان میں دور وہ مسافر رکھا جاتا - اور دوسرے قسم کے امراض والون کو اُسی مکان میں رہنے دیتا جہان وہ رہتا اور دوا وغیرہ دیدیا کرتا - اور تمام بارک میں دوا چھڑکی جاتی اور دھونی دیجاتی - بالعرض میں نے جہاز سے اُترکر ایک ایسے بارک مین ڈیرا کیا - کہ جو ترکی افسر کے مکان سے نہایت نزدیک تھا میں اکثر اُسکے پاس جایا کرتا اور عربی زبان مین اُس سے باتین کیا کرتا - اُسکا نام اسمٰعیل افندی تھا نہایت خوش اخلاق کریم النفس آدمی تھا ہمارے ساتھ کے حاجیون کو نہایت آرام سے اُسنے رکھا - پانی اور لکڑی علاوہ معمول کے بھی اگر کوئی مانگتا تو برابر دیتا - کسی حاجی کو کچھ تکلیف وہان نہوئی - دس دن مین وہان رہا اس

عرصے مین برٹش گورنمنٹ کا وکیل بھی دو مرتبہ ہم لوگون کے دیکھنے کو آیا۔ وہ ایک ہندو بنگالی تھا۔
کمپ سے علیحدہ اُکر کھڑا رہتا۔ اور دور سے سب لوگون کو بلا کر پوچھتا۔ کہ کسی کو کچھ تکلیف تو نہین۔ سب
لوگون نے بالاتفاق کہا کہ کوئی تکلیف نہین۔ جب دس روز ہمارے تمام ہوے۔ ہم لوگون کو جہاز پر
سوار ہونیکا حکم ملا۔ ہر شخص مستطیع سے دس دس روپیہ خرچ قرنطینا لیا گیا۔ غربا اور مساکین سے کچھ بھی
نہ لیا گیا۔ افندی صاحب نے مجھ سے اپنی خواہش ظاہر کی کہ ایک سرٹیفکٹ مین اُنکو دون۔ اس
مضمون کا کہ مجھکو یہان کسی قسم کی تکلیف نہین ہوئی۔ مین نے فی الفور ایک سرٹیفکٹ طیار کیا۔ اور
جو بڑے بڑے لوگ اُس کمپ مین تھے جیسے مولوی فضل الدین صاحب وقاضی محمد اشرف صاحب
حیدرآبادی ومفتی مولوی عبدالمجید صاحب بخاری وغیرہ سے قریب ایک سو کے اُسپر دستخط کرائے
ان سبھون نے بطیب خاطر اُسپر دستخط کر دیے۔ مین نے سرٹیفکٹ لیجا کر افندی صاحب کے حوالہ
کیا وہ نہایت مرتبہ مین محظوظ و مشکور ہوے۔ اُس کمپ سے باہر ایک مزار تھا شیخ حسین عراقی
کا۔ اور چند درخت دوما کے وہان تھے۔ اُسکا درخت بہت مشابہ ناریل کے درخت سے تھا۔ اُسمین
پھل نہین ہوتا ہے۔ صرف اُسکی پتی سے بڑی بڑی چٹائیان بنی جاتی ہین۔ اور وہان ایک گڑھے مین
کچھ پانی بارش کا جمع تھا۔ مین افندی صاحب سے اجازت لیکر وہان گیا۔ اور دوچار احباب بھی ہمارے
ساتھ ہو گئے۔ مین وہان گیا تو اول قبر پر جا کر دعاے مغفرت پڑھی۔ وہان دوچار بدوا در بدوانیان
بھی بطور مجاور کے بیٹھے ہوے تھے۔ اُنھون نے سوال کیا۔ ہم لوگون نے کچھ کچھ دیا۔ اُسکے بعد مین نے
وہین غسل کیا اُسی پانی مجتمعہ سے اور وہین احرام باندھا۔ اور دو رکعت نماز تحیۃ الاحرام پڑھی اور لبیک
پکاری۔ اور وہان سے اپنے ڈیرے کو آیا تو دیکھا کہ تمام مسافر جہاز پر سوار ہو گئے۔ صرف مین اور ہمارے
دوچار ہمراہی باقی رہ گئے ہین۔ اور افندی صاحب ہم لوگون کے انتظار مین کھڑے ہین۔ وہان بدو
حمال موجود دتھے۔ اُن سبھون پر ہم لوگ اپنا اسباب اُٹھوا کر گھاٹ پر آئے۔ اور افندی صاحب بھی ہم لوگون
کے ساتھ ساتھ گھاٹ تک تشریف لائے۔ ہم لوگ ایک کشتی پر سوار ہو کر کلمبیا آگ بوٹ پر آئے۔ وہ ہم لوگون
انتظار مین کھڑا تھا۔ آتے ہی اُسنے لنگر اُٹھا یا۔ اور روانہ ہوا۔ ہم پانچ سات آدمی برابر بلند آواز سے لبیک
پکارتے رہے۔ دو روز کے بعد تیسرے دن جب جہاز محاذی یلم لم پہاڑ کے پہونچا۔ جو میقات ہے
اہل یمن کا سب مسافرون نے غسل کیا اور احرام کے کپڑے پہنے اور لبیک پکاری۔ وہان سے تیسرے دن

جدہ پہونچا۔ جہاز سے اُتر کر کشتی پر سوار ہوکر گھاٹ پر اُترا۔ اور درمیان راہ میں کشتی والوں نے لی کس آٹھ آنہ کرایہ لیا گھاٹ پر کشتی ایسی جگہ لگائی گئی کہ جہاں ترکی آفس موجود تھا۔ اور دونوں طرف بڑے بڑے تختے پانی میں گڑے ہوئے تھے۔ اور پہاڑ کی چاروں طرف تھا کہ کوئی مسافر کسی طرف سے باہر جانے نہ پائے کشتی سے اُترنے کے ساتھ ہی سب سے اول ایک انگریزی ملازم ہمکو ملا اُسنے ہم لوگوں کا پاس پورٹ یعنی سرٹیفکٹ مانگا۔ جو ہم لوگوں کو بمبئی سے ملا تھا۔ ہم لوگوں نے دیدیا۔ وہاں اور بہت ترکی افسر سپاہی وغیرہ بھی کھڑے تھے۔ ہم لوگ وہان سے آفس میں آئے وہاں ایک روپیہ دو آنہ فی کس لیا گیا۔ اور رسید دی گئی۔ اُس رسید کو لیکر ہم لوگ ایک دروازہ پر آئے۔ وہان ایک ترکی کھڑا تھا اُسنے ہم لوگون سے رسید لی اور پوچھا کہ تمھارا مطوف کون ہے۔ میں نے کہا ہاشم۔ دروازے کے اُس پار تمام مطوفوں کے وکلا رکھڑے تھے۔ سید ہاشم کا نام سنتے ہی اُنکے وکیل عبدالرحیم شیخی نے آواز دی کہ میں اُنکا وکیل موجود ہوں اُس ترکی نے مجھکو دروازے سے باہر کرکے اُنکے سپرد کردیا۔ جو لوگ اپنے مطوف کا نام۔ نہ بتاسکے وہ لوگ وہاں کھڑے رہے۔ وکلا جو وہان موجود تھے۔ اُنھوں نے اُن مسافروں کو آپس میں تقسیم کرکے لیلیا وہان سے میں اپنے وکیل کے ہمراہ وکیل کے مکان پر آیا۔ راستے میں ایک جگہ تلاشی لی گئی۔ جن لوگوں کے پاس تمبا کو یا کوئی شی تجارتی پائی گئی۔ اُنسے محصول لیا گیا۔ اور باقی لوگ بلا محصول چلے آئے۔ جدہ میں میں دو روز قیام کیا میرے جہاز والے اکثر علی الصباح وہان سے روانہ ہوگئے چونکہ مجھکو بمبئی سے چلتے وقت سپرنٹنڈنٹ پولس نے کہدیا تھا کہ جدہ میں پہونچکر قنصل انگریزی سے ملاقات کرنا۔ لہذا میں پوچھتا ہوا قنصل کے مکان تک پہونچا۔ وہان ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب نائب قنصل سے ملاقات کی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہان بمبئی سے میرے پاس تمھاری بابت لکھا ہوا آیا ہے یورپین قنصل اسوقت وہان موجود نہ تھا۔ دو مہینے کی رخصت پر گیا تھا ڈاکٹر صاحب اُسکا بھی کام دیکھتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نہایت شریف النفس خوش اخلاق آدمی تھے ہمہ تن اُنکی ہمت تھی کہ جہان تک ممکن ہو۔ مسافر حجاج کو آرام ملے۔ اُنھوں نے مجھسے کہا کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی کو بوجہ غیر مقلد ہونے کے مکہ معظمہ میں کچھ تکلیف پہونچی تھی۔ اگر تمکو بھی کچھ تکلیف پہونچے تو فی الفور مجھکو خبر دینا۔ تاریخ ۲۸ ذی الحجہ کو میں بھی مکہ معظمہ پہونچونگا۔ اور ایام حج واسطے خبر گیری حجاج ہند کے وہین رہونگا۔ میں اُنسے رخصت ہوکر

اپنے قیام گاہ پر آیا اور دوسرے روز وہان سے بسواری اونٹ روانہ ہوا۔ اور بتاریخ دسوئین شوال سنہ ۱۳۱۰ ہجری مکہ معظمہ مین پہونچا ایک مکان بکرایہ لیکر سید ہاشم مطوف کے یہان رہنے لگا۔ ہفتہ عشرہ کے بعد جناب قاضی سید نور صاحب صدر اعلی ساکن شہر گھاٹی معہ اہل وعیال و برادرم حافظ ابو محمد مرحوم اور ایک بہت بڑا قافلہ بہاریون کا وہان پہونچا۔ برادر مرحوم تو میرے ساتھ آکر میرے ہی مکان مین رہنے لگے۔ اور باقی لوگوں نے جسکو جہان موقع ملا ٹھہرا۔ اُسوقت ایک قافلہ زائرین مدینہ منورہ کا روانہ ہونے لگا۔ مین نے چاہا کہ اُسمین روانہ ہون۔ لیکن بباعث بدمزگی طبیعت نہ جاسکا۔ پھر تو متواتر قوافل حجاج پہونچنے لگے۔ ہر روز ہزارون آدمی پہونچتے تھے۔ آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کو جب منا کی طرف ہم لوگ روانہ ہوئے۔ ساڑھے تین سو آدمی صرف بہاری زیر نگرانی سید ہاشم صاحب مرحوم معلم کے تھے۔ اور باقی کو اسی پر قیاس کرلینا چاہیے۔ صرف ہندوستانیون کا تخمینہ اُس سال چالیس اور پچاس ہزار کے درمیان لوگ کرتے تھے۔ اور جملہ حجاج کا تخمینہ آٹھ نو لاکھ ہو سکتا ہی۔ بلا مبالغہ اُس سال حج بمنہ وکرمہ تعالیٰ نہایت امن وامان کے ساتھ ہوا کسی طرح کی بدہوائی وغیرہ نہوئی۔ بعد فراغت حج اب مدینہ منورہ کے سفر کی طیاری ہونے لگی۔ بیسوئین ذی الحجہ سے قوافل روانہ ہونے لگے۔ بہاریون کا قافلہ بھی بتاریخ ستائیس ذی الحجہ وہان سے روانہ ہوا سید ہاشم مرحوم بھی ہم لوگون کے ساتھ ہوئے۔ یہ بہت بڑا قافلہ تھا۔ چھ ہزار اونٹ اُس قافلہ کے ساتھ تھے۔ اور جملہ مسافرین کی تعداد پیادہ وسوار ملا کر پندرہ سولہ ہزار تھی۔ علاوہ اس کے فوج سلطانی جو ملک شام سے واسطے نگرانی حجاج کے مکہ معظمہ کو آئی تھی وہ بھی مراجعت کیے ہوے مع توپ خانہ وغیرہ ہم لوگون کے ساتھ جاتی تھی۔ باوجود اسکے جب رابق کے قریب پہونچے جو ایک بندر ہے سمندر کے کنارے۔ اور وہان قلعہ ہے۔ اور سلطانی فوج بھی ہے۔ بدوؤن نے آکر گھیرا۔ قریب ایک ہزار کے بدو تلوار اور بندوق لیے ہوے آپہونچے۔ اور ادھر سے ہمارے قافلہ کے اونٹون کے جمال جو تخمیناً آٹھ سو ہونگے۔ بندوق اور تلوار وغیرہ ہتھیارون سے اُنکے مقابلے کے واسطے مستعد بپیکار ہو گئے اور سلطانی فوج نے بھی خالی توپون کو اُنکے دھمکانیکے واسطے سر کرنا شروع کردیا۔ جب اُن بدوؤن نے دیکھا کہ حاجیون کی طرف جماعت کثیر سے ملبس با ہوے۔ اور دھمکایا۔ کہ وقت مراجعت مدینہ منورہ سے جبکہ تمھارے ساتھ سلطانی فوج

ہو گئی۔ اور ہماری جماعت تھوڑی ہو گی۔ تب ہم سمجھینگے۔ پھر کیف ہم لوگ وہاں سے بخیریت گذر گئے اور
بارھویں روز مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اور دس روز وہاں قیام رہا۔ اماکن متبرکہ کی زیارت کی
اس دس روز میں نماز پنج وقتی بالالتزام مسجد نبوی میں پڑھتا رہا۔ فالحمد علے ذلک گیارھویں روز
وہاں سے روانہ ہوا۔ اب تو قافلہ تخمیناً پانچ چھ ہزار کا تھا۔ جب سفرا وادی میں پہونچے معلوم ہوا کہ
وہی بدو جو وقت جانے کے مزاحم ہوئے تھے۔ جماعت کثیر آمادہ غارتگری ہیں۔ دو روز وہاں قیام رہا
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی قبر وہاں سے بہت نزدیک تھی۔ اُسکی زیارت کی۔ اس دو روز
میں سید ہاشم مرحوم اور دوسرے معلموں نے ملکر بہت کچھ سعی و کوشش کی۔ اور انکے شیخ کے
پاس آدمی بھیجا کہ جسمیں ہم لوگ لوٹ مار سے محفوظ رکھے جائیں۔ لیکن سب کوشش بیکار گئی۔ ناچار
سید صاحب مرحوم موصوف نے جو نہایت عقیل اور مدبر آدمی تھے۔ سب جمالوں کو بلا کر حکم دیا۔ کہ
تم لوگ بوقت شب یہاں سے کوچ کرو۔ اور مکہ معظمہ کا راستہ چھوڑ کر ینبوعہ کی طرف چلو۔ اور دشمنوں
کو تیر ہانکو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ وہ بدو لوگ تو مکہ معظمہ کے راستہ پر کمینگاہوں میں چھپے رہے۔
لوٹنے کے خیال سے۔ ادھر ہم لوگ راتوں رات وہاں سے چلدیے۔ اور اونٹ اسقدر تیز ہانکے گئے
کہ صبح ہوتے ہوتے ہم لوگ انکی سرحد سے باہر ہو گئے۔ اور ہم لوگ بعافیت تمام چوتھے دن ینبوعہ
میں پہونچے۔ وہاں صرف ایک آگ بوٹ مصری ملا وہ بھی بہت چھوٹا۔ اور دو چار بغلے تھے تب سید
ہاشم مرحوم نے اس کپتان جہاز کے پاس جاکر کرایہ کی بات چیت کی اپنے تین سو ہماری حاجیوں کے
واسطے مقدم ٹکٹ خرید لیا۔ فی کس پندرہ روپیہ کے حساب سے بعد اُسکے اور طرف لوگ بھی پہونچنے
لگے۔ اور ٹکٹ خریدے گئے۔ پانچ چھ ہزار آدمی میں سے صرف چودہ سو آدمی اُسپر سوار ہو سکے۔
اور کچھ لوگ بغلوں پر سوار ہوئے۔ اور باقی لوگوں کے واسطے حاکم ینبوعہ نے جو سلطان کی طرف
سے تھا۔ جدہ کو تار دیا اور آگ بوٹ اور جہاز وغیرہ منگوانیکا بندوبست کیا۔ اور ہم لوگ تو سید
ہاشم صاحب کی چستی و چالاکی و دانائی کی بدولت دوسرے ہی دن ینبوعہ سے روانہ ہو گئے۔
اور ایک شب راستے میں کٹی۔ اور دوسرے دن جدہ میں پہونچے۔ وہاں پہونچکر بہت سے
لوگ بعزم روانگی ہندوستان درین جدہ میں ٹھہر گئے۔ میں اور برادرم حافظ ابو محمد مرحوم و حاجی
نور صاحب وغیرہ تھوڑے سے لوگ مکہ معظمہ کو چلے آئے۔ عشرہ اول صفر تھا جو ہم لوگ مکہ معظمہ

پہونچے اور صفر اور ربیع الاول مین نے وہان قیام کیا۔ چونکہ مجھکو صرف آٹھ مہینے کی رخصت یہان گورنمنٹ کی طرف سے ملی تھی جی تو نہین چاہتا تھا کہ ایسی متبرک جگہ کو چھوڑکر اس ظلمت کفرستان مین آؤن۔ مگر بناچاری اوائل ماہ ربیع الاول مین مکہ معظمہ سے باسینہ بریان وچشم گریان حسرت کی نگاہون سے خانہ کعبہ کو دیکھتا ہوا وہان سے رخصت ہوا۔ جناب قاضی نور صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے۔ اور سید ہاشم مرحوم کرمراہ ہملوگ جدہ پہونچے۔ جہاز کی تلاش ہونے لگی۔ دوروز کے بعد ایک منادی آگ بوٹ پہونچا۔ جو ملک چین کو جاتا تھا۔ یہ آگ بوٹ نیا اور بہت بڑا اور نہایت عمدہ تھا۔ اور بالکل خالی تھا۔ دوہزار مسافر اُسپر بخوبی سوار ہوسکتے تھے۔ مگر اُسنے صرف دوسَو کے چڑھانے کا اقرار کیا۔ سید ہاشم مرحوم نے نہایت چالاکی اور مستعدی سے اور اپنی دانائی سے یہان بھی کام لیا کہ اپنے علاقے کے کل ہماری مسافرون کے ٹکٹ فی کس پچیس روپیہ کے حساب سے خرید لیے باقی جو بچے وہ اور لوگون نے لیے۔ فرسٹ کلاس کا درجہ اُسمین مسافرون کیواسطے نہ تھا۔ ناچار ہم لوگ چھتری پر رہے۔ صرف دو کوٹھری انجینیر و معلم کی ہم لوگون کو ملی۔ کہ جنمین ایک چارپائی کی جگہ پندرہ روپیہ اور دیگر علاوہ اُس پچیس کے مین نے لے لی۔ یہ جہاز نہایت عمدہ نیا بنا ہوا تھا۔ اور خوب تیز رفتار۔ جدہ سے روانہ ہوکر دسوین روز ہملوگ بمبئی پہونچے۔ عدن مین صرف ایک گھنٹے کے واسطے کھڑا ہوا۔ اور ڈاک وغیرہ دیگر ضروری امور سے فارغ ہوکر روانہ ہوگیا۔ اور ہوا بھی نہایت موافق تھی اور راستہ نہایت آرام سے کٹا۔ جب جہاز بحر سقوطرہ مین پہونچا۔ تو دوروز کچھ تیزی اور تھوڑا تموج کا سامنا ہوا۔ بمبئی پہونچکر مین نے پٹنہ کو تار بھیجدیا۔ کہ مین بعافیت یہان پہونچا اور پولس مین چلا گیا۔ عبدالعلی خان سپرنٹنڈنٹ سے ملاقات کی۔ اور حاضری لکھوادی۔ اور دوسرے روز علی الصباح ڈاک گاڑی پر سوار ہوگیا۔ دو روز مین پٹنہ مین پہونچا۔ تاریخ ۲۷ ربیع الثانی ۱۲۸۵ ہجری کا تھی۔ جسدن مین یہان پہونچا۔ دوسرے روز صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ کے پاس حاضری دی۔ بعد اب عبدالفتاح کی شادی کی طیاری مین لگا۔ جو ہماری رہائی کے پہلے سے بمقام آرہ مسماۃ فاطمہ صبیہ جناب شیخ عبدالعزیز صاحب وکیل عدالت سے منسوب ہوچکی تھی چنانچہ بتاریخ سولھوین جمادی الثانی ۱۲۸۵ ہجری بروز جمعہ مین برات لیکر آرہ روانہ ہوا۔ اور بخیر وخوبی انجام عقد کرکے عروسہ کو لیکر دوسرے روز واپس آیا۔ اور طعام ولیمہ کیا بعد اُسکے

تاریخ گیارھویں جمادی الثانی ۱۳۰۰ ہجری کو بالیہ عبد الفتاح - عمرو فرزند متولد ہوا - نام اسکا محمد صالح
رکھا - اور تاریخی نام اسکا غلام کبیر لہذا اسکے تاریخ ۹ رمضان شریف ۱۳۰۳ کو ہمارے گھر میں نور چشمی
مقصود ہوئی اور ایک برس ایک ماہ کی ہوکر تاریخ ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ کو راہی ملک عدم ہوئی -
چونکہ میری نیت بوقت زیارت کے دوبارہ کی ہو چکی تھی - اور مجھکو دوسرے حج کا موقع سال السابق ذیل میں خیال
ہوا کہ اس نیت کی ایفا کرنا چاہیے چنانچہ اسکے نو برس کے بعد ۱۳۱۲ ہجری میں مکرر میں نے قصد حج کا کیا
اور رمضان شریف سے ڈیڑھ مہینے پیشتر درخواست گورنمنٹ میں واسطے حصول رخصت کے بھیجدی - اور یہ
خیال پیدا ہوا کہ میں چار مہینے میں یہ مرحلہ طے ہو جائیگا اوائل رمضان میں بھوپال سے روانہ ہو جاؤنگا
اور راہ میں قرنطینہ وغیرہ طے کرتا ہوا آخر رمضان تک ضرور مکہ میں داخل ہو جاؤنگا - اور تمام رمضان مکہ
معظمہ میں گذریگا لیکن قسمت کی خوبی کہ اس عرصے میں کچھ قیل و قال و کشمکش ایسی شروع ہوئی
کہ بارہا دل سے بھی رہا وہ - اور چند بار معیت مجسٹریٹ چیدا ان کا مجھسے استفسار ہوا اور دیا گیا
توقف اسقدر ہوا کہ بعد نصف رمضان حکم منظوری مجھکو ملا - چونکہ رمضان شریف سر پر آ گیا تھا میں
ٹھہر گیا - کہ بعد ایام صیام عید کر کے روانہ ہو جاؤنگا اس سال میں خواہر عزیزہ ام سلمہ سعیدہ زوجہ
مولوی محمد حسن مرحوم نے بھی قصد حج کا کیا - اور بالحاح تمام میرا دامن پکڑا کہ مجھکو بھی اپنے ہمراہ
لیچلو تامیں بھی ادائے اس فریضہ کے سبکدوش ہوں - ناچار میں نے قبول کیا - اسکے بعد
خواہر عزیزہ ام سلمہ فاطمہ اہلیہ مولوی یحییٰ علی علیہ الرحمہ نے بھی قصد حج کا کیا اگرچہ وہ ایک بار قبل اس کے
بمعیت برادر عزیز مولوی عبد الرؤف صاحب سلمہ اللہ تعالے کے حج کر آئی تھیں - اب تو اس حج کے
مشہور ہونے سے بہت سے احباب مرد اور عورتوں نے ہمراہی کا قصد کیا - چنانچہ ساتویں یا آٹھویں شوال
سنہ ۱۳۱۲ ہجری مطابق ساتویں اپریل ۱۸۹۵ عیسوی میں جملہ اٹھارہ آدمیوں کے ساتھ کہ جن میں نو مرد
اور نو عورتیں تھیں - سیہور سے روانہ ہو گیا - آدمی گاڑی سکنڈ کلاس کی دو دستوریوں میں کرایہ کی
تاکہ بمبئی تک بلا بدلی کے سوار چلے جائیں - راستے میں کہیں گاڑی بدلنے کی نوبت نہ آوے - اسمیں صرف
پانچ آدمی کی جگہ تھی ایک میں اور چار عورتیں اسپر سوار ہوئیں اس گاڑی میں نہایت آرام کی تھی پاخانہ بھی اور
سب اسمیں موجود تھا اور باقی لوگ تھرڈ کلاس میں سوار ہوئے تیسرے روز بمبئی میں جاکر پہنچے
بھنڈی بازار میں جاکر ایک مکان کرایہ لیکر ٹھہرے - اور حسب ہدایت گورنمنٹ پولیس افسر بمبئی سے ملاکر

ملاقات کی اور تاریخ ۲۰ شوال مطابق ۳۰ اپریل ۱۸۹۳ء حسینی آگ بوٹ پر بمبئی سے روانہ ہوا۔ اور تاریخ ۲۴ شوال بمقام قمران پہونچا اور وہان دس روز قرنطینے مین رہکر روانہ ہوا اور تاریخ ۵ ذیقعدہ کو جدہ مین پہونچا خواہر عزیزہ ام سماۃ سعیدہ بمبئی مین پہونچتے ہی بیمار ہوئین اور جدہ مین پہونچنے تک تو وہ ذی فراش ہوگئین ہیضہ سخت و بخار و چند عوارض لاحق ہوگئے۔ اور چونکہ جہاز مین گرمی سخت برداشت کرنی پڑی مین بھی سخت بیمار ہوگیا۔ خون کے دست دن بھر مین سیکڑون آتے تھے۔ ناچار اپنی خواہر عزیزہ کیواسطے تخت روان جو دو اونٹون کے درمیان بطور پالکی کے رہتا ہے ایک سو روپیہ مین مکہ شریف تک کرایہ کیا۔ اور اسمین اپنی دونون بہنون سماۃ سعیدہ اور فاطمہ کو بٹھایا اُسکے اندر پاخانہ و پیشاب کی جگہ بنی ہوئی تھی کہ راستہ چلتے ہوے آدمی قضاے حاجت کرسکے۔ سواری سے نیچے اُترنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور مین خود شُغدُف مین سوار ہوا۔ ایک اُونٹ پر دو شُغدُف دو طرف کسے جاتے ہین۔ فی اونٹ بارہ روپیہ کرایہ مکہ تک ٹھہرا۔ اور باقی ہمراہی بھی کوئی شُغدُف اور کوئی شبری پر سوار ہوکر تاریخ نوین ذیقعدہ کو مکہ معظمہ مین داخل ہوا۔ اب تو مین اور میری بہن سماۃ سعیدہ از حد بیمار ہوے گرمی سخت وہان پڑتی تھی۔ ذی الحجہ کی آٹھوین تاریخ جب مین واسطے حج کے منا کو روانہ ہونیلگا۔ اُسوقت مجھکو کچھ حواس نہ تھے مجھکو اور میری بہن سماۃ سعیدہ کو دو شبری مین لٹا کر چار بدوؤن کے کاندھے پر اُٹھاکر غشی کی حالت مین سید ہاشم مرحوم نے طواف کعبہ کرایا۔ اور اُسی حالت غشی مین شغدف پر سوار کرکے منا کو روانہ ہوے۔ اور وہان سے دوسرے روز عرفات کو اور پھر دسوین تاریخ منا مین قربانی و رمی جمرات وغیرہ اُسی غشی کی حالت مین لوگون نے کرادی۔ لوگ ہماری زندگی سے مایوس ہوچکے تھے۔ بخار سخت اور ہیضہ اور خون کا دست جاری تھا منا مین پہونچنے کے بعد گیارہوین تاریخ ذی الحجہ کو فی الجملہ ہوش آیا۔ معلوم ہوا کہ فصلی عارضہ ہیضہ بکثرت پھیلا ہوا ہے ہزارہا آدمی ملک عدم کو روانہ ہوچکے۔ اور کل حجاج گیارھوین ہی تاریخ منا کو چھوڑکر بھاگے جارہے ہین۔ میرا بھی قافلہ وہان سے اُسی روز روانہ ہوا۔ اور مکہ شریف مین پہونچا سید ہاشم صاحب کو جو ہمارے معلم اور از حد رحیم و شفیق ہمارے حال پر تھے۔ اور دن مین چند بار باوجود کثرت کار میرے پاس عیادت کو آیا کرتے۔ جب مین نے نہین دیکھا اُنکا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بھی سخت بیمار رہین۔ آخرکار تپ محرقہ مین تاریخ بیسوین ذی الحجہ روز چہارشنبہ ۱۳۱۰ ہجری مین

وہ اس سن دنیا کو چھوڑ لبیک گویاں داخل خلد بریں ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللھم اجرنی
فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہ اللھم اعطہ ثوابہ وارحمہ واحشرہ مع ائمتہ الصالحین الطاہرین
سید صاحب مرحوم کے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ اس قدر ہیں کہ احاطہ اسکا متعسر ہے ۔ ادنیٰ بات
یہ تھی کہ آپ کسی حاجی سے اپنے علاقہ تک کچھ مانگتے نہ تھے جتنے جو دیا سو لے لیا ۔ امیر و غریب اور
دینے والا اور نہ دینے والا سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتے تھے ۔ غریب مسکین کا بھی ویسا ہی کار
خدمت کرتے تھے ۔ جیسے امیروں کا ۔ افسوس ایسا منتظم شخص جو مسافروں کو تسلی کیواسطے تھا اٹھ
گیا ۔ اب انکے دو اور بھائی سید علی صاحب و سید محمد صاحب انکے جانشین موجود ہیں اگرچہ انکے
رستہ و چلن کو نہیں پاتے ۔ مگر پھر بھی دوسرے معلموں سے بہتر ہیں ۔ وہاں کے معلموں کی کیفیت
ناگفتہ بہ ہے ۔ تمام ماہ ذی الحجہ میں آسائش رہا ۔ محرم میں کچھ افاقہ شروع ہوا ۔ مگر میری خواہر
عزیزہ کی علالت بڑھتی ہی گئی ۔ اور حاجی اکبر علی صاحب ساکن محلہ سنگی مسجد جو ہمارے ہمراہ تھے ۔
انکی والدہ بھی سخت علیل ہوئیں ۔ اور ان دونوں عورتوں کی علالت نے طول پکڑا ۔ اب جو حکیم اور
ڈاکٹر علاج کیواسطے بلایا جاتا ہے ۔ وہ یہی صلاح دیتا ہے کہ تم لوگ جلد یہاں سے ہندوستان کو
روانہ ہو جاؤ ۔ چونکہ میں اس مرتبہ گورنمنٹ سے ڈیڑھ برس کی رخصت لیکر حج کو روانہ ہوا تھا اور
قصد یہ تھا کہ ایک برس کامل مکہ معظمہ میں رہوں گا ۔ اور ایک سال حج طرف سے حضرت والد ماجد
اور دوسرے سال والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی طرف سے کرونگا ۔ اور چند مہینے مدینہ منورہ میں
رہونگا ۔ اور اسی درمیان میں بیت المقدس کی زیارت سے بھی فراغت کرونگا ۔ بعد اسمیں روانگی ہندوستان
پر ہرگز راضی نہیں ہوتا تھا لیکن اپنی خواہر عزیزہ کے اصرار پر انکی بیقراری اور بیتابی و تکلیف
ناگوار اور حکیموں اور ڈاکٹر کی تجویز و صلاح سے مجبور ہو کر بلا زیارت مدینہ منورہ قصد
ہندوستان کا کیا ۔ اور بتاریخ اٹھائیس محرم ۱۳۱۱ ہجری روز شنبہ کو ہم لوگ مکہ معظمہ سے روانہ
ہوئے ۔ اور یکم صفر کو جدہ پہونچے ۔ اور تاریخ چودھویں صفر کو جہاز پر سوار ہوئے ۔ دو روز
کے بعد سترھویں صفر کو والدہ حاجی اکبر علی صاحب نے انتقال کیا ۔ اور ہماری خواہر عزیزہ کی
بھی حالت خطرناک ہو رہی تھی ۔ میں خود بھی علیل تھا ۔ مگر جب جہاز کامران کا جزیرہ قمران سے نکلکر سمندر
میں پہونچا ۔ افاقہ ہم لوگوں کو شروع ہوا ۔ چھبیسویں صفر روز جمعہ کو ساڑھے بجے ہم داخل بمبئی ہوئے ۔

ادرکوسیٹھ کے مسافرخانہ مین جو نہایت وسیع عین برلب بحر شور نہایت پرفضا جگہ مین واقع ہے فرود ہوے - اور بالاخانہ پر ایک کمرے مین ہم لوگ اُترے - وہان کے مہتمم جناب مولوی محمد شاہ صاحب جو ایک نہایت ہی خوش اخلاق آدمی تھے - ملاقات ہوئی - اُنھون نے ہر طرح ہماری راحت و آرام مین سعی و کوشش کی - مین نے فی الفور پٹنہ کو تار بھیجدیا - اور وہان سے بتاریخ اٹھائیس صفر ریل پر سوار ہو اور بتاریخ یکم ربیع الاول ۱۳۱۱ھ وقت شام پٹنہ پہونچا - اور بتاریخ دسوین شوال ۱۳۱۲ ہجری صبیہ خرد فقیر مسماۃ زینب بعمر چھبیس ۲۶ سال راہی خلد برین ہوئی - اللھم اغفرلھا وارحمھا - اور بتاریخ چھٹی ذلیقعدہ سنہ صدر نور دیدہ پارہ فوادی محمد صالح پسر عبد الفتاح بعمر نو برس چار ماہ آغوش مادر کو چھوڑ کر مسکن گزین علیین ہوا - انا للہ وانا الیہ راجعون - اور بعد ایک برس کے بتاریخ بارھوین ذلیقعدہ ۱۳۱۳ ہجری اہلیہ فقیر مسماۃ جمیلۃ النسا نے اس قفس عنصری کو چھوڑ کر جنت الماوی مین جگہ لی - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللھم اغفرلھا وارحمھا اللھم ما کان منھا من حسنۃ فتقبل منھا وما کان منھا من سیئۃ فتجاوز عنھا - اب وقت تحریر ان سطور کے کہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ ہے عمر فقیر پینسٹھ برس آٹھ مہینے کو پہونچی - اور باعث توالی غموم وہموم وضیق النفس دوامی کے نوبت یہ پہونچی ہے - کہ ہاتھون مین رعشہ اور بصارت مین بھی قصور وفتور واقع ہوگیا ہے - کہ لکھنے سے مجبور رہون - یہ جو کچھ لکھا گیا ایک کاتب کو بٹھا کر لکھا یا ہے - اور نظر ثانی کرنے سے بھی مجبور ہون پس جو کچھ اسکے اندر حضرات ناظرین سہو وغلطی پاوین عیب پوشی کو کام مین لا کے قلم اصلاح سے مزین فرماوین **شعر** شتاب اے پارسا روی از گنہگار + بہ بخشا یندگی در وے نظر کن + اگر من ناجوان مردم بکردار + تو بر من چون جوان مردان گذر کن + اب مین اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہون رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضنہ و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ٥ -

نقشہ اولاد و احفاد کا یہ ہے

مسماۃ سائرہ مرحومہ
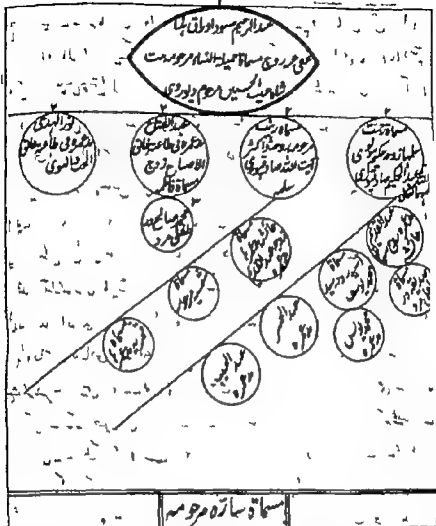
ست مولانا فرحت حسین قدس سرہ زوجہ مولوی ہدایت احمد مرحوم - انکی پیدائش غالباً ۱۲۹۶ھ ہجری میں ہوئی ہوگی - اُنھوں نے قرآن بانرجمہ پڑھ لیا تھا اور اردو کتاب پڑھے پر قادر تھیں - انکی دس برس کی عمر تھی کہ جناب مولانا ولایت علی قدس سرہ نے اپنے صاحبزادے مولوی ہدایت احمد مرحوم سے شادی کردی تھی - اور بعد اسکے انکو اپنے ہمراہ ملک افغانستان کو لیگئے - جو آخری سفر آپ کا ملک سوات کو ہوا - وہاں تخمیناً تین برس یہ ہمراہ بڑے حضرت قدس سرہ رہیں - اسکے بعد چار برس اور تھانہ میں حضرت قدس سرہ کے ساتھ قیام کا اتفاق ہوا - سات برس انکا وہاں قیام رہا - اس اثنا میں گھوڑے کی سواری و قواعد وغیرہ فنون حرب سے

بھی واقف ہوگئی تھین - مگر جب انکے زوجہ مولوی ہدایت اللہ مرحوم کا دل وہان سے برخاستہ ہوا اور وہ روانہ چین ہوے - یہ بھی انکے ہمراہ آئین - اُسوقت سے برابر صادق پور مین رہین - یہان آکر ایک لڑکی سماۃ سلمٰی پیدا ہوئی - اور وہ دو ڈھائی برس کی ہوکر گذر گئی - اُسکے بعد ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۲ ہجری مین ڈاکٹر آیت اللہ مدعمرہ پیدا ہوے - اسکے بعد پھر کوئی اولاد انکے نہوئی - بعد اسکے سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین انکے زوج مولوی ہدایت اللہ صاحب کا انتقال ہوا اس غم سے انکی آنکھون کی بصارت بالکل جاتی رہی - آدمی نہایت کم سخن و صاحب حلم و مروت تھین - بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی صحبت و تعلیم کا اثر انکے اندر نہایت اچھا تھا - اس زمانہ مین انکی ذات ستودہ صفات مغتنمات مین سے تھی - اور نہایت ہنرمند اور صاحب فہم و فراست تھین - باوجود آنکھون کی روشنی کے چلے جانے کے خیاطت پر بخوبی قادر تھین - اپنا اور اپنی پوتیون کا کپڑا خود سی لیا کرتی تھین - تخمیناً ساٹھ برس کی عمر مین بتاریخ چھٹی ربیع الثانی روز دوشنبہ سنہ ۱۳۱۷ ہجری مین آپ نے اس جہان فانی کو چھوڑا - اور اپنے آباء صالحین سے جا ملین - اللھم اغفر لھا و ارحمھا و نور مرقدھا - نقشہ اولاد و احفاد کا یہ ہے -

مسماۃ فاطمہ سلمہا

بنت مولانا رحمت حسین قدس سرہ انکی پیدائش تخمیناً سنہ ۱۲۳۰ ہجری میں ہوئی قرآن شریف معہ ترجمہ خود
فقیر نے انکو پڑھایا ہے - اردو خوانی پر کچھ قادر ہیں - انکی شادی ساتھ مولوی عبدالرحمن مرحوم پسر
چچازاد حضرت مولانا ولایت علی قدس سرہ کے حضرت والد ماجد مولانا رحمت حسین علیہ الرحمۃ نے
اپنی آخر عمر میں کردی - مولوی عبدالرحمن مرحوم تخمیناً ڈیڑھ برس زندہ رہ کر سنہ ۱۲۷۵ ہجری میں اس
جہان فانی کو چھوڑکر داخل علیین ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم اغفرلہ وارحمہ
بعد دو ڈھائی برس کے انکا نکاح ساتھ مولانا یحییٰ علی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فقیر نے کردیا انسے ایک
لڑکا مولوی محمد یوسف معروفی طال عمرہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے - وہ تخمیناً نو دس مہینے کے تھے کہ
جناب مولانا مرحوم قید ہوکر جزیرہ انڈمان کو بھیجے گئے - اور وہاں جاکر سنہ ۱۲۸۵ ہجری میں انتقال کیا -
جنکا ذکر حضرت ممدوح کی سوانح عمری میں گذر چکا ہے - آپ نے دو بار حج کیا اول مرتبہ معیت اپنے برادر
حقیقی مولوی عبدالرؤف صاحب کے سنہ ۱۲۹۵ ہجری میں - اور بار دوم ہمراہ فقیر مولف ہذا سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں -
عزیزی مولوی محمد یوسف حضری کی شادی ساتھ مسماۃ عطیۃ السلام بنت حکیم ظہور الحسن مرحوم آروی سے ہوئی
جسکی تفصیل بالنقشہ اولاد و احفاد کا انکی سوانح عمری میں گذر چکا - من شاء فلیتطالعہا -

مسماۃ سعیدہ سلمہا

بنت حضرت مولانا رحمت حسین صاحب قدس سرہ زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم - یہ تخمیناً دو برس کی ہونگی
کہ جناب والدہ ماجدہ مسماۃ محمودہ غفر اللہ لہا نے انتقال فرمایا - اور تخمیناً آٹھ نو برس کی ہونگی کہ جناب
حضرت والد ماجد مولانا رحمت حسین قدس سرہ نے رحلت فرمائی - اسوقت سے انکی کفالت و پرورش
یہ فقیر مولف اپنی جان کرتا رہا - تخمیناً چودہ برس کی ہونگی کہ یہ فقیر بھی انکے سر سے اٹھا لیا گیا اور
سنہ ۱۲۸۰ ہجری میں قید کرکے جزیرہ انڈمان کو بھیجا گیا - اب انکا کوئی والی وارث سرپرست نہ رہا - اسکے
بعد انکی شادی ساتھ شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم کے ہوئی - بعضے انکی اولاد و احفاد کا
اوپر گذر چکا ہے -

شمس العلماء برادرم عزیز مولوی عبدالرؤف صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

ابن مولوی فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی والدہ کا نام مسماۃ نجیبن مرحومہ ہے۔ بنت قاضی اسمٰعیل صاحب مرحوم ساکن موضع دولت پور ضلع گیا۔ انکا پورا نسب نامہ ذیل نسبنامہ قاضی فرزند احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ فصل پنجم مین آویگا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۷۲ھ ہجری مین ہوئی۔ آپ دو برس چند مہینون کے تھے کہ والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ اُسوقت سے آپ برابر زیر پرورش وتعلیم وتادیب اس مسودا وراق ہذا کے رہے۔ چار برس کی عمر مین مکتب مین بٹھائے گئے۔ مولوی سید عبدالوحید صاحب ساکن موضع یحییٰ پور آپ کے پڑھانے کے لیے مقرر کیے گئے۔ آپ ساڑھے نو برس کی عمر کو پہونچے ہونگے۔ کہ یہ فقیر بھی انکے سر پر سے علٰحدہ کرلیا گیا۔ جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ بعد اُسکے آپ زیر تعلیم شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم کر رہے۔ اور انھین سے اکثر کتابین درسی عربی وفارسی کی پڑھین۔ آخر مین جاکر کچھ تھوڑا جناب حکیم مولوی عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی سے پڑھا۔ آپ کو شعر وشاعری کا بھی مذاق حاصل ہے۔ فکر تخلص کرتے ہین۔ بعمر پانزدہ سالگی شادی آپ کی ساتھ مسماۃ خدیجہ بنت جناب مولانا احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی کہ قطعہ تاریخی اُسکا جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواردی نے یون لکھا ہے۔ **قطعہ**

مولوی وفقیہ ودانشمند + احمد اللہ کہ ہست صاحب داد + بستہ شد عقد دخترش درجمعہ
چون بعبدالرؤف پاک نہاد + ہاتف آندم زروے بہجت گفت + زہرہ با مشتری مزین باد

ولہ ۱۲۸۶ھ

عقد عبدالرؤف چون بستند — خلق شد از وقوع آن شادان
لبِ چرخ این ترانہ بزد — خانہ آباد شد مبارک باد

ولہ ۱۲۸۶ھ

چون بگوشم شد نوید عقد از عبدالرؤف — ماہ وروز ووقت پرسیدم از آن سہام النصر
گفت از من زیر لب آہستہ بے روے الم — در مہ شوال ویوم جمعہ ہم ہنگام عصر
۱۲۸۶ھ

اُنسے ایک لڑکا محمد ایوب پیدا ہوا جسکی تاریخ ولادت جناب موصوف نے یون فرمائی ہے۔ **قطعہ**

زاد عبد الرؤف را پسرے
خواستم سال آن چنانکہ شود
گفت حیرت کر رود و خوش سکے

حالی کون چون چراغ مکان
روز و تاریخ و نام جملہ عیان
یوم آدینہ ماہ ہم رمضان

١٢٩٦ (١٢٨٦)

ولہ

یافتہ چوں فرزند خورد مولوی عبدالرؤف
سال آن با عید وقت و روز و ہم تاریخ و ماہ
گفت ہاتف ہمدگان سال ہلال دش کرو

بالتش سید ارشد آمد و حیثش رفت زدم
خواستند از حیرت ما دان لعل لم حیند و تم
وقت ما رحو آدینہ و اول ماہ محرم

اسکے بعد آپ مع اپنی والدہ و اہلیہ طفل شیرخوار و ہمشیرہ فاطمہ ہمشیرہ خود ١٢٨٩ ہجری میں حج کو تشریف
فرما ہوے۔ اور وہاں سے عرصہ ایک سال میں مراجعت فرمائی بعد واپسی وہاں کے تھوڑے
دنوں کے آپ کی اہلیہ مسماۃ عزیزہ نے اپنے لڑکے کو شیرخوار چھوڑکر داعی اجل کو لبیک کہا اور
جنت کو رحلت ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفر لہا وارحمہا۔ اسکے بعد آپ نے
مسماۃ تسبین بنت سید ہمت علی ابن میر سلامت علی ساکن پوری ضلع گیا ابن میر برکت علی ساکن موضع
تھیایان مخدوم پور ضلع گیا سے نکاح کیا۔ اُنسے ایک فرزند ولبند محمد زکریا مع مرحومہ عطیہ اللہ تعالیٰ
پیدا ہوے۔ یہ اہلیہ بھی آپ کی قریب تین برس بعد شادی بقید حیات رہکر داعی اجل خلد بریں ہوئیں۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفر لہا وارحمہا۔ اسکے بعد تیسری شادی آپ کی سا تھ
مسماۃ ست الفاطمہ بنت شیخ عبدالحمید صاحب بن شیخ محمد حسن مرحوم بن مولوی اطہر علی مرحوم بن مولوی
وارث علی مرحوم آروی سے ہوئی۔ اُنسے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہوا۔ مسماۃ میمونہ زوجہ منشی
محمود حسن مصنف سلمہا اللہ تعالیٰ اور محمد الیاس و مسماۃ سعیدہ مرحومہ پیدا ہوے۔ یہ اہلیہ محترمہ
چودہ برس بعد شادی اس زندگانی فانی سے مہجور ہوکر اس دنیا سے دیہ کو خیرباد کہتی ہوئی داخل
فردوس ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہم اغفر لہا وارحمہا۔ تب آپ نے چوتھی
شادی ایک بیوہ عورت مسماۃ رقیہ بنت مولوی برکات احمد مرحوم نگرنہسوی بہن حاجی مرادی خان
مولوی شمس الحق صاحب بلدت برکاتہ ساکن موضع ڈیانواں سے کی۔ ہنوز اُنسے کوئی اولاد نہیں ہوئی
ہے۔ آپ بعد انتقال شمس العلماء مولوی محمد حسن مرحوم محمدن اینگلو عربک اسکول کے سکرٹری

مین ہوے - اُسوقت سے اسکام کو نہایت عمدگی و حُسن لیاقت کے ساتھ انجام دے رہے ہین -
چنانچہ اسکے صلے مین گورنمنٹ سے خلعت وخطاب شمس العلماء کا عطا ہوا ہے - اور آپ ہمیشہ جلسہ لیسلیٹرے
مین مدعو ہوتے ہین - اور آپ کے اسکول کا سالانہ جلسہ ہر سال ہوا کرتا ہی - اُسمین چندبار جناب
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال نے بھی تشریف لاکر براہ عنایات خسروانہ انعام طلبا اپنے ہاتھ سے
تقسیم فرمایا ہے - چنانچہ اس سال بھی یعنی ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۱ء مین واسطے رکھنے بنیادی پتھر
عمارت اسکول کے نواب صاحب بہادر ممدوح الیہ تشریف لائے تھے - اور اپنے دست مبارک
خاص سے اس عمارت کا بنیادی پتھر رکھا - اور طلبہ کو انعام تقسیم فرمایا - اور بہت کچھ خوشنودی
اپنی آپ کی نسبت ظاہر کی - افسوس کہ آپ کے صاحبزادۂ کلان محمد ایوب مرحوم نے بعد حصول علم
عربی و فارسی و انگریزی عین حالت شباب اکیس برس کی عمر مین بتاریخ ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۰۹ھ ہجری
مطابق ۱۳ جنوری ۱۸۹۳ء روز جمعہ اس دنیا عجوزہ کو چھوڑ کر جنت نعیم کو روانہ ہوے - انا للہ
وانا الیہ راجعون - اللھم اغفرلہ وارحمہ اللھم اجرنے فی مصیبتی واخلف لی
خیراً منہ - یہ لڑکا نہایت ذہین و ذکی و فطین تھا اور ازبسکہ حلیم و سلیم ولبیب مگر افسوس
کہ اسکی عمر نے وفا نہ کی - اور اسکے جوہر اُبھرنے نہ پائے - این ماتم سخت است کہ گویند
جوان مرد + اورتاریخ ۸ جمادی الثانی ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۲۵ اپریل ۱۸۸۴ عیسوی روز جمعہ
کو آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ نجیبن مرحومہ نے رحلت فرمائی - انا للہ وانا الیہ راجعون -
اللھم اغفرلھا وارحمھا - اور اُسی تاریخ کی شب کو مسماۃ میمونہ مدعوا آپ کی لڑکی نے
بمقام آرہ وجود ہستی کا پہنا -
کہ دنیا مین تو ام ہین شادی و غم - کا پورا مصداق ظہور مین آیا -

نقشہ آپ کی ازواج و اولاد کا یہ ہے

مولوی بشارت علی مرحوم

بن مولوی وارث علی مغفور بن ملا محمد سعید قدس سرہ آپ کی شادی مسماۃ رحیمن بنت حضرت شاہ محمد معز
رحمتہ اللہ علیہ ساکن محلہ بہو بیسہ سے ہوئی آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئیں مولوی عسکر علی
مرحوم و مولوی اکبر علی شہید و مسماۃ واجدہ مرحومہ آپ ان تینوں اولاد کو صغیر سن چھوڑ کر
چوبیس پچیس برس کی عمر میں رحلت فرما کے دار بقا ہوئے۔ آپ کے صاحبزادہ کلاں مولوی
عسکر علی مرحوم کی شادی بسنا بکھولی ضلع شاہ آباد میں ہوئی مگر کوئی اولاد آپ کو نہیں ہوئی
ایک کپتان صاحب کمپ داناپور میں رہتے تھے جب اُنکی پلٹن داناپور سے کابل کو جانیکی
اُسوقت گورنمنٹ کی طرف سے فوج واسطے لڑائی دوست محمد خان کے جاتی تھی۔ آپ کو
اُس کپتان سے بہت کچھ ربط و ضبط تھا۔ آپ بھی اُنکے ہمراہ ہوئے۔ اور کابل روانہ ہوگئے۔

جا ساشیر میں بجان آفرین سپرد کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اغفر لہ وارحمہ والحقہ عن آباءہ الصالحین

اور تین برس کابل وہان رہے۔ برٹش گورنمنٹ کی نوکری بحسن وجوہ انجام دیتے رہے۔ پھر جب کابل مین فساد ہوا۔ اور فوج سرکاری وہان سے واپس آئی۔ آپ بھی وہان سے واپس آئے۔ لیکن گھر کو تشریف نہ لائے۔ دہلی و میرٹھ کی طرف رہے۔ آخر مین اٹاوہ مین دو تین برس قیام کرکے ۱۲۶۷ھ ہجری مین آپ نے وہین انتقال فرمایا۔ اور آپ کی اہلیہ نے پانچ چار برس قبل اسکے اسی پٹنہ مین انتقال کیا۔ مولوی باقر علی صاحب کی شادی نہین ہوئی۔ وہ اٹھارہ بیس برس کی عمر مین یہان سے بمعیت حضرت جناب امیرالمومنین سید احمد صاحب کے روانہ ہوے۔ جیسا کہ سوانح عمری مین حضرت جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران کے ذکر ہوچکا ہی۔ وہ یہان سے جناب سید احمد صاحب کے ہمراہ ملک افغانستان کو تشریف لیگئے۔ اور وہان دوسری تاریخ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ ہجری مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۲۶ء مین جو جنگ سردار بدھ سنگھ سپہ سالار رنجیت سنگھ کے ساتھ بمقام اکوڑا کے ہوئی اسمین آپ شہید ہوے منشی محمد جعفر صاحب انبالوی نے اپنی تاریخ سوانح احمدی مین اس جنگ کے حالات مین لکھا ہے کہ مولوی باقر علی صاحب عظیم آبادی سب سے اول شربت شہادت نوش کرکے زمین پر گر پڑے۔ آپ اور مولوی طالب علی صاحب مرحوم آپ کے برادر عموی جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہی یہ دونون ہم عمر تھے۔ اور آپسمین باعث ہم عمری کے کمال محبت رکھتے تھے۔ اور جناب حضرت سید صاحب کی خدمت خاص مین یہ دونون وہان رہا کرتے تھے۔ خاص پہرہ بھی دونون باری باری دیا کرتے تھے۔ مسماۃ واجدہ کی شادی ساتھ حکیم مولوی احمد علی مرحوم بن رضی الدین حسین خان بن رفیع الدین حسین خان ساکن مغلپورہ کے ہوئی۔ اور آپ کا انتقال تاریخ ۷ جمادی الاول ۱۳۰۰ھ ہجری مین ہوا اور آپ نے اسی برس کی عمر پائی۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئین۔ جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم مغفور و جناب حکیم مولوی محمد نصیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اور تین صاحبزادیاں ہوئین۔ مسماۃ رشیدن زوجہ ثانیہ جناب حضرت مولانا وحید حسین قدس سرہ و مسماۃ زہرا زوجہ شاہ عبدالخالق مرحوم بن جناب حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ محلہ نوہٹہ و مسماۃ ساجدہ سلمہا اللہ تعالیٰ زوجہ شیخ عبدالرحمن مرحوم بن قاضی قمر علی مغفور ساکن موضع مہدانوان۔ جسکا نقشہ یہ ہے۔

سوانح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ کی سوانح عمری واولاد واحفاد کی تفصیل وتحقیق کے بیان مین صدہا کتابین سلف وخلف سے تصنیف ہوتی چلی آئی ہین۔ جواب مستغنی عن البیان ہین۔ لیکن تھوڑا ساتیمنًا وتبرکًا اس جگہ لکھتا ہون آپ کے اسم شریف مین بہت کچھ اختلاف ہی۔ لیکن راجح ومحقق یہ ہے۔ کہ آپ کا نام عبداللہ تھا۔ اور ابن ابی قحافہ بھی بولا کرتے تھے۔ اور آپ کے والد کی کنیت ابی قحافہ اور نام عثمان تھا۔ وہ بیٹے عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب التیمی القریشی کے تھے۔ آپ کا نسب سات پشتون کے بعد مرّہ بن کعب مین جاکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہی۔ اور آپ کی والدہ کا نام سلمےٰ بنت صخر بن عامر بن سعید بن تیم بن مرّہ ہے اور بعضون نے کہا ہی۔ کہ حضرت ابوبکر کا نام عبد رب الکعبہ تھا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا۔ اور آپ کا نام عتیق بھی تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ آپ اول المسلمین ہین جوان اور آزاد مرد لوگون مین سب کے اول آپ ہی ایمان لائے۔ آپ عام الفیل کے دو برس اور چار مہینے بعد پیدا ہوے آپ کا رنگ گورا اور چہرہ ہلکا تھا۔ ربیع الاول سلہ ہجری مین آپ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقرر ہوے۔ آپ کے محامد ومناقب بہت کچھ ہین۔ اس جگہ تھوڑا سا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول سے نقل کرتا ہون ۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ لما بلغہ وفاۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ جاءہ مسرعا باکیا وقال رحمک اللہ یا ابا بکر واللہ لقد کنت اول القوم اسلاما واخلصہم ایمانا واشدہم یقینا واخوفہم باللہ واحوطہم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحسنہم صحبۃ وافضلہم مناقبا واکرمہم سوابقا واقربہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشبہہم بہ ھدیا وخلقا وسمتہ وفضلا واکرمہم علیہ و اوثقہم عندہ فضلا وفخرا فجزاک اللہ عن الاسلام خیرا صدقت رسول اللہ صلعم حین کذبہ الناس فسماک اللہ فی کتابہ العزیز صدیقا وقال والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون وآسیتہ حین تخلفوا وقمت معہ حین قعدوا وصحبتہ فی الشدۃ کرم صحبۃ ثانی اثنین فی الغار والمنزل علیہ السکینۃ ورفیقہ فی الہجرۃ والمواطن المکرہۃ فقویت حین

صدقت اذ کذبوا وبرزت حین استکانوا ونطقت حین تعتعوا وذهبت حین کسلوا ومضیت بنور
الله وحل حیان وعمرت اکثت اطولهم صمتا واشعلهم قطعا واشدهم یقینا واحسنهم عملا
کنت اتقاك ما اهمهم وحفظت ما اضاعوا ورعیت ما اهملوا وعلوت اذا طلعوا۔ و
صبرت اذا جزعوا وکنت کالجبل لا تحرکه العواصف کما قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
انه ضعیف فی بدنه قوی امر دینه متواضع فی نفسه عظیم عند الله مکرم الی اهل الارض
والسموات جزاك الله عنا وعن الاسلام خیرا۔

شیخ صبغۃ اللہ عرف روح الدین خان

آپ کا اصل مکان موضع الاول پور تھا۔ جو قریب نگر سہسرام ہے۔ پھر آپ پھلواری میں آکے سکونت پذیر
ہوئے آپ کے والد شیخ ہدایت اللہ مرحوم کے محل اولی سے شیخ سکندر ہوئے۔ اور محل ثانیہ سے آپ
پیدا ہوئے جب آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ صغیر سن تھے۔ آپ کے برادر علاتی نے تمام املاک
موروثی پر قبضہ کر لیا اور آپ کو گھر سے نکال دیا۔ آپ سخت حیران ہوئے نہایت پریشانی کی حالت میں
کسب معاش کی فکر میں حیران و سرگردان پھرتے تھے اسی اثنا میں شاہ عالم بادشاہ دہلی رونق افروز
بلدۂ عظیم آباد پٹنہ ہوئے اُسوقت بیگم عبدالرحمن خان حاکم پورنیہ آرہی تھیں۔ اثنائے راہ میں ان سے
ملاقات ہوئی سبب پریشانی کا انکی پوچھا آپ نے دعوی کی اپنے برادر کی بیان فرمائی۔ بیگم صاحبہ نے
آپ کو ہمراہ لیا۔ اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئیں۔ اور کہا یہ میرا فرزند ہے۔ امیدوار مراحم بادشاہی
کی ہون۔ بادشاہ کی طرف سے اُسی وقت نائب ناظم صوبہ بہار کا عہدہ مرحمت ہوا۔ اور خطاب
روح الدین حسین خان کا عطا ہوا۔ اور ایک بہت بڑی جاگیر آپ کو عنایت ہوئی۔ جسکے بعض دیہات
اسوقت تک ہم لوگوں کے قبض و دخل میں ہیں جسکی تفصیل آگے آویگی۔ آپ اُسوقت سے برابر
نائب ناظم صوبہ بہار کے عہدے پر مقرر رہے۔ جبکہ نواب مظفر جنگ ساکن مرشدآباد با عانت کمپنی
انگریز بہادر صوبہ بہار پر حکمران ہوئے۔ انہوں نے بھی آپ کو اسی عہدہ پر قائم رکھا۔ بعد اسکے جب
کمپنی بہادر نے نواب دلاور جنگ ولد نواب مظفر جنگ نواب مرشدآباد کی تنخواہ کر دی۔ اور خود
بالاستقلال صوبہ بہار پر حکمران ہو گئے۔ اُسوقت کمپنی کی طرف سے بھی آپ اُسی عہدے پر مقرر رہے

آپ کو انگریزی کمپنی کی طرف سے سنہ ۱۲۰۶ فصلی مطابق فروری سنہ ۱۸۰۰ء مین نواب معین الملک امین الدولہ بہادر ناصر جنگ عامل صوبہ بہار کا خطاب ملا سنہ ۱۱۹۳ فصلی مین آپ کا انتقال ہوا - آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے رفیع الدین حسین خان اس عہدے پر مقرر ہوے جب انگریزی کمپنی کا تسلط تمام صوبہ بہار پر ہوگیا کمپنی نے اس عہدے کی ضرورت نہ دیکھی - تب اس عہدے ہی کو برخاست کر دیا - آپ کو جو مواضعات شاہ عالم بادشاہ دہلی کی طرف سے جاگیر مین مرحمت ہوے تھے - وہ بہت تھے - جسکی مجھکو اطلاع نہین ہوئی - اور کچھ بروقت بندوبست انگریزی سرکار مین لے لیے گئے - اب جو موجود ہین وہ یہ ہین - جیبا سارنگہ - گلونجر - مکرندپور - رسولی - یہ کل مواضعات ضلع مظفرپور مین ہین - منصورپور - دانیال پور - سعد اسد پور - منی چک عرف بہادر چک - سید پورہ - افضلپور - سرور - معہ قطعہ اکبر یار - ارزنیہ - مان سنگھ پور - یہ کل ضلع پٹنہ حوالی نگرنہسہ مین واقع ہین -

نام واہب	عزیزالدین عالمگیر ثانی ابن معزالدین جہاندار شاہ
تاریخ فرمان	مرقومہ پانزدہم ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری
تاریخ عطائے معاش و خطاب	ایضاً
موہوب لہ	شیخ صبغۃ اللہ
خطاب	روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ
عہدہ	منصب داری
پروانہ دوم	شمس الدین علی خان مرقومہ چہارم شوال سنہ ۱۱۷۵ھ
پروانہ دیگر	ولی عہد جوان بخت بہادر بن شاہ عالم مرقومہ ۲۶ شعبان سنہ ۱۱۷۶ھ
سند اول	وزیر الممالک آصف خان نظام الملک مرقومہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ
سند دوم	راجہ دلیر سنگھ روشن راے دیوان مرقومہ ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ھ
سند سوم	مرزا اکبر شاہ ملقب وزیر الممالک مرقومہ ۱۲ محرم سنہ ۱۱۷۹ھ
پروانہ سوم	مہاراج شتاب راے مرقومہ ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۱۸۵ھ
سند	وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر مرقومہ ۱۹ رجب سنہ ۱۱۸۴ھ

ربیع الدین حسین خان بہادر

ربیع الدین حسین خان - آپ کی شادی ساتھ مساۃ بی بی شکرن بنت حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی قدس سرہ ساکن محلہ تو پہیہ کے ہوئی آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی یعنی ربیع الدین حسین خاں زوجہ مساۃ طاہرن بنت حضرت شاہ محمد معز قدس سرہ ساکن محلہ موہمہ - رکن الدین حسین خان عرف شیخ بہاری زوجہ بی بی حمیدن بنت شیخ رستم علی مرحوم - شمس الدین حسین خان شیخ مسیح الدین خان - ان دونوں کی شادی اپنی ذات برادری میں ہوئی - مساۃ زمرن زوجہ مولوی فتح علی مرحوم صادقپوری جو جدہ مادری فقیر مسود اوراق ہذا کی ہیں - نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے -
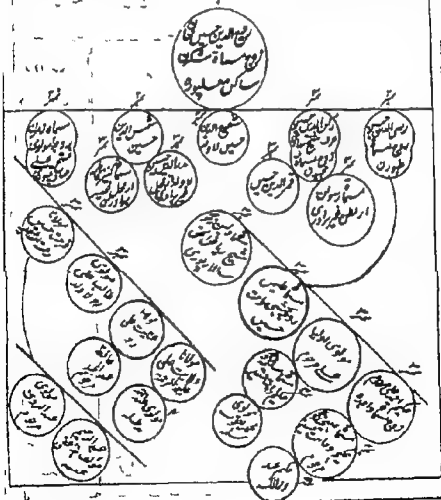
شیخ رضی الدین حسین

ساکن محلہ مغلپورہ ثم صادق پور۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ ظہورن بنت حضرت شاہ محمد معز ساکن محلہ
نمو ہیہ کے ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم۔ و جناب
مولوی اولیا علی مرحوم۔ و مسماۃ دلہن زوجۂ شیخ ریاض الحق مرحوم۔ ساکن سالارپور۔ و مسماۃ علیمن
زوجۂ بخشی راحت حسین مرحوم۔ ساکن حبیب پور ڈمری۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے۔

شیخ رضی الدین حسین

۱	۲	۳	۴
حکیم احمد علی مرحوم	مولوی اولیا علی مرحوم	مسماۃ دلہن مرحوم	مسماۃ علیمن مرحومہ
حکیم وجاہت حسین مرحوم	حکیم ارادت حسین مرحوم	مسماۃ سلیمہ مرحومہ	مسماۃ حبیبہ مرحومہ

شیخ رکن الدین حسین

عرف شیخ بہاری ساکن محلہ مغلپورہ۔ آپ کی شادی مسماۃ مجیدن بنت شیخ رستم علی مرحوم سے ہوئی
اس محل سے صرف ایک بیٹا مولوی قمر الدین حسین پیدا ہوئے جنکی شادی ساتھ مسماۃ جمیلۃ النساء
بنت جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم صادق پوری کے ہوئی۔ بعد شادی آپ صرف چند مہینے یہاں
رہکر ہمراہ مولوی مظہر علی شہید ساکن محلہ لودیکٹرہ ملک افغانستان کو چلے گئے۔ اور وہاں حضرت
جناب سید احمد صاحب سے جا ملے۔ اور پشاور میں ہمراہ مولوی مظہر علی شہید شہید ہوئے۔
جسکی پوری کیفیت سوانح احمدی مولفہ منشی محمد جعفر صاحب انبالوی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آپ نے
بعد انتقال مسماۃ مجیدن محل اولیٰ کے غیر برادری میں دو نکاح کیے۔ مسماۃ امامن محل ثانیہ نے لاولد
انتقال کیا۔ محل ثالثہ مسماۃ طہورن عرف شیخانی سے ایک بیٹی مسماۃ رسولن پیدا ہوئیں۔ اُن کی
شادی عبداللہ شاہ ساکن بہار سے ہوئی جسکا نقشہ یہ ہے

شیخ شمس الدین حسین
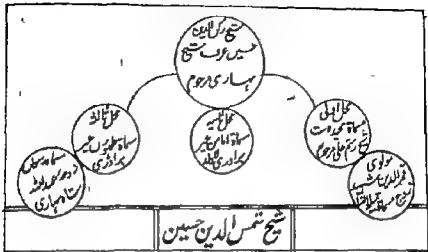
ساکن محلہ مغلپورہ آپ کی کوئی شادی برادری میں نہیں ہوئی۔ آپ نے غیر برادری میں دو نکاح کیے
محل اولیٰ مسماۃ کریم النسا کا لاولد انتقال ہوا۔ محل ثانیہ مسماۃ عمدۃ النسا ان سے ایک دختر مسماۃ
کبیر فاطمہ اور ایک بیٹا شیخ بدرالدین حسین پیدا ہوئے۔ اور لاولد انتقال کیا۔ دو مسماۃ کبیر فاطمہ کی
شادی میر یوسف حسین پسر میر حامد حسین ساکن بخشی محلہ سے ہوئی۔ ان سے تین بیٹے اور پانچ دختر پیدا ہوئیں
محمد حسین۔ فرحت حسین رضا حسین۔ مسماۃ [illegible] زوجہ میر ہلال حسین ساکن مولانگر ضلع مونگیر۔ مسماۃ لطیفن مسماۃ
اشفن۔ و مسماۃ [illegible] و مسماۃ میرن۔

جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم

آپ نے اپنی درسی کتابین تمام وکمال اپنے وطن مین پڑھین۔ بعد اُسکے جب آپ کو زیادہ تر شوق تحصیل علم کا ہوا۔ آپ لکھنؤ تشریف لیگئے۔ اور وہان تحصیل علم طب جناب مرزا غضنفر علی خان طبیب بادشاہی سے کی اور قریب پانچ برس کے وہان رہے۔ اور آپنے وہان ایک شادی بھی کی۔ آپ کی اول شادی مسماۃ واجدہ بنت مولوی بشارت علی مرحوم سے ہوئی۔ اُنسے دو بیٹے حکیم وجاہت حسین مرحوم و حکیم محمد نصیر سلمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوے۔ اور تین بیٹیان مسماۃ رشیدنؒ زوجہ مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ جو بعد شادی صرف ایک برس زندہ رہکر لاولد رہگرائے آخرت ہوئین۔ دوسری مسماۃ زہرہؒ زوجہ شاہ عبدالخالق مرحوم ساکن محلہ نوہیہ یہ بھی لاولد دنیا سے رخصت ہوئین۔ تیسری مسماۃ ساجدہؒ کی شادی ساتھ شیخ عبدالرحمن خلف قاضی قمر علی مرحوم ساکن موضع مہدانوان سے ہوئی۔ اُنکی ایک بیٹی مسماۃ بتولن جنکی شادی داروغہ وحید الدین ساکن چھپرہ سے ہوئی۔ وہ لاولد رخصت ہوئین۔ اور ایک بیٹا عبدالغفور بعمر ستّرہ سال لاولد رخصت ہوے۔ حکیم احمد علی صاحب مرحوم نے جو شادی لکھنؤ مین کی تھی۔ اُنسے ایک بیٹی مسماۃ نصیحن پیدا ہوئین۔ اُسکی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم کے ہوئی۔ جسکا نقشہ حسب تفصیل ذیل ہے۔

جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم
محل اولی مسماۃ واجدہ
محل ثانیہ مسماۃ عابدہ لکھنوی
مسماۃ نصیحن مرحوم
مولوی محمد اسحاق سلمہ اللہ تعالیٰ
حکیم وجاہت حسین مرحوم
حکیم محمد نصیر صاحب سلمہ
مسماۃ رشیدن لاولد
مسماۃ زہرہ لاولد
مسماۃ ساجدہ
عبدالغفور لاولد
مسماۃ بتولن
مسماۃ شمس النہار
حکیم محمد نذیر
مسماۃ منیرن
حکیم عبدالمالک مرحوم

جناب مولوی اولیاء علی مرحوم

آپ کی شادی مسماۃ سعیدہ بنت مولوی محمد حسین صاحب ساکن پھلواری سے ہوئی۔ ان سے صرف ایک بیٹا جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم پیدا ہوئے۔ انکے بعد آپ کی اہلیہ نے انتقال کیا۔ تب آپ کی دوسری شادی مسماۃ وجیہۃ النساء بنت جناب مولوی الٰہی بخش مرحوم سے ہوئی۔ لیکن اس محل سے آپکے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ نقشہ اسکا یہ ہے۔

جناب مولوی اولیاء علی مرحوم

مسماۃ سعیدہ مرحومہ محل اولی

جناب مولوی حکیم ارادت حسین مرحوم

محل ثانیہ مسماۃ وجیہۃ النساء مرحومہ

مسماۃ ولیبن مرحومہ

بنت رضی الدین حسین خان زوجہ شیخ ریاض الحق صاحب ساکن محلہ سالارپور ضلع پٹنہ۔ انکے صرف تین بیٹیاں پیدا ہوئیں مسماۃ سلیمہ زوجہ اولیٰ حکیم ارادت حسین مرحوم۔ مسماۃ ناصرہ زوجہ شیخ غلام نبی مرحوم ساکن پھلواری۔ مسماۃ قطبن زوجہ مولوی اسرار حسین صاحب مرحوم ساکن محلہ دیوان پٹنہ۔ اسکا نقشہ یہ ہے

مسماۃ ولیبن صبیہ شیخ ریاض الحق مرحوم

مسماۃ قطبن

مسماۃ سلیمہ

مسماۃ ناصرہ لاولد

حکیم مولوی محمد اسحاق حسین سلمہ

مولوی محمد یعقوب

عزیز الرحمن سلمہ

عبدالصمد سلمہ

محمد ابراہیم سلمہ

قمر النساء سلمہا

شمس النساء سلمہا

مسماۃ علیمن مرحومہ

بنت شیخ رضی الدین حسین صاحب مرحوم - زوجہ بخشی راحت حسین مرحوم - ساکن حبیب پور ڈمری ضلع پٹنہ - انکے صرف ایک بیٹی مسماۃ صبیحۃ النسا پیدا ہوئین - اُنکی شادی ساتھ حکیم وجاہت حسین مرحوم کے ہوئی - اسکا نقشہ یہ ہے ---

مسماۃ علیمن مرحومہ
زوجہ بخشی راحت حسن
مرحوم

حکیم عبدالمالک مرحوم | مسماۃ صبیحۃ النسا زوجہ حکیم وجاہت حسین مرحوم | مسماۃ شیرین مرحومہ زوجہ شیخ عبدالاکرام

جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم

آپ نے درسی کتابین کل جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین - اُسکے بعد آپ لکھنؤ تشریف لیگئے - اور وہان جناب مولوی واجد علی صاحب فرنگی محل سے تکمیل علوم درسیہ کی کی - اور طب جناب حکیم طالب علی مرحوم سے پڑھی - جو یکے از طباے بادشاہی تھے - قریب آٹھ برس آپ وہان رہے آپ کا علم کتابی بہت عمدہ تھا - اشعار عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین نہایت عمدہ فرماتے - نثر بھی آپ کی بہت عمدہ ہوتی - انشا پردازی مین بھی آپ کو خوب مہارت تھی - علم طب مین بھی آپ طبیب حاذق تھے علاج بہت عمدہ اور تشخیص مرض مین بھی آپ کو خوب دخل تھا - صدہا مریض مایوس العلاج آپ سے شفایاب ہوے آپ کی شادی ساتھ مسماۃ صبیحۃ النسا بنت بخشی راحت حسین ساکن موضع حبیب پور ڈمری سے ہوئی ---

قطعہ تاریخ فرمودہ جناب مولوی احمد کبیر صاحب پھلواری

چون وجاہت حسین رحلت کرد | درغمش خلق زار زار گریست

جناب حکیم مولوی محمد عبدالنصیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ جب چھوٹے تھے آپ کے والد ماجد حکیم احمد علی مرحوم کا انتقال ہوگیا - اور آپ کے برادر معظم جناب حکیم وجاہت حسین مرحوم بھی بقصد اکتساب علم روانہ لکھنؤ ہوے - تب اُسوقت آپ کے برادر عم زاد جناب حکیم ارادت حسین مرحوم نے آپکی تعلیم و تلقین کی - آپنے ابتدائی کتب رسی صرف و نحو وغیرہ حکیم ارادت حسین مرحوم سے پڑھین بعد اسکے کہ جناب حکیم وجاہت حسین مرحوم لکھنؤ سے مراجعت فرماکر دولت خانہ کو آسکے جب سے آپکی تادیب و تعلیم کل متعلق حکیم صاحب مرحوم کے رہی علم طب آپنے آپ ہی سے پڑھا - اور علوم درسیہ مین منقولات فقہ اصول وغیرہ جناب مولوی محمد عظیم مرحوم سے آپ نے پڑھا - اور معقولات جناب مولوی اصغر حسین مرحوم پیش امام امامیہ مذہب سے پڑھی - آپ کے پاس ایک ایک سند تینون اُستادون کی ہر سہ علوم مین مُہری و دستخطی موجود ہی - آپ کو علم طب مین بہت عمدہ مہارت ہی تشخیص مرض و اصول علاج نہایت عمدہ ہی - خوش اخلاق صاحب مروت آپ از حد ہین - آپ کی اول شادی مسماۃ لطیفن بنت شیخ قطب الدین صاحب ساکن موضع حبیب پور ڈمری سے ہوئی - مگر افسوس کہ آپ کی اہلیہ بعد شادی صرف ایک برس بقید حیات رہکر لاولد داخل خلد بریں ہوئین آپ کو اس حادثہ کا ایسا غم ہوا کہ بہت برسون تک آپ نے تزویج کا قصد ہی نہین کیا - بعد عرصہ دراز باقتضاے ضروریات دنیوی آپ کو نکاح کرنا پڑا - غیر برادری مین آپ نے نکاح کیا - اس محل سے آپ کو ایک بیٹی اور دو بیٹے ہوے - مسماۃ شمس النہار جسکی شادی آپ نے ساتھ حکیم رفعت حسین ساکن عالم گنج کے کردی - اطال اللہ عمرہا یہ صاحب اولاد ہین - جسکی تفصیل نقشہ ذیل مین آویگی - پسر کلانی آپ کے محمد شبیر بعمر دوازدہ سالہ آغوش والدین کو چھوڑکر

دارِ بقا کو رحلت فرما ہوئے۔ پسر دومی آپ کے حکیم مولوی محمد مدیر عمرہ فی طاعۃ اللہ تعالیٰ اس وقت آپ کے خلف الرشید ہیں۔ انکی شادی ساتھ صبیہ مولوی محمد عمر صاحب مقام بہار ہوئی ہے۔ نقشہ آپ کے ازواج و اولاد کا یہ ہے۔

جناب حکیم مولوی محمد عبد النصیر سلمہ اللہ تعالیٰ

محل اولیٰ مسماۃ لطیفن مرحومہ لاولد

محل ثانیہ عمیر برادری

مسماۃ شمس النہار سلمہا

محمد بشیر مرحوم لاولد

حکیم محمد مدیر سلمہ اللہ تعالیٰ
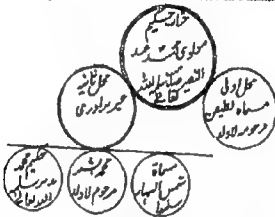
جناب حکیم مولوی ارادت حسین عفر اللہ لہ

خلف الصدق جناب مولوی اولیا علی مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ مسماۃ سعیدہ بنت مولوی محمد حسین مرحوم ساکن پھلواری سے آپ کو تیرہ چار چھوڑ کر راہی خلد بریں ہوئیں آپ نے تمام علوم درسیہ اول تا آخر جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے۔ اور سند حدیث و تفسیر جناب مولانا ولایت علی قدس سرہ سے حاصل کی اور آپ نے فیض باطنی بھی جناب مولانا ممدوح سے علی وجہ الکمال حاصل کیا۔ آپ مولانا کے خلفاء عظام سے ہیں۔ آپ وعظ و ہدایت و تلقین کا کام بھی کرتے رہے ہیں آپ نے علم طب اپنے چچا جناب حکیم احمد علی سے حاصل کیا۔ آپ کے اوصاف حمیدہ اسقدر ہیں جو حد احاطہ و شمار سے باہر ہیں۔ لیکن تھوڑا اس جگہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ آپ نہایت حلیم کریم النفس صاحب خلق عظیم و مروت نہایت ذہین و ذکی تھے۔ علم معقول و منقول دونوں میں آپ کو مہارت تھی جب آپ مکہ معظمہ ہجرت کر کے گئے۔ وہاں آپ کے درس قرآن و حدیث میں بڑے بڑے علما و فضلاء عرب و ترک وغیرہ آتے اور آپ کے حسن بیان و قرآن فہمی و حدیث دانی کی داد دیتے۔ اور آپ کی خوش خلقی کے لوگ ایسے والہ و شیفتہ تھے۔ کہ آپ کا ذکر کرتے ہی وہ لوگ آبدیدہ ہو جاتے

اس فقیر کو خود بار ہا اسکا معائنہ ہوا ہے۔ جناب مولانا محمد فصیح غازی پوری قدس سرہ سے اصل دفپور مین جب مناظرہ ہوا تھا۔ جسکا ذکر او پر فصل دوم مین آچکا ہے۔ اُسوقت آپ بھی بمعیت جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ مناظر تھے۔ علم حساب وریاضی مین آپ کو کمال دخل تھا۔ مناسخہ بہت بڑا بڑا آٹھ آٹھ اور نو نو بطن کا تو آپ کا بائین ہاتھ کا کھیل تھا ایسا جلد لگا تے تھے۔ کہ لوگ حیران رہجاتے تھے۔ فن طب مین بھی آپ کو کمال حاصل تھا تشخیص مرض اور اسلوب علاج نہایت عمدہ تھا۔ بہت شفا تو ایسی اللہ نے دی تھی۔ کہ لوگ اُسکو کرامات سمجھتے تھے۔ ہزارون مایوس العلاج آپکے ہاتھون سے صحت پائی۔ تمام ہندو مسلمان شیعہ وسنی آپ کے نسخون کو تبرک سمجھکر نہایت عقیدت سے لیتے اور استعمال کرتے۔ روزانہ پانچ چھہ سو نسخون سے کم نہین ہوتا تھا جو آپ کے مطلب سے تقسیم پاتا تھا تمام اہل برادری کیا امیر کیا غریب سب کو مفت دوا بلافیس روزانہ دیتے تھے۔ علاوہ اسکے طالب علم کم استطاعت وغربا و مساکین کو بھی چالیس پچاس نسخے روز آپ کے مطلب سے مفت دیا جاتا تھا۔ اہل استطاعت خصوصًا امراء و رؤسا سے قیمت دوا فیس وغیرہ سب کچھ لیا کرتے تھے تؤخذ من اغنیائہم وترد علی فقرائہم کا مضمون تھا۔ آپ کے مطلب مین ہر قسم کی ادویہ مفردہ و مرکبہ معاجین وحبوب وسفوف وشربت وعرق وغیرہ نہایت عمدہ موجود رہتی تھین جتنی مستعلین آپ سے نسخہ لکھواتے دوا بھی آپ ہی کے مطلب سے لیتے۔ ایسی بھیڑ بھاڑ اور ہجوم مستعلین کو کسی طبیب کے دروازے پر دیکھا نہ سنا۔ اسکے ساتھ مریضون کے ساتھ شفقت اور محبت ایسی کہ لوگ اپنے والدین کو بھول جاتے۔ اس انفاق وخیر خیرات کے ساتھ بھی آپ نے ہزارہا روپیہ کمایا اور اپنی اہلیہ کا دین مہر جو تیس ہزار روپیہ خاص مطلب کی کمائی سے ادا کیا۔ ۱۲۷۰ھ ہجری مین ہزارہا روپیہ لیکر معہ اہل وعیال آپ نے حج کیا۔ اور وہان اسقدر خیر وخیرات کی کہ کوئی امیر رئیس بھی اس سے زیادہ کیا کرسکیگا۔ آپ کا اپنا لباس و پوشاک وخور دونوش نہایت سادہ اور کم قیمت لیکن داد ودہش بہت ہر خیر کام مین آپ سبقت کرتے۔ باوجود اس قدر عدیم الفرصتی کے پھر آپ کچھ درس تدریس کے شغل کو بھی جاری رکھتے۔ اس فقیر نے بھی شاگردی کا شرف آپ کی حاصل کیا ہے۔ حدیث کل آپ ہی سے پڑھی ہے۔ بار دوم جب آپ ۱۲۸۱ھ ہجری مین ہجرت کرکے مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے۔ اور تیرہ برس وہان قیام فرمایا۔ اس درمیان مین آپ نے

وہاں بہت بڑے بڑے نیک کام کیے۔ دو ایک انہیں سے بطور نمونہ کے اسجگہ میں لکھدیتا ہوں۔
اول اہل محتاج سے چندہ کرکے لاکھوں روپیہ خرچ کرکے نہر کو صاف کرایا۔ اور اسکے سامنے ہی جمرات
کے پاس سڑک جو تھی بہت تنگ تھی۔ لاکھوں آدمی کا گذر اس سڑک سے واسطے رمی جمرات
کے ہوتا۔ اور آگے اس سڑک کے نکلنے کی جگہ نہیں تھی جو رمی کو جاتا اسکو رجعت قہقری کرنی پڑتی
اکثر خون ہوا کرتا۔ ضعیف و کمزور پامال ہوا کرتے۔ آپ نے چندہ کرکے وہاں کے شریف و
پاشا کی مدد سے پہاڑ کو کھدوا کر سڑک کو نہایت وسیع کرا دیا۔ اور جمرات کی پشت پر سے ایک سڑک
نکال دی۔ کہ جس سے لوگ ایک طرف سے آویں اور رمی کرتے ہوئے دوسری طرف سے نکل جاویں
مزاحمت کی زحمت نہ پڑے۔ اس انتظام سے ایک ایسی کشادگی ہوگئی اور ایسا آرام لوگوں کو ملا
کہ جس لوگوں نے کہ پہلے اس مقام کی تنگی و ازدحام کی کیفیت دیکھی ہے۔ وہی اسکو خوب سمجھ سکتے
ہیں۔ ازانجملہ اہل منا میں پانی کی از حد تکلیف تھی۔ کیونکہ نہر جو حضرت کہ منیٰ کو آئی ہوئی ہے
وہ منا کی پشت پر سے گذری ہے۔ ایک پہاڑ بیچ میں حائل تھا۔ جو کہ آدمی مشک لیکر وہاں جاتا
تو پہاڑ پر چڑھ کر اسکو طے کرنا پڑتا تھا۔ اور قریب وہیں کے وہاں سے مزاحمت کرتا تھا الغرض تمام
روز میں ایک آدمی دو کھیپ سے زیادہ نہیں کرسکتا تھا۔ آپ نے چندہ کرکے اس پہاڑ کو کٹوا دیا
اور منا کے شہر سے نہر تک ایک سڑک صاف نہایت عمدہ بنوا دی۔ کہ جس سے ایک گھنٹے کا
راستہ ہوگیا۔ سابق میں روپیہ اور ڈیڑھ روپیہ فی مشک پانی فروخت ہوتا تھا۔ اور اب فی قربہ دو آنہ
اور چار آنہ کے فروخت ہوتا ہے سقہ لوگ خود جا کر لے آتے ہیں۔ الغرض اسقدر وہاں پانی لانے میں
آسانی ہوگئی ہے جسکا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ جزاھم اللہ خیرا۔ وازانجملہ ایک مسجد
خیف جو منا میں ہے۔ اسکا دروازہ صرف ایک تھا۔ اور وہ بھی چھوٹا اور اُسکے بیچ دروازے پر
سلطانی لشکر کا پڑاؤ پڑا تھا۔ زائرین جو اس مسجد میں جاتے۔ انکو سخت تکلیف ہوتی۔ ایک تو
تنگی راہ اور دوسرے گھوڑوں کی اگاڑی اور پچھاڑی کی رسیاں ہوتی تھیں جسمیں لوگ الجھ کر
گر پڑتے تھے۔ اور جو ہو ہو جاتا تھا آپ نے پاشا افسر فوج سے ملاقات کرکے فوج کے پڑاؤ کے
واسطے ہمیشہ کے لیے جگہ بدلوا دی۔ اور اس مسجد کے احاطے میں ایک دروازہ اور بہت بڑا
اُسکے جانب شمال میں کرا دیا۔ تاکہ ایک طرف سے زائرین اندر مسجد کے آویں اور دوسری طرف سے

نکلجاتین ۔ اور مراجعت کی زحمت سے بچین ۔ حضرات ناظرین اس بات کو خوب سمجھ سکتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی کا ہجوم ہو اور آمد و رفت کا راستہ صرف ایک ہی ہو اُسمین کسقدر لوگ تکلیف پاوینگے بالجملہ آپ نے تیرہ برس کے عرصہ مین جو جو کام وہان انجام کیے ۔ اُنکا احاطہ و احصا مشکل ہی ۔ ان کامون کی قدر اہل مکہ ہی خوب جانتے ہین ۔ کہ جنھون نے سابق کی تکلیفین معائنہ کی ہین ۔ آپ جبتک مکہ مین مقیم رہے گھر سے منگا کر اپنا خرچ کرتے رہے ۔ وہان عربون اور حاجیون کا جو آپ علاج کرتے ۔ اُسمین سے ہرگز ایک پیسہ آپ نہ لیتے ۔ شریف اور پاشا وغیرہ امرا جو آپ کو بطور خود نذر کرتے اُسکو آپ وہین کے غربا اور مساکین کو دیدیتے ۔ اپنی ذات مین کچھ بھی صرف نہ کرتے اور فرماتے کہ مین یہان دنیا کمانیکو نہین آیا ہون ۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے ہمہ وقت قرآن پڑھا کرتے ۔ صرف ضروری باتین کرتے ۔ اور ہمہ وقت قرآن آپ کی زبان پر رہتا ۔ تمام دن اور رات مین ایک ختم آپ کا روزانہ ہوتا ۔ آپ کے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ اسقدر نہین جو حد شمار مین آسکین ۔ لہذا تھوڑا سا بطور نمونہ کے عرض کیا ۔ آپ طفولیت سے نہایت متقی و پرہیزگار دیندار صوفی صافی تھے ۔ آپ نے کبھی ایام جوانی مین اپنی عمر عزیز کے ایک لمحہ کو بھی لہو و لعب اور کھیل اور تماشے مین ضایع و برباد نہ کیا ۔ آپ بچپن ہی سے نہایت نحیف و کمزور تھے کیونکہ آپ شکم مادر مین صرف چھ مہینے ٹھہرے ۔ آپ جب پیدا ہوے ایسے کمزور تھے ۔ کہ مان کا دودھ نہین پی سکتے تھے ۔ صرف روئی کا پھاہا دودھ مین تر کرکے آپ کے منھ مین دیدیا جاتا ۔ چند مہینون کے بعد آپ اس لائق ہوے کہ مان کا دودھ پی سکین ۔ یہ کمزوری آپ کی تمام عمر آپ کے دامنگیر رہی ۔ پھر اوسپر آخر عمر مین آکر قریب بیس برس کے آپ ضیق النفس مین بھی مبتلا رہے ۔ لیکن آپ محض اپنی ہمت اور استقلال طبیعت سے یوم وفات تک بڑے بڑے امور عظام انجام دیتے رہے ۔ آپ کی اول شادی مسماۃ سلیمہ بنت شیخ ریاض الحق صاحب مرحوم سالارپوری سے ہوئی ۔ اسکے بعد دوسری شادی آپ کی جناب مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران نے بنظر ترویج سنت مسماۃ فصیحن بنت جناب حکیم احمد علی مرحوم سے کردی ۔ محل اولی سے تین بیٹے اور دو بیٹیان ہوئین ۔ اول مسماۃ حلیمہ جنکی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی عبد الحمید مدظلہ کے ہوئی ۔ اسکا قطعہ تاریخی جناب حضرت

ھی مولانا محمد سعید قدس سرہ نے قسطاس اللاقتین لکھا ہے ۔ وھو ھذا

حوا سے جو دسید عبد الحمید
جو ست سر دار رحلت زوج اولی
پدر دا دیا ر دگر از دو اجتماس ہو
دعا گو رقم کرد تاریخ شادی

کہ عالم دہر باشد حق حامد اسلے
وزیں دار فانی العبد حوا اسلے
بقصد عشرت وشادی دکامرا سلے
مبارک ہوے ما دتر ہتیج تا لی
۱۲۷۵ھ

افسوس کہ اس لڑکی سے کوئی اولاد نہوئی ۔ یہ لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئیں ۔ اسکے بعد مولوی اسمٰعیل پیدا ہوے ۔ انکو آپ آخری سفر میں ملک حجاز کے اپنے ہمراہ لیگئے ۔ وہاں پہونچکر کے دو ایک برس کے بعد سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں انھوں نے وہیں لاولد رحلت کی ۔ تیسری اولاد آپ کی مساۃ صاحبہ جنکی شادی ساتھ سید حمید الدین مختار کلکٹری وفوجداری ساکن قصبہ میرٹھ سے ہوئی ۔ انکی اولاد کی تفصیل نقشۂ ذیل سے واضح ہوگی ۔ چوتھے عزیزی مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالے ان کی شادی ساتھ مساۃ فاطمہ بنت جناب حکیم التیزن مرحوم ساکن موضع کرالی سے ہوئی ۔ پانچویں محمد داؤد جو بعمر ہیج شش سالہ راہی دار البقا ہوے محل ثانیہ سے صرف دو بیٹے ہوے محمد ابراہیم دہ دو برس کا ہوکر رخصت ہوا ۔ اسکے بعد مولوی محمد اسحاق سلمہ پیدا ہوے ۔ اس عزیز کی شادی ساتھ رشیدہ خاتون بنت شیخ حیات علی مرحوم سے ہوئی ۔ اولاد کی تفصیل ذیل میں درج ہی ۔ آپ کا قد میانہ رنگ گورا چہرہ پر چیچک کا داغ بہت کثرت سے نحیف الجثہ تھے ۔ آپ کی عمر پچپن چھپن برس کی ہوئی ہوگی ۔ آپ کا انتقال مکہ معظمہ میں ہوا ۔ آپ کی قبر جنت المعلے میں ہی قریب مزار حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے تاریخ انتقال آپ کی جناب مولانا محمد سعید قدس سرہ نے قسطاس البلاغہ میں لکھی ہی ۔ ہ

عالم متقی ودانا ہر طرف
کرد از ہند مکہ ہجرت
گفت تاریخ ملک وقت رحیل
از دو حق سین آن طیب بعالج

متمسک کتاب وسنت
او مشغول عبادت شد ودر
رفت از مکہ سوی جنت
کرد علم ملت داشت ایاس بہایت
۱۲۸۰ھ

نام او بود ارادت بر حسین
رحمت رب جاں آمد رحلت
قطعہ آخری ہ
تکمیل العصات وتحلیل المناقب

ز لعزیب مستغنی از فرط شهرت	فتاد و لیکن وبید در کشور ہند	ازین سرزمین کرد در مکہ ہجرت
مقیم حرم بود تا سیزدہ سال	بحج و طواف و نماز و زیارت	ہم آنجا ندا آمد از داعی حق
بگوشش کہ در دم نمودش اجابت	بخاک حرم نعش او را سپردند	زہی نیک بینت عجب پاک طینت
بجان بود مشتاق جنت ہمہ عمر	ازان گشت تاریخ مشتاق جنت ۱۲۹۰ھ	قطعہ تاریخ سوم

از نتیجہ فکر جناب اخی مولوی احمد کبیر صاحب پھلواری مدظلہ ـــ ۹

		ازین است حال برادر معظم
کہ بد عمہ زاد من خستہ حیرت	حکیم کہن حافظ و مولوی ہم	بر افلاک اسلام قہر شریعت
دلش شد ز ہندوستان چون منغض	سوی مکہ فرمود با شوق ہجرت	نہ برخواست از کعبہ جز وقت رفتن
چو بنشست بعد از حصول زیارت	ہمین مصرع ترلیف مود ہاتف	کہ آمد ارادت حسین بجنت

اب اس دفتر کو دعا پر ختم کرتا ہوں ـــ اللهم اغفرلهم وارحمهم والحقهم عن المهاجرين الذين هاجروا وجاهدوا مع نبيك صلى الله عليه وسلم ـ

نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے

مسماۃ زمرن مرحومہ

ست ربیع الدین حسین خان ساکن محلہ علیپورہ زوجہ مولوی فتح علی مرحوم صادقپوری آپ کے
چند بیٹے ہوئے۔ بیٹی کوئی نہیں۔ مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا عنایت علی رح ۔ یہ
دونوں حضرات صاحب اولاد ہوئے و مولوی طالب علی مرحوم آپ کی شادی نہیں ہوئی۔
یہ اٹھارہ اُنیس برس کی عمر میں داخل خلد بریں ہوئے۔ ابراہیم حسین۔ مہدی حسین ۔ یہ دونوں
طفولیت میں رحلت کر گئے ۔ و مولانا فرحت حسین قدس سرہ والد ماجد مؤلف اوراق ہذا
نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا فصل اول میں گذر چکا۔ یہاں مختصر لکھا جاتا ہے۔

مسماۃ زمرن مرحومہ
زوجہ مولوی فتح علی
مرحوم

مولانا ولایت علی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا عنایت علی
مولوی طالب علی مرحوم
ابراہیم حسین
مہدی حسین
مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہ
حافظ عبد الحمید

مولوی عبد اللہ صاحب مدظلہ
امان اللہ
مولوی ہدایت اللہ مرحوم
ڈاکٹر آیت اللہ سلمہ
مولوی عبد الرحمن لاولد
مولوی عبد الکریم سلمہ
مولوی محمد حسن مرحوم
محمود حسن سلمہ
مسماۃ ست اکرہ مرحومہ
مسماۃ ذاکرہ

مسماۃ سلیمہ مرحومہ

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالارپور زوجہ جناب حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم
بن مولوی اولیا علی مغفور ساکن محلہ صادق پور محلات شہر پٹنہ آپ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں
ہوئیں مسماۃ حلیمہ مرحومہ زوجہ ثانیہ حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ و مولوی اسمعیل جو بعمر
ہفدہ سال لاولد رخصت ہوئے مسماۃ صابرہ سلمہا زوجہ سید محمد وحید الدین سلمہ بن
سید صمصام الدین مرحوم ساکن قدیم قصبہ بہار حال مقامی محلہ سبزی باغ پٹنہ و مولوی محمد
یعقوب سلمہ و محمد داؤد مرحوم جنّے بعمر ہفت سال رحلت کی۔

مسماۃ سلیمہ مرحومہ زوجہ حکیم مولوی ارادت حسین مرحوم

مسماۃ حلیمہ مرحومہ زوجہ حکیم مولوی عبد الحمید مدظلہ العالی	مولوی اسمعیل مرحوم لاولد	مسماۃ صابرہ زوجہ سید وحید الدین سلمہا	مولوی محمد یعقوب سلمہ	محمد داؤد مرحوم

مسماۃ باصرہ مدظلہا

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالارپور ضلع پٹنہ زوجہ منشی غلام نبی مرحوم ساکن
پھلواری ضلع پٹنہ۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اسوقت تک قریب ستر برس کے
آپ کی عمر پہونچی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ نہایت ہوش و عقل کے ساتھ زندہ ہیں۔ ماہ
جمادی الاول سنہ ۱۳۱۹ ہجری۔

مسماۃ قطین مرحومہ

بنت شیخ ریاض الحق مرحوم ساکن موضع سالارپور ضلع پٹنہ زوجہ مولوی ابراہیم حسین مرحوم
ساکن دیوان محلہ محلات شہر پٹنہ۔ بن حسین بخش مرحوم بن رجب علی مرحوم بن قطب الدین مرحوم

بن سعد الدین مرحوم بن علاء الدین مرحوم - بن عبد السلام مرحوم الی حضرات الی طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ یہ خاندان جب ولایت سے آیا - تو میرٹھ میں مقیم ہوا - عالی حضرت امام محمد تاج فقیہ رح
کے ہمراہ یہ لوگ آئے ہونگے - کہ جنکا ذکر فصل اول میں گذر چکا ہے - کہ جنھوں نے میرٹھ کو ہندو راجہ
سے فتح کیا - اور انکی اولاد اور انکے ہمراہی لوگ منیر اور اسکے حوالی میں وارد ہوئے - اور یہ
ایک بہت بڑا خاندان صوبہ بہار میں ہوا ہے - کہ کوئی بستی و قصبہ اس سے خالی نہیں - پھر یہ
لوگ منیر سے موضع سکندرپور میں آکر آباد ہوئے - جو قریب داناپور واقع ہے - اسکے بعد شیخ
حسین بخش مرحوم بضرورت پیشہ وکالت شہر پٹنہ میں آکر بسے - اسوقت سے یہ لوگ دیوان
محلہ محلات شہر پٹنہ میں سکونت پذیر رہے - بسماۃ قطن مرحومہ کے صرف ایک اولاد ہوئی
حکیم مولوی محمد لطیف حسین سلمہ اللہ تعالیٰ انکی پیدائش ماہ جمادی الاول روز جمعہ ششم ۱۲
بارہ سو چھیاسی ہجری میں ہوئی اس عمر سے درسی کتابیں اوائل کی متفرق جگہ پڑھیں - بعدہ
شرح ملا جامی آپ نے مولوی محمد کمال صاحب علی پوری ثم العظیم آبادی سے شروع کی -
اور آپ ہی سے فراغ بھی حاصل کیا اور آپ ہی سے سند حدیث بھی حاصل کی - مولوی کمال
صاحب ممدوح کو معقولات میں تلمذ جناب مولوی واحد علی صاحب مرحوم بنارسی فرنگی محلی سے
ہے - اور علم حدیث میں مولوی عالم علی صاحب محدث مرادآبادی سے ہے - اور انکو جناب
مولانا شاہ محمد اسحاق رح محدث دہلوی ثم مہاجر مکی سے - اور علم طب ہمارے عزیز مولوی
لطیف حسین سلمہ نے کچھ جناب مولوی حکیم حلیم الدین مرحوم گھوسوی سے حاصل کیا - اور کچھ جناب
حاذق الاطبا حکیم مولوی عبد الحمید صاحب مدظلہ صادق پوری سے - اور ہمارے عزیز نے طب
ایلوپیتھی کہ جسکو ڈاکٹری کہتے ہیں - اور ہومیوپیتھک بھی حاصل کی ہے - اور اب یہ تینوں قسم کی
طب میں مہارت تام رکھتے ہیں لیکن بیشتر علاج ڈاکٹری میں کیا کرتے ہیں - کیونکہ اسکی اس
زمانے میں قدر زیادہ ہے - اور آپ کے مطب میں مرجوعہ بھی بفضلہ تعالیٰ بہت ہے - دوسرے
دوسرے ضلعوں میں بھی آپ واسطے علاج کے بلائے جاتے ہیں - اور باوجود کثرت مشغولیت
پھر آپ درس تدریس کا بھی شغل رکھتے ہیں - حدیث و تفسیر کا بھی درس آپ کے یہاں ہوتا ہے -
آپ نہایت متقی منکسر المزاج خوش اخلاق ہیں - آپ کے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ

بہت پکھہ ہین - جو احاطہ تحریر سے باہر ہین مختصر لکھا - آپ کی اول شادی مسماۃ میمونہ مرحومہ صبیہ مولوی عبداللطیف مرحوم پھپھروی سے ہوئی لیکن وہ بہت قلیل مدت بعد شادی زندہ رہکر داخل خلد بریں ہوئین - بعد اُسکے دوسری شادی آپ کی مسماۃ کنیز حسین سلمہا بنت قاضی فرخ حسین مرحوم ساکن مہدانوان ضلع پٹنہ سے ہوئی - اس محل سے آپ کے آٹھہ اولادین اسوقت تک ہوچکی ہین - چار بیٹے اور چار بیٹیان - عبدالقادر مرحوم جسنے بعمر چہاردہ سالہ لبیک اجل کہا - عبدالباری سلمہ عبدالصمد سلمہ عزیز الرحمن سلمہ مسماۃ قمرالنسا سلمہا مسماۃ شمس النسا سلمہا ومسماۃ شرف النسا سلمہا ومسماۃ حسینہ مدعمرہا - نقشہ یہ ہے

مسماۃ قطبن زوجہ مولوی ابراہیم حسین مرحوم

حکیم مولوی لطیف حسین سلمہ اللہ تعالے

عبدالقادر مرحوم

عبدالباری مدعمرہ

عبدالصمد مدعمرہ

عزیز الرحمن مدعمرہ

قمرالنسا مدعمرہا

شمس النسا مدعمرہا

شرف النسا مدعمرہا

مسماۃ حسینہ مدعمرہا

فصل چہارم۔ نسب نامہ امام الانام حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ والغفران۔

نمبر	نام
نمبر۱	مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولانا فرحت حسین رحمۃ اللہ علیہم فرزندان
نمبر۲	مسماۃ رمزن منت
نمبر۳	مسماۃ شکرن مت
نمبر۴	حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی قدس سرہ ساکن محلہ مومپورہ
نمبر۵	مولانا مخدوم شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہ
نمبر۶	مولانا مخدوم شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہ
نمبر۷	مولانا مخدوم شاہ ابوالبرکات محمد قائم قدس سرہ دیوروی ثم مومپوری عظیم آبادی
نمبر۸	مولانا شیخ ابوسعید دیوروی رحمۃ اللہ علیہ
نمبر۹	حضرت شاہ عبدالعلی رح
نمبر۱۰	حضرت شیخ شاہ محمد رح
نمبر۱۱	حضرت شیخ شاہ ہیم رح
نمبر۱۲	حضرت شیخ شاہ قمر رح
نمبر۱۳	حضرت میر ارزانی رح
نمبر۱۴	حضرت میر معزالدین رح - ہمیں بزرگ در دیورہ تشریف آوردند
نمبر۱۵	حضرت میر سراج الدین رح
نمبر۱۶	حضرت میر محمود رح
نمبر۱۷	حضرت میر محمد رح
نمبر۱۸	سلطان ابواسحاق جھجوت رح
نمبر۱۹	حضرت سلطان بایزید ثانی رح
نمبر۲۰	حضرت سلطان احمد رح
نمبر۲۱	حضرت میر مسعود رح
نمبر۲۲	حضرت میر بایزید رح

نمبر ۲۳	حضرت محمد رح
نمبر ۲۴	حضرت علی ابو اسحاق رح مدنی ثم المصری
نمبر ۲۵	حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۶	حضرت عباس صحابی وعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۷	عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نمبر ۲۸	ہاشم
نمبر ۲۹	عبد مناف

سوانح حضرت عباس رضی اللہ عنہ

اسد الغابہ کی جلد دوم مین لکھا ہی کہ عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ عم رسول اللہ ہین۔ اور کنیت آپ کی ابو الفضل اور ماں آپ کی نتیلہ بنت حباب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن مناۃ بن عامر ہین اُسی مین لکھا ہی۔ ھی اول عربیہ کست البیت الحریر والدیباج واصناف الکسوۃ۔ اور سبب اُسکا یہ ہوا کہ حضرت عباس گم ہو گئے اور وہ چھوٹے تھے پھر نذر مانی اُنکی ماں نے کہ اگر مین پاؤن اُنکو تو غلاف پہناؤن خانہ کعبہ کو پھر پایا اُنکو پھر کیا جو منت مانی تھی اور اُسی کتاب مین لکھا ہی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس بڑے تھے وقیل بثلث سنین اور تھے عباس جاہلیت مین رئیس قریش مین اور تھی خدمت بیت الحرام کی اور پانی پلانا حاجیون کا سپرد آپ کے اُسی کتاب مین لکھا ہی وشھد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعۃ العقبۃ لیشدّ لہ العقد اور پھر لکھا ہی۔ وکان ممن خرج مع المشرکین یوم بدر مکرھا۔ اور فدیہ دیا دن بدر کے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا اور اسلام لائے اسکے پیچھے وقیل اسلم قبل الھجرۃ الخ اور سیرت ابن ہشام جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲ مین لکھا ہی۔ عن عکرمۃ مولےٰ ابن عباس رض قال ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا مین غلام واسطے عباس رض ابن عبد المطلب کے اور تحقیق کہ اسلام داخل ہو گیا تھا ہم سب گھر والون مین پھر اسلام لائے عباس رض اور اسلام لائین ام الفضل آپ کی اور اسلام

لایا میں اور تھے عباس ڈرتے اپنی قوم سے اور ناپسند رکھتے خلاف کو اُنکے اور تھے چھپاتے
اسلام کو اپنے اور تھے بہت مال والے اور تھا مال اُنکا متفرق قوم میں اُنکی پھر جب ہوا دن بدر
کا پیچھے رہگیا ابولہب بدر سے اور بھیجا اپنی جگہ میں عاصی بن ہشام بن مغیرہ کو اور ایسا ہی کیا سب
مکہ والوں نے کہ جو پیچھے رہگیا تھا بدر سے اُسنے بھیجا تھا اپنی طرف سے کسی شخص کو اجرت دیکر
پھر جب آئی خبر فتح کی مسلمانوں کی بدر سے اور یہ کہ اللہ تعالے نے قریش مکہ کو شکست دی اور
رسوا کیا پائی ہملوگوں نے اپنے جیوں میں قوت اور عزت اور تھا میں ایک مرد کمزور اور تھا میں بنایا
کرتا پیالے لکڑیوں کا اور کھودا اُسکو حجرے میں زمزم کے سو قسم ہے اللہ کی میں اُسی حجرے میں بیٹھا
ہوا کھودرہا تھا پیالوں کو اور نزدیک میرے ام الفضل بیٹھی ہوئی تھیں اور ہم لوگ خوش تھے اُن
خبروں سے جو ہمکو بدر سے پہونچ رہی تھیں مسلمانوں کی فتح کی اور قریش مکہ کی شکست کی اُسی حالت
میں ابولہب اپنے پاؤں کو بدی سے کھینچتا ہوا آیا اور بیٹھا پیچھے اُس کوٹھری کے میرے پیچھے کی
جانب پھر اُسی حالت میں کہ وہ بیٹھا ہوا تھا ابوسفیان بن حرث بن عبد المطلب بدر سے بھاگے
ہوے آئے پھر کہا واسطے اُنکے ابولہب نے ہلم الی فعندک لعمری الخبر پھر بیٹھ گئے
ابوسفیان اُسکے پاس اور وہاں لوگوں کا ہجوم ہوگیا پھر کہا ابولہب نے اے بھائی کے بیٹے خبر دو
مجھکو کیا ہوا حال لوگوں کا کہا ابوسفیان نے قسم ہے اللہ کی کہ جیوں ہی ہم اُن لوگوں سے ملے
قتل کیا اُن لوگوں نے ہم لوگوں کو جسطرح چاہا اور قیدی بنایا جیسا چاہا اور قسم ہے اللہ کی ساتھ
اسکے ملے ہم ایسے لوگوں سے کہ وہ گورے تھے ابلق گھوڑوں پر سوار درمیان آسمان اور زمین
کے کہا ابورافع نے کہ کہا میں نے واللہ یہ تو فرشتے تھے پھر اُٹھا ابولہب پھر مارا ایک لکڑی میرے
منھ میں نہایت زور سے پھر لپٹ گیا میں اُسکے بدن میں پھر اُٹھا لیا اُسنے مجھکو پھر دے مارا
مجھکو زمین پر پھر بیٹھ گیا میرے سینے پر کہ مارتا تھا مجھکو اور تھا میں ایک مرد کمزور پھر کھڑی ہوئیں
ام الفضل ایک لکڑی لیکر اور مارا اُس سے ابولہب کے سر پر کہ جس سے اُسکا سر پھٹ گیا اور خون
جاری ہوا اور کہا کیا کمزور جانا ہو تو نے اُسکو اس سبب سے کہ اُسکا مالک غائب ہے پھر
کھڑا ہوگیا ابولہب مجھکو چھوڑکر ذلیل ہوکر سو قسم ہے اللہ کی نہیں جیا بعد اسکے مگر سات
راتیں اور مرگیا اور جامع ترمذی کے ابواب التفسیر سورۃ انفال میں عکرمہ مولا ابن عباس سے

روایت کی ہی کہ جب فارغ ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے قیل لہ علیک العیر لیس دونہا شئ قال فنا داہ العباس وھو فی وثاقہ لا یصلح وقال لان اللہ وعدك احدی الطائفتین وقد اعطاك ما وعدك قال صدقت ھذا حدیث حسن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے مین اختلاف شدید ہی درمیان علما کے کہ آپ کب اسلام لائے بعضون کی رائے ہی کہ آپ فتح مکہ مین ایمان لائے لیکن یہ بات غلط ہی جیسا کہ اور کی روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ جنگ بدر سے پہلے پوشیدہ طور پر ایمان لا چکے تھے اور آئندہ جو روایات مین نقل کرونگا اُن سے ثابت ہو جائیگا کہ آپ بہت قدیم الایمان ہین بیعت عقبہ کے وقت بھی آپ مسلمان تھے۔ ولی الدین ابی عبد اللہ مصنف مشکوٰۃ نے اکمال فی اسماء الرجال کے صفحہ ۷۸۱ مختصر مین لکھا ہی۔ وکان اسلم قدیما وکتم اسلامہ وخرج مع المشرکین یوم بدر مکرھا فاسرہ ابوالیسر کعب ابن عمر ففا دٰی نفسہ ورجع الی مکۃ ثم اقبل المدینۃ مہاجرا۔ اور تواریخ حبیب اللہ کی فصل تیسری صفحہ ۳۰ مین لکھا ہی اور نیز قرۃ العیون جلد اول حصہ اول صفحہ ۴۵ مین ہی کہ فرمایا حضرت عباس نے کہ یا رسول اللہ مجھکو آپ کے دین مین داخل ہونیکا باعث وہ معجزہ ہوا ہی کہ پالنے مین لیٹے ہوے چاند سے باتین کرتے تھے اور آپ جدھر انگلی سے اشارہ کرتے تھے وہ جھک جاتا تھا فرمایا آپ نے تحقیق مین باتین کرتا تھا اُس سے اور وہ مجھ سے بہلانے کو الخ نکالا اس حدیث کو زرقانی نے اور اس قسم کی حدیثین جو آپ کے نہایت سابق الایمان ہونے پر دلالت کرتی ہین بہت ہین تھوڑا سا بطور نمونہ کے یہان بیان ہوا اور آپ کے مناقب ومحامد بہت ہین کہ جنکا احاطہ اس قرطاس تنگ اساس مین متعسر بل محال لیکن تھوڑا سا تبرکاً یہان لکھتا ہون بیعت عقبہ کے دن انصار لوگ جو مدینہ منورہ سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کو آئے تھے اُسوقت حضرت عباس نے اُن لوگون سے حلفی اقرار لیا کہ اگر تم لوگ وہان لیجانا چاہتے ہو تو اسکا اقرار کرو کہ ہم لوگ جان ومال سے آپ کا ساتھ دینگے اور ہرگز چھوڑینگے نہین تب ہم آپ کو جانے دینگے اس سے بھی قدامت اسلام آپ کی ثابت ہوتی ہی اور جنگ بدر کے بعد جب ابوسفیان وغیرہ کفار مکہ نے مدینہ پر چڑھائی کی جس واقعہ کا نام جنگ احد ہی اُسمین حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک رکب سوار کو کچھ اُجرت دیکر فی الفور رسول مقبول صلے اللہ

علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ایک خط دیکر خفیہ دوڑا دیا اُس خط میں لشکر کی تعداد اور سامان
حرب وغیرہ کی تعداد اور جوان لوگوں نے عزم اور ارادہ کیا تھا ہر ایک کو مفصل طور پر اسنے
لکھا تھا وہ خط جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اُسوقت پہونچا کہ آپ مسجد قبا
مین تشریف رکھتے تھے اُس خط کے پہونچتے ہی آپ ہوشیار ہو گئے اور آپ نے ایسی تیاری کر لی
قبل اسکے کہ کفار کا لشکر وہان پہونچے اور ایسا ہی آپ نے جنگ احزاب کے وقت بھی کیا
کہ تمام تیاریوں سے کفار مکہ کی آپ نے حضرت کو خبر دی اور اسی طرح پر آپ ہمیشہ ہر ہر امر کی
اطلاع جو مکہ میں ہوتا حضور میں خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے خفیہ طور پر دیا کرتے اور اگر
کوئی شخص مکہ معظمہ مین اسلام قبول کرتا اور مدینہ منورہ جانا چاہتا تو اسکی بھی اطلاع حضور مین
کر دیتے اور وہان سے کوئی آدمی آکر مکہ کے شہر سے باہر پہاڑوں میں چھپ کر ٹھہرتا اور حضرت
عباس کو خبر کرتا تو آپ چپکے اُس مسلم کو جو بیڑیوں مین جکڑا ہوا قید میں ہوتا اپنے دوش مبارک پر
اٹھا کر اُس شخص کے پاس پہونچا دیتے الغرض آپ مکہ میں رہکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
سے کام کرتے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ آپنے چند بار جناب مقبول موجودات ؐ سے اجازت چاہی
کہ ہجرت کرکے آپ کی خدمت مبارک مین مدینہ منورہ پہونچین مگر آپ نے اجازت نہ دی اور
فرمایا کہ تمکو رہنے وہین رہنے میں ہجرت کا ثواب ہوا آخر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فتح مکہ کے واسطے تیاری کی اور روانہ ہوئے اُسوقت حضرت عباس ؓ مکہ سے روانہ ہو کر
اثنائے راہ میں ملاقی ہوئے پھر آپ کی اجازت سے آپ کے خچر پر سوار ہو کر مکہ کو لوٹے
اثنائے راہ مین ابوسفیان بن حرب ملے جو شہر مکہ سے باہر واسطے دریافت کیفیت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوئے تھے حضرت عباس نے سب کیفیت اور کیفیت جمعیت مسلمین بیان
کی اور اُنکو ڈرایا اور رغبت طرف اسلام کے دلائی اور اپنے خچر پر ردیف کرکے لوٹے شب کا
وقت تھا اور سرما کا موسم اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا کہ
لوگ جابجا لکڑیان جمع کرکے روشن کرین چنانچہ صدہا جگہ لکڑیان جلائی گئین اور روشنی کی گئی اور
لوگ اُس الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے حضرت عباس ؓ نے ابوسفیان کو لشکر مین خوب گھمایا
تا اسکے دل میں رعب آوے اور ایسے ہی دکھلاتے ہوئے حضور مین سرور کائنات کے لیچلے

اتنے مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ ابوسفیان کو حضرت عباس رض لیے جاتے ہین ۔
حضرت عمر رض تلوار لیے ہوے دوڑے کہ ابوسفیان کو قتل کرین کیونکہ جناب سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا چند آدمیون کے قتل کا کہ جہان یہ لوگ پائے جائین قتل کیے
جاوین اُنہین ابوسفیان کا بھی نام تھا لیکن حضرت عباس رض نے اپنے خچر کو تیز ہانکا اور رسول اللہ
صلعم تک پہونچ گئے اور ابوسفیان کو قدمون پر سرور عالم صلعم کے ڈال دیا اور کہا کہ جلد
کلمہ پڑھو ورنہ قتل کیا جاویگا ابوسفیان نے کلمہ شہادت پڑھا پھر حضرت عمر رض بھی پہونچ گئے
اور وہ اپنے ارادے مین ناکامیاب رہے پھر حضرت عباس رض نے سفارش کی کہ ابوسفیان
سردار قوم ہین انکی عزت افزائی کیجیے کہ جو کوئی انکے گھر مین آکر پناہ لے وہ قتل نہ کیا جاوے
چنانچہ حضرت سرور دارین صلعم نے اسکو بھی منظور فرمایا تب حضرت عباس رض اُسی خچر پر ردیف
ہوکر ابوسفیان کیساتھ مکہ معظمہ کینجانب لوٹے پھر بعد فتح مکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
طائف پر لشکرکشی کی آپ بھی ساتھ ہوے اور یہ اول آپ کا غزوہ تھا جو آپ اسلام کیطرف
سے ہمرکاب رسول صلعم جہاد کو چلے چنانچہ بمقام حنین جب قوم ہوازن کے تیرون سے مسلمانون
کے قدم اُکھڑ گئے اُسوقت حضرت عباس رض جناب سرور کائنات کی خچر کی باگ پکڑے ہوے
ساتھ موجود تھے چونکہ آپ نہایت جہیر الصوت تھے لہذا رسول صلعم نے حکم دیا کہ لوگون کو
پکارو آپ نے اُس وسیع میدان مین اس زور سے پکارا کہ تمام میدان گونج گیا اور ہر ایک نے
آپ کی آواز کو سنا اور چار ون طرف سے لوگ رسول صلعم کو دیکھتے ہی ایسے دوڑے اور جھپٹے
جیسے شیرنی اپنے شیرخوارہ بچہ کیطرف دوڑتی ہو اور ایک آن مین تمام لشکر اسلام جمع ہوگیا
اور کفار کو شکست فاش ہوئی اُس جنگ مین حضرت عباس رض نے نہایت ثبات قدمی دکھائی
اور جوہر ہاشمیت کو بروے کار لائے جب طائف سے پھر کر لشکر اسلام داخل مکہ معظمہ ہوا
چونکہ حضرت عباس رض کو خدمت سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام نہایت پسندیدہ تھی اور آپ
ہمیشہ سے اس خدمت کو کرتے چلے آئے تھے آپ کے خیال مین یہ بات گذری کہ اب تو
مکہ دار الاسلام ہوگیا یہان سے ہجرت کی ضرورت نہین لہذا یہین رہکر اُس خدمت قدیمہ
سقایۃ الحاج کو کرتے رہین لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُس سے مخالفت کیا اور فرمایا

صحبت بابرکت میں سید ولد آدم صلعم کے حاضر رہنا اس خدمت سے زیادہ تر موجب اجر و ثواب ہے
چنانچہ اسوقت یہ آیۂ کریمہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام الخ رسول خدا صلعم پر
نازل ہوئی حضرت عباس نے فسخ عزیمت اقامت مکہ معظمہ کیا اور آخر وقت تک مدینہ منورہ
ہی میں رہے اور وہیں انتقال فرمایا رسول اللہ صلعم نے ایک بار آپ کے واسطے دعا فرمائی
اللھم اغفر للعباس مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا کتاب حیوۃ الحیوان میں حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے بسند صحیح روایت ہے کہ نکلے حضرت عمر رض شام کی طرف تو فرمایا حضرت
علی رض نے اسمح سمعك الی هذا العبد والکلب فقال عمرؓ اما دریلتها وقبل موت
العباسؓ انکم اذا فقدتم العباسؓ انتقض بکم الشر کما ینتقض الحبل فمات العباسؓ
لست سنین من خلافۃ عثمانؓ وانتقض بالناس الشر کما قال عمرؓ ایک بار ملک
عرب میں حضرت عمر رض کے زمانہ خلافت میں امساک باران ہوا اور قحط پڑا لوگوں نے آپ سے
استسقاء کی درخواست کی حضرت عمر رض تمام صحابہ کو لیکر میدان میں گئے اور حضرت عباس کو
اپنے بازو میں کھڑا کرکے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ یارب جبکہ رسول صلعم زندہ تھے انکے وسیلے
سے ہم لوگ پانی طلب کرتے تھے اور ہم لوگ دیئے جاتے تھے اب انکا انتقال ہوگیا انکے
چچا عباسؓ کو شفیع لا کر تیرے حضور میں انکے وسیلے سے پانی مانگتا ہوں چنانچہ اسی وقت ابر
نمودار ہوا اور خوب پانی برسا اٹھاسی برس کی عمر میں ۳۲ ہجری میں آپ نے اس دنیائے دون کو
چھوڑا آپ نہایت قد آور اور جسیم تھے ہزار دن آدمی کے مجمع میں آپ کا سر دکھائی دیتا اور
نہایت ملنسار آپ تھے اور بڑے رحیم و کریم صاحب خلق عظیم دیر دوست مادر پدر وغریب نواز
تھے کیا دست نصرے حدیث شریف المومن غر کریم - آپ کے مناقب بہت ہیں مختصرا بیان
بیان کیے شمس التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ میں لکھا ہے کہ حضرت عباسؓ واقعہ اصحاب فیل سے تین سال
قبل پیدا ہوئے اور اٹھاسی برس کی عمر میں بعہد خلافت حضرت عثمانؓ مدینہ منورہ میں انتقال
فرمایا تیرہ اولادیں آپ کے ہوئیں دس بیٹے اور تین بیٹیاں فضلؓ عبد اللہؓ عبید اللہؓ کثیرؓ امیمہؓ
صفیہ ام حبیبہؓ قثمؓ مشہر تمیمؓ معبدؓ تمامؓ حارثؓ قثمؓ عبد الرحمنؓ -

سوانح حضرت عبداللہ ابن عباس رضہ

آپ کی پیدائش مکہ معظمہ مین ہوئی آپ وقت ہجرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین چار برس کی عمر کے تھے آپ نے فتح مکہ مین اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ تشریف لائے اسوقت سے برابر ملازم خدمت اقدس جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رہے اور بعد اسکے خلیفہ اول و دوم کی صحبت سے بھی بہت کچھ استفادہ دینی حاصل کیا حضرت عمر رضہ آپ کو بڑے بڑے علمار و مشائخ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مجلس مین شریک کرتے اور مسائل دین وامور تمدنی مین انسے مشورہ لیتے یہ باتین ان مشائخون کو ناگوار گذرین کہ ہم بوڑھون کی مجلس مین یہ لڑکا کیون شریک کیا جاتا ہو جب یہ خبر حضرت امیر المومنین عمر رضہ کو پہونچی تب آپ نے امتحانًا ایک مجلس مین ان مشائخون سے پوچھا کہ پارہ عم کے اذا جاء کی سورہ مین جو آیت واستغفرہ انہ کان توابا نازل ہوئی ہو اسکا کیا مطلب ہو وہ لوگ اسکا جواب نہ دیسکے تب حضرت عمر رضہ حضرت عبداللہ رضہ کی طرف متوجہ ہوے آپ نے فی الفور جواب دیا کہ اس آیت سے رسول صلعم کے رحلت کی بو پائی جاتی ہو اس معنی کے سنتے ہی اُن مشائخون کی تشفی ہوگئی اور سمجھ گئے کہ یہ لڑکا بیشک ہوشیار اور اس مجلس کی صدرنشینی کے لائق ہو بخاری نے روایت کی ہو عن ابن عباس قال ضمنی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال اللھم علمہ الکتاب اور پھر بخاری نے روایت کی ہو عن ابن عباس ان النبی صلعم دخل الخلاء فوضعت لہ وضوءًا قال من وضع ھذا فاخبر فقال اللھم فقھہ فی الدین اس دعا کی برکت سے آپ ایسے بڑے عالم فاضل محدث فقیہ ہوگئے کہ شاید اس امت محمدیہ مین کم کوئی ہوا ہوگا صدہا حدیثین آپ کو حفظ تھین بڑے بڑے علمار اور محدثین نے آپ سے روایت حدیث کی لی اور بڑے بڑے اہم مسائل دینی مین آپ کے فتوی کو امت نے قبول کیا فقہی مسائل مین بھی آپ مجتہد کامل تھے قرآن فہمی مین بھی آپ کو مہارت تام تھی چنانچہ تفسیر عباسی جو اسوقت لوگون کے ہاتھون مین ہی وہ آپ ہی کی تفسیر ہی وہ آپ کی غزارت علمی پر بخوبی شاہد ہو اہل فن آپ کے حالات سے

کو لی والف ہیں ان احکومتے سو مرتبہ ہمارے بیان کیا گیا اور خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیوقت میں تو آپ انکے ساتھ بطور وزیر و مشیر کے رہا کرتے تھے بہت معمر ہو کر کے سلطان عبد الملک کے زمانے میں ۸۵ھ میں بمقام طائف آپ نے انتقال فرمایا اور وہیں آپ کی قبر ہے ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھا تو آپ کے سر پہ دست مبارک رکھکر فرمایا خذ ابو الخلفاء چنانچہ آپ کی اولاد سے خلفاء عباسیہ پیدا ہوئے جنکے احوال کتابوں میں مبسوط طور پر مذکور ہیں مرشد نا علیہ الرحمہ ہمارے اس خاندان کا سلسلہ مرشدوں میں جا کر ملا ہے حضرت محمد رحمۃ اللہ سے یعنی حضرت ممدوح کے دو صاحبزادے تھے ایک میر بایزید تھا کہ جنکی اولاد میں ہم لوگ ہیں اور دوسرے عبد اللہ ابو العباس سفاح جو اول خلیفہ عباسیہ ہیں - اُسکا نقشہ یہ ہے -

سید محمود رح نمبر ۱۶
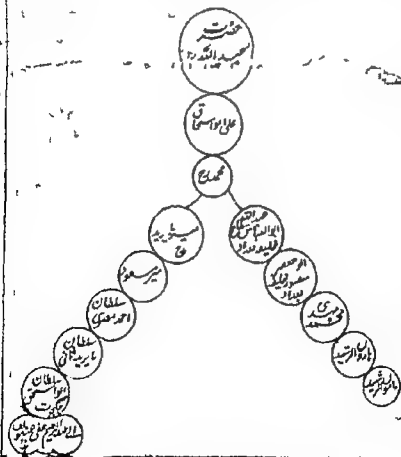
آپ مصر سے بخارا اور وہان سے دہلی تشریف لائے اور شاہ دہلی کے حکم سے بنارس مین تشریف لائے اور وہان کے راجہ سے اور آپ سے جنگ عظیم واقع ہوئی آپ کے اٹھارہ صاحبزادے اور ستر کس آپ کے اہل قرابت قریبہ و برادران سے ہمراہ تھے علاوہ اُسکے اور لشکر بھی تھا۔ جسکی تعداد معلوم نہین مگر باسٹھ ۶۲ سوار آپ کے اعزہ قریبہ مین سے تھے اُس جنگ مین آپ خود معہ پندرہ فرزندون کے اور بہت سے قرابت والون کے شہید ہوئے آپ کا مزار وہین بنا دیا گیا اور شہر بنارس فتح ہوگیا آپ کے تین صاحبزادے میر سراج الدین و میر احمد و میر سیف اللہ صرف اُس جنگ مین باقی رہ گئے یہ تینون صاحبزادے بحکم شاہی روانہ صوبہ بہار ہوئے اور وہان سے برابر جنگ کرتے ہوئے موضع چھتوی پرگنہ ارول ضلع گیا مین پہونچے اور وہان سے موضع اُساس وغیرہ کو فتح کیا جسکا ذکر آگے آوے گا میر سیف اللہ موضع کُندنا مین جو اُسی پرگنہ ارول مین واقع ہے مقیم ہوئے اور میر احمد موضع چھتوی مذکور مین اور میر معزالدین پسر میر سراج الدین نے موضع اُساس دیورہ کو اپنے واسطے پسند فرمایا میر سراج الدین اور بہت سے انکی برادری والے جنگ اُساس دیورہ مین شہید ہوئے۔

سوانح حضرت میر معز الدین رح نمبر۱۰۱

آپ ہی اول دیورہ مین تشریف لائے اور دیورہ میں اُسوقت ایدر پرکاش راجہ رہتا تھا وہان
ایک بڑا قلعہ تھا اُسمیں دیورنام کا ایک بت تھا اور چارون طرف اسکے کوسون تک گھنا جنگل
تھا اُسوقت بہار میں حضرت ملک بیا صاحب شاہان دہلی کی طرف سے صوبہ دار تھے
میر معز الدین جنکا وطن اصلی تکا را تھا معہ اپنے قبائل و عشائر و ڈھائی سو آدمیوں کے
صرف نظر جہاد ہندوستان کو تشریف لائے چونکہ اُسوقت سرقی ہندوستان میں جابجا سب
سے زیادہ ہندو و سرقوی موجود تھے اور اسلامی عملداری صرف بڑے بڑے شہرون
مین محدود تھی لہذا حضرت میر معز الدین رح نے بجائے شاہ دہلی کہ شاید اُسوقت شاہان تغلق
کا زمانہ ہوگا ضلع گیا مین تشریف لائے اور وہان سے سیر کرتے ہوئے موضع اساس مین وارد
ہوئے اُسوقت راجہ مذکور آپ سے برسر مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم مین الفریقین واقع ہوئی وہ
راجہ زخمی ہوکر وہان سے بھاگا اور موضع کھتا ئی کے قلعہ مین جو دیورہ سے تین چار کوس کی
فاصلے پر تھا پناہ گزین ہوا آپ فی الفور دیورہ کے قلعہ مین داخل ہوئے اور تمام بتون کو شکستہ
کیا اور قلعہ کو صاف کیا اور اپنے ہمراہیون میں سے حضرت میر بدر کو سردار مقرر کرکے قلعہ میں چھوڑا
اور عیال و اطفال کو انکے سپرد کیا اور آپ تعاقب مین اُس راجہ کے معہ چیدہ سوارون کے
موضع قلعہ کھتائی کو روانہ ہوئے بلا انجام کر دیکھا کہ وہ قلعہ نہایت بلند اور نہایت مستحکم اور واسوہ
جنگل کے اندر واقع ہے آپ وہان ٹھہرے رہے اور حاکم صوبہ بہار حضرت ملک بیا کو ایک عرضی
لکھی اور مدد طلب کی چونکہ ملک صاحب دوسری طرف ایک مہم میں مصروف تھے مدد کے بھیجے
میں توقف کیا جبتک آپ نے چند حملے اُس قلعہ پر کیے لیکن ناکامیاب رہے آخر کچھ جنگل کو کاٹکر
قلعہ کے چارون طرف صاف کیا اس عرصے میں بہار سے مدد بھی پہنچگئی اسکے ساتھ ہوکر
آپ نے اُس قلعہ کو بھی فتح کیا اور راجہ بھاگتا ہوا مارا گیا اور غنیمت کثرت آپ کے ہاتھ آئی پھر تو
آپ نے اُس اطراف مین خوب شمشیر زنی کی اور تمام علاقہ راجہ کا انچہر و داؤ دنگر و سہسرام وغیرہ
آپ کے تحت و تصرف میں آیا آپ نے اُن سب جگہون کو مفوض بحاکم صوبہ بہار کیا اور آپ کو

اساس اور دیورہ وغیرہ چند مواضع قریب پانچ چھ ہزار بیگھہ کے شاہ دہلی کی طرف سے بلا خراج واسطے سکونت کے عطا ہوا اکثر جسکا حصہ بسبب امتداد زمانہ کے ہاتھ سے نکلگیا اب اسوقت جو قدرے قلیل تصرف مین ہے وہ وہی عطیہ ہے۔ اللھم بارک لنا فیہ

سوانح حضرت مخدوم شیخ شاہ محمد رح نمبر ۱

آپ میر معزالدین رح فاتح دیورہ سے پانچوین پشت مین ہین آپ بڑے عالم باعمل تھے آپ کے ایک بیٹا شاہ عبدالعلی پیدا ہوے جنکے دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی شیخ عبدالحمید و شیخ ابوسعید و مسماۃ سلیم خاتون زوجہ حضرت مولانا محمد شہباز قدس سرہ حضرت شیخ ابوسعید کے صاحبزادہ مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فاالیض قدس سرہ ہوے جسکا نقشہ ذیل مین درج ہے۔

شاہ تیم اللہ رح

شیخ شاہ محمد رح

شیخ قریش لاولد

شیخ ابوسعید لاولد

مسماۃ سلیم خاتون زوجہ مولانا شاہباز محمد قدس سرہ

شیخ ابوسعید

مولانا ابوالبرکات محمد فاالیض

شیخ عبدالحمید

مولانا باز علی
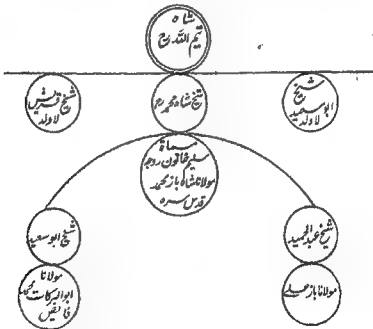
مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فاالیض قدس سرہ

آپ کا مولد موضع دیورہ پرگنہ اردل ضلع گیا ہے آپ جب سن رشد کو پہونچے بھاگلپور مین بخدمت

حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ کے جو آپ کے ماموں تھے پہونچے اور آپ سے تحصیل علوم ظاہری
وباطنی بوجہ اتم کی اور سالہاسال وہاں اقامت فرمائی حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ نے
اپنی دختر بلند اختر سے جو حمل ثانیہ مولانا ممدوح سے تھیں عقد نکاح کردیا آپ نے اُسکے بعد
سیر سیاحت شروع کی اور جابجا بزرگان طریقت وعلماء شریعت کی خدمت سے مستفید ہوتے
ہوئے دارالخلافہ دہلی کو پہونچے کہ اسوقت حضرت شاہجہان جلوس فرماے اورنگ سلطنت تھے
آپ وہاں سے لاہور گئے اور وہاں سے ملتان وغیرہ کی سیر کی جب مراجعت کرکے آپ پھر دہلی
پہونچے اسوقت حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر طاب اللہ ثراہ سریر آرائے سلطنت تھے
اتفاقاً ایک مسجد میں دانشمند خان سے آپ کی ملاقات ہوگئی آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھکر
پہچانا۔ اور آپ کے ساتھ بہت تواضع سے پیش آیا وہاں سے آپ مراجعت فرماکر بھاگلپور پہونچے
اور وہاں سے حسب ایماے جناب مولانا شاہباز محمد قدس سرہ پٹنہ تشریف لائے اور اس محلہ
محمود پور میں آپ اقامت گزین ہوے جو اسوقت ایک جنگل کی صورت میں تھا اُسکے بیچ میں ایک
بلندی بطور گڑھ کے تھی اُسی میں آپ نے ایک حجرہ بناکر قیام فرمایا اور ایک مسجد بنائی جو اسوقت
تک مسجد محمود پور کے نام سے مشہور ہی اور بفضلہ تعالیٰ بڑی بھاری جماعت و نماز جمعہ بھی ہوا کرتی
خوب آباد ہی۔ اور تعلیم وتعلم میں علوم ظاہری وباطنی کے آپ مصروف ہوے۔ چنانچہ حضرت شاہ
ارزان صاحب بھی آپ کی فیض صحبت سے مستفید ہوے اسی وجہ سے یہ دستور ہی کہ شاہ
ارزان صاحب کے تکیہ پر جو گدی نشین ہوتا ہی اُسکی دستار بندی اس خاندان سے کیجاتی ہی۔
آخر بذریعہ صوبہ دار بہار سمع مبارک میں حضرت عالمگیر طاب اللہ ثراہ کے پہونچی وہاں سے قریب
چالیس بیگھہ اراضی واسطے سکونت وتعمیر مسجد وخانقاہ وغیرہ کے اور چھ سات مواضع بطور مدد
معاش آپ کو مرحمت ہوے۔ مگر آپ نے اس چیزوں کی طرف مطلقاً التفات نفرمائی۔ اور اُسی
طرح بہ فارغ ومتوکل رہے۔ بعدہ آپ کے فرزندوں میں سے کسی نے اسکی تحریک کرکے حاصل کیا
آپ کے دو صاحبزادے ہوے۔ ایک نے ایام جوانی میں حافظ ہوکر اس فنا کو ان کو جمعہ... دوسرے
حضرت جناب مولانا شیخ شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہ کہ جنھوں نے اپنی تکمیل علوم ظاہری
باطنی اپنے پدر بزرگوار سے کی۔ اور بعد اُسکے سفر کرتے ہوے بلدۂ لاہور کو پہونچے۔ اور وہاں

حضرت ملا شیخ غلام محمد رح سے تحصیل علم فرمائی ۔ اور وہان سے دور و سیر کرتے ہوئے پھر پٹنہ کو تشریف لائے ۔ اور اپنے دولتکدہ کو رونق بخشی آپ کی اولاد کی تفصیل معلوم نہوئی کہ کل کتنے ہوئے ۔ مگر جنسے کہ آپ کی نسل کا سلسلہ جاری ہو وہ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہ اور اُنکے صاحبزادے مولانا شاہ محمد عزیز عرف حضرت شاہ درگاہی رحہ ہین ۔ مزار حضرت دیوان مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہ اور اُنکی زوجہ مریم مکانی حضرت رابعہ خاتون وجناب شاہ ابوتراب قدس سرہ کے ایک جگہ بر صحن مسجد جمعہ نمو ہیہ مین واقع ہین اور مزار حضرت مولانا شاہ ابوالخیر و مولانا شاہ محمد عزیز قدس اسرارہما کی پشت جمعہ مسجد مذکور پر جو مقبرہ ہو اُسمین واقع ہین ۔

حضرت شاہ محمد عزیز قدس سرہ

آپ کا لقب شاہ درگاہی تھا ۔ آپ اپنے وقت کے بڑے سالک تھے ۔ صدہا آپ کے مرید تھے نواب ناظم صوبہ دار بہار اور بڑے بڑے ارکین سلطنت و اہل دول آپ کی خدمت اقدس مین حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے اور علما و فضلا بھی آپ سے بہرہ ور ہوتے آپ کے دو صاحبزادے ہوئے ۔ اور دو صاحبزادیان ۔ حضرت شاہ محمد معز و حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہما و مسماۃ شکرن زوجہ رفیع الدین حسین خان و مسماۃ مصرن زوجہ شیخ رستم علی رحمۃ اللہ علیہم ساکنان محلہ مغل پورہ ۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا درج ذیل ہو ۔

حضرت شاہ محمد سعد عرف شاہ منور رح

آپ کی شادی مساۃ رسولن بنت مولوی ارادت اللہ صادقپوری سے ہوئی جسکا ذکر فصل ا آچکا ہے آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں جملہ پانچ اولادیں ہوئیں حضرت شاہ ابوالحسنؒ اور حضرت شاہ محمد حسینؒ و مساۃ طہورنؒ زوجہ رضی الدین حسین خان پھلواروی و مساۃ تمیزنؒ زوجہ مولوی بشارت علی صادقپوری و مساۃ لطیفنؒ زوجہ مولوی الٰہی بخش صادقپوری قدس اسرارہم سب تینوں عورتوں کی اولاد کی تفصیل انکے ازواج کے ساتھ فصول اول میں [illegible]

ہو چکی ہے وہاں دیکھنا چاہیے - نقشہ آپ کی اولاد کا یہ ہے

حضرت شاہ محمد بعرف شاہ ننو رح

ابوالحسن شاہ رح | شاہ محمد حسین رح | مسماۃ ظہورن زوجہ رضی الدین حیدر خان | مسماۃ نجیبن زوجہ مولوی بشارت علی رح | مسماۃ لطیفن زوجہ مولوی الٰہی بخش رح

حضرت شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی مسماۃ خیرن بنت حضرت شیخ طفیل اللہ رح ساکن موضع سرانڈی پرگنہ پھلواری ضلع پٹنہ سے ہوئی آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں - مولوی قاضی شاہ محمد تقی و مولوی محمد زکی و مولوی محمد نقی و مولوی محمد رضی ان دونوں آخرالذکر نے ایام جوانی میں بلا شادی شدہ رحلت فرمائی - مسماۃ نعیمن زوجہ قاضی قمر علی مہدانوی رحمہم اللہ - نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے -

حضرت شاہ ابوالحسن رح

شاہ مولوی قاضی محمد تقی رح | مولوی محمد زکی رح | مولوی محمد نقی لاولد | مولوی محمد رضی لاولد | مسماۃ بی نعیمن مرحومہ

مولوی قاضی شاہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی شادی ساتھ مسماۃ صفیفن بنت مولوی امین الحق ساکن محلہ گورہٹہ متعلقات شہر پٹنہ کے ہوئی آپ کے صرف ایک بیٹی مسماۃ زینب اور ایک بیٹا مولوی عبدالعزیز پیدا ہوئے - مسماۃ زینب کی شادی ساتھ قاضی محمد ابراہیم پسر مولوی اکرم الحق ساکن محلہ گورہٹہ کے ہوئی

وردہ لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئیں ۔ نقشہ آپ کی اولاد کا حسب ذیل ہے۔

مولوی قاضی شاہ محمد تقی رح

مولوی عبدالعزیز مرحوم

شہادت قاضی محمد ابراہیم لاولد

مولوی عبدالعزیز مرحوم بن شاہ محمد تقی رح

آپ کی پیدائش سال ۱۲۵۱ھ میں ہوئی آپ کا جب مکتب ہوا آپ کے پڑھانے کے واسطے میر محمد تقی صاحب ساکن آدم پور جو قریب موت پور ہے نوکر رکھے گئے آپ نے قریب آٹھ سات برس کی عمر تک فارسی کی تحصیل انسے کی۔ اور بہت کچھ کی بعد اسکے آپ نے صرف نحو کی کتابیں جناب مولوی اکبر علی صاحب رح پسر جناب مولوی الٰہی بخش عصر لدب العرش صادق پوری سے پڑھیں۔ بعد انتقال مولوی اکبر علی مرحوم اپنے چچیرے بھائی حضرت مولوی شاہ عبدالخالق رح خلف الصدق حضرت جناب شاہ محمد حسین قدس سرہ سے پڑھا۔ جب انکا بھی انتقال ہوا تو جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ سے کچھ تھوڑے دن پڑھا۔ چونکہ آپ کے والد آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے اور آپ کی والدہ نے آپ کی پرورش و تربیت و تعلیم کا کام انجام دیا اور اب انکا بھی انتقال ہوگیا ناچار آپ کو شغل تعلیم و تعلم ترک کرکے امور معاشیہ کیطرف توجہ کرنی پڑی۔ آپ کی اول شادی ساتھ مسماۃ ذکیہ بنت قاضی قمر علی زوجہ مسماۃ نعیمہ پھلواروی سے ہوئی اس محل سے دو فرزند آپ کے پیدا ہوئے عبدالحمید و مولوی محمد یحییٰ اول الذکر نے تیرہ چودہ برس کے سن میں انتقال کیا بعد انتقال زوجہ اولیٰ آپ نے اپنی شادی ساتھ مسماۃ امامی بیگم بنت خواجہ فتح علی مرحوم بن خواجہ کرم علی مرحوم ساکن محلہ لونگولہ کے کی (یہ خواجگان اصل باشندے پانی پت کے تھے جو قریب دہلی واقع ہے قوم انصاری سے تھے انکے مورث پانی پت سے آکر بعمرت پور کی پٹنہ میں سکونت پذیر ہوئے پھر وہاں سے لونگولہ میں آکر رہے) اس محل سے

آپ کے تین بیٹیاں ہوئین ۔ مسماۃ سکینہ مرحومہ زوجہ خواجہ امیرحسن ابن خواجہ احمد علی بن خواجہ
فتح علی مرحوم مذکور ۔ دختر دوم ۔ مسماۃ مجیدن سلمہا زوجہ خواجہ مہدی حسن مرحوم بن خواجہ احمد علی
مرحوم ۔ دختر سوم ۔ مسماۃ صغریٰ زوجہ سید عبدالغفور سلمہا ابن محمد صالح مرحوم بن سید تراب علی
مرحوم بن سید مقصود علی مرحوم بن میر ذوالفقار علی مرحوم ساکن موضع لکھنور ضلع پٹنہ مولوی عبدالحی
کی اول شادی مسماۃ منیرن بنت جناب حکیم مولوی وجاہت حسین مرحوم صادق پوری سے
سے ہوئی اُنسے دو لڑکے پیدا ہوے محمد احسن عرف جمو محمد محسن عرف رضو سلمہما اللہ تعالےٰ بعد
انتقال مسماۃ منیرن مرحومہ کے آپ کا ازدواج ساتھ مسماۃ زہرا بنت سید محمد وارث حسین بن
سید محمد حسین ساکن موضع گورگانوان ضلع پٹنہ کے ہوا انسے دو بیٹیاں ہوئین مسماۃ آمنہ و مسماۃ
عائشہ ۔ آپ نے یعنی مولوی عبدالعزیز صاحب نے ۷۵ برس کی عمر مین بتاریخ ۷ اجولائی ۱۸۹۶ع
مطابق ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۱۳ ہجری مین اس خاکدان عنصری کو چھوڑا اللھم اغفرلہ وارحمہ ۔ بتاریخ ۹ رجب
۱۳۱۸ھ امامی بیگم صاحبہ نے بھی رحلت کی ۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے
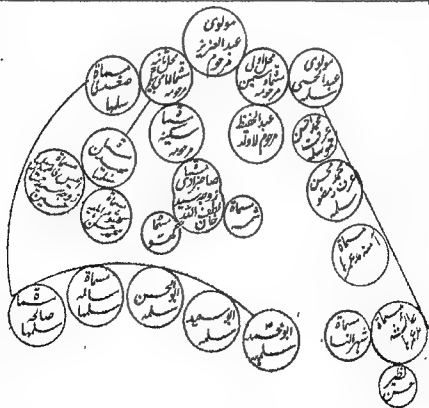
مولوی محمد زکی صاحب سوم بن شاہ ابوالحسن رح

آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۳۲ھ سن بارہ سو بتیس یا تینتیس میں ہوگی - آپنے درسی کتابیں اپنے
چچا مولوی شاہ محمد واعظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور حضرت شاہ محمد کریم رح سے بیعت
اکلیمی حاصل تھی پھر جناب حضرت سید احمد صاحب بریلوی مجدد مائۃ ثالثہ کے ہاتھ پر بارادت
اپنے پیر کے بیعت کی - اور پھر بعد چند روزوں کے آپ بریلی تکیہ پر حضرت شاہ لعل صاحب کی
خدمت میں اپنے پیر مرشد کے حاضر ہوئے - اور تخمیناً ایک برس وہاں رہکر اور بہت کچھ وہاں
دینی سے بہرہ ور ہوکر اپنے وطن کو مراجعت فرما ہوئے - اسوقت سے برابر آپ اپنے
گھر پر امور معاملہ کی فکر میں رہے آپ کی اول شادی مسماۃ کلثوم عرف بی بی امتون بنت
میر اسد علی صاحب سے ہوئی - دو بیٹے بی بی تمن کے دو بیٹی شاہ ہادی صاحب کی دو پسر
راجہ میاں صاحب دو پسر مولانا شاہ ابو تراب بن مولانا شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کے
اسکے بعد پھر دوسری شادی آپکی ساتھ مسماۃ صبیرن بنت شیخ سلامت علی ساکن سگھرکریا
سے ہوئی محل اولی سے آپکے مولوی عبدالرزاق صاحب پیدا ہوئے اور محل ثانیہ مسماۃ صبیرن
سے ایک بیٹی مسماۃ نفیس اور ایک بیٹا مولوی محمد اسحاق پیدا ہوئے - مسماۃ نفیس کی شادی
میر محمد حسین مرحوم ساکن کریا سے ہوئی اُنسے ایک لڑکی مسماۃ شریفن پیدا ہوئی اسکے بعد
شادی لاولد انتقال کیا مولوی محمد اسحاق مرحوم کی شادی مسماۃ مریم عرف بولاقن بنت قاضی
سید وصی احمد ساکن محلہ امیر قصبہ بہار سے ہوئی اُنسے آپ کے ایک بیٹی اور دو بیٹے پیدا ہوئے
مسماۃ حبیبۃ النساء زوجہ حکیم سید محمود عالم مرحوم ساکن حاجی پور جنسے ہوا انکے صرف ایک بیٹی مسماۃ
رشیدہ پیدا ہوئیں اُسکے بعد یہ بیوہ ہوگئیں - اور دو لڑکے بیٹے محمد ہاشم مرحوم و محمد قاسم سلمہ اللہ
تعالیٰ محمد ہاشم مرحوم کی شادی مسماۃ امیر النساء بنت شاہ محمد ظفر ساکن بہار سے ہوئی اُنسے
صرف ایک لڑکی مسماۃ رقیہ پیدا ہوئی اور محمد قاسم کی شادی ساتھ مسماۃ صغریٰ بنت مولوی
محمد حسن مرحوم صادق پوری کے ہوئی اُنسے دو لڑکے محمد کاظم و محمد ناظم وغیرہما متولد ہوئے
محمد اسحاق مرحوم نے بتاریخ ۹ شوال ۱۳۲۰ھ ہجری انتقال فرمایا اور تاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ

کو عزیزی محمد ہاشم نے رحلت کی اللھم اغفرھما وارحمھما اور بتاریخ ۱۰ محرم ۱۳۱۲ھ حکیم محمود عالم نے کوچ کیا۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا حسب ذیل ہے۔

مسماۃ نعیمن مرحومہ

بنت حضرت شاہ ابوالحسن آپ کی شادی جناب قاضی شیخ قمر علی مرحوم ساکن مہدالوان سے ہوئی وہ بیٹے شیخ رمضان علی مرحوم کے وہ بیٹے شیخ شاہ غلام علی مرحوم کے وہ بیٹے شاہ محمد فاضل ساکن موضع ہمرانڈی کے قاضی صاحب مرحوم کو عربی مین استعداد تو کم تھی مگر فارسی مین پوری استعداد حاصل تھی اور شاعر بھی تھے اردو اور فارسی مین بہت عمدہ شعر کہتے تھے اور مادہ تاریخ نکالنے مین آپ کو پوری مہارت تھی زود نویس ایسے تھے کہ ایک شب مین پوری گلستان لکھ ڈالتے اس مولف کتاب نے خود اُس گلستان کو دیکھا ہے جو آپ نے ایک شب مین لکھ

تھا خوب صاف و ابتدا ہی آپ اکثر کتابوں کی نقل کیا کرتے تھے آپ کی لکھی ہوئی بہت سی کتابیں آپ کے کتب خانے میں میں نے خود دیکھی ہیں۔ آپ نہایت ذی مروت اور بڑے خلیق تھے۔ آپ نہایت کشیدہ قامت اور جسیم تھے۔ ایسا کہ اگر ہزار بارہ سو آدمی میں آپ کھڑے ہوتے تو آپ کا سر اونچا ہوتا۔ آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں جملہ آٹھ اولادیں۔ اکبر اولاد آپ کی مسماۃ نفیسن زوجہ شیخ تفضل حسین بن شیخ سلامت علی مرحوم ساکن کوہا دوسرے شیخ عبدالرحمن مرحوم زوج مسماۃ ساجدہ بنت حکیم احمد علی مرحوم صادق پوری شیخ عبدالسبحان مرحوم بلا ولد دنیا سے رخصت ہوئے و شیخ عبدالرحیم مرحوم انکی شادی آرہ میں صاحبزادی مولوی علی احسن مرحوم سے ہوئی اُس سے ایک لڑکا حکیم مولوی محمد حنیف مرحوم پیدا ہوئے انھوں نے تخمیناً تیس برس کی عمر میں فرزند ابو علیہ و ابو ہریرہ ابو علقمہ چھوڑ کر ۲۲ محرم ۱۳۲۱ ہجری میں بمقام آرہ انتقال کیا پانچویں مولوی عبدالحکیم مرحوم تحصیل علوم میں دہلی لکھنؤ وغیرہ دور دور سیر کرتے رہے اُسی میں بیمار ہو کر بعمر جوانی پچیس برس اس جسم خاکی کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے ششم محمد سلیم مرحوم ہفتم شیخ عبدالعلیم مرحوم ان دونوں کی شادی دختران شیخ خورشید حسن ساکن شیخو چک سے ہوئی اول الذکر نے تخمیناً پچاس برس کی عمر میں لاولد انتقال کیا اور آخرالذکر نے ایک لڑکی مسماۃ میمونہ کو چھوڑ کر چھبیس برس کی عمر میں رحلت کی ہشتم مسماۃ دمین مرحومہ زوجہ اولی مولوی عبدالعزیز مرحوم ساکن عظیم آبادی انھوں نے دو لڑکے عبدالحی و عبدالحفیظ چھوڑ کر جوانی میں رحلت کی۔ تاریخ انتقال جناب قاضی صاحب مرحوم از نتیجہ فکر جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم متخلص بہ واعظ یہ ہے۔

قمر چون رفت زین دار پر آشوب	رسیدہ در مقام قرب ابرار
بواعظ گفت ہاتف سال موتش	نمایان از ارم رحمت ازین دار

۱۲ شوال سنہ ۱۲۱۲ھ

اور مسماۃ نعیمن نے تخمیناً ایک سو سال کی عمر پا کر تاریخ ۹ شعبان ۱۳۱۲ھ میں اس بے کس دنیا کو چھوڑا۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔ لفضلہٖ آپ کی اولاد و احفاد کا بہ بحر۔

حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ

ابن حضرت شاہ محمد معز رح آپ کی والدہ کا نام مسماۃ رسولن بنت مولوی ارادت اللہ
صادق پوری آپ ۱۲۰۳ سنہ ہجری مین پیدا ہوے آپ جب سن شعور کو پہونچے تب اپنے چچا
شاہ محمد کریم قدس سرہ سے دینیات کی تعلیم پائی انہی سے بیعت حاصل کی اور خلافت بھی
آپ کو ملی آپ کو عین عنفوان جوانی مین تقویٰ وطہارت کا بہت کچھ خیال رہتا - اور
صوم وصلوٰۃ کی پابندی آپ کو تھی - پھر جب حضرت جناب امیر المومنین سید احمد صاحب
بریلوی مجدد مائۃ ثالث عشر ۱۲۳۸ سنہ ہجری مین مکہ معظمہ سے مراجعت کیوقت وارد پٹنہ ہوے
اسوقت آپ سید صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے - اور انکا وعظ وغیرہ سنکر بہت
متاثر ہوے - اور چاہا کہ بیعت بھی حاصل کرین - لیکن چونکہ آپ پہلے بیعت اپنے چچا سے

کر چکے تھے۔ لہذا بغیر اجازت اُنکے دوسری بیعت کرنی مناسب نہ تھی ادنا اپنے پیر مرشد حضرت
شاہ محمد کریم رح کی خدمت میں کل کیفیت حضرت سید صاحب کی عرض کی۔ آپ نے بطیب
خاطر اجازت بیعت دی اور فرمایا ع تمام نیک ہر دکان کہ باشد ۔ تب آپنے حضرت
سید صاحب کو اپنے گھر میں مدعو کیا اور مرید ہوئے۔ اور اپنی اہلیہ اور دو لڑکیوں کو اپنی جو
اسوقت بی الحمد سن شعور کو پہونچی تھیں بیعت کرا دی ان کا مسماۃ محمودہ والدہ ماجدہ
مسود اوراق ہذا کی ہیں۔ پھر جب تک حضرت سید صاحب اس پٹنہ اور اطراف میں انکے
قیام فرما رہے۔ تب تک برابر حاضر خدمت سراپا سعادت سید صاحب کے رہے
سید صاحب نے آپ کو خلافت بھی دی۔ اسوقت سے آپ برابر ہدایت وارشاد کے کام کو
نہایت سرگرمی سے انجام دیتے۔ اور پٹنہ کے نواح واطراف مظفرپور و دربھنگہ
و چھپرہ و گیا و بہار و مونگیر و بھاگلپور وغیرہ میں دورہ کیا کرتے تھے۔ ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی
آپ سے مرید اور فیضیاب ہوئے احیائے سنت و اشاعت دین میں آپ بڑی سعی و کوشش فرماتے
بہتیری مسجدوں کو جو ویران پڑی تھیں۔ آپ نے آباد کرایا چنانچہ پٹنہ کی جامع مسجد جو سابق
ایسی چھوٹی تھی کہ سو آدمی کا گذر اسکے اندر مشکل ہوتا۔ ہزارہا روپیہ کے صرف سے آپنے
اس مسجد کو ایسا وسیع کر دیا کہ صرف ایک صف میں سو آدمی کھڑے ہو جاتے ہیں۔
اور کل مسجد میں تو قریب تین ہزار آدمیوں کی گنجائش ہو جاتی ہے۔ آپ کے وقت میں دو جمعہ
اندر شہر پٹنہ سے لیکر فتوحہ تک کے لوگ یہاں نماز جمعہ کو آیا کرتے ایسی بھاری جماعت شہر
بھر میں کہیں نہیں ہوتی تمام مسجد مع صحن مملو ہو جاتی۔ اسکے متصل شمال میں جو میدان ہے وہ بھی
بھر جاتا۔ تخمیناً پانچ چھ ہزار آدمی کی تعداد عیدین میں یہاں جمع ہو جاتی۔ بعد نماز آپکا وعظ
ہوتا۔ ایسا سلیس عام فہم بیان ہوتا کہ ہر آدمی اس سے مستفید ہوتا اور نہایت پرتاثیر۔ اور دو وقت
شب ہر ہفتہ مکان میں آپ وعظ فرماتے عورتیں نزدیک و دور سے جمع ہو جاتیں مقدرت
والی عورتیں دور دور سے سواریوں پر جمعہ کے روز مغرب سے آنا شروع ہوتیں اور سو ہزار کی
عورتیں سے کچھ زیادہ آتیں۔ اور ہر ایک کی خورونوش و دیگر آسائش کا اہتمام بخوبی تمام
کیا جاتا۔ ہر جمعہ کو ایک جماعت نو مریدوں کی بھی ہوتی۔ رمضان شریف میں آپ

تراویح بھی پڑھاتے اور عشرہ اخیرہ مین اعتکاف بھی کرتے احیاے سنت کا آپ کو یہان تک شوق
تھا کہ آپ کی صبیہ خرد مسماۃ شریفن جو مولوی اکبر علی مرحوم پسر مولوی الٰہی بخش مرحوم سے منسوب
ہوئی تھین - جب وہ بیوہ ہوگئین تب آپ نے انکا نکاح ثانی جناب مولانا عنایت علی علیہ الرحمۃ
سے کردیا - جسکا مفصل ذکر منشی محمد جعفر انبالوی نے اپنی کتاب سوانح احمدی مین بذیل سوانح
عمری مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ لکھدیا ہے فلیطلع ہناک اور تقریبا ۱۲۶۱ھ سن بارہ سو اکسٹھ مین
یا باسٹھ ہجری مین آپ حج کو تشریف لیگئے - اور قریب دو برس کے آپ کو اس سفر مین لگا کیونکہ
اسوقت بادبانی جہاز پر لوگ کلکتہ سے سوار ہوتے تھے لہذا دو برس سے کم مین حاجی
مراجعت کرکے اپنے گھر کو نہین پہونچسکتا تھا اور صرف بھی کثیر ہوتا تھا - بالجملہ آپ سے اس شہر
پٹنہ مین اور اسکے اطراف مین جو ہدایت جاری ہوئی اور لوگون نے شرک و بدعت چھوڑا اور نماز
روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ احکام شرعی کی پابندی اختیار کی اسکا احاطہ واحصا نہایت مشکل مختصراً
یہان بیان کیا گیا - آپ کو فن سپہگری مین بھی پورا دخل تھا گھوڑے کی سواری نہایت عمدہ جانتے
تھے - آخر عمر تک گھوڑے ہی پر سوار ہوتے رہے کسی دوسری سواری کو اختیار نکیا - بندوق
کا نشانہ نہایت عمدہ بانک اور بنوٹ وغیرہ بھی خوب جانتے تھے - حلیہ شریف یہ ہے قد میانہ رنگ
نہایت گورا صاف بلند نقشہ نہایت خوبصورت آپ نہایت حسین تھے - مزاج خلقی غصہ ور تھا
مگر آپ کو اپنے مزاج پر کچھ ایسا قابو تھا - کہ ہرگز کوئی معلوم نہین کرسکتا تھا کہ آپ مین غصہ بھی ہے مگر
ہان وقت معائنہ امور خلاف شرع کے وہ حرارت ایمانی اور تہور ہاشمی برروے کار آتی -
صاحب مروت وفتوت وخلق عظیم تھے - اس نالائق کے قلم مین وہ طاقت کہان کہ آپ کے
اوصاف حمیدہ وخصائل ستودہ وشمائل پسندیدہ مین سے ایک شمہ بھی بیان کرسکے - اور آپ
شاعر بھی تھے آپ کا شعر اردو و فارسی مین نہایت عمدہ و ملیح ہوتا - افسوس کہ جگہ اسکے اندراج
کی گنجائش نہین - تخلص ہاشمی تھا - آپ کی شادی مسماۃ نصرت بنت حضرت شاہ غلام مجتبیٰ رح
دیوردی سے ہوئی - وہ بیٹے حضرت شاہ غلام اشرف بن حضرت شاہ امام الدین بن حضرت
شاہ تاج الدین بن حضرت شاہ نصر اللہ بن شاہ عبد الحمید بن حضرت شاہ مولانا شاہ باز محمد
بھاگلپوری قدس اسرارہم کے پورا نسب نامہ آپ کا فصل پنجم مین آویگا وہان ملاحظہ فرمائیے آپکی

اہلیہ شریفہ بھی آپ ہی کے مانند دینی امور کے اجراء میں نہایت چست و چالاک اور آپ کے ہر امور
میں مؤید و مددگار رہیں گویا آیۂ کریمہ والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات و
ان کا نمونہ تھا دونوں کا وہاں حال تھا۔ العرض یہ دونوں میاں بی بی امور رضائے
مولیٰ میں اپنی تمام عمر کو ایسے مستغرق رہے کہ جسکو فنا فی اللہ کہیں تو بجا ہے آپنے چوہتر برس
کی عمر میں سنہ ۱۲۷۶ ہجری ماہ سوم تاریخ کو اس دار فانی کو چھوڑا اور اپنے آبائے صالحین سے
جا ملے اللھم اغفر لہ — آپ کی تاریخ انتقال کا ایک شعر جو جناب مولوی حکیم
اسد اللہ مرحوم نے کہا ہے وہ یہ ہے ؎

رفت سوم محبس و رقم مالک صاحب		رفت بسوئے ارم شاہ محمد حسین

۱۲۷۶ھ

آپ کی اہلیہ بی بی نصرت صاحبہ نے قریب سو برس کے عمر پائی انکی تاریخ انتقال عزیزی مولوی
محمد یوسف جعفری سلمہ نے جو کہی ہے وہ یہ ہے۔

چو جدہ ام بی بی نصرت		جدا گشتہ زما در زمین رفت
پئے تاریخ رحلت فکر کردم		ندا آمد "بفردوس برین رفت"

۱۲۹۹ھ

ولہ

ہوا بی بی نصرت کا آہ انتقال		فلک نے دیا ہمکو کیسا یہ داغ
نظر خوار آنے لگا وہ مکان		جو تھا سامنے انکے مانند باغ
ہے حزن سے جو لبریز تھا		پکارا تا دہ غم ہوا دہ ایاغ
جو کی فکر تاریخ رنجور نے		کہا دل نے آہ بجھ گیا گل چراغ

۱۲۹۹ھ

آپکے چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا مسماۃ الصفین زوجہ مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مسماۃ محمودہ
زوجہ حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہ جو والدہ ماجدہ مسعود اوراق ہیں مسماۃ رحیمن
جو چار پانچ برس کی عمر میں راہی خلد بریں ہوئیں مسماۃ حفیظن زوجہ مولوی فیاض علی
مرحوم مسماۃ حمیدہ زوجہ مولانا یحییٰ علی مرحوم مسماۃ حسن النساء جنکا عقد اول مولوی اکبر علی مرحوم
سے ہوا۔ اور عقد ثانی مولانا عنایت علی رحمۃ اللہ علیہ سے جو عم حقیقی حقیر مؤلف کی ہیں کے ہیں

شاہ مولوی عبدالخالق مرحوم تفصیل اولاد کی ہر ایک بالتفصیل کی اُنکے ازدواج کے ساتھ فصول
ماسبق مین گذر چکی ہے۔ مختصر نقشہ یہ ہے۔

حضرت مولوی شاہ عبدالخالق مرحوم

ابن حضرت شاہ محمد حسین بن شاہ محمد معز آپ کی والدہ کا نام مسماۃ نصرت بنت حضرت شاہ غلام مجتبیٰ دیوروی آپ کی پیدائش غالبًا سنہ بارہ سو پچاس ہجری مین ہوئی آپنے ابتدائی کتابین اپنے والد ماجد سے پڑھین بعد اُسکے صرف و نحو جناب مولوی اکبر علی مرحوم صادق پوری سے پڑھا۔ بعد انتقال اُنکے جناب حکیم عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی سے پڑھا۔ آپ نے سولہ سترہ برس کی عمر مین تمام درسی کتابین ختم کین۔ اور ایسی استعداد حاصل کی کہ آپ کے والد ماجد نے جمعہ کے روز اس جمعہ مسجد مین نماز جمعہ پڑھانیکو اور وعظ کہنے کو بجائے اپنے آپ ہی کو مقرر کیا۔ آپ ایسے ذہین و ذکی تھے کہ جسکا بیان مشکل۔ آپنے اس تھوڑی سی عمر مین اپنی قابلیت علمی ایسی دکھائی کہ لوگ مرحبا و شاباش کہتے تھے۔ آپ کے اخلاق حمیدہ و اطوار پسندیدہ ایسے تھے کہ اسکو محسود زمانہ کہنا چاہیے آپ کی چودہ برس کی عمر مین مسماۃ زہرا بنت جناب حکیم احمد علی مرحوم بن رضی الدین حسین خان سے شادی ہوئی جسکا ذکر اوپر فصل مین آچکا ہے آپ نہایت

خوبصورت حسین بھی تھے گھوڑے کی سواری سے آپ کو نہایت شوق تھا اور خوب سوار ہوتے تھے افسوس کہ بعد شادی صرف دو ڈھائی برس آپ زندہ رہکر ستره برس کی عمر میں للہ اس دنیا سے محمود بیوہ کو چھوڑ کر داخل خلد بریں ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعصمہ۔ آپ کی قبر مسجد کے دروازے کے قریب واقع ہوا اور اس کے متصل پورب کے جناب مولوی اکبر علی مرحوم کی اس سے پورب متصل آپ کی اہلیہ بی بی زہرا مرحومہ کی ہوگئی تھا دی دروازہ مسجد کے ہیں۔ فقط

حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ

آپ کے والد کا نام حضرت شاہ محمد عبید عرف شاہ درگاہی ابن حضرت شاہ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہا آپ اپنے وقت کے بڑے سالک پیشوائے وقت گذرے ہیں۔ تمام سکنائے محلہ موہیم دموصع دیورہ وشہر گھاٹی وغیرہ اور اکثر اہل صادق پور آپ ہی کے مرید تھے۔ آپ کو اللہ تعالی نے مطلق ملکوتی مزاج صائم الصاف پسند بنایا تھا۔ آپ کی انصاف پسندی اسی سے خوب ظاہر ہو کہ جب حضرت جناب سید احمد صاحب بریلوی پٹنہ میں تشریف لائے تو آپکے اکثر مریدوں نے آپ سے اجازت طلب کی سید صاحب سے بیعت ہونگی۔ آپ نے نہایت خوشی وطیب خاطر سے ہر ایک کو اجازت دی اور فرمایا ان میاں شاہ سے نیک مردکان کہ باشد۔ آپ کی عمر اسوقت بہت ہو گئی تھی۔ غالبا اسی سے متجاوز ہو گی۔ اور آپ اسوقت علیل بھی تھے چلنے پھرنے کی مطلق طاقت نہ تھی۔ لہذا آپ جناب حضرت سید صاحب سے ملاقات نہ کر سکے۔ ورنہ آپ نے اپنا اشتیاق ملاقات بہت کچھ بیان فرمایا چنانچہ اسکے تھوڑے دنوں بعد آپ نے اس خاکدان عنصری کو چھوڑا۔ آپ کی تاریخ انتقال آپ کے صاحبزادہ جناب حکیم مولوی شاہ محمود اعظم مرحوم نے فرمائی ہے۔ وھو ھذا۔

محمد کریم آن شہ بحر جود	شاہ محترم چو شد زیر خاک
شدم در پئے فکر سال وفات	رقم سنج این با دل دردناک
گفت از دل چاک ہاتف بس	بشد زینت ایں ایا فردوس پاک

۱۲۲۸ھ

آپ کا شجرۂ بیعت خاندانی انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ مین آوے گا۔ آپکے صرف دو بیٹے پیدا ہوے حضرت شاہ ابوتراب مرحوم اور جناب حکیم مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم۔

شاہ
محمد کریم
قدس سرہٗ

شاہ
ابوتراب
مرحوم

مولوی شاہ
محمد واعظ
مرحوم

حضرت شاہ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ آپ کی صرف دو بیٹیان پیدا ہوئین مسماۃ فضل النسا ومسماۃ افضل النسا اول الذکر کی شادی ساتھ جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم کے ہوئی۔ اور ثانیہ زوجہ جناب مولوی محمد قریشی صاحب مدظلہ یہ دونون ساکن خواجہ کلان گھاٹ متحلات شہر پٹنہ پسران مولوی افضل علی مرحوم بن ملا اشرف الدین المخاطب بملا محمد خان مرحوم آپ کا پورا نسب نامہ انشاء اللہ تعالیٰ فصل پنجم مین آویگا آپ کا خاندان حضرت عمر ابن خطاب تک منتہی ہوتا ہے مسماۃ فضل النسا کے تین بیٹے ہوے مولوی عبدالقادر سلمہ اللہ تعالیٰ وحافظ ابو محمد مرحوم وفضل اللہ مرحوم (در طفلی مرد) اور مسماۃ افضل النسا کے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بعد شادی تھوڑے سے عرصے زندہ رہکر لاولد انتقال کیا۔

شاہ
ابوتراب
مرحوم

مسماۃ
فضل النسا
مرحومہ

افضل النسا
مرحومہ لاولد

حافظ
ابو محمد مرحوم

مولوی
عبدالقادر
صاحب

فضل اللہ
در طفلی مرد

مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ابن جناب مولوی حکیم فیاض علی مرحوم آپ کی والدہ کا نام فضل النساء مرحومہ آپ کی پیدائش
غالباً سنہ بارہ سو چھپن یا ستاون میں ہوگی آپ نے ابتدائی تعلیم ایک معلم سے پائی ۔ جو دو دانے
پڑھ کر رکو بیٹھ گئے تھے اور بعد اسکے کہ آپ کو کچھ لیاقت نوشت و خواند کی ہوئی آپ چھوٹے ماما
جناب حکیم مولوی شاہ محمد اعظم مرحوم کی زیر تعلیم رہے اور انہیں سے عربی و فارسی کی کتابیں
درسی پڑھیں آپ کی شادی ساتھ شکورن بنت ناظر محبت علی ساکن گرہست سے ہوئی ۔ آپ
بعد تحصیل علوم عربی کسب معاش کیطرف متوجہ ہوئے اور عدالت کا امتحان دیکر پاس ہوئے
آپ کا دادیہال محلہ خواجہ کلاں گھاٹ ہے اور نانیہال محلہ لودیہ علاقہ تھانہ عالم گنج شہر پٹنہ
آپنے وکالت کا امتحان پاس ہونے کے بعد چندے عدالت پٹنہ میں وکالت کا کام کیا ۔
مگر جب یہاں بسبب کثرت وکلاء چنداں فروغ نہ ہوا تب آپ یہاں سے گیا کو تشریف لیگئے ۔
اور اسوقت تک گیا ہی میں سکونت پذیر ہیں ۔ اور وہاں تائید ایزدی تھوڑے ہی عرصہ میں
خوب فروغ ہوا ۔ اور بہت کچھ کمایا اور معاش خریدی ۔ اور تائید الٰہیہ کا چالیس ہزار روپیہ صرف
کیا یعنی اور بیس ہزار روپیہ ہمراہ لیکر مع اہل و عیال و والدہ اپنی بشوق زیارت بیت اللہ
و مدینہ منورہ روانہ ہوئے ۔ اور قریب دو برس کے وہاں قیام فرما کر حج اور زیارت کہ
متبرکہ سے فیضیاب ہوئے ۔ بعد مراجعت وہاں کے آپ نے اس پیشہ وکالت کو کہ نہایت
عروج پر تھا اور جو دو چند سو روپیہ ماہوار کی آمدنی کھول تمام آتی تھی محض ابتغاءً لوجہ اللہ
واتقاءً من عذاب الآخرۃ ترک کیا جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین جزاءً حسنا
اسوقت سے آپ اسوقت تک گوشہ نشین ہیں ۔ آپ کو تنہائی و عزلت نہایت پسند ہے ۔
شب و روز وظایف و نماز و تلاوت قرآن و ذکر اللہ سے دلچسپی رکھتے ہیں ۔ سیر خیرات تابع مصر
میں آپ کا خوب جاری اور ساری ہے ۔ اللھم تقبل منہ قبولاً حسنا آپ بڑے سالک
و صوفی مشرب ہیں آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں ۔ اول ولی الحق مرحوم یہ لڑکا
نہایت لائق و قابل تھا ۔ عربی و فارسی میں بہت اچھی استعداد رکھتا تھا ۔ اور انگریزی میں

ایف اے ۔ پاس کیا تھا۔ اسکے بعد وکالت کا امتحان دیا جبدن امتحان کے پاس ہونے کی خبر آئی یہ عزیز ایک دن قبل اسکے اس قالب خاکی کو چھوڑ کر داخل خلد برین ہوچکا تھا ان للہ وانا الیہ راجعون ۔ اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہ ۔ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ؛ انکی شادی مساۃ رقیہ بنت مولوی نجابت احمد مرحوم نگرنہسوی سے ہوئی تھی مگر افسوس کہ بہت تھوڑا اس سے متمتع ہوکر ۱۳۰۲ھ بارہ سو تین ہجری مین سفر آخرت اختیار کیا اللہم اغفر لہ وارحمہ ۔ دوم مساۃ فاطمہ سلمہا بیوہ ساتھ قطب الدین حسین نگرنہسوی کے منسوب ہوئی تھی ۔ مگر افسوس کہ انکے زوج نے بہت تھوڑے روز انکے ساتھ رہکر راہی علیین ہو کر سوم مساۃ صغری سلمہا یہ ساتھ حکیم مولوی یوسف حسین سلمہ اللہ تعالی نگرنہسوی کے منسوب ہوئین ۔ انکے دو اولادین ہوئین ۔ فطرت علی المدعو تیرہ چودہ برس کی عمر مین آغوش مادر کو چھوڑ کر داخل خلد برین ہوا ۔ و مساۃ عطیفہ مدعمرہا چہارم حکیم مولوی محمد صادق سلمہ اللہ تعالی انکی شادی ساتھ مساۃ ہاجرہ مرحومہ بنت سید محمد وحید الدین بن سید صمصام الدین منیری کے ہوئی انسے دو اولادین ہوئین ۔ محمد و احمد اسکے بعد انکی اہلیہ نے قضا کی ۔ پنجم مولوی عبد الغفور سلمہ انکی شادی ساتھ مساۃ رقیہ بنت سید محمد محمود بلخی ساکن موضع محی الدین پور تھانہ مسوڑھی ضلع گیا کے ہوئی سلمہما اللہ تعالے ششم مولوی محمد روح اللہ مدعمرہ یہ ہنوز کتخدا نہین ہوئے ہین ۔ نقشہ آپ کی اولاد و احفاد کا یہ ہے ۔
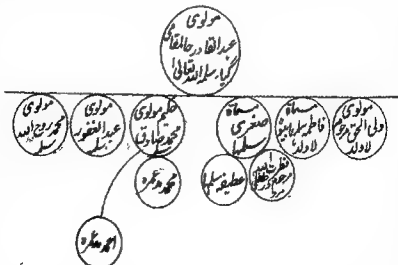
مولوی عبد القادر حال مقامی گیا سلمہ اللہ تعالی

- مولوی ولی الحق مرحوم لاولد
- مساۃ فاطمہ سلمہا بیوہ لاولد
- مساۃ صغری سلمہا
  - فطرت علی مرحوم کو درطفلی مرا
  - عطیفہ سلمہا
- حکیم مولوی محمد صادق سلمہ
  - محمد مدعمرہ
  - احمد مدعمرہ
- مولوی عبد الغفور سلمہ
- مولوی محمد روح اللہ سلمہ

حافظ ابو محمد مرحوم

ن جناب حکیم مولوی ریاض علی مرحوم آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ افضل النساء مرحومہ آپ نے
درسی کتابیں اپنے چھوٹے نانا جناب حکیم مولوی شاہ محمود واعظ مرحوم سے پڑھیں۔ اور انھیں کے
زیر تعلیم بھی رہے۔ کیونکہ آپ صرف چند ہی سال کے تھے کہ آپ کے والد کو سفر آخرت پیش آیا
آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ آپ الیسکہ خلیق و نیک مزاج تھے۔ آپ اپنے خاندان کے لائق خلف
تھے۔ آپ نے سنہ [illegible] ہجری میں حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ بھی کیا۔ یہ مسعود اعزاز ق
علی حسن بھی آپ کا ہم سفر تھا۔ آپ کی اول شادی ساتھ مسماۃ نجیبن مرحومہ بنت جناب
مولوی شاہ محمود واعظ کے ہوئی۔ مگر یہ اہلیہ آپ کی چند ہی روز رہ کر لاولد اس دنیا
سے رخصت ہوئیں۔ پھر دوسری شادی آپ کی ساتھ مسماۃ امۃ الرسول سلیما
بنت میر مقصود علی مرحوم ساکن کوئیلور ضلع آرہ شاہ آباد کے ہوئی۔ افسوس کہ اس
انعقاد سے بہت تھوڑے روز متمتع ہو کر بعد مراجعت از حج سنہ ۱۲ بارہ سو ستین ہجری
میں لاولد اس دار فانی کو چھوڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم اغفر لہ وارحمہ

حافظ ابو محمد مرحوم

محل اولیٰ مسماۃ نجیبن مرحومہ لاولد

محل ثانیہ مسماۃ امۃ الرسول سلیما لاولد
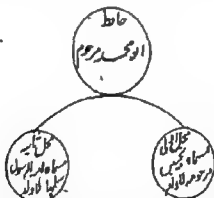
جناب حکیم مولوی شاہ محمود واعظ رحمۃ اللہ علیہ

ن شاہ محمد کریم قدس سرہ آپ کی پیدائش غالباً سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں ہوئی۔ آپ نے اوائل کی

کتابین کہان پڑھین یہ معلوم نہوا۔ مگر آخر مین جا کر جناب مولوی انور علی مرحوم صدر اعلیٰ ساکن آرہ ضلع شاہ آباد سے فراغ حاصل کیا۔ آپ کا علم کتابی نہایت عمدہ تھا معقول منقول دونون مین آپ کو اچھی دستگاہ تھی۔ مدت تک آپ نے درس دیا۔ اور بہت سے علما ر آپ سے فارغ التحصیل ہوے۔ آپ کو شعری مذاق بھی نہایت عمدہ تھا۔ آپ کے اردو فارسی اشعار رباعی وقطعات وقصائد وتاریخ تعزیت وتہنیت بہت ہین۔ اسجگہ گنجائش نہین ہے۔ آپ بہت عمدہ طبیب بھی تھے آپ نے اوائل عمر مین ضلع سارن کی کچہری سرکاری مین سررشتہ داری کا کام بھی کیا۔ مگر پھر سب کو ترک کر کے آخر عمر تک خانہ نشین رہے۔ اور اُسی عطیۂ شاہی پر جو آپ کو وراثتہً کچھ پہونچا تھا قانع ومتوکل رہے۔ آپ اپنے والد ماجد کی گدی پر بحیثیت خلافت کے بیعت و ارشاد کا بھی کام دیتے۔ اکثر آپ کا دورہ ضلع گیا مین موضع دیورہ وموضع کا بڑ وشہر گھاٹی وغیرہ مین جہان آپ کے خاندانی مرید بہت ہین ہوا کرتا تھا۔ آپ کی شادی ساتھ مسماۃ مخدومن عرف رمضو مرحومہ بنت جناب شاہ نوشتۃ التوحید مرحوم ساکن محی الدین پور تھانہ مسوڑھی ضلع گیا کے ہوئی اُنسے صرف ایک لڑکی مسماۃ بخیبن مرحومہ پیدا ہوئین۔ جو حافظ ابو محمد مرحوم سے منسوب ہوئین۔ اور لاولد اس جہان سے رخصت ہوئین۔ آپ آخر عمر مین بہت خرف ہو گئے تھے بفحواے آیہ کریمہ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق ہ ولکیلا یعلم بعد علم شیئاً۔ آپ نے تراسی برس کی عمر مین بتاریخ ۴ شوال ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء اس دار فانی کو چھوڑا۔ اور علیین کو پہونچے۔ اللھم نور مرقدہ ووسع مضجعہ

قطعات تاریخ رحلت از فکر عالی بلند پرواز مؤرخ نا رکھیا لی جناب مولانا محمد حسین سعید قدس سرہ

شب شنبہ چہارم از مہ شوال سنہ ہجری
بسال ارتحالش از سروش غیب در گوشم
محمد واعظ والا مناقب کرد چون رحلت
ندا آمد مکان پاک زیبا یافت در جنت
۱۳۰۲ھ

وله

کرد رحلت چو محمد واعظ
راسخ القلب بوجہہ الالہام
ایزدش کرد بجنت ساکن
دبہا ادخلوہا جنات
۱۳۰۲ھ

جناب مولوی شاہ محمد واعظ مرحوم

مسماۃ بکھین مرحوم لاولد

مسماۃ ظہورن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد منور زوجہ محی الدین حسین خان مرحوم ساکن قدیم محلہ پورہ تم صادق پور آپ کی اولاد و احفاد کی تفصیل آپ کے زوج کے ساتھ فصل ماسبق میں گذر چکی ہے یہاں مختصراً بیان ہو آپ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہیں۔ آپ کی عمر تخمیناً سو برس کے قریب پہونچی ہوگی۔ اسوقت تک بھی آپ چشمہ لگا کر روزانہ پارہ دو پارہ قرآن شریف و دلائل الخیرات پڑھا کرتی تھیں۔ آپ کی کل اولاد کا نقشہ ذیل میں ہے آپ کے روبرو اس دار ناپائدار سے رخصت ہوئی اسکے بعد آپ بھی شاید بارہ سو اکاسی یا بیاسی میں رخصت ہوئیں۔ آپ کے دو بیٹے جناب حکیم مولوی احمد علی مرحوم و جناب مولوی اولاد علی مرحوم اور دو بیٹیاں مسماۃ ولیتی مرحومہ زوجہ منشی ریاض الحق مرحوم ساکن سالار پور و مسماۃ علیمن مرحومہ زوجہ منشی رحمت حسین مرحوم ساکن حبیب پور ہوئیں۔

مسماۃ ظہورن مرحومہ زوجہ محی الدین حسین خان مرحوم

حکیم مولوی احمد علی مرحوم	مولوی اولاد علی مرحوم	مسماۃ ولس مرحوم	مسماۃ علیمن مرحوم
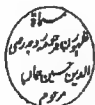
مسماۃ نجیبن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد معز زوجہ مولوی بشارت علی مرحوم صادق پوری افسوس کہ آپ نے بہت تھوڑی عمر پائی۔ عین جوانی مین صرف دو بیٹے اور ایک بیٹی کو خردسال چھوڑکر آپ رخصت ہوئین۔ مولوی عسکر علی مرحوم و مولوی باقر علی شہید رح و مسماۃ واجدہ مرحومہ۔
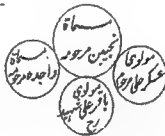
مسماۃ لطیفن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد معز مرحوم زوجہ مولوی الٰہی بخش مرحوم صادق پوری۔ آپ نہایت سیدھی سادی زندہ دل آدمی تھین۔ آپ نے عمر بہت پائی۔ قریب ستر کے پہونچی تھین۔ آپ کی تہجد کی نماز کبھی ناغہ نہ گئی۔ جاڑا ہو یا گرمی آپ کو باوضو جملہ نمازون کو ادا کرنا ضرور تھا۔ آپ مجسم باخلاق کریمہ تھین۔ آپ کی زبان مبارک سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہونچی۔ آپ فحوائے حدیث شریف المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ کی پوری مصداق تھین۔ افسوس صد افسوس کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ ایسے لوگون کی صورت پر خواب مین بھی نظر نہین پڑتی۔
جناب حضرت مولانا ولایت علی و مولانا فرحت حسین علیہما الرحمہ کے مکان مین جو تقریب وعظ و دعا و تراویح عشرہ اخیر رمضان کی ہوتی۔ اسمین آپ ضرور پہونچتین۔ جاڑا ہو یا برسات اول شب ہو یا اخیر اپنی تمام بہوؤن اور پوتا پوتی کو لیے ہوے پہونچتی تھین۔ آپ کے مناقب کہان تک بیان کرون۔ لا عین رأیت ولا اذن سمعت مثلہا فی ہذا الزمان اللہم اغفرلہا وارحمہا۔ آپ کے پانچ بیٹے اور چار بیٹیان ہوئین۔ کلہم کا نوانجم الہدے و

مسماۃ مصرن مرحومہ

بنت حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی رح ساکن محلہ نمو بیہ زوجہ شیخ رستم علی مرحوم ساکن مغلپورہ آپ کی صرف دو بیٹیاں ہوئین۔ مسماۃ مجیدن زوجہ رکن الدین حسین عرف شیخ بہاری مرحوم ساکن مغلپورہ و مسماۃ شمس النساء زوجہ منشی واعظ علی مرحوم ساکن مغلپورہ مسماۃ مجیدن مرحوم کا ذکر ساتھ انکے زوج کے فصل ماسبق مین ہوچکا ہی۔ مسماۃ شمس النساء کی اولاد کا ذکر آئندہ کیا جائیگا

مسماۃ مصرن مرحوم

مسماۃ شمس النساء مرحوم

مسماۃ مجیدن مرحوم

مولوی قمر الدین شہید

مسماۃ فضیل النساء

مولوی محمد حبیب مرحوم

مسماۃ لمیحۃ النساء

مولانا محمد سعید رح
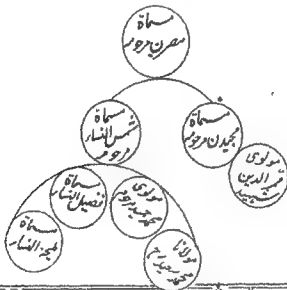
مسماۃ شمس النساء مرحومہ

بنت جناب منشی شیخ رستم علی مرحوم زوجہ جناب منشی واعظ علی خوشنویس مرحوم جناب منشی صاحب نہایت خوشنویس تھے۔ اور لیاقت فارسی کی نہایت عمدہ انشاپردازی کا نہایت شوق اشعار فارسی کے نہایت عمدہ پرزور فرماتے۔ عربی مین بھی لیاقت اچھی تھی۔ آپنے عمر بھی بہت پائی۔ شاید اسی کے قریب ہوچکر انتقال فرمایا۔ آپ ہر دو حضرات ادائے فریضہ حج بیت اللہ و زیارت مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہو آئے ہین چنانچہ اسکا قطعہ تاریخ جو آپکے صاحبزادہ مولانا محمد سعید قدس سرہ نے قسطاس البلاغۃ مین لکھا ہی۔ وہ یہ ہی۔ ~~ع~~

سماۃ فضیلۃ النساء مرحومہ

بنت منشی واعظ علی مرحوم - آپ کی والدہ کا نام سماۃ شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم آپ کی شادی ساتھ بابو شیخ عبدالکریم مرحوم کے ہوئی - مگر بہت افسوس کہ آپ بہت تھوڑے دن اس ازدواج سے متمتع ہوئیں - اُسکے بعد بابو صاحب نے رحلت فرمائی آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی - آپ نہایت عمدہ نیک مزاج خوش اخلاق پابند صوم وصلوٰۃ تھیں - آپ نے اپنی تمام عمر کو عبادت خدا میں گذارا آپنے اپنے چھوٹے بھائی مولانا محمد حمید مرحوم کی اولاد کو جو یتیم ہوگئے تھے پالا اور پرورش کیا - اور انھیں سے اپنا دل بہلایا آپ ستر برس کی عمر سے تجاوز کرکے اس خاکی کو چھوڑ کر علیین کو پہونچیں - اللھم اغفرھا وارحمھا - آپ کی تاریخ رحلت مولانا حسرت نے جو فرمائی ہے وہ یہ ہے - ؎

چون ز وداع این جہان پر خداع		واخت اکبر عفت شعار

گفت حسرت روز و ماہ و سال آن	پنجم شہر الحجہ دو شنبہ وداع
	۱۳[illegible]ھ

دیگر

اخت بزرگم کرد چون رحلت	دل شدہ پر غم چشم پر از نم
سال وفاتش حسرت محزون	گفت کہ ہے ہے اخت بزرگم
	۱۳۰[illegible]ھ

شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ

آپ کا تخلص فارسی شعروں میں اکثر حسرت ہے اور عربی میں سعید۔ آپ نے اپنی تاریخ پیدائش خود تصنیف کی جو قسطاس البلاغہ میں لکھی ہے وہ یہ ہے قطعہ

بست و ہشتم از مہ ذیقعدہ بود	کز عدم در ہستی آمد این فقیر
روز سہ شنبہ بود در مولدم	سال میلادم بدان صافی ضمیر
	۱۲۳۱ھ

آپ کے والد کا نام منشی واحد علی مرحوم آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم۔ آپ نے ابتدائی درسی کتابیں مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی جو مشہور ترین علمائے پٹنہ میں سے تھے۔ اور بہایت کثیر التلامذہ اُنسے پڑھیں۔ اور پھر جناب مولوی ابو الحسن مرحوم منطقی ساکن پھلواڑی ضلع دانا پور سے پڑھیں۔ جو ایک بہت بڑے عالم اور علم الفلسفہ منطق و صرف نحو میں عدیم المثل تھے۔ بعد اسکے آپ لکھنؤ تشریف لیگئے۔ اور وہاں جناب مولانا حسن علی الہاشمی اللکھنوی خاتم المحدثین سند المفسرین رحمہ اللہ علیہ سے سند حدیث و تفسیر حاصل کی۔ اُسکے بعد آپ کاسوں آ گئے۔ اور جناب مولانا شاہ سلامت اللہ رحمہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہکر مجبندا کتب وہبیہ کو دیکھا۔ اور مقامات علمیہ کا حل کیا۔ اور وہیں جناب حضرت شاہ اللہ محمود بن محمد شاہ قدس سرہا سے بیعت حاصل کی۔ وہ یکے از خلفائے عظام جناب امیر المومنین امام الہند حضرت سید احمد بریلوی مجدد مائۃ ثالث عشر الاولیٰ کے تھے۔ انسے بیعت ہو کر آپ نے فیض باطنی حاصل کیا بالغرض چند سال کے قیام میں اُس کا بہ درستی علوم ظاہری و باطنی و شریعت و طریقت دونوں سے آپ خوب فیضیاب ہوئے اور کافی پورے مراسمت (؟) کر کے دو لتکدہ کو رونق بخشی

اُسکی تاریخ آپنے اس فقرہ سے نکالی ہو لجمعہ ماہ رمضان ۱۲۵۵ یہان آکر آپ برابر درس وتدریس مین مصروف ہوے۔ اور ارشاد اور ہدایت کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ صدہا علما نے آپ سے فراغ حاصل کیا اور سند فراغ کی لی۔ اور صدہا نے سند حدیث آپ سے حاصل کی۔ اور ہزارون نے راہ طریقت وسلوک آپ سے سیکھی۔ آپ روزانہ فجر سے درسی کتابون کا درس دیا کرتے۔ اور بعد نماز ظہر حدیث وتفسیر کا درس ہوتا۔ چندمرتبہ بخاری شریف و دیگر کتب صحاح ستہ کا ختم آپکے درس مین ہوا۔ اور بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مسجد مین آپ کا وعظ ہوتا اس وعظ مین طلبہ اور اہل علم بکثرت جمع ہوتے۔ اور ہر ایک موافق استعداد اپنی مستفید ہوتا۔ اسی اثنا مین آپ عازم حج بیت اللہ ہوگئے جسکی تاریخ آپنے خود یون فرمائی ہے

ماہ ذیحجہ روز یک شنبہ	صن دیا ہے خرجت للحجہ
در دلم سال این خجستہ سفر	لھم اللہ شہو ذی الحجہ ۱۲۷۲ھ

اس سفر مین دو برس کامل آپ کو بسر ہوے۔ وہان آپ نے سند حدیث شریف بہت سے علما سے حاصل کی۔ ازانجملہ سید احمد دہلان جو بہت بڑے عالم محدث مکہ معظمہ مین تھے۔ وزانجملہ محمد بن علی بن سنوسی حسینی الخطابی ہین۔ یہ بھی نہایت مشہور و معروف شخص گذرے ہین۔ کہ جنکے مریدین لاکھون اسوقت موجود ہین۔ آپ ہر دو بقعات متبرکات و دیگر اماکن متبرکہ سے مشرف اندوز ہوکر واپس اپنے دولت خانہ کو بتاریخ بست وچہارم شعبان ۱۲۷۶ھ بارہ سو چہتر ہجری رونق بخش ہوے۔ آپنے اسکی تاریخ اس جملہ سے نکالی ہو (یمن وسعادت معاودت نمود)

آپ کے فضائل بہت ہین جنکا احصا و احاطہ متعسر تھوڑا اس جگہ تیمناً وتبرکاً ہدیہ ناظرین کرتا ہون — آپ کے پاس سائلین مسائل وفتویٰ وغیرہ بہت آتے اور آپ باوجود اسکے کہ ہزارہا مسائل جزئیہ مستحضر صدہا حدیث حفظ مگر پھر بھی بغیر مراجعت طرف کتاب کے آپ مسئلہ کا جواب نہین دیتے۔ آپ کو اسقدر احتیاط تھی۔ کہ سائل کے سامنے کتاب کھول کر فرما دیتے کہ بھائی کتاب مین یون لکھا ہے۔ اور اپنی راے سے کچھ نہ فرماتے آپ ازبسکہ حلیم وسلیم وصاحب مروت وسخاوت تھے سائلین کے ساتھ اور نیز قانعین واہل محلہ وہمسایہ اہل برادری واہل علم کے ساتھ آپ کا سلوک بہت کچھ ہوتا تھا اکثر پوشیدہ۔ جب آپ مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علم کو گئے۔ اسوقت سے آپ نے اُنکا وظیفہ معتد بہ مقرر کردیا اور وہ برابر تا حیات شاہ صاحب

مرحوم جاری رہا۔ اور علاوہ اسکے بھی تیس چالیس روپیہ گاہ گاہ بھیجتے رہے۔ جو مہمان آپکے
یہاں وارد ہوتا اُسکی نہایت کشادہ دلی سے مہمان نوازی فرماتے۔ اور وقت رخصت کے
نقد سے بھی سلوک کرتے خصوصاً اہل علم کے ساتھ۔ مجھکو چند ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی انکی
زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے رخصت کے وقت سو روپیہ سے زیادہ اُنکے ساتھ سلوک کیا۔ آپ کو کتابوں
کا بھی نہایت شوق تھا ہزارہا روپوں کی کتابیں آپ نے خرید کر الماریاں بھرلیں۔ اور ایک
بہت ذخیرہ کتب نادر آپ نے جمع کیا۔ آپ جب حج کو تشریف لیگئے عرب سے بھی ہزارہا روپے کی کتابیں
خرید لائے۔ آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ کہ جس میں جناب مولوی محمد عظیم کو مدرس اول مقرر کیا
اور انکے ماتحت عربی و فارسی پڑھانیوالے اور حافظ بھی مقرر کیے۔ اور بہت سے طلبہ کی جاگیر
بھی آپ نے جو واپ گھروں میں مقرر کی۔ انکے تمام حوائج ضروری مثل خور و نوش و کتاب وغیرہ
کے متکفل ہوئے۔ الغرض اس قسم کی خیر و خیرات و حسنات بہت ہیں جزاہ اللّٰہ خیراً۔ آپکو
غیبت سے نہایت اجتناب تھا۔ لغو و بیکار باتیں آپ کی مجلس میں ہرگز ہوتی نہیں۔ بمصداق آیۂ
کریمہ والذین ھم عن اللغو معرضون۔ آپ نہایت رقیق القلب و خائف من اللّٰہ تھے۔
اکثر نماز وغیرہ میں جہاں آیۂ عذاب آجاتی۔ آپ کو غشی سی طاری ہوجاتی۔ آپکو
گوشہ نشینی و عزلت گزینی نہایت پسند تھی۔ آپ ہمیشہ اپنی عمر گرامی کو یا درس و تدریس یا مطالعہ
کتب یا ہدایت و تلقین و ارشاد الطالبین یا درود و وظائف و ادائے نوافل میں بسر کرتے۔ اور
امرا اور رؤسا و حکام کی ملاقات کو نہیں جاتے۔ ان گروہ والوں کے یہاں تقریب میت
و تعزیت و عیادت البتہ قدم رنجہ ہوتے۔ اہل دول کی ملاقات سے نفور تام رکھتے۔ باوجود
اس بادیہ نشینی کے ہماری مہربان گورنمنٹ نے بکمال قدر شناسی و عزت افزائی ہم مسلمانوں کے
متقرب جوبلی آپ کو شمس العلما کا خطاب دیا اور گھر بیٹھے آپ کو اس خطاب سے معزز کیا۔ اگرچہ آپکو
اس قسم کے خطابات و عزت دینوی کا کبھی گزر خیال بھی نہ تھی۔ مگر پھر بھی بمصداق حدیث شریف لا یشکر
اللّٰہ من لا یشکر الناس۔ آپ اس خطاب کے دل سے شکرگزار گورنمنٹ ہوئے۔ جو ہم مسلمانوں کی
عظمتی و مذہبی سرمایہ ہے۔ کائناً من کان۔ آپ جملہ علوم مروجہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور
عربی و فارسی کی نہایت عمدہ جانتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے قسطاس لسہام و معین لسنا

وغیرہ شاہد عدل اسپر موجود ہین جسکا جی چاہے اُسکو دیکھ لے ۔ آپ جامع علوم معقول و منقول تھے ۔ آپ کے اوصاف مین ایک مثنوی جناب حضرت اخینا الاعظم استادی حکیم مولوی عبد الحمید مدظلہ العالی نے متقرظا علی قسطاس البلاغہ جو لکھی ہے اُسکے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتا ہون ۔ تاکہ میری صدق کلامی پر دال ہون ۔ **وھو ھذا**

جناب ہمام محمد سعید
بگیتی بہر علم ضرب المثل
براہ تبحر دلی یکہ تاز
نہ زنگ کسوفی بآئینہ اش
بلندی مباہی و پستی او
بفرمان او جملہ زیر نگین او
از و بر جبیل آشوبہا
بگیتی کسے نیست ہمتائے او
بلاغت بہ نیروے بازوے او
بفکر بلندش ہزار آفرین

کہ تحتش بود ہمچو نامش سعید
بمعقول و منقول و علم ادب
خوشا صوفی صافی پاک باز
زہے فقر سرمایۂ ہر کمال
خجل ہوشیاری ز مستی او
سلیمان کہ از فیض انگشتری
وزو دیو غم در لگد کوبہا
سخن از فیضش طراز نوی
لآل سخن را ترازوے اوست
ندارد بہا و چون لمتنا سخن

زہی عالم و فاضل بے بدل
ندیدہ چو او دیدہ روز و شب
فروزان ز نور خدا سینہ اش
زہے دولت سرمدی بیزوال
زمین در زمین علم دنیا و دین
زحل را کند تربیت مشتری
بہر فن فروتر بود جاے او
زہے پایہ و دستگاہ قوی
بود خامہ اش صد نگار آفرین
چو او یوسف آمد زلیخا سخن

الخ یہ ایک بڑی مثنوی ہے ۔ اُسکے دیکھنے سے زور علمی مادح و ممدوح ہر دو کالشمس فی کبد السماء ظاہر ہوتا ہے ۔ مین نے بخوف طوالت ترک کیا ۔ آپ کی شادی مسماۃ صدر النساء مرحومہ بنت مولوی انور علی غفر اللہ آروی سے ہوئی مگر افسوس کہ آپ سے کوئی اولاد نہوئی ۔ آپنے اپنے برادرزادہ مولوی عبد الغفور مرحوم کو لیکر متبنے کیا ۔ مگر افسوس کہ وہ بھی نوجوان راہی خلد برین ہوے اُسکے بعد آپنے جناب مولوی ظفر امام صاحب سلمہ ہمشیرہ زادے کو اپنے اور جناب حافظ مولوی شاہ نذر الرحمن صاحب کو جو ابن البنت مولانا محمد حمید مرحوم کے ہین ۔ آپنے تعلیم و تادیب و تلقین علوم شریعت و طریقت کی دی ۔ فللہ الحمد کہ یہ دونون اسوقت یادگار حضرت مولانا موجود ہین ۔ اطال اللہ عمرہما ۔ ووفقہما لما یحبہ و یرضاہ ۔ آپ آخر عمر مین بوجہ لحوق عوارض چند در چند نہایت ضعیف و کمزور ہو گئے تھے ۔ آپنے تہتر برس کی عمر مین بتاریخ چوتھی شعبان ۱۳۰۴ھ تیرہ سو چار ہجری مطابق ۱۸۸۷ ء کے [illegible] انتقال

مطابق اکیس اپریل ۱۸۸۶ء بشوق وصال حق اس عنصر خاکی کو چھوڑا انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ کی تاریخ وفات جناب الحاج مولوی احمد کبیر صاحب ملا پھلواروی نے تاریخ الکملا میں جو لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔

شمس محمد سعید عالی طبع	ذو وقار و بحر علوم و حمود	صرف و نحو و ادب اصول حدیث
قدوۂ معقول در دلش کل بود	دانستے ورثا سرسلے	در قیام منطق وقت سمود
آنچہ در لیس بود جملہ آنش	دل عالم بخلق خو سے ربود	علمش گشت چون نمود حق
ملت رحمت سوی عالم کشود	دل بحسرت بیامن عطارد گشت	ساعی اللہ سر سال بود

حلیہ شریف آپ کا یہ ہے۔ قد میانہ۔ رنگ گندم گون۔ داغ جدری چہرۂ انور پر بکثرت۔ داڑھی بہت خوبصورت اور سلامتی کی۔ ریش گھنی مرہلی۔ بدن پر گوشت گلا۔ مطبوعہ میں یہ سکان کی سر دیکھ پورب جانب کچا آبائی مکان متعلقہ ہے۔ اسمیں آپ مدفون ہوئے۔ اب اس ذکر کو میں دعا پر ختم کرتا ہوں اللہم اصل اہ وارحمہ ونور مرقدہ ونور مضجعہ واحشرنا فی زمرۃ العلماء الذین ہم ورثۃ الانبیاء واکرم بھم وارثنا وموروثنا۔

جناب مولانا محمد حمید مرحوم

بن منشی واعظ علی مرحوم۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ شمس النسا مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۳ھ ماہ و سوار تیس میں پھلواری ہوئی ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی۔ اور پھر متعدد علماء سے آپ نے تحصیل علم کی جس کی تفصیل مجھ کو دستور خاکو نہیں ملی۔ پھر آپ نے اپنے برادر معظم جناب مولانا محمد سعید قدس سرہٗ سے بھی تلمذ حاصل کی۔ آپ اس کے ذہین ذکی تھے اور فہم و فراست خداداد رکھتے تھے۔ مگر افسوس کہ آپ عمر بہت تھوڑی لیکر اس دار فانی میں تشریف لائے۔ اسی تھوڑی عمر میں بہت بھر آپنے قوت علمیہ حاصل کی اور بہت سی کتابیں عربی و فارسی میں اور فن فلسفہ و شعر و نحو میں آپنے تصنیف کیں۔ جو آپ کی یادگار موجود ہیں۔ از انجملہ تقریب الیسر تصنیف آپ کی مطبوعہ مطبع علیمی ہے۔ اسوقت فقیر کے پاس موجود ہے اگرچہ وہ فارسی زبان میں ہے۔ مگر اسکے دیکھنے سے آپ کا تبحر علمی کالشمس فی نصف النہار ظاہر ہوتا ہے۔ یہ چھوٹا سا رسالہ نہایت مقبول ہے گویا دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ اسکو کامیر زبان فارسی کا نہیں تو کہا ہے

اور آپ از بسکہ متقی و پرہیزگار و ذی مروت و فتوت و سخاوت و صاحب حیا و حلیم و سلیم تھے عین عنفوان جوانی مین جو کچھ آپ نے اوصاف حمیدہ و خصائل ستودہ دکھائے۔ اُس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اگر آپ عمر پا دینگے تو وہ جوہر دکھا دینگے۔ کہ جو باعث فخر و عزت سلف و خلف آپکے خاندان کا ہوگا۔ لیکن واحسرتاہ کہ وہ سب آرزوئین دل کی دل ہی مین رہ گئین۔ اور آپ اپنے والدین کے سامنے بتاریخ دویم رجب روز پنجشنبہ وقت عصر ۱۲۶۳ھ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین چوبیس برس چند ماہ کی عمر پاکر اس دنیاے دنیہ کو چھوڑکر داخل خلد برین ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی شادی ساتھ سماۃ زہرا بنت جناب مولوی محمد فرید مرحوم پھلواروی کے ہوئی۔ آپ کے ایک بیٹا مولوی عبد الغفور مرحوم تھے جنھون نے عین شباب میں اٹھارہ انیس برس کی عمر مین بتاریخ بست و پنجم صفر روز شنبہ وقت ظہر ۱۲۷۸ھ بارہ سو اٹھتر ہجری مین لاولد جان شیرین بجان آفرین سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور دو بیٹیان آپکے ہوئین سماۃ نبیۃ النسا سلمہا اللہ تعالیٰ زوجہ میر تجمل حسین مرحوم ساکن کھرہیا ضلع پٹنہ و سماۃ حفیظۃ النسا سلمہا زوجہ مولوی واعظ الدین صاحب سلمہ ساکن نگرنہسہ یہ دونون صاحب اولاد ہین۔ اُنکی تفصیل آگے اُنکے نامون کے ساتھ آویگی۔

تاریخ انتقال جناب مولانا محمد حمید مرحوم منقول از قرطاس البالغہ

آہ فخر خاندان چشم و چراغ دودمان — آنکہ در باغ جہان بود ست نخل خوش رطب
سالک نہج طریقت بر شریعت مستقیم — گوہر بحر خرد و گنجینۂ علم و ادب
بود محمود خلائق داشت خلق احمدی — نام او آمد محمد شد حمید او را لقب
رفت در عہد جوانی سوے جنات النعیم — بسکہ آن زیبا جوان میداشت شوق و صل رب
گفت حسرت سال و ماہ و روز و تاریخ وفات — واے یوم پنجشنبہ دویم از شہر رجب

۱۲۶۳ھ

وله

مرا بود است یک زیبا برادر — گزین دار فنا رخت سفر بست
نوشتم سال فوتش از سر آہ — فلک بازو سہ من درد اکہ بشکست

۱۲۶۳ھ

تاریخ انتقال مولوی عبدالغفور مرحوم ملقب بہ محمد امین غفراللہ لہ
۱۲۷۸ھ
ولہ
۱۲۷۹ھ
۱۲۷۸ھ
حضرت
مولوی محمد حمید
مرحوم
مولوی
عبدالغفور
مرحوم
مسماۃ
حفیظ النساء
سلمہا
مسماۃ
حمیدۃ النساء
سلمہا

مسماۃ بلیحۃ النساء مرحومہ

زوجۂ مولوی علی حسین مرحوم ساکن محلہ مغلپورہ شہر پٹنہ عظیم آباد بنت منشی واعظ علی مرحوم۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ شمس النساء مرحومہ بنت شیخ رستم علی مرحوم۔ آپکی دو بیٹیان اور ایک بیٹا ہوا مسماۃ کبرے زوجۂ میر قاسم شیر مرحوم موسم پوری۔ دختر دوئم مسماۃ فاطمہ صغرے عرف مکو زوجۂ میر حبیب الرحمن پسر مولوی اظہر علی مرحوم ساکن محلہ لودیکٹرہ پسر مولوی ظفر امام سلمہ اللہ تعالے آپ تخمیناً ستر برس کی عمر سے تجاوز کرکے بتاریخ اٹھائیسوین شعبان ۱۳۱۲ھ تیرہ سو چودہ ہجری روز سشنبہ کو اس قفس عنصری کو چھوڑکر داخل خلد برین ہوئین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا۔

تفصیل آپکے احفاد کی یہ ہے

مسماۃ کبرے زوجۂ میر محمد قاسم شیر مرحوم کو پانچ بیٹیان ہوئین۔ اول مسماۃ شہربانو زوجۂ میر ابوالحسن مرحوم ساکن گیلانی۔ دوئم مسماۃ خاتون فاطمہ زوجۂ میر شمس الضحے مرحوم بن حافظ نصیر الحق اون کے پانچ اولاد ہوئین۔ محمد یوسف۔ محمد عزیز۔ محمد حفیظ۔ مسماۃ رضیت۔ مسماۃ است۔ سیوم مسماۃ شریف النساء زوجۂ مولوی سید حافظ نذر الرحمن صاحب سلمہ ان کے چار اولاد ہین مولوی سید نور الرحمن و مسماۃ شمس النساء عرف قمر النساء۔ مسماۃ مریم و مسماۃ عزیز النساء۔ چہارم مسماۃ امت الفاطمہ زوجۂ مولوی سید فضل امام صاحب بن مولوی سید ظفر امام صاحب اون کے تین اولاد ہین سید افضل امام و مسماۃ سعیدہ و مسماۃ حمیدہ و پنجم مسماۃ فاطمہ۔ زوجۂ بدر الحسن ساکن مظفرپور اون کے ایک اولاد ہوئی سید قمر الحسن۔ دختر دوئم مسماۃ بلیحہ مرحومہ کی مسماۃ فاطمہ صغرے عرف بی بی مکو مرحومہ زوجۂ سید حبیب الرحمن صاحب بن مولوی اظہر علی مرحوم ساکن محلہ لودیکٹرہ متصلات شہر پٹنہ اون کے تین اولاد ہوئی۔ اول مسماۃ کلثوم زوجۂ سید وصی امام صاحب ساکن تلہاڑا لاولد رخصت ہوئین۔ دوئم مسماۃ زہرہ مرحومہ زوجۂ سید محمد حنیف صاحب نواسۂ میر شمس الہدے مرحوم۔ اون کے تین اولاد ہوئین مسماۃ بلقیس مسماۃ حیاتن و سید محمد اختر۔

سیوم سید ظہور الدین صاحب جنکی مساۃ حمیدہ دختر سید ظہر امام صاحب سے شادی ہوئی ۔
نقشہ آپکی اولاد و احفاد کا حسب ذیل ہے
مولوی ظہر امام
مساۃ کبریٰ
مساۃ فاطمہ
مساۃ شریف النسا

جناب حافظ مولوی نذر الرحمن صاحب سلمہٗ

ابن سید تجمل حسین مرحوم بن سید تفضل حسین مرحوم ساکن موضع کھربھیا ضلع پٹنہ بن سید منیر علی بن سید غلام صمدانی بن سید غلام مخدوم بن سید محمد معشوق بن سید غریب محمد عرف بچھا بن سید عبدالشکور بن سید عبدالغفور بن سید عبدالفتاح بن میران سید بڑے بن مولنا حسام الدین بن مولنا سید نظام الدین آپکی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ منیبۃ النساء بنت مولنا محمد حمید مرحوم ہے - آپنے حافظ عالم علی صاحب ساکن محلہ لودیکٹرہ سے حفظ قرآن شریف کیا اور تجوید جناب قاری مولنا عبدالرحمن علیہ الرحمۃ پانی پتی سے حاصل کی اور سند علم تجوید واحادیث کی بھی قاری صاحب ممدوح سے لی - اور باقی تحصیل کتب درسی اور اکتساب شریعت وطریقت وتعلیم وتادیب وتلقین اپنے نانا جناب مولنا محمد سعید قدسرہٗ سے پایا اور حاصل کیا - از یوم بدو شعور تا یوم وفات حضرت ممدوح حاضرباش وخدمتگزار جناب موصوف کے رہے فجہان ماوجبات آپنے کچھ تھوڑا اور علماء کی خدمت مین بھی اقتباس علمی کیا ہے - چنانچہ جناب مولوی حکیم علی حیدر صاحب فرنگی محلی سے مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑھی - اور جناب مولوی محمد کمال صاحب سے بخاری شریف اور تفسیر بیضاوی اور جناب مولنا شاہ فضل الرحمن رح گنج مرادآبادی سے سند حدیث کی لی - پھر جب آپ ۱۳۱۳ہجری مین واسطے حج کے مکہ معظمہ گئے وہان بہت علماء سے آپ نے سند حدیث کی لی - اور ارباب طریقت سے بھی فیض حاصل کیا - ازانجملہ شیخ الشیوخ سید مصطفےٰ بن محمد عفیفی شافعی ومحمد سعید بن عبدالرحمن مدنی واحمد ابوالخیر ابن المرحوم شیخ سلیمان جمالی مکی - وشیخ صالح بن عبداللہ مکی مالکی المذہب عباسی نسباً سناری مسکناً ثم المکی نزیلاً وشیخ محمد علی بن سید طاہر وتری حسینی حنفی مدنی وشیخ احمد بن محمد حضراوی المکی شافعی مذہباً شاذلی طریقۃً وشیخ عبدالرحمن وشیخ محمد ابن خیرالدمیاطی شافعی وغیرہم ہین - اور آپ کو اپنے نانا مولنا محمد سعید مرحوم سے خلافت واجازت بیعت ہدایت وارشاد بھی حاصل ہے - آپ ماشاءاللہ معقول ومنقول وفقہ وحدیث ہر ایک مین مہارت تام رکھتے ہین - اشعار وقصائد عربی وفارسی واردو تینون زبانون مین بہت عمدہ فرماتے ہین - چنانچہ آپکی تصنیفات مین سے ایک دیوان ہے جسکا نام

* مشہدی کی رحمۃ اللہ علیہ سے نسب نامہ آپ کا حضرت امام موسیٰ رضا اور وہان سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے

تکلم و لغریب سے شائقین اوسکو ملاحظہ فرمالیں۔ صاحب مروت و سخاوت و خلق عظیم ہیں۔ آپ اپنے خاندان کے خلف الرشید ہیں اطال اللہ عمرہٗ فی طاعتہ آپکی شادی مسماۃ ستر لطیف النساء بنت سید قاسم تیر مرحوم سے ہوئی۔ آپکے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں اسوقت تک ہیں۔ فرزند اکبر مولوی حکیم نور الرحمن مد عمرہ فی اتقاء مرضات ربہ۔ اور انکا نام تاریخی سید نور الرحمن ہے جو اسوقت نوجوان نہایت نیک بخت و سعید یادگار سلف ہیں علوم مشرقی و مغربی یعنی عربی و انگریزی دونوں کے اکتساب میں لطافی بہت سرگرمی سے کمربستہ تھے وہ در معروف ہیں اللھم اجعلہ لطیبا ما نفعا و معنا کلانا بلانہ و مسماۃ قمر النساء و مسماۃ مریم و مسماۃ عزیز النساء یہ تینوں صبیہ کاکا اس وقت خرد سال ہیں ما عار ہیں
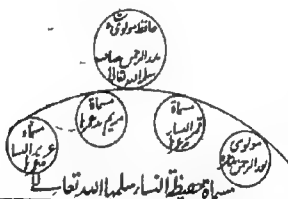
بنت جناب مولانا محمد حمید مرحوم۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ زہرا بنت مولوی محمد فرید مرحوم پھلواری ہے۔ آپکا ازدواج جناب مولوی حافظ الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نگرنہسوی سے ہوا وہ ابن مولوی تصدق حسین مرحوم ابن مولانا قاضی حشمت اللہ مرحوم المتوفے ۱۲۸۶ ہجری ابن مولانا علام محمد ابن مولانا سلیم اللہ مرحوم المتوفے ۱۲۳۳ ہجری ابن مولانا علیم اللہ انصاری الی اخرہ۔ آپکے چار بیٹے ہوئے جو اسوقت ماشاء اللہ جیتے ہیں مد دور رسیدہ و صاحب کمال ہیں اطال اعمارہم فی اتقاء مرضات ربہم۔ اول مولوی منشی ظہیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالےٰ آپکو استعداد عربی و فارسی کی بہت عمدہ ہے آپ بعد فراغت تحصیل علوم مشرقی اکتساب علوم مغربی میں مصروف ہوئے یہانتک کہ

آپ ولایت لندن تشریف لیگئے اور وہان علوم انگریزی مین کمال حاصل کیا اور بیرسٹرایٹ لا کا امتحان پاس کیا۔ اور وہان سے تشریف لاکر اسی منصب پر اسوقت تک آپ کامیاب دفائز المرام ہین اللھم ارزقہ رزقاً حسنًا۔ فرزند دوئم مولوی تقی الدین حسین سلمہ اللہ تعالےٰ۔ فرزند سیوم مولوی نذیر الدین حسین سلمہ اللہ تعالےٰ انھون نے اپنے علوم آبائی مین فراغ حاصل کیا۔ اسکے بعد آپ دہلی تشریف لیگئے اور وہان مدت مین جناب شیخ المحدثین شمس العلمار مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دامت شموس انوارہ علی بدور الثقلین کی چندسال حاضر رہکر علم حدیث علےٰ وجہ الکمال حاصل کیا اور سند حدیث کی لی۔ آپ عالم باعمل صوفی صافی ہین شریعت وطریقت دونون سے آپ کو الفت ومحبت ہے اور ہر دو کے سالک جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیرا۔ وچہارم مولوی ذکی الدین وفقہ اللہ لما یحبہ ویرضاہ۔
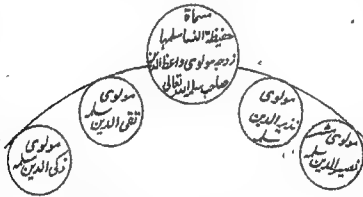
مولوی ظفر امام صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

ابن مولوی علی حسین مرحوم آپکی والدہ ماجدہ کا نام مسماۃ یلیمن مرحومہ بنت منشی واعظ علی مرحوم ساکن محلہ مغلپورہ متعلقات شہر پٹنہ۔ آپنے کل درسی کتابین جناب مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھین اور بخاری شریف ودیگر کتب صحاح ستہ بھی آپنے جناب مولانا سے پڑھین اور آپکی کل تعلیم وتلقین جناب مولانا ہی سے ہوئی۔ کیونکہ آپکے والد ماجد مولوی علی حسین صاحب نے آپکو طفولیت کی حالت مین چھوڑکر سفر آخرت کا کیا۔ آپ نہایت کریم الاخلاق عمیم الاشفاق نیک طبیعت ہین۔ آپکو شعر وسخن کا بھی مذاق بہت اچھا ہے آپکے اشعار نہایت پاکیزہ وصاف وشستہ ہوتے ہین قسطاس البلاغہ مین جو آپکی تقریظ لکھی ہے

وہ ہمارے بیان کی تصدیق کرتی ہے آپکی شادی سامنہ مساۃ رحمٰن ست حاجی سید محمد حسین مرحوم کاکوری سے ہوئی اور ان کی والدہ کا نام مساۃ بی بی رحمت النساء زوجہ جناب قاضی احمد علی مرحوم دولتپوری کی ہیں۔ مسامنہ قاضی صاحب مرحوم کا انشاء اللہ تعالیٰ فصل ششم میں آویگا آپکے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئی۔ مولوی سید فضل امام سلمہ اللہ تعالیٰ جو اسوقت بفضلہ تعالیٰ علوم عربیہ و فارسیہ ست بخوبی ماہر ہیں۔ اور بیٹی مساۃ حمیدہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔

مولوی سید ظفر امام صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

مساۃ حمیدہ سلمہا اللہ تعالیٰ

مولوی سید فضل امام سلمہ

سید ابو الفضل [illegible]

مساۃ سعدہ زہرا

مساۃ حمیدہ زہرا

فصل پنجم

در بیان بعض قرابت قریبہ مسودہ اوراق با نسبنامہ مساۃ نصرت مرحومہ زوجہ جناب حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ یعنی اُم الام فقیر مؤلف و مساۃ حمیدہ النساء عرف لحدو مؤلف ہی کیجا

نمبر	نام	نمبر	نام
نمبر ۱	مساۃ بی بی نصرت مرحومہ	نمبر ۹	حضرت مولانا سید محمد عطا صاحب پھلواری ثم دیلوری
نمبر ۲	شاہ غلام مجتبیٰ مرحوم دیلوری	نمبر ۱۰	مولانا سید حاجی جبر الدین مرحوم
نمبر ۳	شاہ غلام اشرف مرحوم	نمبر ۱۱	سید علی اصغر مرحوم
نمبر ۴	شاہ امام الدین مرحوم	نمبر ۱۲	سید علی اکبر مرحوم
نمبر ۵	شاہ تاج الدین مرحوم	نمبر ۱۳	سید اسمٰعیل مرحوم
نمبر ۶	مولانا شاہ نصر اللہ مرحوم	نمبر ۱۴	سید اسحاق مرحوم
نمبر ۷	مولانا شاہ عبد الحمید مرحوم	نمبر ۱۵	سید سعدی مرحوم
نمبر ۸	حضرت مولانا شاہ محمد [illegible] قدس سرہ دیلوری ثم [illegible]	نمبر ۱۶	سید یعقوب مرحوم

نمبر	نام
نمبر۱۷	سید محمد مرحوم
نمبر۱۸	سید محمود مرحوم
نمبر۱۹	سید مسعود مرحوم
نمبر۲۰	سید احمد لاہوری مرحوم
نمبر۲۱	سید خدا بخش مرحوم
نمبر۲۲	سید جلال مرحوم
نمبر۲۳	سید یوسف مرحوم
نمبر۲۴	سید ملا ابراہیم مرحوم
نمبر۲۵	سید عبداللہ مرحوم
نمبر۲۶	سید کمال الدین کرمانی مرحوم
نمبر۲۷	سید احمد مرحوم
نمبر۲۸	سید علی رحمۃ اللہ علیہ
نمبر۲۹	حضرت امام جعفر صادق رض
نمبر۳۰	حضرت امام باقر رض
نمبر۳۱	حضرت امام علی زین العابدین رض
نمبر۳۲	حضرت امام حسین شہید رض
نمبر۳۳	حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فقیر نے یہ نسبنامہ مسماۃ بی بی نصرت مرحومہ سے لیکر مولانا شاہ باز قدس سرہ تک برادر مکرم شیخ الرام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالے دیوروی ابن حضرت شاہ حبیب الحسنین مرحوم سے لیا۔ اور جناب مولانا قدس سرہ سے لیکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک بہارستان شعور سے نقل کیا ہے جو کہ از تصنیفات جناب مولانا محمد صفی شاہ شہبازی عرف محمد شعور متوطن محلہ ملاچک شہر بھاگلپور متخلص بہ شہباز خلف جناب مولانا سید محمد طاہر شہبازی قدس سرہ سے ہے۔ یہ کتاب مطبع مجمع العلوم واقع شہر لکھنؤ محلہ پاٹا نالہ متصل امام باڑہ آغا باقر مرحوم مین چھپی ہے جس کو شک ہو بان سے دیکھ لے۔ سالہا سے دراز کی سعی و کوشش و جد و جہد بلیغ کے بعد نسبنامہ ہاتھ لگا ہے مرحبا و حبذا لیکن مین نے اس کے ملجانے پر بھی اپنی کوشش کو ناتمام سمجھا اور جناب سید فضل الکریم صاحب سورج گڈھی کو تکلیف دی کہ بھاگلپور جا کر جناب مولانا محمد اشرف صاحب دام فیوضہ سے جو اسوقت وہان سجادہ نشین ہین ملاقات کرین اور نسبنامہ اور سوانح

عسری جناب مولانا شاہ یار محمد قدس سرہٗ کی حاصل کرکے میرے پاس بھیجدیں۔ چنانچہ سید صاحب موصوف نے براہ وفور کرم وعنایت اس درخواست کو قبول فرمایا اور بھاگلپور تشریف لے گئے اور سجادہ نشین صاحب سے ملاقات کرکے گوہر مطلوب حاصل کیا اور بذریعہ اپنے خط مورخہ تیئسویں ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ ہجری ڈاک پر میرے پاس بھیجدیا جسمیں سے نسنامہ کو بوجہ تکرار میں ترک کرتا ہوں اور سوانح کو بعد حذف قلیل بجنسہ نقل کرتا ہوں وھو ھذا۔

سوانح حضرت مولانا شاہباز محمد قدس سرہٗ

جناب مولانا قدس سرہٗ کے آباؤ اجداد کا مولد وموطن بخارا ہے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عطاء قدس سرہٗ بعد فراغ حج خانہ کعبہ وزیارت مدینہ منورہ اپنے اہل کے ساتھ بمقام دیورہ تشریف لائے۔ اوس وقت دیورہ میں سادات عظام عالی خاندان رہتے تھے۔ آپ بمکان سید شاہ محمد قدس سرہٗ قیام پذیر ہوے اوس وقت حضرت محی السنہ رضی اللہ عنہ حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہٗ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک مین تھے۔ پیدایش آپ کی سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس ہجری میں بعہد سلطنت ہمایوں بادشاہ بمقام دیورہ ہوئی اور تیس برس کی عمر تک آپ دیورہ میں مقیم رہے۔ بعد اوس کے آپ بھاگلپور تشریف لے گئے اور وہاں کی سکونت اختیار کی جو اب مشہور محلہ ملاچک ہے آپ نے مدۃ العمر

باتباع سنت نبویہ درس و تدریس علوم ظاہریہ وہدایت وارشاد امور باطنیہ بسر کیا۔ صدہا طالب آپ کے فیض صحبت سے درجہ اعلی کو پہونچے۔ اور اولیاے کاملین سے ہوے۔ مرشد آپکے حاجی الحرمین الشریفین آل سید کونین حضرت میر الیس سامانی المولد وبہاری المرقد ہیں۔ وصال حضرت محی السنہ قدس سرہ شانزدہم صفر ۱۱۵۰ھ ایکہزار یکصد پچاس ہجری روز پنجشنبہ کو بعد فراغ درس نسخہ مشکوۃ المصابیح کے ہوا تاریخ وصال آپ کی لفظ (غنی) اور ستون دین (افتاد) سے ظاہر ہی۔ اسوقت سجادہ نشین آپکے جناب مولانا سید شاہ محمد اشرف عالم صاحب دام فیضہ رونق افروز ہیں۔ ابن حضرت مولانا محمد عابد عرف شاہ نوری بن حضرت مولانا محمد صفی بن حضرت مولانا محمد موحد بن حضرت مولانا محمد عابد بن حضرت مولانا محمد عاصم بن حضرت مولانا محمد صفی سیالکوٹی بن حضرت محی السنہ مولانا شاہباز محمد قدس سرہ دیوردی ثم بھاگلپوری۔ انتہی آپ کی اول شادی مساۃ سلیم خاتون بنت حضرت شاہ عبد العلی بن حضرت شاہ محمد بن حضرت شاہ نعیم اسعد دیوردی سے ہوئی۔ یہ نسب نامہ پورا فصل چہارم میں بیان ہوچکا ہی وہان ملاحظہ فرمائیے۔ اس محل سے آپ کے حضرت مولانا شاہ عبد الحمید ومساۃ بی بی رابعہ زوجہ مولانا شاہ ابو البرکات قدس سرہ پیدا ہوئے۔ جنکی اولاد اسوقت دیورہ ومحلہ نموہیہ میں موجود ہی۔ پھر بعد وفات زوجہ اولی کے آپ بھاگلپور تشریف لیگئے اور وہان دوسری شادی آپنے کی۔ اس محل ثانیہ کے نام وخاندان سے راقم سطور رضا عفی عنہ کو اطلاع نہوئی۔ مگر اسقدر ضرور معلوم ہی۔ کہ وہ بھی آپ کی برادری وسادات کرام میں سے تھین۔ پس اس محل ثانیہ سے آپکے دو صاحبزادے ہوے۔ خلف اکبر مولانا عبد السلام رح خلف دوم مولانا محمد صفی سیالکوٹی رح جنکی اولاد اسوقت محلہ ملاچک بھاگلپور میں آباد ہین۔

نقشہ آپ کی اولاد واحفاد کا یہ ہے۔

حضرت مولانا
مولانا عبدالسلام
رح از محل ثانیہ
مولانا ابوالبرکات
مولانا محمد عاصم رح
مولانا محمد عابد رح
شاہ تاج الدین
شاہ امام الدین
مولانا محمد فرید

جناب مولنا شاہ نصر اللہ و شاہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہما؛

مین اوپر فصل چہارم مین بضمن سوانح حضرت میر معز الدین کے لکھ آیا ہون کہ اول آپ ہی کا قدم مبارک زمانہ تغلق شاہی مین اس موضع دیورہ مین رونق افروز ہوا اور یہ موضع اُسی وقت سے اس خاندان کی ملکیت و تصرف مین چلا آتا رہا مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہر بادشاہ کے عہد مین تجدید فرمان ہوتی رہی چنانچہ الانجلہ چھہ قطعہ فرامین مجھکو اپنے برادر مکرم مولوی شاہ اکرام حسین صاحب سلمہ اللہ تعالی سے ملے ہین اور باقی سب تلف ہوے وہ اسپر شاہد ہین کہ تجدید فرمان ہر فرمانروا کے عہد مین ہوتی رہی ہی چونکہ وہ سب متحد المعنی ہین لہذا مین اسجگہ صرف دو کا ذکر کرتا ہون وقس الیواقی علیہا میرے پاس جو فرامین موجود ہین اُنمین سب سے اول وہ فرمان ہی جو محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہند نور اللہ مرقدہ کا عطا کیا ہوا ہی اسکا مضمون ہی کہ موازی دوسو بیگہہ اراضی موضع اختیار پور دیورہ واسطے خرچ حضرت شاہ نصر اللہ و حضرت شاہ تاج الدین جو فرزندان حضرت مولنا شاہ عبد الحمید اور دو فرزند حضرت مولانا حقائق آگاہ شاہ محمد باز قدس سرہ کے ہین دیا گیا تا وہ لوگ بفراغ خاطر عبادت مین حضرت معبود حقیقی کے مشغول و مصروف رہکر دعاے پائداری دولت کرتے رہین مرقومہ ۷ جمادی الثانی ۱۰۸۰ھ ایکہزار اسی ہجری اور اسی مضمون کا ایک دوسرا فرمان ہی جو بنام حضرت شاہ شیخ امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہی اور وہ طرف سے حضرت شاہ محمد شاہ بادشاہ تغمداللہ دخیل الجنتہ مثواہ کا عطا کیا ہوا ہی لیکن افسوس کہ اُسپران فرامین سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ لوگ اولاد سے حضرت مولنا محمد باز قدس سرہ کے ہین اور یہ کہ وہ اولاد سے حضرت امام حسین شہید علیہ الصلوۃ والسلام کے اسکا ثبوت جیسا کہ مین اوپر بیان کر چکا ہون مجھکو بہا گلپور سے بلا پس اخلیل فقیر مؤلف یہ ہی کہ اول خاندان جو دیورہ مین آیا وہ عباسی تھا اور بعد اُسکے مولنا خطاب رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے تشریف لائے اور جناب حضرت شیخ شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر مین فرود ہوے۔ اور مولنا خطاب کے صاحبزادے مولانا شاہ محمد باز رح کی شادی حضرت سلیم خاتون دختر جناب شیخ شاہ محمد رح سے ہوئی بعد اُسکے عباسی خاندان کے رُکن رکین حضرت مولنا شاہ ابو البرکات محمد فاضل قدس سرہ محلہ نمو بیہ شہر پٹنہ عظیم آباد مین آکر آباد ہوے۔ اور دیورہ مین حضرت مولنا شاہ عبد الحمید رح

شاہ حبیب الحسنین مرحوم

بن شاہ غلام غوث مرحوم - آپکے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئین - سید احمد حسین یہ ابتداے جوانی مین
گھر سے نکل گئے - اور قریب بیس برس کے سیر و سیاحت مین ہندوستان کی صرف کیا - اُسکے بعد گھر کو
آ لیے - ایک بنگالن عورت آپ کے نکاح مین تھی - اُس سے دو اولادین بھی آپ کے ہمراہ تھین -
چند ماہ گھر مین قیام کرکے پھر آپ سفر کو نکلے مع اس عورت و بچون کے - بعد چھہ سات برس کے
آپ تنہا گھر کو علیل ہوکر آئے - اور انتقال کیا - مسماۃ شبیرن مرحومہ انکی شادی ساتھ سید وزیر الدین
مرحوم ساکن موضع وزری بگھہ کے ہوئی - جو چھہ سات کوس جانب جنوب شہر گیا سے واقع ہے ضلع گیا
مین - انکی چند اولادین ہوکر خورد سالہ رخصت ہوئین - صرف ایک محمد ناصر سلمہ اسوقت موجود ہین - مسماۃ
حبیرن مدظلہا زوجہ سید محمد یوسف مرحوم ساکن موضع کابر ضلع گیا انکے پانچ بیٹیان ہوئین - مسماۃ
عاشورن زوجہ سید عبد النصیر مرحوم انکے دو بیٹیان ہوئین - مسماۃ زینب زوجہ سید محمد ناصر سلمہ بن سید
وزیر الدین مرحوم مسماۃ لیقن مرحومہ زوجہ سید عبد الخالق سلمہ و مسماۃ فلاتن زوجہ سید عبد الرحمن سلمہ انکے بھی
دو بیٹیان ہوئین مسماۃ حسین و مسماۃ نعیمن سلمہا) و مسماۃ شریفن سلمہا - انکی شادی ساتھ شیخ عبد الحمید سلمہ
ساکن قدیم موضع بانکے گنڈ منیر ساکن حال محلہ صادق پور پٹنہ بن شیخ خیرات علی مرحوم بن شیخ امجد علی
مرحوم کے ہوئی شیخ عبد الحمید کی والدہ کا نام مسماۃ امۃ الرسول مرحومہ بنت مولوی انور علی مرحوم بن شیخ
فیض اللہ مرحوم ساکن موضع پونا کسارا ضلع پٹنہ - انکے تین بیٹے اور دو بیٹیان اسوقت موجود ہین
صدر الدین فخر الدین مسماۃ بیٹی سید احمد مسماۃ اسمار مسماۃ حفیظن زوجہ سید عبد الوحید سلمہ ساکن موضع کابر
ضلع گیا - انکے ایک بیٹا اور دو بیٹیان ہین - واحظ الحق و مسماۃ زیفن و مسماۃ وسین - و مسماۃ رسولن
زوجہ سید محمد حیات سلمہ انکے اسوقت تک صرف ایک بیٹی ہوئی ہے - مسماۃ صفیہ چہارم شیخ اکرام حسین سلمہ
بن شاہ حبیب الحسنین مرحوم یہ لاولد ہین - پنجم مسماۃ جمیلۃ النساء مرحومہ زوجہ عبد الرحیم عفی عنہ مؤلف
انکی اولاد کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے -

زوجہ منشی رجب علی مرحوم ساکن موضع کا بڑا نکی کل اولاد کی مجھکو اطلاع نہیں ہے - آپ کی صرف ایک دختر کو مین جانتا ہون - مسماۃ رحیمن زوجہ سید آل نبی مرحوم ساکن موضع آنگلہ ضلع گیا - انکے دو بیٹے ہوئے - سید اولاد علی مرحوم و سید امید علی سلمہ - سید اولاد علی کے ایک بیٹا فرزند علی اور دو بیٹیاں مسماۃ وجیہۃ النساء و مسماۃ مدارن و سید امید علی سلمہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں - محمد کمال محمد جمال محمد جلال مسماۃ عیدن زوجہ محمد خلیل ساکن موضع بتھیو ضلع گیا - و مسماۃ میمونہ و مسماۃ محمودن مدا عمارہم -
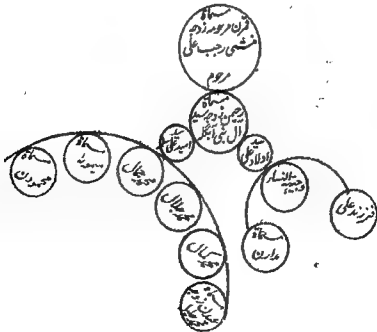
شاہ خیرات علی مرحوم

س شاہ علام مرتضیٰ مرحوم بن شاہ علام اشرف مرحوم ساکن موضع دیورہ آپکے ایک بیٹا اور دو
بیٹیاں ہوئیں۔ محمد بخش عرف چھبو مرحوم و مسماۃ مسرن مرحومہ لاولد و مسماۃ قطبن مرحومہ لاولد۔ محمد بخش مرحوم
کے صرف ایک بیٹی ہوئی مسماۃ رحیمہ۔ انکے صرف ایک بیٹا ہوا سید الطاف حسین سلمہ
اللہ تعالیٰ ساکن موضع گیندگیہ جو ایک میل کے فاصلہ پر جانب جنوب موضع دیورہ سے
واقع ہے۔ نقشہ یہ ہے۔

شاہ خیرات علی مرحوم

مسماۃ مسرن مرحومہ لاولد

مسماۃ قطبن مرحومہ لاولد

محمد بخش مرحوم عرف چھبو

مسماۃ رحیمہ

سید الطاف حسین سلمہ ساکن گیندگیہ
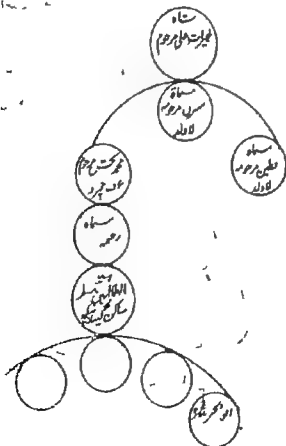
نسبنامہ مادری شمس العلماء مولوی عبدالرؤف مرحوم صادق پوری عظیم آبادی

- نمبر۱ مولوی عبدالرؤف مرحوم
- نمبر۲ سماۃ نجیبن مرحومہ بنت
- نمبر۳ قاضی اسد علی مرحوم دولت پوری ضلع گیا
- نمبر۴ قاضی رحمت اللہ مرحوم عرف پیر علی مرحوم
- نمبر۵ قاضی احمد اللہ مرحوم
- نمبر۶ قاضی سلام اللہ مرحوم
- نمبر۷ قاضی غیاث الدین مرحوم
- نمبر۸ صدر جہان مرحوم
- نمبر۹ شیخ میران مرحوم
- نمبر۱۰ شیخ بہلول مرحوم
- نمبر۱۱ شیخ امجد مرحوم
- نمبر۱۲ شیخ محمد مرحوم
- نمبر۱۳ شیخ بدیع الدین مرحوم
- نمبر۱۴ شیخ نجم الدین مرحوم
- نمبر۱۵ شیخ جمال الدین مرحوم
- نمبر۱۶ مولانا مخدوم شاہ شمس الدین الحقانی رح
- نمبر۱۷ مخدوم شاہ محمد مرحوم
- نمبر۱۸ مخدوم شاہ محمود عالم رح
- نمبر۱۹ مخدوم شاہ احمد رح
- نمبر۲۰ مخدوم شاہ عبدالرحمٰن رح
- نمبر۲۱ مخدوم شاہ عبدالواحد رح
- نمبر۲۲ مخدوم شاہ عبدالرزاق رح
- نمبر۲۳ مخدوم شاہ مسعود رح
- نمبر۲۴ مخدوم شاہ علی اکبر رح
- نمبر۲۵ مخدوم شاہ علی اصغر رح
- نمبر۲۶ مخدوم شاہ عبدالفتاح رح
- نمبر۲۷ مخدوم شاہ ابواسحاق رح
- نمبر۲۸ مخدوم سید شاہ ابراہیم ادہم رح
- نمبر۲۹ سلطان ابراہیم بلخی رح
- نمبر۳۰ مخدوم شاہ ابوناصر
- نمبر۳۱ حضرت شیخ عبداللہ رضی اللہ عنہ
- نمبر۳۲ حضرت امیر المومنین خلیفہ دوم عمر رضی
- نمبر۳۳ خطاب
- نمبر۳۴ نفیل

قاضی اسد علی مرحوم

ساکن موضع دولت پور میانواں پرگنہ اوگری ضلع گیا۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔ اول محل مساۃ
بی بی نصیرن صاحبہ دختر میر مقصود علی صاحب ساکن موضع لساڈیہ تھوہی ضلع آرہ شاہ آباد۔ ان سے تین
صبیگان پیدا ہوئیں۔ مساۃ بی بی لطیفن زوجہ قاضی افضل حسین مرحوم ساکن موضع تول ضلع گیا۔
مساۃ بی بی نفیرن مرحومہ زوجہ شیخ محمد حسین مرحوم ساکن موضع استھوا ضلع گیا۔ مساۃ بی بی شیرین
مرحومہ زوجہ سید عبد العلی مرحوم ساکن موضع ہورہ ضلع گیا۔ یہ تینوں لاولد اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔
محل ثانیہ مساۃ بی بی عصمت مرحومہ دختر شاہ تیم اسد مرحوم ساکن موضع سمودھا۔ ان سے چھ دختران
اور ایک بیٹا پیدا ہوا۔ مساۃ بی بی عیشن مرحومہ زوجہ مولانا وحشت حسین قدس سرہ ساکن محلہ عمادیہ
عظیم آباد پٹنہ یعنی والدہ شمس العلما مولوی عبد الرؤف مرحوم (دوم) مساۃ بی بی فاطمہ مرحومہ زوجہ قاضی محمد قاسم
مرحوم ساکن بخشی محلہ شہر۔ اونکے ایک بیٹا قاضی عبد الحمید مرحوم (سوم) مساۃ بی بی زہرہ مرحومہ زوجہ شیخ
احمد مرحوم بن شیخ برکت اللہ مرحوم ساکن محلہ لودی کٹرہ شہر۔ یہ لاولد رخصت ہوئیں (چہارم) مساۃ بی بی
الفن مرحومہ زوجہ منشی محمد علی مرحوم ساکن موضع دولت پور میانواں مذکور یہ بھی لاولد رخصت ہوئیں
(پنجم) بی بی زینب مرحومہ زوجہ شاہ محمد حسین مرحوم بن سید شاہ امداد حسین مرحوم ساکن موضع ککو
ضلع گیا۔ اونکے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں شاہ محمد اکرم شاہ لطف الرحمن شاہ غفور الرحمن مساۃ رحمو
زوجہ مولوی ظہور امام صاحب ساکن محلہ علیوہ شہر مساۃ ننھو زوجہ شاہ محمد جمیل صاحب کاکو مساۃ وحیدہ
(ششم) مساۃ بتول فاطمہ زوجہ محمد ابو یوسف صاحب ساکن تول ضلع گیا۔ اُنکے ایک بیٹی مساۃ بسم اللہ
زوجہ حافظ ابو یوسف صاحب ساکن ہرپور ضلع گیا۔ (ہفتم) جناب قاضی احمد حسن مرحوم اُنکے
دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا مساۃ بی بی امت الفاطمہ زوجہ مولوی محمد حسن مرحوم بن مولوی گوہر علی
مرحوم حاتم العصر ساکن موضع دیاوان ضلع پٹنہ مساۃ بی بی رقیہ صاحبہ زوجہ سید عبد الحفیظ مرحوم بن
سید عبد العلی مرحوم ساکن ہورہ ضلع گیا۔ مولوی قاضی محمد سلیم صاحب حال بہادر سلمہ اللہ تعالےٰ

جنکا نقشہ حسب ذیل ہے۔

والد ماجدم غفر اللہ لہ کو فکر ہوئی کہ کسی سن رسیدہ عورت سے عقد کرنا چاہیے کہ انتظام خانہ داری کا درست ہو چنانچہ آپ سے پیغام کیا تو آپ نے اسکو قبول کیا آپ کی عمر اُسوقت تخمیناً تیس برس سے کچھ کم ہوگی سنہ ۱۲۷۱ھ بارہ سو اکہتر ہجری مین آپ کا عقد ثانی جناب حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہ سے ہوا آپ کے حسن اخلاق وخصائل ستودہ اسقدر ہین جو احاطہ تحریر سے باہر آپ نہایت حلیم ذو سلیم ذی مروت وسخاوت تھین تمام مریدون کی عورتین جو بغرض تعلیم حاضر رہتی تھین ہمیشہ آپ کے گرد بطور اعتکاف کے رہتی آپ کے پند ونصائح سے حظ وافر لیتین یہ معلوم ہوتا کہ ماہ کے چوطرف ستارون کا ہجوم ہو آپ کی آمدنی سالانہ خاص ذاتی قریب پندرہ سولہ سو روپیہ کے تھی لیکن آپ کا کپڑا خوش مارکین کا اور کھانا بھی نہایت مختصر ہوتا تخمیناً پندرہ سولہ روپیہ ماہواری آپ کا خرچ ہوتا باقی کل یا تو مہمانداری یا خفیہ مستحقین ومساکین مین خرچ ہوتا لوگون کو گمان تھا کہ آپ بخیل ہین آپ کے پاس بہت کچھ روپیہ جمع ہوگا لیکن بعد انتقال ایک پیسہ بھی آپ کے پاس سے برآمد نہوا وقس الباقی علیہا آپ اس نکاح سے تین برس متمتع رہین بعد اسکے بیوہ ہوگئین اس عرصے مین آپ کے دو اولادین ہوئین۔

سنہ ۱۲۷۲ھ بارہ بہتر ہجری مین برادرم عزیز شمس العلماء مولوی عبد الرؤف مرحوم پیدا ہوے اُسکے بعد ایک لڑکی مسماۃ سنجیدہ پیدا ہوئی اور وہ چند ماہ کی ہوکر گذر گئی اُسکے بعد سنہ ۱۲۷۴ھ بارہ سو چوہتر ہجری مین آپ کے زوج حضرت والد ماجدم مولانا فرحت حسین قدس سرہ نے رحلت فرمائی اُسکے بعد تخمیناً ستائیس برس اور آپ زندہ رہکر کچھ کم ساٹھ برس کی عمر مین سنہ ۱۳۰۱ھ تیرہ سو ایک ہجری مین اس خاکدان کو چھوڑکر آپ داخل خلد برین ہوئین اللھم اغفرلھا وارحمھا۔ آپ کی اولاد واحفاد کا نقشہ اوپر گذر چکا ہے لیکن بعد تحریر نقشہ مذکور ناگہانی واقعہ یہ ہوا کہ بتاریخ آٹھوین شعبان سنہ ۱۳۱۸ھ تیرہ سو اٹھارہ ہجری روز شنبہ مطابق یکم دسمبر سنہ ۱۹۰۰ع انیس سو عیسوی مین قوت بازوے من ناتوان قرۃ عینی برادرم عزیزم مولوی عبد الرؤف مرحوم نے لبیک اجل کہی انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہ۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ والحقہ عن آبائہ الصالحین

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات برادر مرحوم از نتیجہ فکر صاحب ادراک عالی بلند پرواز اوج نازک خیالی قرۃ عینی مولوی محمد یوسف جعفری ابقاہ اللہ

بالعمر والسرور ما دامت الظلمة والنور

دو شمس عالیان عبد الرؤف آہ
جو تھے ہمدرد قوم و صاحب راے

مسلمانون کو دیکر داغ ہجران
ہوے تک عدم کو راہ پیماے

مرکیونکر نہ ہو ماکا جگر خون
جب ایسا ایہ محترم اٹھ جاے

امید ہی جسکے سارے قطع ہو جائین
کلیجا پھر نہ کیونکر منہ تک آے

ہلاکت کا ہوا طاعون باعث
جسد احمد زمین مین اُنکو پہنچاے

ہوئی تاریخ رحلت عیسوی مین
غروب آفتاب عالمیان ہاے

۱۹۰۱

جناب مولوی قاضی احمد خان بہادر رئیس سلمہ اللہ تعالےٰ

ابن قاضی احمد بخش مرحوم ہین جناب قاضی اسد علی مشہور ساکن قدیم دولت پور میانوان پرگنہ اودکری ضلع گیا۔ حال مقامی خاص صاحب گنج گیا آپ یکے از روساے عظام اس ضلع کے ہین آپ کے اخلاق کریمہ شمائل ستودہ مشہور آفاق مستغنی عن البیان ہین آپ کی قومی ہمدردی ولیاقت اسقدر ہی کہ ہر کہ و مہ و ہر ملت و مذہب والون میں آپ ہردلعزیز ہین اور گورنمنٹ بھی نہایت راضی و خوش آپ سے ہے یہی وجہ ہوئی کہ بلا کسی تحریک کے آپ خان بہادر کا خطاب گورنمنٹ نے عطا کیا اور یہ عزت افزائی ہم مسلمانون کی سرمایہ شکر ہے اس موہبت عظمےٰ کا یہ ہے کہ ہم پائداری دولت و سلطنت کی دعا کرتے رہین۔ آپ کے اسوقت تک صرف ایک فرزند قاضی انوار احمد عمرہ الی طاعة اللہ تعالےٰ پیدا ہوے۔

نقشہ اولاد کا اوپر گذر چکا ہے۔ فقط

نسبنامہ ابوالاب مولوی عبدالقادر صاحب ساکن قدیم عظیم آباد پٹنہ حال مقامی گیا۔

نمبر	نام	نمبر	نام
نمبر ۱	مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ	نمبر ۲۰	شیخ موسیٰ سلیمان مرحوم
نمبر ۲	حکیم مولوی فیاض علی مرحوم	نمبر ۲۱	شیخ شعیب مرحوم
نمبر ۳	مولوی افضل علے مرحوم	نمبر ۲۲	شیخ احمد مرحوم
نمبر ۴	مولوی فضل علی مرحوم	نمبر ۲۳	شیخ یوسف مرحوم
نمبر ۵	ملا شرف الدین المخاطب ملا مجد خان مرحوم	نمبر ۲۴	شیخ محمد مرحوم
نمبر ۶	قاضی ملا یار محمد مرحوم	نمبر ۲۵	شیخ شہاب الدین احمد معروف بفرخ شاہ کابلی مرحوم
نمبر ۷	شیخ فرید مرحوم	نمبر ۲۶	شیخ نسیان شاہ مرحوم
نمبر ۸	شیخ عثمان مرحوم	نمبر ۲۷	مسعود شاہ مرحوم
نمبر ۹	قاضی اسمعیل مرحوم	نمبر ۲۸	شاہ عبداللہ مرحوم
نمبر ۱۰	قاضی عبدالغنی مرحوم	نمبر ۲۹	شاہ واعظ الاصغر مرحوم
نمبر ۱۱	قاضی شیخ سجاد مرحوم	نمبر ۳۰	شاہ واعظ الاکبر مرحوم
نمبر ۱۲	شیخ علی شیر مرحوم	نمبر ۳۱	شاہ ابوالفتح کابجی مرحوم
نمبر ۱۳	شیخ اسمعیل مرحوم	نمبر ۳۲	شاہ اسحاق مرحوم
نمبر ۱۴	شیخ نصرالدین مرحوم	نمبر ۳۳	سلطان ابراہیم ادھم مرحوم
نمبر ۱۵	شیخ نجم الدین مرحوم	نمبر ۳۴	شاہ ناصر مرحوم
نمبر ۱۶	شیخ تاج الدین معروف بتاج سرور مرحوم	نمبر ۳۵	حضرت عبداللہ زاہد رحؒ
نمبر ۱۷	شیخ بدرالدین سلیمان مرحوم	نمبر ۳۶	حضرت امیرالمومنین عمر خلیفہ دوم رضؓ
نمبر ۱۸	شیخ فریدالدین مسعود شکر گنج مرحوم	نمبر ۳۷	خطاب
نمبر ۱۹	شیخ جمال الدین مرحوم	نمبر ۳۸	نفیل

نسبنامہ ام الاب مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

نمبر	نام	نمبر	نام
نمبر ۱	مولوی عبدالقادر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ	نمبر ۱۹	سید فضل اللہ مرحوم
نمبر ۲	حکیم مولوی فیاض علی مرحوم	نمبر ۲۰	سید یوسف مرحوم
نمبر ۳	مولوی افضل علی مرحوم	نمبر ۲۱	سید نظام مرحوم
نمبر ۴	مولوی فضل علی مرحوم	نمبر ۲۲	سید علی مرحوم
نمبر ۵	شاہ نصیر مرحوم مغفور	نمبر ۲۳	سید محمد اشرف مرحوم
نمبر ۶	سید جلیل الدین مرحوم	نمبر ۲۴	سید محمد اعرج مرحوم
نمبر ۷	سید محمد آفاق مرحوم	نمبر ۲۵	سید احمد مکی مرحوم
نمبر ۸	سید نصیب شاہ مرحوم	نمبر ۲۶	سید موسیٰ ولی رح
نمبر ۹	سید محبوب مرحوم	نمبر ۲۷	سید امام محمد تقی رح
نمبر ۱۰	سید عطاء الرحمٰن مرحوم	نمبر ۲۸	سید امام علی رضا رح
نمبر ۱۱	سید سلطان مرحوم	نمبر ۲۹	سید امام موسیٰ کاظم رح
نمبر ۱۲	سید شہاب الدین مرحوم	نمبر ۳۰	سید امام جعفر صادق رح
نمبر ۱۳	سید جمال الدین مرحوم	نمبر ۳۱	امام محمد باقر رح
نمبر ۱۴	سید محمود مرحوم	نمبر ۳۲	امام زین العابدین رح
نمبر ۱۵	سید صلاح الدین مرحوم	نمبر ۳۳	امام حسین رضی اللہ عنہ شہید
نمبر ۱۶	سید کمال الدین مرحوم	نمبر ۳۴	حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نمبر ۱۷	سید حمید مرحوم	نمبر ۳۵	ابو طالب
نمبر ۱۸	سید اسحاق مرحوم	نمبر ۳۶	عبد المطلب

مولوی افضل علی مرحوم

بن مولوی فضل علی مرحوم ساکن خواجہ کلان گھاٹ محلات شہر پٹنہ آپ کے پانچ بیٹے ہوے (اول)
مولوی شرف الدین مرحوم یہ لاولد رخصت ہوے۔ (دوم) مولوی اسمٰعیل مرحوم زوج مسماۃ نصیبن
بنت مولوی احمد علی مرحوم ساکن ڈمری۔ انکے ایک بیٹا مولوی احمدی مرحوم اور ایک بیٹی کبیرن
زوجہ سید سعید الدین ساکن موضع نظام پور ضلع گیا ہوئین۔ مولوی احمدی کے ایک بیٹا شمس العرب
اور مسماۃ کبیرن کے تین بیٹے ہوے سید مظاہر حسن وسید مولوی دلاور حسن وسید حکیم مولوی محافظ حسن
سلمہم (سوم) جناب حکیم مولوی فیاض علی مرحوم۔ انکی شادی مسماۃ افضل النسا مرحومہ بنت
شاہ ابو تراب مرحوم ساکن محلہ نمو ہیہ سے ہوئی۔ انکے تین بیٹے ہوے مولوی عبد القادر صاحب
سلمہ اللہ تعالے حال مقامی گیا اور حافظ ابو محمد مرحوم انھون نے لاولد رحلت کی۔ فضل اللہ کہ
آٹھ برس کی عمر میں مہد مادر کو چھوڑ کر راہی علیین ہوے۔ (چہارم) جناب مولوی محمد فرید صاحب
سلمہ اللہ تعالی انکی تین شادیان ہوئین۔ اول مسماۃ افضل النسا مرحومہ بنت شاہ ابو تراب مرحوم موصوف الصدر
سے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ بہت قلیل عرصہ زندہ رہکر اس قفس خاکی کو چھوڑا اور داخل خلد برین ہوئین۔
دوسری شادی آپ کی مسماۃ شریفۃ النسا بنت سید خیرات علی مرحوم ساکن موضع کروتی ضلع
سے ہوئی۔ یہ بھی لاولد رخصت ہوئین۔ تب تیسری شادی آپ کی مسماۃ نذیرن مرحومہ
بنت میر لبیر علی مرحوم سے ہوئی۔ انسے ایک بیٹا حکیم مولوی سید عبد الحفیظ سلمہ اللہ تعالے
ہے۔ انکی شادی مسماۃ امۃ الرسول بنت انور حسین ساکن میران بیگہ ضلع گیا سے ہوئی (پنجم)
مولوی الطاف حسین صاحب مصنف مرحوم آپ کی تین شادیان ہوئین۔ محل اول مسماۃ منیرن مرحومہ
بنت میر تراب علی مرحوم انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور شیرخوارگی مین گذر گئی بعد وفات انکے محل ثانیہ
مسماۃ ... مرحومہ بنت شاہ وجیہ اللہ مرحوم انسے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور دوسرا لڑکا قضا کی محل ثالثہ
مسماۃ ... انسے پانچ اولادین ہوئین تین نابالغ گذر گئے دو موجود ہین مبارک حسین
نصیر حسین سلمہما اللہ تعالی۔

نقشہ آپ کی اولاد کا حسب ذیل ہے

مولوی
اصل علی
مرحوم
نسبنامہ عزیزی سید محمد یوسف سلمہ
سید جواد علی مرحوم
سید محمد مرحوم
سید عظمت اللہ مرحوم
سید اکبر بخش مرحوم

نمبر	نام	نمبر	نام
نمبر۱۰	سید قطب الدین مرحوم	نمبر۲۶	سید ابوالفرح مرحوم
نمبر۱۱	سید ہاشم مرحوم	نمبر۲۷	سید امام حسن عسکری رح
نمبر۱۲	سید چاند مرحوم	نمبر۲۸	سید امام نقی رح
نمبر۱۳	سید معروف مرحوم	نمبر۲۹	سید امام تقی رح
نمبر۱۴	سید بدرحسن مرحوم	نمبر۳۰	امام موسیٰ الرضا رح
نمبر۱۵	سید حاجی یونس مرحوم	نمبر۳۱	امام موسیٰ کاظم رح
نمبر۱۶	سید بزرگ مرحوم	نمبر۳۲	امام جعفر صادق رح
نمبر۱۷	سید زیرک مرحوم	نمبر۳۳	امام محمد باقر رح
نمبر۱۸	سید رکن الدین مرحوم	نمبر۳۴	امام علی زین العابدین رح
نمبر۱۹	سید جمال الدین مرحوم	نمبر۳۵	امام حسین شہید رض
نمبر۲۰	سید احمد مرحوم	نمبر۳۶	حضرت علی خلیفہ چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نمبر۲۱	سید محمد مرحوم	نمبر۳۷	ابی طالب
نمبر۲۲	سید محمود مرحوم	نمبر۳۸	عبدالمطلب
نمبر۲۳	سید داؤد مرحوم	نمبر۳۹	ہاشم
نمبر۲۴	سید فضل مرحوم	نمبر۴۰	عبدمناف
نمبر۲۵	سید فضیل مرحوم	نمبر۴۱	قصیٰ

سید جواد علی مرحوم کے تین بیٹے (اول) جناب مولانا شیخ المحدثین بیہقی زمان دارقطنی دوران شمس العلما محمد نذیر حسین مدظلہ ودامت شموس انوارہ علی رؤس الطالبین جو اب عرصہ زائد از پنجاہ سال سے مقیم دہلی ہیں - (اور دوسرے) سید سجاد حسین مرحوم انکے ایک بیٹا سید محمد ہارون مرحوم - انکے ایک بیٹا عزیزی محمد یوسف مدعمرہ فی طاعۃ ربہ (سوم) سید تو شل حسین مرحوم - انکے تین بیٹے ہوئے مولوی سید عبدالرزاق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ و مولوی سید عبدالحفیظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و عزیزی سید عبدالحکیم مدعمرہ فی طاعۃ اللہ تعالیٰ چنانچہ بتاریخ بارھوین جمادی الاخری ۱۳۱۵ھ تیرہ سو پندرہ ہجری

مطابق آٹھویں نومبر ۱۸۹۹ء اٹھارہ سو ننانوے عیسوی میں شادی مولوی سید عبد الحکیم موصوف کی
مسماۃ کبریٰ مرحومہ بنت شمس العلما مولوی محمد حسن مرحوم سے ہوئی - یہ لڑکی قریب دو برس کے زندہ رہکر
تاریخ بیسویں شعبان ۱۳۱۷ھ تیرہ سو سترہ ہجری میں داخل جنت الفردوس ہوئی - اسکے بعد مولوی سید
محمد یوسف مذکور کی شادی ساتھ مسماۃ آسیہ دختر راست حکیم مولوی عبد الحکیم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے
ہوئی - چنانچہ تاریخ ساتویں شعبان ۱۳۱۶ھ تیرہ سو سولہ ہجری مطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۹۸ء اٹھارہ سو
اٹھانوے عیسوی میں اس فرزند کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا - اسکا نام محمد یونس رکھا گیا - عمرہ اللہ
طالعہ اللہ تعالیٰ - نقشہ اسکا یہ ہے -

سید حامد علی مرحوم ساکن سورج گڑھ ضلع مونگیر

مولانا سید حسن صاحب دہلوی

مولوی سید [illegible] حسین مرحوم

سید آل حسن مرحوم

سید [illegible] مرحوم

سید محمد ہارون مرحوم

سید محمد یوسف مذکور

مولوی سید [illegible] صاحب [illegible]

مولوی سید عبد الصمد صاحب بہار

سید عبد الحکیم سلمہ

خاتمہ

یعنی شجرہ بیعت خاندانی وچند امور متفرق کا بیان ہے - شجرہ خاندان حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب
بریلوی لا زالت برکاتہم علے رؤس الطالبین - المنتقل الی اللہ الکریم بیعت از ولایت محمد عبد الرحیم عفی اللہ عنہ
عارف رموز حقی وجلی حضرت مولانا ولایت علی ومولانا عنایت علی ومولانا فرحت حسین
ومولانا شاہ محمد حسین قدس اللہ اسرارہم خلفاے امیر المومنین امام اور حضرت سید احمد

مجدد مائۃ ثالث عشر ازالت برکاتہم خلیفۂ سند المحدثین خاتم المفسرین حضرت **شاہ عبدالعزیز** محدث دہلوی رح خلیفۂ حجۃ اللہ علی العالمین قطب الملۃ والدین **شاہ ولی اللہ** محدث دہلوی رح خلیفۂ حضرت والد بزرگوار خود مولانا **شاہ عبدالرحیم** قدس اسرارہم۔

	طریقہ عالیہ چشتیہ	طریقہ عالیہ قادریہ	طریقہ نقشبندیہ ومجددیہ
۵	آپ شیخ رفیع الدین احمد رح کے	آپ سید عبداللہ اکبرآبادی کے رح	آپ سید عبداللہ اکبرآبادی رح کے
۶	آپ شیخ قطب عالم رح کے	آپ سید آدم رح بنوری کے	آپ سید آدم رح بنوری کے
۷	آپ شیخ نجم الحق چاپین لدہ کے رح	آپ امام مجدد الف ثانی احمد رح سرہندی کے	آپ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے
۸	آپ شیخ عبدالعزیز کے رح	آپ اپنے والد شیخ عبدالاحد رح کے	آپ خواجہ باقی باللہ رح کے
۹	آپ قاضی یوسف خان ناصحی کے رح	آپ شاہ کمال رح کے	آپ خواجہ مکنگی رح کے
۱۰	آپ شیخ حسن طاہر کے رح	آپ شاہ فضیلی رح کے	آپ مولانا درویش محمد کے
۱۱	آپ سید راجہ حامد شاہ کے رح	آپ شاہ گدا رحمان رح کے	آپ مولانا زاہد رح کے
۱۲	آپ شیخ حسام الدین مانکپوری کے رح	آپ سید شمس الدین عارف رح کے	آپ خواجہ عبیداللہ احرار رح کے
۱۳	آپ خواجہ نور قطب عالم کے رح	آپ سید گدا رحمان بن ابی الحسن رح کے	آپ مولانا یعقوب رح چرخی کے
۱۴	آپ شیخ علاء الحق کے رح	آپ شیخ شمس الدین صحرائی رح کے	آپ خواجہ بہاء الدین نقشبندی رح کے
۱۵	آپ اخی سراج کے رح	آپ سید عقیل رح کے	آپ خواجہ محمد باباسماسی رح کے
۱۶	آپ سلطان الاولیاء نظام الدین کے رح	آپ سید بہاء الدین رح کے	آپ خواجہ علی رامیتنی رح کے
۱۷	آپ امام الزاہدین حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج کے رح	آپ سید عبدالوہاب رح کے	آپ خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی رح کے
۱۸	آپ خواجہ قطب الدین کاکی کے رح	آپ سید شرف الدین قتال رح کے	آپ خواجہ عارف ریوگری کے
۱۹	آپ خواجہ معین الدین چشتی کے رح	آپ سید عبدالرزاق رح کے	آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح کے
۲۰	آپ خواجہ عثمان ہارونی رح کے	آپ حضرت محی الدین سید عبدالقادر کے	آپ خواجہ یوسف ہمدانی رح کے
۲۱	آپ حاجی شریف زندنی رح کے	آپ شیخ ابوسعید مخزومی کے	آپ خواجہ ابوعلی فارمدی رح کے

نمبر	نام	نمبر	نام
نمبر۷	حضرت شاہ باز محمد بھاگلپوری قدس سرہ	نمبر۲۴	شیخ ابو الحسین علی القرشی قدس سرہ
نمبر۸	حضرت مخدوم سید محمد یونس قدس سرہ چشتی	نمبر۲۵	خواجہ محمد بن خواجہ یوسف طرطوسی رح
نمبر۹	حضرت مخدوم شاہ وجیہ الدین بن سفر اسد علوی قدس سرہ	نمبر۲۶	شیخ احمد بن شیخ عبد العزیز یمنی رح
نمبر۱۰	مخدوم حاجی حمید عرف محمد غوث قدس سرہ	نمبر۲۷	خواجہ شیخ ابو القاسم احمد رح
نمبر۱۱	حضرت مخدوم شاہ ظہور حاضر حضور قدس سرہ	نمبر۲۸	خواجہ ابو بکر شیخ عبد اللہ شبلی رح
نمبر۱۲	مخدوم ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ	نمبر۲۹	سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی رح
نمبر۱۳	مخدوم شاہ محمد فاضل قادری قدس سرہ	نمبر۳۰	خواجہ سری سقطی رح
نمبر۱۴	حضرت شیخ عبد الوہاب قادری قدس سرہ	نمبر۳۱	خواجہ معروف کرخی رح
نمبر۱۵	حضرت شیخ عبد الرؤف قادری قدس سرہ	نمبر۳۲	امام محمد علی موسی رضا رضہ
نمبر۱۶	حضرت شیخ محمود قادری قدس سرہ	نمبر۳۳	امام موسی کاظم رضہ
نمبر۱۷	حضرت شیخ عبد الغفار صدیقی قدس سرہ	نمبر۳۴	حضرت امام جعفر صادق رضہ
نمبر۱۸	حضرت شیخ محمد قادری قدس سرہ	نمبر۳۵	حضرت امام محمد باقر رضہ
نمبر۱۹	حضرت شیخ علی چشتی قدس سرہ	نمبر۳۶	حضرت امام علی زین العابدین رضہ
نمبر۲۰	حضرت شیخ جعفر احمد چشتی قدس سرہ	نمبر۳۷	حضرت سبط امام حسین شہید رضہ
نمبر۲۱	حضرت شیخ ابراہیم چشتی قدس سرہ	نمبر۳۸	حضرت امام الاولیاء خلیفہ چہارم علی کرم اللہ وجہہ
نمبر۲۲	حضرت خواجہ عبد القادر جیلانی رح بن شیخ المشائخ ابو صالح محمود قدس سرہ	نمبر۳۹	حضرت سید ولد آدم امام الانبیاء احمد مجتبی صلعم
نمبر۲۳	حضرت ابو الخیر ابو سعید مبارک سنی المخرمی قدس سرہ		

محمد مصطفےٰ خاتم النبیین رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وسلم وعلےٰ
جمیع عباد اللہ الصالحین وعلینا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

نقل بعض مضامین از بیاض جناب حکیم محمد نصیر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ شیخ شہاب الدین جگجوت رح
شاہزادہ کاشغر بودند ترک سلطنت کردہ بذوق الٰہی مشغول شدند وبعد چندے در حضرت شیخ شہاب الدین رح

سهروردیه بیعت حاصل کردند و در و چند سال که نام ملکه خاتون بود در بیعت حاصل نمودند و نام ملکه خاتون ملکه جهان
مشهور است پس شیخ شہاب الدین جگجوت [illegible] ولایت هند تشریف آوردند بعد انکه بر جگجوت را چهار دختر
بودند - بی بی رضیه معروف بڑی بوا از حضرت احمد یحیی منیری منسوب شدند - (دوئم) دختر شان بی بی حبیبه
از سید موسی ہمدانی منسوب شدند - از ان یک پسر مخدوم احمد چرم پوش تیغ برهنه که مزار شان محله امیر نعمه
بہار است تولد شدند مخدوم احمد چرم پوش را یک پسر شاه عبد الستار و از ان دو پسر ملا آتش الله و ملا شکر الله
(سوئم) دختر شان بی بی [illegible] معروف بی بی کمال از سلطان [illegible] شاه عبد العزیز منسوب شدند
از ان یک پسر مخدوم شاه عطاء الله و یک دختر [illegible] مزار شان موضع کاکو است از ان یک پسر
شاه [illegible] گوش شدند - (چهارم) دختر بی بی جمال از شاه حمید الدین پسر مخدوم شاه آدم صوفی
که مزار شان بمقام منیر است منسوب شدند - از ان یک پسر مخدوم شاه وسیم احمد سعید بار مزار شان بر حوض
علاء الدین [illegible] مخدوم الملک بہار است حضرت [illegible] جگجوت بن حضرت سلطان محمد تاج بن سلطان
شاه احمد بن سلطان سید ناصر الدین بن سلطان یوسف بن سلطان سید حسن بن سلطان سید قاسم بن سلطان
سید موسی بن سلطان سید عمر ابن سید داؤد ابن سید رکن الدین ابن سید لطف الدین ابن سید اسحاق ابن
سید اسمعیل ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین الی آخره بودند - مخدوم
شاه وسیم احمد سعید بار ابن مخدوم حمید الدین ابن مخدوم آدم صوفی ابن سید ابراهیم ابن سید جلال الدین
ابن سلطان حسن ابن سید محمود ابن سلطان ابراهیم ادهم بلخی ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن سید اسحاق
ابن زید شهید ابن حضرت زین العابدین الی آخره بودند - حضرت امام محمد تاج فقیه از امام محمد غزالی
از مدینه منوره تشریف آوردند و [illegible] استقامت [illegible] شیخ اسرائیل و اسمعیل پسران را همراه داشته منیر
تشریف بردند - درین عرصه زوجه امام محمد تاج فقیه رحلت کردند امام موصوف از خواهر اهل خانه خود
نکاح کردند از ان یک پسر شیخ عبد العزیز تولد شدند - بعد [illegible] المدینه تشریف آوردند پس امام مذکور
را سه پسر [illegible] شدند شیخ اسرائیل پسر اول را یک پسر مخدوم احمد یحیی منیری شدند از ایشان چهار پسر
شدند - شیخ شرف الدین بہاری و شیخ جلال الدین و شیخ خلیل الدین و شیخ حبیب الدین —
و شیخ اسمعیل پسر دوم را چهار پسر [illegible] الدین [illegible] شیخ ضیاء الدین [illegible] شیخ صلاح الدین و شیخ ابراهیم
شیخ صلاح الدین را یک پسر شاه قاضی شطاری مزار شان [illegible] تربت است از ایشان دو پسر

شاہ مخدوم وشاہ ابوالفتح سرمست مزارشان بموضع سنگول است قریب حاجی پور لاولد وشاہ مخدوم را
یک پسر دیوان شاہ علی وشیخ ابراہیم ابن شیخ اسمعیل اند از ایشان یک پسر عیسے فرزندان ایشان
بموضع کجادان ہستند واز شیخ عبدالعزیز دو پسر شیخ جلال الدین منیری وشیخ سلیمان لنگر زمین -
واز جلال الدین منیری یک پسر مخدوم شاہ شعیب مزار شان شیخپورہ است وشیخ سلیمان لنگر زمین
رایک پسر شاہ عطاء اللہ مزارشان بموضع کجادان است ویک دختر بی بی کمال مادر شاہ حسین دھوکر پوشی
وشاہ عطاء اللہ راشش پسر سراج الدین شمس الدین صلاح الدین تاج الدین شرف الدین قطب الدین
سراج الدین رایک پسر شاہ احمد وازان یک پسر شاہ نظام الدین وازان یک پسر شاہ محمد حاجی
ایشان سہ پسر شاہ محمد مظفر شاہ فضل از محل اولی وشاہ کبیر الدین از محل ثانیہ وشاہ محمد مظفر رایک پسر
شاہ ابراہیم ایشان یک پسر حاجی محمود دانشمند مزارشان بقصبہ باڑھہ است وشاہ حسین راسوای
پسر دو دختر نیز بودند - دختر اول از شیخ زکی الدین بن مخدوم شرف الدین بہاری منسوب بودند دختر
دوم از مخدوم بدر عالم زاہدی منسوب بودند - مخدوم زکی الدین بن حضرت شاہ شرف الدین بہاری
رایک دختر بی بی بارکہ از شاہ وحید الدین جلکش منسوب بودند شاہ وحید الدین بن شاہ علاء الدین بن
شاہ حسین بن سید عباس بن سید موسی بن سید محمد تقی بن علی موسی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق
بن محمد باقر بن زین العابدین الخ **ولہ** مولوی عطاء الحق مرحوم ساکن محلہ بخشی قریب جیلی پادری
متعلقات شہر پٹنہ ثم مہاجر مکہ معظمہ ولد مولوی امین الحق ولد مولوی کمال الحق بن ملا غلام یحیی بن ملا
غلام اشرف بہاری بن ملا عبد الرقیب بن ملا عبد الحلیم بن ملا عبد الشکور - ملا غلام اشرف از بی بی
سودہ بنت شاہ نظام الدین بہاری منسوب بودند وملا غلام یحیی از بی بی حمیدہ بنت حاجی سید محمد
منسوب بودند واز ین چار پسر شیخ احمد وشیخ جمال الحق وشیخ اسعد ومولوی کمال الحق ودو دختر بی بی بیگو
زوجہ میر مظہر علی لاولد وبی بی سہمو زوجہ مولوی رحمت حسین پسر قاضی محمد حسین وبی بی سہمو را دو پسر
یک قاضی اصغر حسین پدر قاضی عابد حسین پدر قاضی یوسف حسین زوج مسماۃ کنیز فاطمہ بنت شیخ شمس الدین حسین
ساکن منغلپورہ ودوم شاہ درگاہی ویک دختر بی بی دھون زوجہ میر اشرف علی ودختر کلان بی
بی بی دھدو زوجہ میر یار علی پسر مہدی - ودختر جوادبی بی بگو زوجہ قاضی محمد علی بن قاضی غلام نقی
بن قاضی سید احمد کہ یکے از سادات بارہ بودند قاضی سید محمد را سہ پسر قاضی سید حسین لاولد

دوئم قاضی سید عوض ازان یک پسر قاضی شرف جہان پدر قاضی احمد علی ادیب قاضی محمد اجل ساکن
قصبہ باڑھ کہ از مسماۃ شرافت بنت مولوی سید قادر احمد منسوب شدند سوئم قاضی غلام اشرف ازان
یک پسر قاضی محمد علی پدر قاضی محمد تقی ساکن قصبہ باڑھ ۔ و قاضی محمد عوض را پنج دختر بودند بی بی طیبن
مادر میر ڈوما و بی بی واصلہ مادر میر ابوالقاسم پدر مولوی سید قادر احمد مرحوم مذکور و بی بی مہرن
زوجہ میر لطف علی ساکن موضع آنگلہ ضلع گیا و بی بی حسینن زوجہ میر حاتم علی ساکن موضع ادھر ضلع ترہت
و بی بی بھگو زوجہ مولوی کمال الحق ۔ و بی بی طیبن را یک پسر میر ڈوما و یک دختر بی بی بچو خاوندش
مولوی عبدالغنی ساکن پھلواری ۔ و شیخ احمد پسر کلان ملا غلام یحیی از بنت قاضی احسن رضا موسومہ
بی بی اچپا منسوب بودند ازان یک دختر بی بی واصلہ زوجہ قاضی اصغر حسین پسر بی بی مسعود مذکورہ ۔
و شیخ جمال الحق را دو پسر شیخ محمد علی ازایشان یک پسر شیخ سعد الحق عرف گھسیٹا ساکن قصبہ باڑھ ازایشان
دو پسر احمد حسین داماد مولوی وجیہہ ساکن پھلواری و محمد اسحاق داماد میر مکی حاجی نوری پسر دوئم شیخ
جمال الحق میان کمو داماد شیخ دھومن ساکن موضع لیا ضلع ترہت ازایشان یک پسر مولوی کمال الحق
جد مولوی واعظ الحق از بی بی کریم بنت قاضی محمد عوض منسوب بودند ازایشان دو پسر مولوی امین الحق
و قاضی شبیر الحق کہ از خواہر قاضی محمد تقی منسوب بودند لاولد و چہار دختر یکے بی بی دلھن کہ از قاضی محمد علی
منسوب بودند لاولد دوم بی بی چاند زوجہ شیخ محمد علی مذکور سوم جدہ والدہ میر مظہر علی کہ در قصبہ باڑھ
موجود اند ۔ مادر میر مظہر علی زوجہ اولی میر ابوالقاسم مذکور بودند ۔ چہارم شاہ احسان علی پدر لطافت حسین
ازشان پھلوالکس ساکن شیخ پورہ ۔ و مولوی امین الحق را دو پسر مولوی اکرم الحق کہ از خواہر محمد نعیم الحق
موسومہ بی بی حمیدن منسوب بودند ازان دو پسر قاضی محمد ابراہیم داماد قاضی محمد تقی ساکن محلہ سوہیہ
لاولد دوئم قاضی محمد اسمعیل و یک دختر زوجہ شاہ غلام شرف برادر محمد شاہ علیم الدین ساکن راے پورہ
ازان یک دختر مسماۃ دُلہن ۔ و قاضی محمد اسمعیل از اہل اولی کہ صبیہ قاضی اسعد علی دولت پوری بودند
یک پسر قاضی محمد یحیی مرحوم و از اہل ثانیہ کہ صبیہ شاہ علیم الدین مذکور بودند یک پسر محمد رشید و مولوی
محمد حفظ الحق پسر دوم مولوی امین الحق از دختر کلان شاہ یار علی ساکن موضع بمایان منسوب بودند ازان
یک پسر مولوی عبدالحق و یک دختر مسماۃ مدینہ کہ با پسر خورد قاضی طہارت اللہ موسومی سید امین الدین
منسوب بودند ازان یک پسر امیم الدین لاولد و یک دختر مسماۃ باجرہ ۔ مولوی واعظ الحق را دو پسر

کلانی زوجہ شیخ نوازش حسین ساکن موضع استھوہ ازان یک پسر شیخ ولایت حسین- داماد مولوی الٰہی بخش مرحوم صادق پوری- ازان یک پسر شیخ عبد الصمد مرحوم ازان یک پسر شیخ عبد الماجد مرحوم از بطن خیر النسا دو دختر- شریفن- حمیدن حفیظن- دو دختر خورد مولوی امین الحق مسماۃ وصیفن زوجہ قاضی محمد تقی ساکن محلہ نمو ہیہ ازان یک دختر مسماۃ زینب زوجہ قاضی محمد ابراہیم مذکور لا ولد و یک پسر مولوی عبد العزیز داماد قاضی قمر علی مہدانوان ازان یک پسر شیخ عبد الحی داماد حکیم وجاہت حسین پسر حکیم احمد علی صادق پوری-

معذرت یہ عبارت جو اوپر منقول ہوئی جا بجا سے بے ربط ہی اور ایک کا دوسرے سے لگاؤ نہین تھا- ہر چند سعی و کوشش کی کہ اسکو صحیح و مربوط کر دون بعض جگہ کچھ خفیف کامیابی بھی ہوئی مگر اکثر جگہ گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا- ناچار نقل مطابق اصل کر دیا حضرات ناظرین مؤلف عفی عنہ کو آمین معذور تصور فرمادین- اور چونکہ اس منقول عنہ مین بعض اہل برادری کا تذکرہ ہو کہ جسکا پتہ عمدہ طور سے سلسلہ وار جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون نہین ملا- اور ان لوگون کا ذکر بالکل ترک کر دینا بھی قرین مصلحت نہین سمجھا- لہذا بمضمون ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ یہان نقل کر دیا ہو-

انتباہ اے حضرات ناظرین آپ کو اپنی عالی خاندانی اور شرافت نسبی پر ہرگز تکبر و غرور و فخر نکرنا چاہیے- جائے غور ہو کہ آخر یہ شرافت آئی کہان سے کل بنی نوع انسان شریف و رذیل سب ایک ہی مشت خاک اور ایک ہی قطرۂ ناپاک کے بنے ہوے ہین- پھر اسوقت بھی لوازمہ بشری مثل بھوک اور پیاس اور پاخانہ اور پیشاب وغیرہ مین کل بنی آدم کیا شریف کیا رذیل سب مساوی طور پر حصہ لے رہے ہین- پھر یہ شرافت و عالی نسبی کیا چیز ہے اصل یہ ہو کہ اگر قوم مین سے کسی ایک نے خدا کو پہچانا اور اُسکے حکمون کی بجا آوری کی- اور عمل صالح کیا- اور منکرات و منہیات سے بچا وہ شریف اور سید کہلایا- اُسی کی بدولت اُسکی اولاد بھی سید و شیخ کہلانے لگی- کہ جسکے معنی سردار قوم کے ہین- پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ اعمال نیک ہی سے آدمی شریف ہوتا ہو اور بد کرنے سے رذیل و کمینہ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم- دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند خاص کا حال کہ اللہ تعالےٰ قرآن مین اُسکی نسبت یون فرماتا ہے- انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح دیکھا اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اُنکے بیٹے کو بسبب بدکرداری اُسکے اُنکے اہل سے خارج کر دیا اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ قسم کھا کر فرماتا ہو والعصر ان الانسان

لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے زمانہ کی کہ تمام انسان
نقصان میں ہیں - مگر جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے اچھے آخرت میں بھی جسم سے ہمیشہ کا رہنا اعمال
صالح ان سے ہوگا - دوسری آیت جس سے جیسا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا وانذر
عشیرتک الاقربین - آپ نے اپنے تمام قرابت مندوں کو اور کل قریش کو جمع کیا اور خطبہ کیا ہر ایک قبیلہ
کا نام لے لے کر فرمایا اور اسی طرح خاص برادری والوں کا نام لیکر ہر ایک کو فرمایا اور فرمایا یا معشر
انقذوا انفسکم من النار یا بنی عبد المطلب انقذوا انفسکم من النار یا فاطمۃ انقذی نفسک
من النار فانی لا املک لکم من اللہ شیئا غیر ان لکم رحما سابلھا ببلالھا
رواہ مسلم اور بخاری میں ہے قال یا معشر قریش اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من اللہ
شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس ابن عبد المطلب لا اغنی عنک
من اللہ شیئا ویا صفیۃ عمۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئا ویا فاطمۃ بنت
محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا - جبکہ سید ولد آدم محبوب رب العالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی سیدۃ نساء اہل الجنۃ کو صاف فرمادیا کہ تیری نجات میں
تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا تب پھر ہم لوگوں کا جو کسی شمار میں نہیں ہیں کہاں ٹھکانا ہے -
اور اللہ پاک نے صاف فرمادیا ہے فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم جب صور پھونکا جاویگا موتیں
ونسب کچھ کام نہ آویگا - ایحضرات علاوہ اس بات کا یہ موقع و مقام نہیں ہے کہ آپ اسکو غور کر
اپنے حال پر بغور ملاحظہ کریں - حاشا وکلا ثم کلا بلکہ مقصود اصلی علیٰ حالی اس طلب
کی یہ ہے - کہ حکم نبوی صلعم کو کام لاویں جیسا کہ قال محمد الی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاھل مثراۃ فی
المال منساۃ فی الاثر رواہ الترمذی - میں نے اس کی کیا آوری میں دور دور کے
شہروں قصبوں اور دیہاتوں سے لاکر تمام اہل برادری کو ایک سطح پر آپ کی آنکھوں کے سامنے جمع کر دیا
اب آپ اپنے برادری والوں کو پہچانیں اور انکے ساتھ صلہ رحم کریں اور اللہ تعالیٰ نے اسکا نفع دنیا ہی
میں آپ کو بخشا اور بصورت خلاف اسکے حدیث شریف میں وعید سخت آئی ہے - چنانچہ فرمایا ہے
الرحم شجنۃ من الرحمن فمن وصلھا وصلہ اللہ ومن قطعھا قطعہ اللہ - اے میرے پیارو

اللہ سے ڈرو اور صلہ رحم کرو تو بموجب بشارت اس حدیث کے مستحق صلہ رب العالمین کے ہوگے آج کل کا وہ زمانہ ہو کہ نفاق شقاق گھر گھر مین پھیلا ہوا ہو۔ بھائی کو بھائی سے اور بیٹے کو باپ سے اور جورو کو شوہر سے مخالفت و عداوت و دشمنی پڑی ہوئی ہے ایک دوسرے کی تکلیف دہی و آزار رسانی مین ہمہ تن شب و روز مصروف ہو۔ خدا سے نہین ڈرتے کہ فرمایا ہو جسنے قطع رحم کیا اللہ اُس سے قطع کریگا۔ نعوذ باللہ منہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔

التماس ۔ یہ نسب نامہ چودہ پندرہ برس کی محنت شاقہ مین جابجا سے جمع کیا گیا ہو۔ کہ جسکا حوالہ بھی اکثر جگہ دیدیا گیا ہو کیونکہ ہمارے گھر کا کتب خانہ و فرامین شاہی و نسب نامہ وغیرہ سب تلف ہوگیا جسکا ذکرا و پر دیباچہ مین ہوچکا ہو لہذا مجھکو دوسرے لوگون کی دریوزہ گری کرنی پڑی پس اگر کہیں اسمین غلطی واقع ہوئی ہو تو براہ عنایت و کرم قلم اصلاح سے مزین فرمادین یا فقیر کو اطلاع بخشیں کہ مین خود اُسکی تصحیح کر دون ۔ اور عیب چینی کر کام مین نہ لادین کہ انسان سے خطا ہوتی ہی ہو یہ لازمہ بشری ہو خصوصًا ایسی حالت مین کہ باعث لحوق عوارض و توالی ہموم و ہجوم تواتر حوادث جانکاہ دل و دماغ بالکل از کار رفتہ ہو رہے ہین ۔ نسیان بدرجۂ نہایت غالب ہے ۔ ہاتھون مین رعشہ کہ اپنے ہاتھ سے لکھنا نہایت مشکل وہ بھی دو چار سطر سے زیادہ نہین ۔ اہل عبارت مین معروف مصنفین و مؤلفین کا دستور ہو۔ کہ ہاتھ مین قلم و کاغذ لیے ہوے بیٹھے ہین اور غور و فکر سوچ رہے ہین جب کوئی بات خیال مین آئی ۔ فے الفور اُسکو لکھ لیا ۔ پھر اُسکے بعد بھی اُسمین محو و اثبات کرتے رہتے ہین ۔ زیادت و نقصان کی نوبت لاتے رہتے ہین ۔ مجھکو یہ سب میسر نہین ۔ مین دوسرے کا محتاج جب کوئی بات یاد آئی کاتب موجود نہین اور جب کاتب میسر ہوا وہ بات دماغ سے جاتی رہی باعث ضعف بصارت نظر ثانی سے بھی مجبور ۔ بالجملہ اس قسم کی بہت سی مجبوری اس کتاب کی تحریر کے اثنا مین میرے پیش با افتادہ رہی پس اے حضرات وقت ملاحظہ اس کتاب کے جو کوئی غلطی آپ کو معلوم ہو اُسمین مجھکو معاف رکھین ۔ والعذر عند کرام الناس مقبول ۔ **قصیدۂ**

من کان یرغب فی النجاۃ فما لہ — غیر اتباع المصطفیٰ فیما اتے
ذاک السبیل المستقیم و غیرہ — سبل الغوایۃ والضلالۃ والردیٰ
فاتبع کتاب اللہ والسنن التی — صحت فذاک اذا اتبعت ہو الہدیٰ
ودع السؤال بکم وکیف فانہ — باب یجر ذوی البصیرۃ للعمیٰ

ریویو

برکتاب مستطاب تذکرۂ صادقہ

مجمع فضائل و محاسن شاعر باکمال سخنور بیمثال مولوی ابوالکلام محی الدین احمد صاحب
آزاد دہلوی مقیم کلکتہ صانہ اللہ عن شرور الحساد

حمداً لمن جعل کلامہ تذکرۃ لاولی الابصار۔ واودع البواطن القدسیۃ
خزائن الاسرار۔ ونصلی علی صاحب الکتاب المبین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
رو پس نکرد ہر کہ ازین کاروان گذشت

"تذکرۃ الاسلاف لتبصرۃ الاخلاف" عربی کا ایک اعلی درجہ کا مقولہ ہے جسکا سچا مصداق یہ "تذکرۂ اہل صادقپور" ہے۔ اسکے مولف اس خاندان کے یادگار جناب مولانا عبدالرحیم صاحب صادقپوری ہین۔ جنھون نے اپنی لائف اس کتاب کے صفحہ ۱۳۰ سے صفحہ ۱۵۸ تک درج کی ہے۔

فاضل مولف نے اس تذکرہ مین اس خاندان کی تمام کیفیت اور تمام اہل خاندان کے حالات نہایت عمدگی سے تحریر کیے ہین۔ بالخصوص ایسی حالت مین کہ تمام خاندان کا شیرازہ پریشان ہو چکا ہو۔ اور وقفیت و تحقیق کے بہت کم ذرائع باقی رہگئے ہون۔ انکی یہ کتاب نہایت مفید اور خاندان کے بقا سے دوام کا عمدہ ذریعہ ہے۔

غور سے دیکھو تو جسقدر یہ تذکرہ عبرت کا یقین دیتا ہے۔ اور جسقدر اس خاندان کے تمام واقعات انسان کی طبیعت کو موثر کرتے ہین۔ غالباً بہت کم ایسے تذکرے اور ایسے واقعات ہونگے۔

اول تو "عروج و زوال" کی تصویر جسقدر بہتر اس تذکرہ سے کھینچ سکتی ہے کسی واقعہ سے نہین کھینچ سکتی۔

ایک خاندان کا یہانتک ترقی کرنا کہ دولت علم اور دولت و مال میں اُنکی نظیر ہو - ہزاروں اُنکے کھانے والے
ہوں - ہزاروں جان نثاری کے لیے موجود ہوں خاندان کا خاندان ایک موقع پر مسکن گزین ہو جاتا -
اور اتفاقی صورت کا تمام تھا و تہذا اختیار کرتے - اور وہ کبھی تمام ایک شہر کے کسی حصہ سے متعلق
رکھتا ہو مگر جسکے کی ریاست مری شہرت سے بڑھ کر کی شہرت سے بھی بڑھ جائے - علمی حیثیت سے
دیکھو تو بڑے بڑے مصنف اعلی درجہ کے اُس خاندان میں موجود ہوں - دولت کے لحاظ سے
دیکھو تو تمام موجودہ دولتمندوں میں اُنکے گنے گئے ہوں - پھر یکایک اُس خاندان کا ایسے وقت
تنزل میں کیا پڑا ہے جس سے اُسکی تمام ترجاہ پر پانی پھر جائے - یعنی سرے سے بیڑا ہی ڈوب
جائے - کوئی نام لیوا نظر آئے - کوئی جان نثار جان نثاری نہ کرے - جو دعا کرو وقت تحت برگشتہ
پھر جائے - جو دوا ہے برباد ہو جائیں - دم کے دم میں کارخانہ ہی پلٹ جائے اور ایک آنکھ کے
بند کرنے والا جب ایک پل کے بعد آنکھ کھولے - تو اُسے بجائے ایک خوبصورت محل کے ایک دشت لق
لق و دق میدان چٹیل نظر آئے - نہ اُسکے سر بفلک محلوں کا کچھ نشان معلوم ہو - اور نہ اُس عالیشان
دیواروں کی کچھ یادگار باقی ہو - پس ایک انقلابی صورت دیکھنے والے کو حیرت اور صورت بنا دے !!
اے آن عمارت معمور رکھاست ! وا این عمارت قصور رکھا امر ! مکان را چکے ! درکیں را چکے !
اکنوں این چیست !!
سکھو کیوں ہوا کس لیے ہوا ؟ کس پس ! کچھ نہیں معلوم ! ! ان اُس حکیم علی الاطلاق خالق
دوجہاں کی بے انتہا قدرتوں میں سے ایک انقلاب کسندہ قدرت ہے کہ اقبال کو تنزل
سے بدل دیا !! اگر اسکا سبب ظاہری بجز اتفاقی کے اور کچھ نہیں قرار پا سکتا !
اب دیکھو ! اگر یہ بیان انسان کو اُسکی بے انتہا قدرت کا اقرار اور اتفاقی کارروائیوں کا یقین
دلاتا ہے ! اور سننے والے کو کسقدر موثر کرتا ہے ! ہاں ! اور نہیں تو تم ذرا اپنے ہی دل پر ہاتھ رکھکر
دیکھو کہ کیسا کانپ رہا ہے - اکیسی ہولناک کیفیت پیدا کر رہا ہے ! اس سے بہتر اور اس سے
بڑھ کر اور کیا حالت موثر ہوگی - ! ؟ -
پھر اُس خاندان کے جو لوگ باقی رہ گئے تھے - اُنکے ساتھ کسطرح بہ ہلاک گرفتاری سے پیش آیا ؟ کیسی
مصیبت تھی کہ رام برداری ہوا اور وہ کوئی سختی تھی کہ اُنہوں نے جھیلی ہو - مگر ساتھ ہی اُنکا اسے نظیر

صبر وتحمل۔ اور اس جانگداز حالت مین بھی اللہ کا شکر ادا کرنا۔ صبر وشکر کی ایسی عمدہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی۔!:۔

اسکے بعد پھر اتفاق اور استقلال کا ساتھ دینا۔ ایک کوشش کرنے والے کی کوشش سے خاندان کا پھر ترقی کرنا اسکول کا جاری ہونا علم کا ساتھ دینا۔ اس سب کچھ کا ایک اتفاق کی بدولت ہونا۔ کیا اتفاق کی تعلیم نہین دیتا؟!

واقعی یہ کتاب اول سے آخر تک خاص خاص کیفیتون اور حالتون کا فوٹو پیش نظر کرتی ہے۔ اللہ تعالی مولف موصوف کو جزاے خیر عطا فرمائے کہ انھون نے یہ کتاب تالیف فرمائی ادھر اُدھر سے کوشش کرکے واقعات اکٹھا کیے۔ چونٹیون کے ذریعے سے شکر جمع کرکے لڈو تیار کیا۔ اور ہم لوگون کو مستفیض ہونے کا موقع دیا۔ میرے مکرم دوست جناب مولانا محمد یوسف صاحب تحصیلدار مولوی بورڈ وات اگزامینرس کلکتہ کی فرمائش سے مین نے ایک مثنوی فارسی تقریظ مین نظم کی تھی جو وقت گنجائش کے سبب سے یہان درج نہو سکی تین قطعات تاریخ درج کرتا ہون۔

قطعہ تاریخ تصنیف تذکرۂ صادقہ

مژدہ اے والیان "صادقپور" — مژدہ اے عاشقان روے وطن
حضرت مولوی "عبد رحیم" — صاحب علم وماہر ہمہ فن
تذکرہ یہ انھون نے لکھا ہے — جسکی تعریف مین زبان الکن
نقطہ نقطہ ہے خال روی بتان — صفحہ صفحہ ہیاض صحن چمن
واقعات صحیح لکھے ہین — جسمین کچھ بھی نہین ہے جاے سخن
تذکرہ یہ وطن کا لکھا ہے — اسپہ شیدا ہین عاشقان وطن
اسمین لکھا ہے "حال صادقپور" — جو کبھی تھا علوم کا گلشن
جو بزرگون کا تھا کبھی ملجا — جو بزرگون کا تھا کبھی مسکن

مولوی کریم عبد رحیم نے | خود کریم اور با کرم اجداد
دررا ونکی کتاب ہے کیا خوب | میری آنکھون کے بھی ہین دو مصرعے صاد
شرفای وطن اسے دیکھین | ہے قوی اسکی کس قدر اسناد
تا بہ آدم ملا دیا ہے نسب | اسمین کیا شک ہی ہم ہین آدم زاد
آپ ہین یادگار تاج فقیہ | تھے جو اس صوبہ کے امام جہاد
یہی حضرت ہمارے جد بھی ہین | ہم ہین عبد العزیز کی اولاد
پسر خورد تھے یہ حضرت کے | ہوے یہ بھی منیر مین آباد
یہ گھرانا بڑا اکرم ہے | اسمین علما و اس مین ہین زہاد
اولیا اسمین غوث و قطب اس مین | اس مین ابدال اس مین ہین اوتاد
اسمین مخدومون کی جماعت ہے | جس کا ہر فرد اہل رشد و رشاد
کاکو مین آکے ان بزرگون نے | بعض نو مسلمون کی کی امداد
پھر بہار اور نواده ان سے بسا | پڑی دونون جگہ نئی بنیاد
پھر یہ پھیلے تمام صوبے مین | ہر جگہ پہونچے یہ فرشتہ نژاد
تھوڑے سے میرے جد یہان آئے | دانا پور مین رہے وہ با دل شاد
اسی نسخہ مین انکی ہے تفصیل | جمع ہین اس مین ان کے سب افراد
زر خالص یہ ہے کتاب نفیس | اس کی پرکھی ہوئی ہے ہر روداد
غل و غش سے ہو پاک یہ اکبر | ہے دعائیہ سال "بے غش باد"
١٣١٩

ملہ بہار سے ادھر ایک بستی ہے جسمین حضرت سید لطیف الدین دانشمند کی اولاد بستی ہی آپ کے پوتے حضرت شاہ سیف اللہ قدس سرہ تھے وہ نواسے تھے حضرت شاہ دولت منیری قدس سرہ کے اون کے نواسے فقیر محمد اکبر کے پردادا حضرت شاہ طیب اللہ قدس سرہ میرے دادا حضرت شاہ تراب الحق قدس کی شادی حضرت شاہ غلام حسن قدس سرہ خلیفہ شاہ محمد منعم قدس سرہ کی دختر سے ہوئی اور یہین رہگئے فقط۔
ملہ دانا پور قدیم سادات مانڑی کی بستی ہی یہان پانچسو برس سے سادات کی بستی ہے اور ان کا نسب بہت پاک ہے اطرف آمادہ ادہو ڈیے سے قرابت رہی مگر اس تیئس برس سے بعض پیوند نسب اچھے نہین ہوے ۱۲ محمد اکبر ابو العلاے۔

در راہ حق ز لومۂ لائم نہ ہیچ باک
جان ہدر کردہ راہ خدا پاک ریختند
صور صدای حق بدمیدند در جہان
معمور گشت ہند ز انوار اہتدا
آباد گشت مسجد و تبخانہا خراب
ذکر خدا بکوچہ و برزن شدہ بلند
ہر خانہ گشت مجلس قدوسیان جواب
آخر زمانہ طرح دگر ریخت بعد ازان
یعنی بحسب عادت خود از زمان صدر
ای پٹنہ ای سرای علوم و فنون مجد
بعد از خروج روح جسد میشود خراب
لیکن ہمانم اینکہ تو از سہر کیستے
یعنی نشان قافلہ رفتہ تاکنون
عبدالرحیم فرع درخت آسمان سمای
بر مسند افاضہ چو باران محط سال
علامۂ زمانہ و فرزانۂ جہان
اینک نوشتہ است بحال اکابران
نطقش چنان نہاد کہ میگفت کہکشان
جستم چو سال طبع ز ارباب علم و ہوش

صرف از جناب حضرت داد ار خالقین
از لوث دور دریوش شیاطین ملحدین
گویا کہ بود بہر ضلالت دم لعین
لطف خدا خروج نمود آخر از کمین
سبحہ بدست آمدہ در جای ساتگین
نام خدا بجا تم دلہا شدہ نگین
القصہ زانچنان شدہ اہل جہان چنین
گور ابود لطبع چنین شیوۂ ہجین
این گنجہا نمود بزیر زمین دفین
شرط وفا ہست بقای تو بعد ازین
افتد ز پا مکان چو نباشد در و مکین
در خلعت وجود باین حالت غمین
باقیست در سرای تو با فر سالفین
حق گو سے نیکخو سے بصدق و صفا قرین
ریزد بکام اہل جہان شیر و انگبین
قسطی بذات پاک او از علم راسخین
خوشتر رسالہ کہ کند جان عنبرین
من بندہ اسحٰق شوم چو بہر جا بجا کرین
ارمان شنید و گفت چہ تاریخ اہل دین
۱۳۱۹ھ

قطعۂ تاریخ از طبع ذکی عالم و صوفی دقی منتقی مولوی سید حاجی شاہ اقبال علی
صاحب قادری البہاری متخلص بہ بحر۔ دام فیوضہ

نذر اُونکی ہے لاکھ تسلیمات
ہر سحر اونپر لاکھ لاکھ سلام
حال انساب اہل صادق پور
یعنی عالی جناب تاج الفقیر
لائے تشریف سوی ہندستان
فیض اون کا ہوا وہ عالم گیر
فضل حق سے جا دین تھے دلیر
اونکے فرزند شاہ یحیی کا حرم
ہے مزار آپ کا منیر
آپ مخدوم دہر ہین مشہور
نسل کا اسکے دور دور ہے نور
کیا لکھون وصف اہل صادق پور
مالک ملک علم تھا ہر کس
مصدر امر سلک اسلام
تھے ولایت علی کریم زمان
مولوی احمد اللہ مرحوم
اور یحیی علی سے علی الاطلاق
مختصر یہ کہ آفتاب نہ تھے سب
تھے یہ اسلاف سب ہوئے مغفور
صاحب عز و جاہ و فضل و کمال
جتنے موجود ہین رہین آباد و شاد
دولت و صولت و علوم و نسب
عالم باعمل حلیم و حشیم

جنکو حاصل ہے عزّ و تکریمات
اور اصحاب و آل پر بھی مدام
ہے زمانے مین اس طرح مشہور
اہل مکہ مین تھے شریف و وجیہ
آیا اُنکے قدوم سے ایمان
ہو گئے اہل دین صغیر و کبیر
راجہ مُنیر سے لے لیا تھا منیر
ہے منیری لقب اسی سے ہوا
مجھو سے عرفان کے ہوتے ہین یہان سیر
اسکی تفصیل اب نہین منظور
ہین خلف اونکے اہل صادقپور
ان مین ہر ایک تھا دُر منثور
سالک مسلک حق ہر ایک نفس
مطلع مہر طور علم کلام
تھی ولایت علی کی اونسے عیان
صاحب عز و جاہ و بحر علوم
مظہر عشق جلوہ خلاق
اس زمین پر فلک کے کاب تھے سب
اونکے اخلاف بھی ہین سب مشہور
ہے ہر ایک فرد بے نظیر و مثال
سب رہین فضل حق سے خرم و شاد
سب ہین بے مثل و بے نظیر ہین سب
شاہ عبد الرحیم بالتکریم

۲۰۰	رسم نسب کرد کہ گوہر بسفت	۴۰۰	۱۰	یافتم از ہمت او مال سفت	۴۰۰
۳۰۰	شد پئے این تذکرہ چون فکر سال	۲۰	۲	بود بدل زمزمۂ این خیال	۳۰
۷	زود بشیر آمدہ با لطف برفق	۱۰۰	۹۰	سال بگو اعظم انساب صدق	۱۰۰
سمتی ۱۹۵۸		فصلی ۱۳۰۸	عیسوی ۱۹۰۱	ہجری ۱۳۱۹	[illegible]

ولہ در تاریخ طبع

مولوی سیلمے ستقے و ذکی
خوش رقم کرد یک نسب نامہ
صاف شد حال اہل صادق پور
چون نسب نامہ طبع شد سالش

اسمش عبدالرحیم با توقیر
کرد انساب پاک را تفسیر
روشن اندر جہان چو ماہ منیر
ذکر ارباب صدق گفت بتقیر

۱۳۲۰ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر یکتا و فرید جناب قاضی محمد عبدالحمید صاحب حمید محمدن میرج رجسٹرار متوطن کلکتہ

مژدہ اے والہان حسن قدم
مژدہ اے سرخوشان جام صفا
از حریم جمال صادق پور
کلک معنی نگار نکتہ شناس
آنکہ عبدالرحیم بحر صفاست
آنکہ از علم اوست شان ہنر
آنکہ از نسل ہاشم ست وز بشر
داد ترتیب تازہ تذکرہ
حال صاحبدلان صادقپور
خلف اصغر مشار الیہ
آنکہ کرسی نشین صدق و صفات

مژدہ اے طالبان سر وجود
مژدہ اے میکشان بزم شہود
شاہدے دل فروز جلوہ نمود
گرہ کار دل ز لطف کشود
سالک راہ حضرت معبود
آنکہ از فیض اوست رونق جود
مخزن سر فضل رب ودود
کہ ازان سہل شد رہ مقصود
بہ تمام و کمال شرح نمود
آنکہ نور الہدےٰ بود مسعود
آنکہ از وے فروغ دین افزود

قطعہ تاریخ از شاعر طباع و ذہین منشی زین العابدین صاحب متخلص بہ حزین عظیم آبادی شاگرد مولوی محمد یوسف صاحب جعفری رنجور عظیم آبادی

وہ عبدالرحیم اہل تقویٰ و علم — مطیع خدا پیرو مصطفیٰ
محقق محدث مفسر فقیہ — موحد ولی سالک رہنما
امام زمان عالم باخبر — شریعت کی جان صوفی باصفا
غرض جس قدر انکی تعریف ہے — ادا مجھسے ہو وہ مرا منہ ہے کیا
کتاب ایک تصنیف کی آپ نے — کرا اللہ والوں کا ہے تذکرا
لکھی مرحبا ایسی (تاریخ حق) ۱۳۱۶ھ — نہیں جسمین کچھ جائے چون و چرا
یہ چھپنے کو کلکتہ مین آئی جب — تو استاد نے حکم مجھکو دیا
حزین تو بھی لکھ اس کی تاریخ طبع — ہے اورون نے بھی سال اسکا لکھا
بمصداق الامر فوق الادب — عمل حکم پر مجھکو کرنا پڑا
مین تھا سوچ ہی مین کہ بے گمان — تو تاریخ اہل اللہ آئی ندا ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از عالم علوم مشرقی ماہر فنون مغربی عندلیب گلستان شاعری ہمشیرزادہ امم عزیزی و نور عینی مولوی محمد یوسف جعفری متخلص بہ رنجور ادامہ اللہ بالعز والوقار مادام اللیل و النہار در سنہ ہجری.

خالِ اقدس جناب عبدِ رحیم — جن کے ہے علم و فضل کا شہرا
جن سے روشن ہے شمع بزم دین — جن سے اسلام کا چمن ہے ہرا
تذکرہ خاندان کا اپنے — لقد الحمد ممنون نے لکھ ڈالا
خاندان ہو اگر تو ایسا ہو — کہ ہو یکتا ہر ایک فرد اوس کا

خامداں ہیں یہ گلستاں سے
کوئی ہے موتیا کوئی ہے گلاب
اس رسالے کو پڑھ لیا جس نے
میں نے تاریخ دل سے سوچی

جس کے ہر گل کا رنگ و بو ہے جدا
کوئی سبز ہے یاسمین کوئی لالا
باغ کی سیر اسنے کی گویا
سب ہے یہ گلگشت بوستان۔للا
۱۳۱۹ھ

وله در سنہ عیسوی

جتنے تھے اسلاف اخلاف اہل صادق پور کے
تذکرہ ان صاحبوں کا حال اس میں ہے لکھا
تذکرہ اسکو کہیں ملکہ اسم ہے بیسہ
قدر دانوں کے لیے پیشکش ہے بے بہا
واسطے تاریخ کے رنجور نے جب فکر کی

صاحب علم و عمل اہل ہمہ اہل کمال
اس میں ظاہر کر دیا ان میں سے ہر اک کا حال
جس میں آتا ہے نظر ان کا جمال خط و خال
اسکے ہمسا ہیں یا سنگ میں تاروں کا مال
دل یہ بولا۔ واہ واہ اوصاف سے بے مثال
۲۱۹

از شاعر خوش بیان جناب مولا بخش صاحب رضوان آروی مالک رضوانی پریس کلکتہ شاگرد حضرت حمید دام فیوضہم

عالم با عمل صادق پور
جامع تذکرۂ اہل حدیث
اُنکے اوصاف لکھے کیا کوئی
تذکرہ انکا یہ ہے کیا جامع
کلک رضوان سخن گستر سے

مولوی عبد الرحیم اہل صفا
مہبط رحمت رب علا
انکی مدحت ہو رقم کس سے بھلا
ایک عالم ہے خریدار اسکا
سال گلشن کدۂ معنی لکھا
۱۳۱۹ھ

از شاعر سخندان جناب سید محمد عثمان صاحب سید۔ مالک عثمانی پریس کلکتہ

جمع تھے اتقیا ذوی الاجلال
تھے ہر اک آفتاب اوج کمال

سبھی ذی عزوجاہ تھے یکسر / اوج حشمت پہ تھے سدا انور

رشک گلزار ہے عظیم آباد / اس مین اون اتقیا کی تھی بنیاد

سب گئے اس جہان سے اک بار / بکھرے جس طرح موتیون کا ہار

مٹ گیا خاندان عالی جاہ / گئے ملک عدم کو ہو کے تباہ

اون مین باقی ہین ایک یہ ذیجاہ / ہین جو اقلیم اتقا کے شاہ

مولوی معنوی کریم و حشیم / یعنے عبدالرحیم ذی تکریم

انھین ذی علم نے لکھا اچھا / تذکرہ صادقان والا کا

ذکر انساب اہل صادق پور / تھے جو مقبول خاص رب کے حضور

طبع ہو کر وہ ہوگیا تیار / صاف و پاکیزہ غیرت گلزار

دل مین تاریخ کا خیال ہوا / دل سید نے صاف حکم دیا

سال تالیف صاف لکھ اوسنے / ذکر انساب صادقین یہ ہے
۱۳۱۹ھ

اور تاریخ طبع لکھ بہ شتاب / لکھا ہو محبوب خاص و عام کتاب
۱۳۲۰ھ

از شاعر سخنور جناب محمد نذیر صاحب صابر۔ شاگرد حضرت بشیر پھلواروی مدظلہ

عالم و فاضل جناب مولوی عبدالرحیم / اتقا سے اونکی صورت پر ہے عالم نور کا

تذکرہ انساب کا یہ خوب لکھا شوق سے / چھپ کے اسنے رنگ دکھلایا دُر منثور کا

احرف منقوطہ سے صابر لکھو تاریخ طبع / تذکرہ سچ۔ حق۔ نجا ہے اہل صادق پور کا
۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ از مجمع فیوض و اکرام واعظ الاسلام جناب ابو الحسنات مولوی محمد عبدالغفور صاحب داناپوری

شد طبع حال پاکان آنانکہ شد زاوشان / رایج حدیث و فقہ و توحید و شوکت و خیر

کردند فرق ظاہر در امر حق و باطل / شد مرتفع ضلالت ویران گشت چو دیر

شد منہدم ز اوشان بنیان کفر و بدعت / معدوم شد زگیتی شرک و عبادت غیر

ادند جان شیرین در راہ خالق جان / کردہ بحکم سیروا در بحر و دشت ہا سیر

مطبوع شد کتابے دردکر حال آسا — با صحت و لطافت حال بلاغت و ضمیر
فارغ بصد مسرت گفتا ز روے اخذ — تاریخ طبع او درسے حالات اہل سیر

ولہ ایضاً در بحر دیگر

کلکرپا ابھا الحلاوت نثرے سے ہے — کہ یکایک ریاض حق شگفتہ
جناب شیخ وقت عبد الرحیم — بیاد او دو حق سے گئے سفتہ
چناں تحریر کردہ حال پاکان — کہ دیگر مستقل او ہر گز نگفتہ
بیان اوست گویا چشم دیدہ — ہمہ وحاشاک شک ہا پاک رفتہ
چو ہستم سال طبع او زالف — کہ تا گردد عیاں آں در کہ سفتہ
زروی استقامت تلف فارغ — رسے تاریخ اہل سیر گفتہ

۱۳۰۹ھ

از بلبل بوستان سخنوری جناب مولوی حافظ سید عبد الرزاق صاحب کلامی ساکن حال ٹونک و متوطن قصبۂ رائے بریلی دام فیوضہ

ہیں جو مرد راہ مولا مولوی عبد الرحیم — سر گروہ اہل درد و اہل دل ہیں انتخاب
شناسبا را وح ذکر حق سالک بحر عشق — رنگ و بوے باغ ایماں کہ دیں سب کے نقاب
حرص سے خالی ماسوا سے سراپا سوز و درد — روسے اور سے کمل جنکے ہر دو سے آفتاب
رہتے ہیں جو رات دن مست شراب بیخودی — آتش عشق حقیقی سے ہے دل جنکا کباب
وہ زمیں اور وہ خورشید افلاک علوم — ایک نسخہ کیا کہ جسے ہند کو ہو آب و تاب
جا بجا ان میں ہوئے لیکر ابتدا سے آج تک — اہل حق ہوتے رہے ہیں جو سب ہر شیخ و شباب
یہ انہیں سب کے حال ہیں لکھا انھوں نے تذکرہ — اہل ایماں اسکو جانیں ہے یہ تصحیح صدق ناب
جا بجا ان میں اپنے تھے اسلاف حقہ ما سلف — ذکر اونکا لکھا ہے ہمیں و کرم ہم ثواب
واردِ عالم کرے مقبول جامع عام اسے — شوق سے جو اسکو دیکھے بیگماں ہو لطف یاب
از سر شوق ای کلامی مہر سال اختتام ی — بولا ہاتف "یہ بیاں ہے بے نظیر ولاجواب"

۱۳۱۹ھ

فہرست مضامین تذکرہ صادقہ

تصحیح اغلاط تذکرہ صادقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	الدہر	الدہر	۳۵	۱۲	گروہ	وہ
〃	۶	ارقاہ اللہ	ر رقاہ اللہ	۳۷	۱۹	مقالفت	قبضہ
۲	۳	ادجوہ	ارجو	〃	۲۱	مقابفت	قبضہ
〃	۶	الیسباق	السباق	۳۸	۷	اولاد	از اولاد
۳	۷	الدہر	الدہر	〃	۱۸	متعلقان	از متعلقان
〃	۱۶	نسودہ	نسود	۳۹	۵	فرزند	فرزندان
۱۲	۲۲	دوبیٹی	دو بیٹیاں	۴۱	۵	کی گئی تھی	کیا گیا تھا
۱۴	۱۳	چودہ پشت	چودہ پشتوں	۴۲	۴	رحمہ اللہ	رحمۃ اللہ
۲۷	۵	محمد یوسف	محمد شریف	〃	۶	کھلوایا	کھوایا
۳۰	۶	سدانوان نے	مہدانوان	〃	〃	جنکا نام دو صاحبزادی	دو صاحبزادونکے نام
۳۱	۲	اور بیٹا ہوا	اور ایک بیٹا ہوا	〃	۷	تھا	تھی
〃	۳	اس نے	اس فقیر نے	〃	۱۷	نکاح ہے	نکاح بیوہ ہے
〃	۱۳	جو	جس پر	〃	۲۰	بڑے حضرت کے	بڑے حضرت کے لقب کے
〃	۲۰	تھا	تھے	۴۳	۲۲	آپ کی	آپ نے
〃	۲۲	نفور تام رہا	نفرت تام رہی	۴۴	۱	کتاب	کتب
〃	۲۴	حاصل کی تھی	حاصل کی	〃	۱۲	کیاست	کیاست
۳۲	۷	جو	جنکی	〃	۱۷	تھی	تھا
〃	〃	نہیں کر سکتے	نہیں ہے	〃	۲۲	ہوتا	ہوتی
〃	۱۰	تجاوز ہوگی	کچھ کم ہوگی	۴۵	۱۸	کہ	کہ جنکی
۳۵	۱۱	جو وقت	وقت	〃	۲۳	برافروختہ ہوا	و برافروختہ ہوا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۲۳	حاملیں	حامل	۷۶	۲	الوسیا	امیرالوسیں
۴۶	۱	کریم	وکریم	۷۸	۹	وھوھدہ	وھی ھذا
۰	۹	چنل	چنل خور	۸۱	۱۷	العامل	صورۃ ما کتب العامل
۰	۰	رہائی ہوئی	رہا ہوئے	۸۱	۲۶	آرہ سے ہوئی	آرہ کے بجلی
۰	۱۲	منادکی	منا کا	۸۳	۱۷	عترا	غتر
۴۸	۵	پورٹ سیر	پورٹ طیر	۰	۱۹	عبدکموا	عبدکم
۵۲	۳	کرسکیں	کرسکے	۸۴	۱	لایترامو	لا یترامو
۰	۱۱	ایسا ہی	ایسے ہی	۰	۲	علیہ السلام	لیوم القیام
۵۵	۲۱	سماکر	سماکرا	۰	۱۷	مداق	مذاق علمی
۵۶	۱۲	ہم چاہ	ہم چار دل	۹۰	۲۴	عیسی	مسیح مرعلیہ
۵۷	۹	ماخوالفتا	ماخوالفتا	۹۱	۲۴	روشنی میں آئی	تیرہ آنکی میں
۰	۱۳	عمرودہ پیشہ	عمرانیس رس	۰	۱۵	انصادیں	الصاد
۶۱	۱۷	شادیا	شادی	۹۹	۹	اس نکی نال	اس نکی نال پیسا
۶۲	۲۰	درشتی	درستی	۱۰۵	۲۳	مبرل	متبادل
۶۳	۱۶	رحمتہ اللہ	رحمہ اللہ	۱۰۹	۵	اکراپ	مجھ کو اکراپ
۶۷	۳	بااہالی	ولست اہالی	۱۱۱	۱۴	آپ کے	آپ
۰	۳	ہمرعی	ممریع	۱۱۲	۱۹	اتقوا نہر لست	اتقوا من ہر لست
۰	۹	کرتا تو سایک	کرتا تو ایک	۱۱۴	۳	ہوا	آپکا نکلنا ہوا
۶۹	۱۲	الناظرین	الناظرون	۱۲۱	۲۲	اور کرکو	اور نہ کرسکے
۷۱	۳	چور ڈاکو	چوروں ڈاکوؤں	۱۲۹	۲	ارلطن اولی	ارلطن کمل ولی
۰	۳	صدہا چور	صدہا چوروں	۰	۹	اوس ملک میں	اوس ملک کا معتنا
۷۳	۱۵	ودانش چو	ودانش جون	۱۳۳	۱	سکھر کا لشکر ہے	سکھر کا شہر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۹	اِخ البلیہ	اخا البلیہ	۱۷۰	۲۲	مسماۃ بیسو زوجہ حکیم وجاہت حسین مرحوم	حکیم وجاہت حسین مرحوم زوجہ مسماۃ بیسو
۱۳۵	۵	کہ جب طوفان	کہ طوفان	〃	〃	مسماۃ سلیمہ زوجہ حکیم ارادت حسین مرحوم	حکیم ارادت حسین مرحوم زوجہ مسماۃ سلیمہ
۱۳۶	۱۲	دکاندار یا سکے	دکاندار کے	۱۷۴	۲۰	منسوب بلائین	منسوب ہوئین
۱۳۸	۳	رپورٹ وغیرہ کے	رپورٹ وغیرہ وبان کے	۱۷۹	۶	مایوس العلاج	مایوس العلاج لئے
〃	۹	برا تھا	پڑا تھا	۱۸۰	۳	لاکھون ادمی	لاکھون آدمیون
۱۴۰	۱	دن بعد	دنون بعد	〃	۱۶	چار آنہ کے	چار آنہ کو
۱۴۳	۶	پہونچکر	پہونچکر وہ مسودہ	۱۸۱	۲۱	بنظر ترویج	بنظر ترویج
۱۴۴	۲	مرابیت	مرابیتے	۱۸۲	۱	وھو ھذا ہ	وھو ھذا
۱۴۵	۲۰	ربی لا اللہ	رقاہ اللہ	〃	۵	رقم کرد	رقم کرد
۱۴۷	۱۶	مجرعوب	مجربند	〃	۱۴	مرحوم سے	مرحوم کے
〃	۹	مین دن	مین دنون	۱۸۳	۶	فہر شرعیت	مہر شریعت
۱۴۹	۱۲	ایک گھرے مین	ایک گڈھے مین	〃	۹	عن المہاجرین	بالمہاجرین
۱۵۴	۹	اس عرصہ مین بھی	اس مرتبہ بھی	۱۸۹	۲۲	پھرلا اسلام	پھرا اسلام
۱۵۶	۲۲	بجرعزب	بجرنبند	۱۹۲	۹	اوسی تحریر	اوسی تحریر ابوسفیان کو
۱۶۳	۶	ممدوح الیہ	ممدوح	۲۰۰	۱۷	یہہ آخر	یہہ خبر
۱۶۶	۳	مولوی فرحت حسین سلمہ	مولوی فرحت حسین قدس سرہٗ	〃	۱۹	مگر آپ نے اس	مگر آپ نے ان
〃	〃	شاہ عبدالخالق سلمہ	شاہ عبدالخالق مرحوم	۲۰۲	۹	پس تینون	ان تینون
〃	۵	نصیر	نضیر	۲۰۴	۷	اپنے چچیرے بھائی	اپنے چچا
〃	۷	نصیر	نضیر	۲۰۶	۸	معاشہ	معاشیہ
۱۶۸	۲	وقفوا	وقفوا	۲۰۸	۱	تھا	تھی
〃	۳	کالجمل	کالجبل	۲۱۱	۱۴	بلند	ناک بلند
〃	۵	قوی امردینہ	قوی فی امردینہ	۲۲۲	۳	کہ جسکو	کہ اوسکو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۴	۱۳	بتاسکے	بتائے	۲۵۴	۱۳	آپ	آپ کو
۲۱۵	۴	مولوی افضل علی محمد	مولوی محمد افضل علی	۲۶۱	۱	مازالت	لازالت
〃	〃	ملا محمد حاں	ملا محمد حاں	۲۶۳	۱۹	وعلیہم معہم	وعلیہا معہم
۲۱۶	۷	ولات	وکالت	۲۶۶	〃	قاسی اسمعیل	قاسی اسمعیل
〃	۱۳	نکو	انکو	۲۶۸	۸	تسق ملاہیں ہے	تسق ملاہیں ہیں
۲۱۷	۲	ان اللہ	آنا اللہ	〃	۲۱	اوآپ	تاکہ آپ
〃	۵	سنہ ۱۳۰۳ھ	سنہ ۱۲۰۳ھ	۲۶۹	۷	اور دہا ہوگا ہے	اور دیا پر ہوگا ہے
۲۲۰	۷	سنہ ۱۸۱	[illegible]	〃	۱۸	اشکاوری	اشکاوری ہیں
۲۲۱	۱۵	ھذا	ھذ	۲۷۰	۳	یترقع	یتوقع
۲۲۳	۲	۱۱۶۵	۱۲۶۵	۲۷۱	۹	روس	روس
۲۲۹	۱۰	موجود ہے	موجود ہیں	۲۷۲	۸	تحت گرشتہ	بحت گرشتہ کیطرح
〃	۳	وھوھذا	وھوھذا	〃	۹	آنکہ کیطرح	آنکہ
〃	۱۱	فروتر	فروں تر	۲۷۳	۹	سیرے	ایسے
۲۳۰	۱۶	تمہید	تمہد	۲۷۴	۸	تعمیل	تعمیلاً
〃	〃	کی	کیا	۲۷۵	۲	حصرت	حضرت
۲۳۳	۵	لودیکٹروپسر	لودیکٹرواوبیٹا	〃	〃	قدس	قدس سرہ
۲۳۵	۲	ارشاد	ارشاد	۲۷۶	۱۹	دس	دیں
۲۳۶	۸	تعاق	تعلق	۲۷۸	۳	چوشد	چہ شد
۲۳۹	۳	شاہہاری	شاہپاری	۲۸۱	۱۷	درود	ورود
۲۴۰	۸	وھوھذا	وھی ھذا	۲۸۳	۲	شاگیر	شاگرد
۲۴۳	۱۵	نحمداللہ	نحمداللہ المعز	۲۸۸	۹	حیرت	عبرت
۲۵۳	۲	عن اماتہ	ما ماتہ	–	–		تمام شد

افسوس کہ یہ کتاب بہت غلط چھپی ہرچند کہ
صحت نامہ اسکا لکھا گیا مگر بخوف طوالت بہت مختصر ورنہ یہ بھی ایک رسالہ ہو جاتا ہے
لیکن اگر حیات مستعار باقی ہے اور اسکے طبع ثانی کی نوبت آئی تو انشاء اللہ تعالیٰ
صحیح کر دیجائیگی اور بہت کچھ اسمین الحاق بھی ہوگا جو بعد کو معلوم ہو گیا ہے

اعلان

جن حضرات کو اس کتاب کی خریداری منظور ہو قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک کے
فقیر مؤلف عبدالرحیم عفی عنہ ساکن محلہ میر شکار ٹولہ ڈاکخانہ گلزار باغ پٹنہ
سے نقد بھیجکر یا بذریعہ وی۔پی۔ طلب فرماوین ورنہ تعمیل حکم کی ہوگی
دس جلد کے خریدار کو ایک نسخہ بطور کمیشن کے دیا جائے گا۔
نوے جلدون تک فی دہائی ایک نسخہ کمیشن ملے گا۔ اور سو
جلدون کے خریدار کو اور زیادہ
رعایت ہوگی جو بذریعہ خط و کتابت یا
بالمشافہ طے ہو سکتی ہے
فقط

الروض المعطر فی سوانح الورٰی محمد نور الہدیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد بیحد اس شاہنشاہ حی القیوم کو زیبا ہے جسکی ذات پاک زوال و فنا سے بری ہے اور درود بے عدد
و بیشمار اسکے رسول برحق احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جس نے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا
فَانٍ وَكُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا حکم دنیا کی بے ثباتی کی تشہیر کی اور آپ کے آل واصحا
واصحاب سراپا ورع و تقوی پر جو اس تعلیم سے متاثر ہو کر ملک سرمدی کے حصول میں غلطاں و پیچاں
و اس سپنجی سرائے میں رہتے تیار ہوئے صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ ۔ امابعد
خوشہ چین خرمن احمدی **فقیر ابوالحسنات محمد عبدالغفور داناپوری عظیم آبادی**
عرض کرتا ہے کہ اس دار محن نا پائدار میں انسانی زندگی کے لیے عجیب عجیب ملال و مصیبت کا سامنا ہے
در حقیقت اصحاب بصیرت کے لیے بہت سے کوئی تنگ وقت و درد سری کے علاوہ خوشی و راحت کا نام
و نشان نہیں اسی حق میں حضرت میر درد دہلوی فرماتے ہیں ؎ زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے ہم تو
اس جینے کے ہاتھوں مر چلے ؛ اسی لیے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا ہے اللھم لا عیش
الا عیش الآخرۃ فاغفر للانصار والمہاجرۃ یہی وجہ تھی کہ انھیں مقدس حضرات کے لیے جو ہر طرح
ارجمند تعلقات کے ساتھ دلبستگی نہ کی اور اس فرومایہ دنیا کے ساتھ باہمہ اور بے ہمہ پر عمل رہے
اور اسکے دل فریب اور عقل و ہوش کش شئے کو بازیچہ اطفال سے کم خیال نہ کیا ؎ بازیچہ ایست طفل
فریب این متاع دہر ؛ بے عقل مردمان کہ بروے مبتلا شوند ؛ اور اسکے خوشی و غم کو دریا کے بلبلہ کے
ایک موج و پردوں سے زیادہ وقعت نہ دی ۔ اور اس میں سرشار و مخمور نہ ہوئے ۔

لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم۔ اور الذی خلق الموت والحیات لیبلوکم
ایکم احسن عملاً پر کاربند رہے مگر اسکے ساتھ فطرت انسانی کچھ اس طور پر مجبول و مخلوق ہوئی ہے
باوجود غلبۂ روحانیت و صفات ملکی کے صدمات و غم کا اثر اوسکے قلب پر پڑے اور بے اختیار انا بفراقک
یا ابراھیم لمحزونون۔ کہہ اوٹھے یہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ خاندان کے خاندان یا ساری قوم کی امیدین
کیسکے ساتھ دینی لحاظ سے وابستہ ہوں اور پھر وہ امید منقطع ہوجائے تو بیشک اہل اللہ کے لیے اوسی
دریائے وحدت کے سرچشمہ کی وجہ سے صدمہ کا ہونا بھی لابدی امر ہے پس جو صدمہ اوس بلبل گلستان
سرمدی و سرو نونہال چمنستان صادقپوری مرتاض رب غفور جامع معقول و منقول عزیزم مولوی نور الہدی
خلف اصغر قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب مولوی عبد الرحیم صاحب ابن مقبول بارگاہ کونین
جناب مولانا فرحت حسین صاحب زبیری ہاشمی صادقپوری عظیم آبادی غفر اللہ لہم کے انتقال پر ملال سے
سارے خاندان و جماعت کو ہوا اسی معنے کرکے ہے چونکہ عین عالم شباب اوس مرحوم مغفور کا تھا اور باوجود
نوجوانی کے متصف باوصاف حمیدہ تھے اسوجہ سے مناسب سمجھتا ہوں کہ مختصر سوانح عمری ایسے جوان صالح
عالم باعمل فنا فی مرضیات الوالدین و حضرت رب العباد کی لکھوں تا نوجوانوں اور انکے والدین کیلئے عبرت و نصیحت ہو

آپ ددھیالی نسب سے زبیری الہاشمی ہیں اور ننہیالی سے حسینی پردادا آپ کے جناب
مولوی فتح علی مرحوم ہیں جو مولانا ولایت علی ولی یکے از ہداۃ و ائمۂ اہل حدیث ہند کے والد بزرگوار ہیں و
والدہ ماجدہ آپ کی مسماۃ جمیلۃ النساء بنت سید شاہ حبیب الحسنین بن شاہ غلام غوث حسنی نسباً و دیوڑی
وطناً ہیں اور وہ فرزندان سے حضرت مولانا سید محمد شاہ باز قدس سرہ بھاگلپوری کے ہیں۔

آپکی ولادت بتاریخ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ روز دوشنبہ وقت عصر شہر پٹنہ محلہ نمونیہ
علاقہ تھانہ عالمگنج مکان میں جناب مقبول بارگاہ کونین مولانا سید شاہ محمد حسین قدس سرہ کے ہوئی چنانچہ
زبدۃ الکاملین قدوۃ العارفین شمس العلماء مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن محلہ مغلپورہ پٹنہ کو جو آپکے اجداد سے
ہیں جب یہ خبر فرحت اثر پہونچی تو تہنیت نامہ مع قطعہ تاریخ کے آپ کے والد بزرگوار کو لکھ بھیجا
جو تذکرہ صادقہ سے یہاں نقل ہوتا ہے۔ وھو ھذا۔

سنہ آپکی بارہ برس چار مہینہ کی تھی اسیوقت سے بصد لجاجت سماجت اپنی والدہ سے کہکر اپنے پدر عالیقدر مریض کی پائخانہ و پیشاب اوٹھانے کی خدمت اپنے ذمہ لی اور نہایت خوش دلی سے اسکو مرض الموت تک انجام دیتے رہے آپکے والد بزرگوار کے اس مقولہ سے انکی اطاعت ظاہر ہی کہ وہ میرا خدمتگار تھا بدن مین تیل مل دیتا تھا مجھکو نہلا دیتا تھا وقت شدت علالت کے پائخانہ پیشاب پھینک دیتا تھا وغیرہ میرا منشی تھا دیہاتی کامون کا بھی کھاتا لکھتا تھا مقدمات عدالت و کلکٹری وغیرہ کا کل کاغذ وہی لکھتا تھا میرے سارے خطوط وغیرہ وہی لکھتا تھا باورچی تھا اکثر اوقات چائے بنا دیتا تھا اور بعض اوقات کھانا بھی پکا دیتا تھا میزبان تھا مہمانونکی خاطر و مدارات وہی کرتا میری پیری کا عصا تھا سواری وغیرہ سے اپنے سہارے سے اوتارتا اور چڑھاتا۔ **اخلاق** ہر چھوٹے بڑے سے کمال اخلاق و کشادہ پیشانی سے پیش آتے اگر کسی بڑے نے کچھ کلمات نامناسب کہے ازراہ حلم و پاس ادب انکا جواب دیتے۔ اہل برادری و محلہ و ہمسایہ کے ساتھ آپ نہایت سلوک کرتے حتی الامکان انکی خدمت گذاری سے دریغ نہین کرتے اہل محلہ کا اکثر خط لکھدیتے کسی کا خط پڑھ دیتے کسی کا تار لکھدیتے اور کسیکا تار پڑھ دیتے کسی کا منی آرڈر لکھدیتے الغرض اس قسم کی خدمت اہل محلہ کی بہت کرتے اسی وجہ سے انکے جنازے پر محلہ کی غریب عورتین بکثرت نوحہ خوان تھین **عقل سلیم** علم کے ساتھ عقل سلیم بھی واہب العطیات نے بخشی تھی کبھی کھیل تماشہ میلہ ٹھیلہ کے گرد نہین گئے سوائے دو ایک بار میلہ چہتر کے اور نہ کبھی بیجا کام کے گرد گئے باوجودیکہ جوانی دیوانگی مشہور ہے۔ الشباب شعبة من الجنون طبعی امر ہے اس ایام جوانی کو اس طرح طے کیا جیسے پیران کہن سال کرتے ہین۔ **مزاج** مین غصہ زیادہ تھا لیکن اسمین خوبی یہ تھی کہ جلد فرو ہو جاتا تھا اور پھر کینہ و بغض نہین رہتا تھا اکثر اوقات آپکو انفعال بھی ہوتا۔ **افسوس** کہ ایسا عدیم المثال نوجوان صالح فرشتہ صفت صرف اٹھارہ یوم کم پچیس برس اس دار رنج و محن مین رہکر عارضہ تپ و چیچک مین گیارہ روز مبتلا ہو کر بتاریخ ۲۷ صفر شب سہ شنبہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۸ء راہی ملک بقا ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اللہم اغفر لہ وارحمہ الحقہ یا ربہ بالصالحین آپکے انتقال پر ملال کا سخت صدمہ ہندو مسلمان مخالف و موافق سب کو ہوا اللہ آپ کو غریق رحمت کرے اور آپکا نعم البدل اس خاندان کو نصیب کرے۔ اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلفنی خیرا منہ آمین ثم آمین۔ بہت سے حضرات نے قطعات تاریخ لکھے ہین ان مین سے بعض مندرج ذیل ہین:-

قطعۂ تاریخ ارتحال حاجی فضائل حیدر مرحوم کہ تا میدان شیخ شمس العلماء مولوی محمد یوسف صاحب جعفری خورشید عظیم آبادی

کیوں ہے ماتم کدہ یہ معمورہ
غم کدہ آج کیوں ہے صادقپور

آج کیوں ہو رہے ہیں اشک فشاں
اس گھرانے کے سب اناث و ذکور

خود بخود کیوں ہے دل مرا بیچین
کیوں سکوں دل سے ہو گیا کافور؟

کیوں ہے تاریک مسجد جامع ؟
کیا ہوا۔ آہ اس مکاں کا نور؟

حال اقدس جناب حیدر رحیم
آج کیوں غم سے ہو رہے ہیں چُور؟

کیا ہوا آہ اُن کا نور نظر
کیا ہوا ہائے میرا بھائی نور؟

بامروت حلیم خوش اخلاق
صاحب علم و فضل و عقل و شعور

ظاہرا نوجواں باطن پیر
کار ہائے زبوں سے کوسوں دور

نیک کاموں کا شوق تھا اُن کو
اور لہو و لعب سے دل میں نفور

سادگی انتہا کی طبیعت میں
عجب و پندار سر میں تھا نہ غرور

دوست تو دوست تھے عدو تک تھے
نیکی کرتے ہیں کرتے تھے وہ قصور

اُن کے اعدا بھی اُن کے تھے مداح
اور احباب کا تو کیا مذکور؟

وہ پدر کے عصائے پیری تھے
اُن کی خدمت میں چست تا مقدور

باپ کے گویا دست و بازو تھے
وہی منشی تھے اور وہی مزدور

چاکر دلی کا کام تک کرتے
دیکھتے تھے پدر کو جب معذور

ہائے! چیچک نے لی اُنکی جان
اقربا سارے رہ گئے مجبور

ہو گئی بیوہ بیوی۔ بچہ یتیم
باپ کے دل میں پڑ گیا ناسور

دے کے ہم سب کو آہ داغ فراق
ہو گئے وہ رفیق اہل قبور

کرکے ویران اپنے باپ کا گھر
گوشۂ قبر کو کیا معمور

جبر اب جزع و فزع سے حاصل؟
وہ ہوا جو خدا کو تھا منظور

مرضیٔ حق پہ صبر لازم ہے　　شکوہ خالق کا کفر ہی ہے بخدا
کہ تجھے نور کی محبت ہے　　مانگ تو یہ دعا کہ رب غفور!
بخش دے نور کی خطاؤں کو　　اور عطا کر انھین جنان و قصور
نیک کاموں میں کی ہو جو کچھ سعی　　کیجیو اس کو اے خدا مشکور
اور اُن کے پدر کو دے توفیق　　کہ رہیں وہ اس ابتلا میں صبور
فکر تاریخ جب ہوئی مجھکو　　دل سے آئی ندا کہ لکھ مغفور

۱۳۲۶ھ

دیگر

بشد زاین جہان آہ نور الہدیٰ　　کہ نیکو سیر بود و فرخ نہاد
دوان دائما در طریق صلاح　　نہ رفتہ گہے راہ فسق و فساد
کمر بستہ در خدمت والدیش　　پدر را دل از رویتش شاد شاد
سبک زیست از فکر و رنج و تعب　　کہ این کوہ غم بر سرش اوفتاد
چہ گویم ز حالش کہ باد اجل　　وبیخش برافگند نخل مراد
بمرد آہ در عنفوان شباب　　بشد عمر عیشش از بخت و بخیم زیاد
دل دوستانش نہ تنہا ست خون　　کہ گریند بہرش ہم اہل عناد
چو رنجور از خضر پرسید سال　　بگفت آہ نور الہدیٰ اغ داد

۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع موزون حافظ حکیم ابو الحکمہ عبد القادر خان صاحب المتخلص بہ رضا سہارنپوری

پور عبد الرحیم عالی جاہ　　نور چشمان اہل صاد قپور

قطعہ تاریخ از مولوی محمد صاحب قیس مدرس ایم اے اسکول پٹنہ

دریغا کہ نورالہدیٰ رخت بست — ازین دار فانی بملک بقا
سن رحلتش گفت قیس حزین — کہ شد حکم ترحیل نورالہدیٰ
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ از بقراط زمان جناب مولوی حکیم محمد شریف صاحب فخر مہدانوی عظیم آبادی

مولوی نورالہدیٰ در باغ خلد — رفت و ما را کردہ بس مغموم و ست
بست و ہفتم از صفر سہ شنبہ بود — روی خود زیر کفن کردہ نہفت
چون نگرید مولوی عبدالرحیم — پیش او پسرش جوان خاک خفت
سال ترحیلش بمن آشفتہ حال — حیف شد بے نور خانہ فخر گفت
۱۳۲۶ھ

وله

گشت مولوی نورالہدیٰ مقیم جنان — دل ما آہ در تباہی شد
چون نہ نالم بفر قتش کہ بمن — ماتم این سخت در ضعیفی شد
روز سہ شنبہ بست ہفت صفر — بود کان این جہان صفری شد
آہ آرزو کشیدہ فخر سنش — گفت نورالہدیٰ بہشتی شد
۱۳۲۶ھ

قطعہ تاریخ رحلت مرحوم از رقم این مذکرہ فقیر ابوالحسنات عبدالغفور فارغ دانا پوری

سب ہے گا نہ کوئی نہ کوئی رہا ہے — ہمیشہ سے قائم وہی اک خدا ہے

حبیب خدا تک گئے جب یہاں سے	تو پھر اپنے جینے کی امید کیا ہے
گئے آج دنیا سے نور الہدیٰ بھی	کہ جن کے لیے آہ شور و بکا ہے
سن نوجوانی میں یہ زہد و تقویٰ	جوان ایسا صالح نہ دیکھا سنا ہے
ہی وتاریخ سن فوت سید داغ پیدا ۱۳۲۶ھ	یہ سن لیجئے داغ نور الہدیٰ ہے ۱۳۲۶ھ

اب میں اس مختصر کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاَکْرِمْ
نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ اَللّٰھُمَّ اَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا
خَیْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ
ذَنْبًا اَللّٰھُمَّ وَافِقْهُ الْاَنْبِیَاءَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصّٰلِحِیْنَ وَاَلْحِقْهُ
بِاٰبَائِهِ الْمُکْرَمِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ
الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

نقشہ آپکی اولاد کا یہ ہے

مولوی نور الہدیٰ مغفور زوج مسماۃ محب النساء بنت
سید علی کریم ساکن بہو گڈہ ضلع مونگیر

مسماۃ سعدیہ
دو طفل مرد

محمد تمویل مدعوہ
بی طاعت رسم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

این یکے از رسایل مفیدہ زمان ماحی بدعات وطغیان از بس مفید و مدلل مسمّٰی

مجموعہ رسائل تسعہ
مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ وغیرہ

رد شرک ١

عمل بالحدیث ٢

اربعین فی المہدیین ٣

رسالہ دعوت ٤

تیسیر الصلوٰۃ ٥

شجرہ باثمرہ ٦

بدعت شکن ٧

فیض الفیوض ٨

تبیان الشرک ٩

حسب الارشاد فیض بنیاد جناب مولانا ابو الفتح عبد الرحیم زبیر الہاشمی مدظلہ فقیہ برادر زادہ حضرت مولانا ممدوح

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام سید محمد معظم طبع گردید

تعداد جلد ١٠٠٠

قیمت فی جلد علاوہ محصول

فصل اوّل

دررفع اقوال آنانکہ از کتاب اللہ وکلام رسول اللہ بحیلہ اعتراض سے کنند ودعوی مسلمانی مے نمایند بیانش آنکہ بعضے می گویند کہ کلام اللہ وحدیث شریف راآن کس بفہمد کہ علوم بسیار وکتب بیشمار خواندہ باشد وعلّامہ زمان بود بجواب آنہا خدا تعالےٰ مے فرماید ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ اوست آنکہ برانگیخت درمیان ناخواندگان رسول از ہمان ناخواندگان کہ مے خواند برہمان ناخواندگان آیات خداو پاک مے کند ایشان را و مے آموزد نیز ایشان را کتاب وتدبیر فہم یعنے رسول ہم ناخواندہ بود واصحاب کرامش نیز ناخواندہ چون رسول اللہ باصحاب آیات آلہی خواندہ اصحاب آنرا شنیدہ پاک از شرک وفساد شدند۔ اگر ناخواندہ قرآن شریف وحدیث شریف رانمی فہمد واستعدادش نیارد اصحاب چگونہ از معائب پاک شدند وائے برآن قومیکہ دعوے صدرافہمی وقاموس دانی مے کنند و درفہم قرآن شریف وحدیث شریف خودرا ناداں محض مے نمایند وبعضے می گویند کہ مایان متاخرین ہستیم برکتِ زمان رسول اللہ کجا یابیم وسلامتِ قلب صحابہ از کجا آریم کہ معنی قرآن شریف وحدیث رادریابیم بجواب آنہا حق تعالیٰ مے فرماید وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وہمین است حال دیگراں ناخواندگان راوقتیکہ لاحق شوند وقصد پیروی اصحاب نمایند

پہلی فصل

اس فصل میں اُن لوگوں کے اقوال کی تردید ہے جو اللہ کی کتاب اور رسول کی حدیث سے بذریعہ حیلوں کے منہ پھیرتے ہیں اور دعوی مسلمانی کا کرتے ہیں اسکا بیان یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کو وہی شخص سمجھ سکتا ہی جس نے تمام علوم اور کل کتابیں پڑھی ہیں اور اپنے زمانہ میں علامہ دہر ہو۔ ایسے لوگوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ وہی ہے خدا جسنے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک رسول اُنھیں لوگوں میں سے جو پڑھتا ہی اُن اَن پڑھوں پر خدا کی آیتیں اور اُنکو پاک کرتا ہی اور اُنکو سکھاتا ہی کتاب اور حکمت یعنی رسول بھی اَن پڑھ تھے اور اصحاب کرام بھی اَن پڑھ تھے باوجود اسکے جب رسول خدا نے صحابہ کرام کو اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھکر سُنائیں تو اصحاب مُنکر شرک و فساد سے پاک ہوگئے پس اگر ناخواندہ آدمی قرآن مجید اور حدیث شریف کو نہیں سمجھ سکتا ہی اور استعداد فہم نہیں رکھتا ہی تو بھلا صحابہ کرام نے کیونکر سمجھا اور عیبوں سے پاک کس طرح ہوئے۔ افسوس ہی اُس قوم کیحالت پر جو مطالب صدرا اور لغات قاموس کے سمجھنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن قرآن مجید اور حدیث شریف کے سمجھنے میں اپنے کو نادان محض خیال کرتے ہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کی ہم سب تو پچھلے زمانہ کے لوگ ہیں حضرت کے زمانہ کی برکت کہاں سے پاسکتے ہیں اور اصحاب کرام کے مثل قلب سلیم کہاں سے لائیں کہ قرآن وحدیث کا معنی و مطلب سمجھیں پس اُنلوگوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنے یہی حال ہی دوسرے اَن پڑھوں کا

و قرآن شریف و حدیث رسالت شود برائے پاک کردن
آنہا ہمیں قرآن و حدیث شریف کفایت مے کند دریں
سرمایہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ
ہر آئینہ آسان کردیم قرآن را برائے پند گرفتن پس
آیا ہیچ پند گیرندہ ہست یعنی بگو آسان است کہ
کافہ عوام و شاید واماں دریں معانیش اظہار عجز
مے نمایند و بدویاں خوب بہرہ ور مے شوند و علانیہ
جا بجا مے فرماید اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ آیا
پس فکر نے کنند قرآن را اگر آسان نیست پس دریں
تامل بگو کردہ آید اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا آیا بر دلہا
قفل است یعنے با وجودیکہ بر دل قفل ندارند چرا گاہے ہمت
بر تامل آں ہمت مے گمارند و دیگر احادیث رسول
اللہ صلعم نیز بسیار سہل و قریب الفہم بود کہ ہر
اہل آں شنیدہ بکار دینی و دنیوی بر آں عمل مے
نمودند سوائے قال یقول در احادیث چیزے مشکل نیست
کہ مرداں آں را گراں مے دانند و سوئے
آں التفات نمی کنند خصوصاً دریں زمانہ کہ موضوع از
صحیح ممتاز گشت و قوی از ضعیف جدا شدہ و علی حسب مطالب
در کتب مدون گشت و برائے ہر مطلبی علیحدہ علیحدہ باب
و فصل مقرر بودہ شد و تحقیق ایں است کہ مترجمی برا
دانستن ترجمہ اول ضرور است لہٰذا اگر بتمام علوم
و نکاتش اطلاع نمی توان یافت اما ادراک اوامر
و نواہی ہم مے توان کرد و ہمیں قدر برائے
نجات در آخرت کفایت مے کند و بس۔

فصل دوم

اور قرآن و حدیث کو جس میں قرآن کی پاکی طلب
کے لئے یعنی ہی قرآن اور شریف حدیث کافی ہیں
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن
مُّدَّكِرٍ یعنی بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت لینے کیلئے آسان
کر دیا ہے پس آیا کوئی نصیحت لینے والا ہے یعنی آسان ہو سکتا یعنی
شاید عام علماء قرآن کے معنی و مطلب کے سمجھنے میں اظہار عجز
کرتے ہیں اور حدیث کے مشکل ہونے قرآن کی معنی و مطلب سمجھنے
علاوہ اسکے اللہ تعالیٰ اکثر جگہ فرماتا ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ
یعنی کیوں نہیں سوچتے ہیں قرآن کو اگر آسان نہیں ہے تو انہیں
غور و تامل کیوں کر کیا جائے اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا آیا انکے دلوں پر
قفل ہیں یعنی باوجود اسکے کہ دل پر قفل نہیں رکھتے پھر کیسی
گمراہی ہے کہ غور و خوض کے لئے ہمت نہیں کرتے ہیں بلکہ رسول
خدا کی حدیثیں اور روزمرہ کی باتیں ہیں اسہل و سریع الفہم ہیں
کہ ہر گنوار جنگلی اکثر دینی اور دنیوی کاموں میں اُن پر عمل کرتا تھا
حدیثوں میں سوائے قال یقول کے کوئی چیز مشکل نہیں ہے
جسکو لوگ مشکل جانتے اور اسکی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں خصوصاً
اس زمانے میں تو حدیث شریف نہایت آسان ہو گئی ہے کیونکہ
موضوع غیر موضوع سے اور قوی ضعیف سے علیحدہ کر دی گئی ہیں حسب
مراتب سب حدیثیں کتب احادیث میں جمع ہو گئی اور ہر مطلب کیلئے
علیحدہ علیحدہ باب بھی اور فصلیں مقرر ہو گئی ہیں اور تحقیق یہ ہے
کہ اہل علم کو پہلے ترجمہ جاننا ضرور ہے اسلئے اگر انکی علم کے لئے اور
اور نکتوں پر مطلع نہیں ہو سکتا ہے تو امر و نہی کے سمجھنے سے
ماورا نقصان ہونا چاہئے اور آخرت میں نجات کے
لئے اسی قدر کفایت کرتا ہے اور کافی ہے

دوسری فصل

دربیانِ حقیقت کرامت باید دانست کہ کرامتِ اولیار
حق است ومنکرآن از ایمان حلاوتے ندارد وخرق عادتیکہ
از انبیار ظاہر شود آن را در عرف شرع معجزہ مے خوانند
وانو دیگر بزرگان پدید آید کرامتش مے نامند ومنشا ہر دو
یک است یعنے قرب بارگاہ آلہی امّا ظہور معجزہ وکرامت
باختیار بزرگان نیست بلکہ باختیار وقدرت خدائے
عزوجل ونہ بزرگان بذات خود قوت کردن آن نمیدارند
واگر قوتش بذاتِ بزرگان باشد آن را کرامت
نے گویند۔ مثالش آنکہ اگر پہلوانے قوی وزور آور سنگ
گرانبار وثقیل بر دارد بر کرامتش دلیل نے دارند بسبب
اینکہ قوت این قدر بار برداری بذاتِ او موجود است
واگر ہمان سنگ را طفلی ضعیف ونحیف کہ قوت تحمّل
بارگران نداشت بردارد بر کرامتش دلیل ہست بسبب
آنکہ این شخص ضعیف بذاتِ خود طاقت برداشتن
نے داشت۔ اما وقتیکہ دست بسنگ بُرد وقصد برداشتن
کرد خدائے عزوجل قوت خود را متوجہ حال آن بندۂ
ضعیف کرد وسنگ از قدرتِ آلہی ازجا برداشتہ
شد۔ ازہمیں سبب معلوم شد کہ آن بندہ یکے از
مقبولانِ بارگاہ خدا است کہ او تعالیٰ قدرت خود را متوجہ
بحال آن بندہ مے کند وبکارہا اعانت وجانبداری
او مے فرماید پس ہر کار عجیب کہ از دستش بر آید۔ محل
تعجب نیست کہ قوت حق شریک حال دارد۔ واگر
سرانجام کارے از کارہائے آسان ہم صورت نہ بندد
جائے شکایت نہ کہ عجز بشری درپیش ما افتادہ دارد
مولوی معنوی فرماید **شعر** اولیارا ہست قدرت از الٰہ

اس فصل میں کرامت کی حقیقت کا بیان ہی جاننا چاہیئے کہ کرامت
اولیار حق ہے جو اسکا منکر ہے وہ ایمان میں تازگی نہیں رکھتا
ہی جو کام خلاف عادت انبیار سے ظاہر ہوتا ہے اُس کو
شرع میں معجزہ کہتے۔ اور اگر دوسرے بزرگوں سے ظاہر ہو تو اسکو
کرامت کہتے ہیں اور دونوں کا منشا ایک ہی ہی یعنی درگاہ خدا کی
نزدیکت ہونا لیکن معجزہ اور کرامت کا ظہور انبیاء اور بزرگوں کے
اختیار میں نہیں ہی بلکہ خدائے بزرگ برتر کے اختیار وقدرت سے ظاہر
ہی اور بزرگان دین اُس کام کی قدرت بذاتِ خود نہیں رکھتے ہیں اور
اگر اُنکی قوت اُنکی ذات میں ہو تو اُسکو کرامت نہیں کہیں گے اسکی
مثال یہ ہی کہ اگر کوئی پہلوان قوی زور آور ایک بھاری پتھر کو اُٹھالے
تو یہ دلیل اُسکی کرامت کی نہیں ہوسکتی ہی کیونکہ اسقدر وزنی پتھر
کے اُٹھانیکی قوت اُسکی ذات میں موجود ہی مگر ہاں اُسی پتھر کو ایک
کمزور اور ناتوان لڑکا جو وزنی چیز کی اُٹھانیکی قوت نہیں رکھتا ہی اُٹھالے
تو یہی اُسکی کرامت کی دلیل ہوگی کیونکہ وہ کمزور لڑکا بذاتِ خود اُسکے
اُٹھانیکی طاقت نہیں رکھتا تھا لیکن جب اُسنے پتھر پر ہاتھ رکھا اور
اُسکے اُٹھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت کو اُس ضعیف
بندہ کے حال کی طرف متوجہ کیا اور خدا کی قدرت سے وہ پتھر اپنی
جگہ سے اُٹھایا گیا اسی وجہ سے معلوم ہوا کہ خدا کی درگاہ کے مقبول
بندوں میں سے وہ ایک مقبول بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو
اُس بندہ کے حال کیطرف متوجہ کرتا ہی اور اُسکے کاموں میں اُسکی مدد
اور پاسداری کرتا ہی پس جو عجیب غریب کام اُسکے ہاتھ سے ظاہر ہوگا
وہ محلِ تعجب نہیں ہی کیونکہ وہ بندہ قوت خدا کو شریک حال رکھتا ہی اور
اگر آسان کاموں میں سے کوئی کام اُس سے نہ ہوسکے تو شکایت کی جگہ نہیں
کیونکہ فطرتی مجبوری ہم سبھوں کے سامنے موجود ہے۔ مولوی معنوی
فرماتے ہیں۔ اولیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے

تیر جستہ باز گرداند از راہ + نفرمودہ کہ اولیا بذات خود
قدرت دارند بلکہ آنہا را قدرتے ہست از خدائے تعالےٰ
پس قدرت الٰہی شریک حال و مددگار بود و اینکہ سبب
اینکہ خداوند عالم از آنہا کمال راضی و خوشنود است
و مردم عزت بزرگان مثل سعادت فرزند خود باید
داشت و تعلیمات ایشان بجا باید آورد بموجب
مشروع و علم آنہا جز نیکی یاد نباید بلکہ اگر شرف
ملاقات بدست آید شرط خدمت بجان و مال بجا باید
آورد و ہدیہ و تحفہ دریغ نباید داشت و اگر در کتب
ایشان چیزے باشد کہ با قرآن و حدیث شریفین موافقت
نکند دعوئے بہرہ اعتقاد از ساقط بزرگی ایشان باید
چسپید ﮯ خطا بزرگان گرفتن خطا است۔ بلکہ
کلام شان را تاویل کردہ موافق از قرآن و حدیث
شریفین باید کرد یا محمول بکلمات سکر و از غلبہ محبت
حق باید نمود اگر کلام اصحاب طریقت است و مبنی
بر خطائی الاجتہاد کنند اگر گفتہ ارباب شریعت
است چرا کہ در اجتہاد خطا از ہمہ اکابر مے رود کہ
معصوم سوائے انبیاء دیگرے نیست و زنہار رہنما
چنان نکنند کہ قرآن و حدیث شریفین را تاویل کردہ
بکلام بزرگان موافق نمایند کہ این چنین حرکات
مسلمان را از ایمان بیرون مے کشد و مقصود
اصلی اتباع قرآن و حدیث شریفین است

فصل سوم

در بیان اشتراک فی العقیدہ۔ و آن این است۔ کہ
صفات پروردگار در پیران و پیغمبران باطن و پری

وہ چھوٹے ہوئے تیر کو راہ سے پھیر دیسکتے ہیں لیکن یہ
نہیں فرمایا کہ اولیا بذات خود قدرت رکھتے ہیں بلکہ انکو
اللہ تعالیٰ کی جانب سے قدرت ہوتی ہے یہی قدرت الٰہی انکا
شریک حال مددگار رکھتے ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ ان سے نہایت راضی و خوش ہے عوض بزرگوں کی عزت
اپنے سعادت مند دل میں عزت رکھنی چاہیے اور انکی تعلیم
شرع کے موافق کرنی چاہیے۔ علاوہ انکو نیکی کے ساتھ یاد کرنا چاہیے
اور اگر انکی ملاقات کا شرف حاصل ہو تو جان و دل سے انکی خدمت
بجالائے اور ہدیے اور تحفے پیش کرنے میں دریغ نہ کرے اور اگر
انکی کتابوں میں کوئی بات ایسی ہو جو قرآن و حدیث سے مخالفت
رکھتی ہو تو بغیر تحقیق اعتقاد کی گوٹ کر انکی بزرگی کی بہلاوے
الغایا انہیں چاہیے ایسے فوراً اعتقاد نہ ہوجائے کیونکہ بزرگوں
کی خطا پکڑنی خطا ہے۔ بلکہ انکے کلام کو تاویل کرکے قرآن و حدیث
کے موافق کر دینا چاہیے یا ایسا کریں کہ اگر اصحاب طریقت کا کلام
ہے تو اسکو کلمات بیہوشی اور غلبہ محبت حق پر محمول کریں اور اگر
ارباب شریعت کا کلام ہے تو انکی سہو خطائی الاجتہاد پر کہیں کیونکہ
اجتہاد میں خطا تمام علمائے اکابر سے ہوتی ہے سبب یہ ہے کہ نبی
کے سوا کوئی شخص معصوم نہیں ہے لیکن ایسا ہرگز نہ کریں کہ
قرآن و حدیث کو تاویل کرکے بزرگوں کے کلام کے موافق کہیں
کیونکہ اس قسم کی حرکتیں مسلمان کو ایمان سے
خارج کر دیتی ہیں غرض مقصود اصلی قرآن و حدیث
کی پیروی ہے +

تیسری فصل

اعتقاد میں شریک کرنے کا بیان اور وہ یہ کہ خدا کی
صفتوں کو پیروں اور پیغمبروں باطن اور پری

یا ملائکہ یا دیگر مخلوقات ثابت کنند اگرچہ اندک باشد
مثلاً تصرف در زمین و آسمان از صفات مالکیۃ
اوست قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
برائے اوست تصرف در آسمانہا و زمین پس ہر کہ
بداند کہ انبیاء یا ملائکہ یا دیگر غیر اللہ را اختیار است
کہ آب از آسمان بباراند و دانہ از زمین برآرند یا
کسی را اولاد دہند یا بکشند یا کور و کر بکنند یا ضرر
دیگر برسانند یا رزق و مال و دولت بدہند پس
صاحب این عقیدہ مشرک است پس ندا کردن غیر
اللہ را کہ فلان حاجت من برآر کفر محض است کہ
مے فرماید اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ خاص
ترا عبادت مے کنیم و خاص از تو مدد مے خواہیم ؎
من ز آدم مددے نخواہم ﴿ غیر حق نیست سوئے
کس راہم ﴿ رسول خدا کہ محض برائے رہنمونی بسوئے
خلق آمدہ بود بحق او میفرماید اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ
اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ تو ہدایت
نمی کنی ہر کہ را دوست میداری لیکن خدا ہدایت
مے کند ہر کرا کہ مے خواہد معلوم شد کہ سوائے
او تعالیٰ ہدایت ہم بدست کسے دیگر نیست۔ و
علیٰ ہذا القیاس کدام اولیا و انبیاء و ملائکہ را
بروز قیامت دخلے و تصرفی نخواہد شد تا کسے را
بجنت ببرند و کسے را بدوزخ چنانکہ او تعالیٰ مے فرماید
لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ
مالک نخواہد شد کسے از کسے در ہیچ چیز و حکم آن
روز در دست خدا است بروز قیامت مادر و پدر

یا فرشتوں یا دوسرے مخلوقات میں ثابت کریں اگرچہ تھوڑا
ہی ہو مثلاً زمین و آسمان میں اختیار رکھنا خداوند عالم کے
مالک ہونیکی صفتوں میں سے ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لَہٗ مُلْکُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اسی کے لیے
ہے تصرف آسمان و زمین میں پس جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ انبیاء
یا ملائکہ یا دیگر مخلوقات کو اختیار ہے کہ آسمان سے پانی برسائیں
اور زمین سے دانہ نکالیں یا کسیکو اولاد دیں یا مار ڈالیں یا اندھا
و بہرا کر دیں یا کوئی دوسرا ضرر پہنچاویں یا روزی اور مال و
دولت دیں پس ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے پس خدا
کے سوا غیر کو پکارنا کہ میری فلاں حاجت پوری کردے ۔کفر
محض ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ
یعنے ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ یعنی ہم
آدمیوں کی مدد نہیں چاہتے ہیں خدا کے سوا کسیکی طرف ہمارا نہیں ہے رسول خدا جو محض
ہدایت کرنے کو خلق کی طرف آئے تھے انکے حق میں اللہ تعالے
فرماتا ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ
مَنْ یَّشَاءُ یعنے اے محمد تو ہدایت نہیں کر سکتا ہے اس کو جسکو
تو دوست رکھتا ہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا
ہے پس معلوم ہوا کہ ہدایت بھی سوائے خدا کے کسی دوسرے
کے ہاتھ میں نہیں ہے اور علے ہذا القیاس قیامت کے روز کسی
نبی یا ولی یا فرشتہ کو کوئی دخل اور اختیار نہ ہوگا کہ کسی کو جنت
میں لے جائیں اور کسی کو دوزخ میں پہونچائیں۔ چنانچہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا
وَّالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ یعنے مالک نہ ہوگا کوئی شخص
کسی شخص کی طرف سے کسی چیز میں اور اس روز حکم
خدا کے ہاتھ میں ہے پس قیامت کے دن ماں اور باپ

شخصے از شخصے در ہیچ چیز و قبول نکردہ خواہد شد از
کسے شخص شفاعت و گرفتہ نخواہد شد از شخصے
بدلہ و نہ ایشان مدد کردہ خواہند شد و بعضے میگویند
کہ این آیت و امثال دیگر آن در حق کافران
است باوجودیکہ لفظ نفس نکرہ است کہ دلالت
بر عموم مے کند برائے دفع شبہ ایشان خدائے
تعالیٰ خطاب بمؤمنان مے فرماید یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ
یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ اے
مومنان نفقہ کنید از انچہ کہ رزق دادہ ام شما
را پیش از انکہ بیاید روزے کہ نہ بیع است
دران روز یعنے فروختن گناہ و خریدن نیکی نخواہد
شد و کسے بسبب دوستی کسے بخشیدہ نخواہد
شد و کسے را شفاعت کسے نفع نخواہد کرد چراکہ
در قبول شفاعت مذکورہ جبر لازم مے آید و معلوم
شد کہ این آیت درحق مومنان فرمودہ اند
چراکہ خطاب بآنہا است و شفاعت را قسمے است
دیگر کہ دران جبر لازم نمے آید مثالش آنکہ دزدے
خوش نویس را بحضرت بادشاہ حاضر آوردند بادشاہ
بدست بریدنش اجازت فرمود شخصے دیگر بحضور
ملک ظاہر نمود کہ این گنہگار خط خوش مے کند
اگر دستش نہ برند خوش نویسی تا این مملکت
باقی مے ماند از شنیدن این خبر ارادہ بادشاہ خود
بخود مبدل میشود بغیر آنکہ کسے بروے جبر کند
بلکہ شخصے دیگر یکے از اوصاف مجرم بیان مے کند

کوئی جان کسی جان کی طرف سے کسی چیز میں اور قبول نہ
کی جاویگی کسی شخص کی سفارش اور نہ لیا جائیگا کسی شخص سے
بدلا اور نہ وہ لوگ مدد دیئے جائیں گے۔ اور بعض لوگ کہتے
ہیں کہ یہ آیت اور مثل اسکے حق میں کافروں کے ہے
باوجود اس کے کہ لفظ نفس نکرہ ہے عموم پر دلالت کرتا
ہے پس اُنکے شبہہ کے دفع کرنے کے لیئے اللہ تعالےٰ
مومنوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ
لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ یعنے اے
ایمان والو خرچ کرو اُسمیں سے جو مَیں نے تمکو دیا ہے
قبل آنے اُس دن کے جسمیں خرید و فروخت نہیں ہے
یعنے گناہ بیچ کر نیکی خرید نہوگی۔ اور کوئی شخص کسی
شخص کی دوستی کے سبب سے نجات نہ پائیگا اور کسی
کو کسی کی سفارش نفع نہ دیگی۔ کیونکہ اس قسم کی سفارش
قبول کرنے میں جبر لازم آتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہہ
آیت اہل ایمان کے حق میں فرمائی گئی ہے۔ کیونکہ یہہ
خطاب خاص مومنوں کے ساتھ ہے اور شفاعت کی
ایک قسم دوسری ہے جسمیں جبر لازم نہیں آتا ہے اُس
کی مثال یہہ ہے کہ ایک چور خوش نویس بادشاہ کے سامنے
لایا گیا بادشاہ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ پس ایک دوسرے
شخص نے بادشاہ کے روبرو ظاہر کیا کہ یہ مجرم خوش خط
لکھتا ہے اگر اسکا ہاتھ کاٹا نجائے تو خوش نویسی اس ملک
میں باقی رہیگی اِس خبر کے سننے سے بادشاہ کا ارادہ
خود بخود بدل جاتا ہے بغیر اسکے کہ کوئی شخص اُسپر جبر کرے
بلکہ دوسرا شخص مجرم کے اوصاف میں سے ایک ایسا وصف بیان کرتا ہے

کہ شاہ از وے غافل بود۔ ایں قسم شفاعت ہم ہرگز
قیامت واقع نخواہد شد وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ
اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ
بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ و عبادت
مے کنند سوائے خدا آں را کہ نہ ضرر مے رساند ایشان
را و نہ نفع مے رساند ایشان را و مے گویند کہ
ایشاں شفاعت کنندگان ما اند نزد خدائے
تعالیٰ بگو آیا آگاہ مے خواہید کرد خدا را آں چیزے کہ
نمے داند در آسمان و نہ در زمین پاک و منزہ است
خدائے تعالیٰ از آں چیز کہ شریک مے کنند یعنی
عالم الغیب ہر چیز را کہ در زمین و آسمان است
خوب میداند و بندگان آفریدۂ او ہستند جو بیائے
دیبہائے ہر بندہ خوب مے داند حاجت بیان
دیگران نیست درین صورت شفاعت اگرچہ شرک
لازم نمی آید اما ناطلبی و نادانی آں عالم الغیب و
الشہادۃ لازم مے آید تعالیٰ شانہ و دیگر شفاعت
را صورتیست دیگر مثالش آنکہ چہار دزدان ہ
یکبار بحضرت بادشاہ گرفتار آمدند سہ
ازاں بکار دزدی چالاک و از منصب سلطانی
بے باک دیگرے ازاں مرد پرہیزگارے کہ اتفاقاً
بغوائے شیاطین بایں فعل قبیح گرفتار آمدہ
آب در دیدہ آمیں میریزد و سر از ندامت عصیان بر
نمیدارد بادشاہ معلوم کرد کہ ایں بیچارہ ناگہانی بایں عمل قبیح گرفتار آمدہ

جس سے بادشاہ غافل تھا پس قیامت کے روز اس قسم
کی شفاعت نہیں ہوگی وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ
شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى
عَمَّا يُشْرِكُونَ اور عبادت کرتے ہیں خدا کے سوائے
انکی جو نہ ضرر دیویں انکو اور نہ نفع پہونچاویں انکو اور کہتے
ہیں کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک ہماری شفاعت کریں گے
تو کہہ کیا اللہ تعالیٰ کو بتلاتے ہو وہ چیز جسکو وہ آسمان و زمین
میں نہیں جانتا ہے اللہ پاک و منزہ ہے اُس چیز سے جسکو
وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ یعنی وہ عالم الغیب ہر چیز کو
آسمان و زمین میں سے خوب جانتا ہے اور سب خدا کے
اُسکے پیدا کیئے ہوئے ہیں سب کی حاجت ہر ایک کو
جانتا ہے دوسروں کے بیان کی حاجت نہیں ہے پس
اس قسم کی شفاعت میں اگرچہ شرک نہیں معلوم آتا ہے مگر اللہ
تعالیٰ جو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے اُسکی بے علمی اور
نادانی لازم آتی ہے اور شفاعت کی ایک صورت دوسری
بھی ہے اُسکی مثال یہ ہے کہ چار چور یکبارگی گرفتار ہو کر
بادشاہ کے سامنے آئے جن میں سے تین چور تو پہلے ہی
چالاک اور منصب سلطانی سے بے باک تھے اور ایک
چور مرد پرہیزگار تھا۔ کہ اتفاق سے شیطان
کے بہکانے سے اس فعل بد میں گرفتار ہوگیا
ہے وہ آنکھ سے آنسو بہاتا ہے اور جرم کی ندامت
سے سر نہیں اُٹھاتا ہے بادشاہ کو معلوم ہوگیا کہ
یہ بیچارہ ناگہانی سے اس فعل بد میں گرفتار ہوا ہے

ودزدی شعار خود مقرر ننموده رحمت بادشاہ بسوئی عفو تقصیرش متوجہ مے شود اما آئین سلطنت اقتضا نمے کند کہ یکے را بہ بخشند و دیگران را دست ببرند آنگاہ بادشاہ خود سببے میجوید و بسوئے یکے از حاضرین دولت باخفا اشارہ میفرماید کہ بحق فلان روئے شفاعت بیار تا او را بخشم بجرد فہم این اشارت یکے از مقربان مجلس جبین شفاعت می ساید کہ این گنہگار را بما علاقہ است از انتقامش درگذر کنید درین صورت شفاعت جبر بر بادشاہ نیست بلکہ عین رضا و خواہش او ہمیں بود کہ واقع شد۔ پس بروز قیامت ہمیں صورت متحقق خواہد شد کہ بآن اشارت مے فرماید مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ کیست کہ شفاعت کند نزد خدائے تعالے مگر باجازتش بحق کسے اجازتش خواہد شد سفارش او جلوہ گر خواہد شد و نعوذ باللہ اگر ارادۂ الٰہی بانتقام کسے متعلق خواہد شد کہ طاقت دارد کہ دم از شفاعت بزند خدائے عزوجل را راضی باید نمود کہ شفاعت ہم بدست اوست و بحقیقت شافع نیز ہمون ذات پاک است بسوئے ہمیں معنی اشارت میفرماید قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا بگوائے محمد خاص برائے خداست شفاعت ہمہ یعنی شفاعت ہم بدست کسے دیگر نیست این است حالِ شفاعت کہ بسیاری از نادانان را از اطاعت خدائے تعالے باز میدارد پس یکے از انبیاء و اولیاء قادر بر نفع و ضرر رسانیدن در دین و دنیا نیست

اور اُس نے چوری کو اپنی عادت نہیں ٹھہرایا ہے پس بادشاہ کی مہربانی اُسکے عفو تقصیر کی طرف متوجہ ہوتی ہے لیکن قانون سلطنت یہ نہیں چاہتا کہ ایک چور کا قصور معاف کر دیں اور دوسرون کے ہاتھ کاٹیں۔ اُسوقت بادشاہ خود کوئی سبب ڈھونڈھتا ہے اور حاضرین دولت میں سے ایک کی طرف خفیہ اشارہ کرتا ہے کہ فلاں شخص کے حق میں شفاعت کے لیئے متوجہ ہو تا اُس کا جرم معاف کر دوں پس اس اشارہ کے سمجھنے سے مجلس بادشاہ کے مقربوں میں سے ایک شخص شفاعت کی پیشانی زمین پر رکھکر کہتا ہے کہ اس گنہگار کو میرے ساتھ تعلق ہے اسکی سزا سے درگذر کیجئے اس صورت میں بادشاہ پر شفاعت جبر نہیں ہے۔ بلکہ عین رضا و خواہش اسکی یہی تھی جو واقع ہوئی۔ پس قیامت کے دن اسی قسم کی شفاعت پائی جائیگی اسی کی طرف اللہ تعالے اشارہ کرتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنی وہ کون شخص ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک شفاعت کر سکے مگر اُسکی اجازت سے۔ پس جسکے لیئے اجازت ہوگی اسکے حق میں اُسکی سفارش پائی جائیگی اور معاذ اللہ جس شخص سے اللہ تعالی انتقام چاہیگا اُسکے حق میں شفاعت کرنیکی کسیکو طاقت نہوگی غرض اللہ تعالی کو راضی کرنا چاہیئے کیونکہ شفاعت بھی اُسکے ہاتھ میں ہے اور حقیقت میں اُسکی ذاتِ پاک شافع بھی ہے اسی مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا یعنے اے محمد تو کہدے کہ کل شفاعت اللہ ہی کیلئے ہے۔ یعنی شفاعت بھی کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے اُمید شفاعت جو بہت سے نادانوں کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے اُس کی حالت یہی ہے جو مذکور ہوئی۔ پس انبیاء و اولیاء میں سے کوئی شخص دین و دنیا میں نفع یا ضرر پہونچانے پر قادر نہیں ہے۔

شاء[۲] واحاطہ نے کنند مردمان ہیچ چیز کہ در علم خدا
است مگر ہمان قدر کہ خدا خواست۔ معلوم شد
کہ ہر چہ در علم پروردگار است وغائب از نظر بندہ
است ہیچ چیز ازان بندہ را معلوم نمیشود مگر ہر
قدر کہ خدا خواہد ہمان قدر علم مے دہد پس این ہم
باختیار خدا است نہ باختیار بندہ تا ہر چہ
بخواہد بفہمد۔

شاء[۲] یعنی لوگ اللہ تعالےٰ کے علم میں سے کسی چیز کو
نہیں گھیر سکتے ہیں۔ مگر اُسی قدر جو خدا نے چاہا۔ پس معلوم
ہوا کہ جو کچھہ خدا کے علم میں ہے اور بندوں کی نظر سے غائب
ہے اُنہیں سے کوئی چیز بندہ کو معلوم نہیں ہوتی ہے مگر
جس قدر خدا چاہتا ہے اُسیقدر علم دیتا ہے۔ پس یہ بھی خدا
ہی کے اختیار سے ہے بندہ کو اختیار نہیں ہے کہ جو کچھہ
چاہے جان لیوے۔

فصل چہارم

چوتھی فصل

در بیان اشراک فی العبادت۔ باید فہمید کہ تعظیماتیکہ
برائے حق تعالیٰ مقرر کردہ اند۔ آنرا عبادت مے
گویند اگر آن تعظیم را شارع مقرر فرمودہ واگر
جماعتِ دیگر مقرر کردہ باشد ملحق بعبادت
می نامند پس تعظیمی کہ پیش خدائے تعالےٰ بجا
مے آرند بمخلوق نباید کرد کہ مے فرماید وَلَا تَجْعَلُوا
لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی مگردانید
برائے خدائے تعالےٰ ہمسران در علم باوجودیکہ
شما میدانید کہ کسے ہمسر خدائے تعالےٰ نیست یعنی
شمایان در عقیدہ خود کسے را بمرتبہ برابر خدا نمیدانید
لیکن در تعظیمات چرا برابر می کنید از وقت آدم تا
ایندم باین طور کافرے پیدا نشدہ کہ دو خدا گفتہ باشد
یا کسے مخلوق را در مرتبہ برابر خدائے تعالیٰ دانستہ باشد
در علم خود لیکن ہمین قدر میدانند کہ بزرگان را بسبب
قرب بکارخانہ الٰہی دخلے ہست و بسبب کثرت ریاضت
ندکے از صفات باریتعالیٰ درایشان پیدا گشتہ مثلاً پروردگار

اسمیں شرک فی العبادت کا بیان ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ جو
تعظیم اللہ تعالےٰ کے لیئے مقرر ہوتی ہے اگر اُسکو شارع
نے مقرر فرمایا ہے تو عبادت ہے اور اگر گروہ مومنین نے
مقرر کیا ہے تو وہ ملحق بالعبادت ہے پس جو تعظیم اللہ تعالےٰ
کے سامنے بجالاتے ہیں اُسکو مخلوق کے لیئے کرنا نہ چاہیئے
چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی علم میں اللہ تعالیٰ کا ہمسر مت ٹھراؤ حالانکہ
تم جانتے ہو کہ کوئی اُس کا ہمسر نہیں ہے یعنے جب تم
لوگ اپنے عقیدہ مین کسی کو خدا کے برابر نہیں جانتے ہو
تو تعظیمات میں غیر کو اُسکے برابر کیوں کرتے ہو حضرت
آدم کے وقت سے اِس وقت تک ایسا کافر پیدا نہیں
ہوا جو دو خدا کا قائل ہو یا کسی مخلوق کو مرتبہ میں خدا کے
برابر جانتا ہو۔ لیکن یہ اعتقاد البتہ رکھتے ہیں کہ قرب کے
سبب سے بزرگون کو کارخانہ خدا مین کچھہ دخل ہے اور بسبب
کثرت ریاضت کے اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے کچھہ
تھوڑی صفت اُنہین بھی پیدا ہو گئی ہے مثلاً خدا

اگر بسیار انسان پیدا نماید تواند کرد و این بزرگان اگر
خواهند یک دو شخص را پسر بخشند و اگر خدا
تمام روئے زمین را متحیر و مغضوب تواند کرد این
بزرگان کسے را که بخدمت شان بے ادبی کند
الله چیزے ضرر رسانیدن مے تواند چون اعتقاد
مردمان این طور فاسد مستقر شده است بهمیں
سبب تعظیمات بزرگان خارج از حد بجا مے آرند
و در تحصیل رضائے ایشان بسیار سعی مے نمایند
و همیں است شرک بالله که آن را مردود کرده
اند إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ بیشک خدائے تعالے
نمی بخشد آنکه شریک کرده شود بهاو و می بخشد
سوائے ایں هر کس را که مے خواهد- هر که تعظیم
خدا دیگرے را شریک کند باید که دست افسوس
بر سر زند و امید نجات آخرت منقطع سازد-
تعظیماتیکه در شرع برائے خداست پس
عبادت هر چند که بسیار است اما دو چهار از آن
بیان مے کنم تا دیگران را بر روے قیاس نمایند
از آن جمله است ارکان صلاة که برائے دیگران
نباید کرد کسیکه غیر الله را سجده کند کافر
گردد که مے فرماید وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ
إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ و سجده کنید برائے خدائیکه
پیدا کرده است آن چیزها را اگر هستید که همون
خدا را عبادت میکنید وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ
و رکوع کنید با رکوع کنندگان هر که پیش غیر خدا

بہت سارا انسان پیدا کرتا ہے تو یہ بزرگ لوگ بھی کر سکتے ہیں
تو ایک دو آدمی کو اولاد دے سکتے ہیں اور اگر اللہ تعالے تمام
اہل زمین پر قہر و عتاب کر سکتا ہے تو یہ بزرگ بھی جو آدمی
کہ انکی خدمت میں بے ادبی کرے نقصان پہونچا سکتے
ہیں پس چونکہ لوگوں کے اعتقاد میں یہ گمان فاسد مستحکم ہو گیا
ہے اسی سبب سے بزرگوں کی تعظیم حد سے زیادہ کرتے ہیں
اور انکی خوشنودی و رضامندی حاصل کرنے میں بہت
کوشش کرتے ہیں اور خدا کے ساتھ شرک یہی ہے جسکی
کی تردید اس آیت میں ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ
يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ
بیشک اللہ نہیں معاف کرتا ہے اسبات کو کہ شریک کیا جاوے
اور شرک کے سوا ہر گناہ کو جسکے لیے چاہتا ہے معاف
کر دیتا ہے پس جو شخص خدا کی تعظیم میں دوسرے کو شریک
کرتا ہے اسکو چاہیے کہ افسوس کے ہاتھ سے اپنا سر پیٹے
اور نجات آخرت کی امید کو منقطع کرے شریعت میں اللہ
تعالی کیلیے جو تعظیم مقرر ہے یعنی عبادت اسکے اقسام بہت
ہیں انہیں سے دو چار کو بیان کرتا ہوں تا دوسرے اقسام
کو اسپر قیاس کر لیویں پس ایک انہیں سے نماز کے ارکان ہیں
کہ دوسروں کے لیے نہیں کرنا چاہیے پس جو شخص خدا کے
سوا غیر کو سجدہ کرے کافر ہو جائیگا اللہ تعالی فرماتا ہے
وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ
یعنے سجدہ کرو خدا کو جس نے اُن چیزوں کو پیدا کیا ہے
اگر تم اسیکی عبادت کرتے ہو اور فرماتا ہے وَارْكَعُوا مَعَ
الرَّاكِعِينَ یعنے رکوع کرو رکوع کرنیوالوں کے ساتھ
پس جس شخص نے غیر خدا کے سامنے

رکوع کرد یعنے نصف اول قد را تعظیماً خم کرد بشرک افتاد- وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ والستاده شوید برائے خدا فرمان بردار یعنی دست بستہ و باادب پیش غیر خدا ایستادن شرک است وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ و ہرجاکہ باشید شما پس بگردانید روے خود را بطرف خانہ کعبہ پس وقت عبادت رو گردانیدن ومتوجہ شدن بسوے قبر یا مکانے تعظیماً سوائے بیت اللہ شرک است- وہمچنین است دعا کردن از غیر اللہ کہ مے فرماید وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْنَ وکدام گمراہ تر است از ان کسانیکہ ندامے کنند سوائے خدا آنشخص راکہ قبول نخواہد کرد اورا تا روز قیامت و آنہا از نداکردنش غافلانند یعنے ازین قوم زیادہ تر گمراہی نیست کہ مردگان یا دیگر غیر اللہ را ندامے کنند واوشان ہرگز جواب این گمرہان نے دہند نداانند کہ اوشان نمی شنوند بلکہ اوشان بے خبرانند از ندا کردن و فریاد برآوردن این گمرہان مرد مانیکہ میگویند یا رسول اللہ ویا علیؓ ویا غوث الاعظمؒ ویا حسینؓ ویا فاطمہؓ واے خواجہ ویا پیر احوال خود را ازین آیت ملاحظہ فرمایند اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ بیشک تو شنوانے کنی مردہ را و شنوانمی کنی کر را ندا یعنے در باب نشنیدن مردہ وکر برابر است وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي

رکوع کیا یعنے نصف بدن کو تعظیماً جھکایا وہ شرک میں گرفتار ہوا- وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ یعنے کھڑے رہو خدا کے لیئے فرمانبردار ہیں ہاتھ باندھ کر ادب کے ساتھ غیر خدا کے سامنے کھڑا ہونا شرک ہے اور فرماتا ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ یعنی تم جہاں رہو پس پھیرو اپنا منہ خانہ کعبہ کی طرف- پس عبادت کے وقت منہ پھیرنا اور متوجہ ہونا کسی قبر یا مکان کی طرف تعظیماً سوائے خانہ کعبہ کے شرک ہے- اور اسی طرح غیر خدا سے دعا مانگنا شرک ہے چنانچہ فرماتا ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْنَ یعنے اُن سے بڑھکر گمراہ کون ہے جو پکارتے ہیں خدا کے سوا ایسے کو جو قیامت تک انکی دعا قبول نکریگا اور وہ سب اُنکے پکارنے سے بے خبر ہیں- یعنی اُس قوم سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں ہے جو خدا کے سوا مُردوں یا دوسروں کو پکارتے ہیں- اور وہ سب ہرگز اُن گمراہوں کو جواب نہیں دیتے ہیں- اتنا نہیں جانتے ہیں کہ وہ لوگ نہیں سنتے ہیں بلکہ وہ سب اُن گمراہوں کے پکارنے اور فریاد کرنے سے بیخبر ہیں پس جو لوگ یا رسول اللہؐ ویا علیؓ ویا غوث الاعظمؒ ویا حسینؓ ویا فاطمہؓ ویا خواجہ ویا پیر کہتے ہیں اُنکو چاہیئے کہ اپنا حال اس آیت کریمہ سے ملاحظہ کریں اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ یعنے اے محمدؐ بیشک تو نہیں سُنا سکتا ہے مردہ کو اور نہیں سُنا سکتا ہے بہرے کو آواز یعنے نہ سُننے میں مُردے اور بہرے دونو برابر ہیں وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي

القبور یعنی تو اے محمد شنوا کنندہ آں شخص را کہ در
قبراست. و روزہ کہ از اعظم عبادات است اگر برائے
غیر اللہ ادا نماید خواہ تمام روز خواہ نیم روز کافر مطلق
خواہد شد ارکان حج کہ از اعظم عبادات است اگر
بجائے دیگر ادا نماید کفر یست صریح باید کہ گرد قبرے
یا مکانے سوائے خانہ کعبہ گردد کہ حق فرماید
وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ باید کہ طواف کنند ایں
خانۂ قدیم و درمیان دو مکاں صفا و مروہ تعظیماً
باید دوید. و جانورے سوائے خدائے تعالیٰ بنام
دیگرے نباید کرد وہمچنیں است سر تراشیدن و
صحبت زائران بودن و دیگر ارکان حج بریں
قیاس باید کرد و بہترین طاعت زکوٰۃ است و انفاق
فی سبیل اللہ صدقہ و طعام اگر بنام بزرگاں
و پیران بزرگاں یا جن و پری و ملائکہ یا دیگر غیر اللہ
معہود شرک است و خوردن طعام ناروا برگاہ
قال اللہ تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ
وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ حرام
کردہ شد بر شمایاں مردہ و خون و گوشت خوک
و ہر چیزے کہ آواز کردہ شد برائے غیر خدا آں چیز
مثالش آنکہ در حضور بادشاہ رعیتی ندر پیش
غلام بادشاہ بہد با آنکہ بادشاہ خود موجود است
پس اوآں رعیت معرض عتاب سلطانی [illegible]
و ندرش را بر خاک ذلت بے اندازد و اگر
آں غلام قبول کردہ باشد آں ہم محل عتاب
مے در آید و اگر انکار کردہ باشد لقضائے ما غیر سد

القبور یعنی اے محمد تو نہیں سنا سکتا ہے اُس کو جو قبر میں ہے
اور روزہ جو بہت بڑی عبادت ہے اگر غیر خدا کے لئے کہیں
خواہ تمام دن خواہ دوپہر تک کہیں کافر مطلق ہوں گے اور
ارکان حج جو بڑی عبادت ہے اگر دوسری جگہ ادا کیجئے ہیں
تو صریح کفر ہے پس چاہئے کہ سوائے خانہ کعبہ کے کسی قبر یا مکان
کے گرد نہ گھومیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ
الْعَتِيقِ چاہئے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں اور صفا
مروہ دو مکانوں کے درمیان دوڑنے کے سوا تعظیماً کہیں
اور جگہ دوڑنا نہ چاہئے اور خدا کے سوا دوسرے کی تعظیم کے
لئے جانور ذبح کرنا نہ چاہئے اور اسی طرح سر کے بال تراشنے اور
زیارت والوں کی صحبت ہونی اور دیگر ارکان حج کو بھی اسی پر
قیاس کرنا چاہئے زکوٰۃ دینا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال
خرچ کرنا بہتر عبادت ہے لیکن صدقہ جس کھانا اگر نام بزرگاں
و پیر بزرگان یا جن و پری و ملائکہ یا کسی دوسرے غیر
اللہ کے نام پر ہو دے تو شرک ہے اور اُس کا کھانا ناجائز
ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ
وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ یعنی تم پر
حرام کیا گیا مردہ اور خون اور سور کا گوشت اور ہر چیز
جس پر غیر خدا کے لئے آواز بلند کی گئی اُس کی مثال یہ ہے کہ بادشاہ
کے سامنے ایک رعیت سے اُس کے غلام کے آگے ندر پیش کی
باوجود اسکے کہ بادشاہ موجود ہے لیکن وہ رعیت ضرور بادشاہ
کی خفگی میں پڑتی ہے اور اُسکی ندر کو خاک ذلت پر ڈالتا
ہے۔ اور اگر غلام اُس ندر کو قبول کر لیوے تو وہ
بھی خفگی میں پڑے اور اگر قبول نہ کرے تو
کوئی نقصان اُسکو نہیں پہنچتا ہے۔

پس آن نذر راکہ برخاک مذلت افتادہ است-
شخصے دیگر قصد گرفتن نماید لابد بمقام غضب سلطانی
مے درآید- پس ظاہر شد کہ باوجود ظاہر بودن آن
مالک حقیقی اگر نقدی یا طعامی نیاز غیر اللہ نمایند
گرفتن و خوردن آن ناجایز بود درین جزو زمان
اکثر مردمان قرآن شریف براے تقرب مردگان
مے خوانند و طعام نذر بزرگان می نمایند- و
نقد بنام غیر اللہ مے دہند چنانکہ این جملہ عبادات
موحدان محض براے خدا مے کنند چون مردمان
سوال مے کنند کہ چرا مرتکب این شرک عظیم
میشوی عوام الناس جوابہاے بیہودہ و
کلمات جہالت برزبان می آرند و مے گویند
بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کلام شما
نمی شنویم بلکہ عمل مے کنیم و پیروی می نمائیم
آن چیز راکہ یافتہ ایم بران چیز پدران خودرا
یعنے از گفتۂ شما رسوم جد و پدر نمی گذاریم مردمانیکہ
سابق مرتکب این امور شدہ اند ہیچ مصلحتے فہمیدہ
باشند بجواب ایشان خداے عزوجل می فرماید
اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّ
لَا يَهْتَدُوْنَ اگرچہ پدران ایشان نمیدانستند چیزیرا
و راہ نمی یافتند بسوے توحید پس جاے تعجب است
یعنے فقط رواج آبار شما براے محمود بودن آن
عمل دلیل نیست تعجب نکنید در گمراہی پدران
خود اگرچہ بظاہر دلق در بر داشتند و بعضے
مردمان کہ روزے چند کتاب بینی کردہ اند

اور اُس نذر کو جو خاک ذلت پر پڑی ہوئی ہے اگر کوئی دوسرا
شخص لینا چاہے تو ضرور وہ بھی شاہی غضب میں گرفتار
ہوجاتا ہے- پس ظاہر ہوگیا کہ باوجود حضوری اُس مالک
حقیقی کے اگر نقد یا طعام نیاز غیر اللہ کریں تو اُس کا لینا-
اور کھانا ناجایز ہے- اِس زمانے میں اکثر لوگ مُردوں کے
تقرب کے لیئے قرآن شریف پڑھتے ہیں اور کھانا بزرگوں
کے نذر کرتے- اور غیر اللہ کے نام سے نقد دیتے ہیں جس
طرح موحد لوگ اِن عبادتوں کو محض خدا کے لیئے کرتے
ہیں- جب لوگ اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم ایسے شرک
عظیم کے مرتکب کیوں ہوتے ہو- تو عوام اشخاص بیہودہ
جواب اور جہالت کی باتیں زبان پر لاتے ہیں اور کہتے
ہیں بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا یعنے ہم تمھاری
بات نہیں سُنتے ہیں بلکہ ہم اُن چیزوں کی پیروی کرتے
ہیں جنپر اپنے باپ داداؤں کو پایا ہے یعنے ہم تمھارے
کہنے سے باپ داداؤں کی رسموں کو نہیں چھوڑیں گے اگلے
لوگ جو ان کاموں کے مرتکب ہوتے ہیں تو ضرور
کوئی مصلحت اُنہیں سجھی ہوگی اِنکے جواب میں اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ تو کہہ اے محمد کہ اگر تمہارے
باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں- اور توحید کی
طرف اُنہوں نے راہ نہ پائی ہو تو جاے تعجب نہیں
ہے یعنے تمہارے باپ داداؤں کا رواج اُس کام کے
بہتر ہونے کی دلیل نہیں ہے تم اپنے باپ داداؤں کی گمراہی
میں تعجب کرو اگرچہ وہ ظاہر میں درویشانہ لباس پہنتے تھے-
اور بعض آدمی جنہوں نے چند روز کتاب بینی کی ہے-

حیلہ ہائے شرعی اظہار مے نمایند کہ ما قرآن برائے
بزرگان مے خوانیم و طعام بنام غیر اللہ نمی دہیم
و جانور برائے بزرگان ذبح مے کنیم بلکہ این
ہمہ محض برائے خدا می کنیم و ثواب آن بہ
بزرگان می بخشیم تامل نیک باید نمود کہ اینان
حیلہ گران اند اگر برائے خدائے تعالیٰ میکنند
چرا تخصیص ماہ مے نمایند مثل محرم و ربیع الثانی
و جمادی الاول و شعبان وغیرہ و چرا تخصیص
روزہائے انتقال بزرگان مے کنند مثل یوم
عاشورا وغیرہ و چرا تخصیص طعامہائے مرغوب
بزرگان مے نمایند مثلاً پلاؤ و مالیدہ وغیرہ
حصہ ماموال خود چرا مقرر مے کنند کہ او را قبل
از ایام مقرر الیہ ہم صرف نمی کنند و جانوریکہ
ذبح مے کنند چرا روئے نشان مے بندند و پیش
قبور مے برند۔ اینہمہ شرک خالص است کہ
شیطان بحیلہ و فریب تخییل ثواب بدل
آنہا انداختہ است بسبب اینکہ آن ملعون
بحضور پروردگار اقرار کردہ است قَالَ
لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ
وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ
الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَ
مَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ
خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا گفت شیطان از خدائے
عزوجل کہ بیشک خواہم گرفت از بندگان تو حصہ
مقرر کردہ و بیشک گمراہ خواہم کرد آنہارا و ہمین

وہ حیلہ شرعی ظاہر کرتے ہیں کہ ہم لوگ بزرگوں کے لیے
قرآن نہیں پڑھتے اور غیر خدا کے نام پر کھانا نہیں دیتے
اور بزرگوں کے لیے جانور ذبح نہیں کرتے ہیں بلکہ یہ سب
امور محض خدا کیلئے کرتے ہیں اور اُس کا ثواب بزرگوں
کو بخش دیتے ہیں پس خوب غور کرنا چاہیئے کہ یہ لوگ حیلہ گر
ہیں سو اگر اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں تو پھر تخصیص ماہ
محرم و ربیع الثانی و جمادی الاول و شعبان وغیرہ کی
کیوں کرتے ہیں اور بزرگوں کے انتقال کے دن کی
تخصیص کیوں کرتے ہیں جیسے یوم عاشورا وغیرہ
اور وہ کھانا جو بزرگوں کو مرغوب تھا مثلاً پلاؤ و مالیدہ
وغیرہ اُسکی تخصیص کیوں کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں
حصہ کیوں مقرر کرتے ہیں کہ اُسکو ایام مقررہ سے قبل
صرف نہیں کرتے اور جو جانور ذبح کرتے ہیں اُس پر
نشان کیوں باندھتے ہیں اور اُسکو قبر کے آگے کیوں
لیجاتے ہیں یہ سب شرک خالص ہیں کہ شیطان نے
حیلہ و فریب سے اُنکے دلوں میں ثواب رسانی کا خیال
ڈالا ہے اس سبب سے کہ اُس ملعون نے اللہ تعالیٰ
کے حضور میں اقرار کیا ہے کہ قَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ
وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَ
لَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ
الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ
خُسْرَانًا مُبِينًا اللہ تعالےٰ نے شیطان نے کہا
کہ بیشک تیرے بندوں سے لونگا ایک حصہ مقرر کیا ہوا
اور بے شک اُنکو گمراہ کروں گا۔ اور ضرور

آرزوے باطل بدل آنہا تو اھم انداخت وبیشک حکم خواہم کرد آنہارا پس بشگافند گوشہاے چارپایان وبیشک حکم خواہم کرد آنہارا پس متغیر کنند خلق خدارا۔ وہرکس کہ بگیرد شیطان را دوست سواے خدا۔ پس بیشک در نقصانے افتاد بہ نقصانے ظاہر یعنے وعدہ کردہ است کہ از بندگان تو حصہ مقرر خواہم کرد باین طور کہ ہر سال در دوصد روپیہ این قدر نیاز غیر اللہ بدہند یا ہر سال این قدر غلہ بنام فلان بزرگ جدا نمایند و آرزوے باطل بدل اینہا انداختہ است مثلاً این مضمون کہ ہر شخص کہ نیاز بزرگان ادا خواہد کرد ضرور این بزرگان شفاعت کردہ بہ جنت خواہند برد وحکم مے کند تا خلقت خدا را متغیر کنند۔ باین طور کہ خودرا خواجہ سرا کنند یا ریشہاے خودرا تراشند یا بطور دیگر خودرا منقلب کنند نعوذ باللہ این ہمہ مکر شیطان است کہ بفریب ثواب بخشیدن بخاطر مردمان شرک مے اندازد و وعدہاے خودرا ایفا مے نماید واگر از مردمان ثواب ختم قرآن طلب نمایند بہ بخشیدنش تامل نمے کنند واگر یک روپیہ بخواہند ہزار حیلہ درمیان آرند۔ پس ثواب آخرت در دل اینہا قدر و وقار ندارد کہ بے تکلف بدیگران می بخشند در حدیث مذکور است کہ بروز قیامت شخصے را نیکی وبدی بمیزان عدالت برابر خواہد شد حکم خواہند کرد کہ یک عمل خیر دیگر بیار تا نیکی تو زیادہ شود

اُنکے دلوں میں آرزوے باطل ڈالوں گا اور بیشک اُنکو حکم کرونگا۔ پس پھاڑینگے جانوروں کے کان اور بیشک حکم کرونگا اُنکو۔ پس خلق خدا کو بدل دینگے اور جو کوئی خدا کے سوا شیطان کو دوست بنالیوے۔ پس وہ بیشک نقصانِ ظاہر میں پڑگیا۔ یعنی شیطان نے خدا سے وعدہ کیا ہے کہ تیرے بندوں سے حصہ مقرر کروں گا اس طور سے کہ ہر سال دوسو روپیہ میں اس قدر نیاز غیر اللہ دیویں یا ہر سال اس قدر غلہ نام سے فلان بزرگ کے جدا کریں اور شیطان نے اُنکے دلوں میں آرزوے باطل ڈالدی ہے جیسے یہ عقیدہ کہ جو کوئی اِن بزرگوں کی نیاز ادا کریگا اُسکی ضرور یہ بزرگ شفاعت کرکے بہشت میں داخل کرینگے اور شیطان حکم کرتا ہے کہ لوگ خلقتِ خدا کو متغیر کریں اس طرح سے کہ اپنے کو خواجہ سرا بنائیں یا اپنی ڈاڑھی تراشیں یا دوسرے طور سے اپنی حالت بدلیں۔ نعوذ باللہ یہ سب شیطان کا مکر ہے کہ ثواب رسانی کا فریب دیکر لوگوں کے دل میں شرک ڈالتا ہے اور اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اور جب لوگوں سے ختم قرآن کا ثواب طلب کرتے ہیں تو اُسکے بخشنے میں کچھ تامل نہیں کرتے ہیں اور اگر اُن سے ایک روپیہ مانگیں تو ہزار حیلہ بیان کریں۔ پس ثواب آخرت اُن کے دلوں میں کچھ قدر و مرتبہ نہیں رکھتا ہے کہ بے تکلف دوسروں کو دیتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص کی نیکی وبدی میزان عدالت میں برابر ہوگی۔ حکم ہوگا کہ ایک عمل خیر دوسرا لا تاکہ تیری نیکی زیادہ ہوجاوے

مستحق جنت نشوی پس هر یک عزیز دوست اقارب را
خواهد کرد مادر و پدر و فرزند و زن - بخشیدن یک
عمل خیر ازوی انکار خواهد نمود امروز هم بسیاری از مردم است
که بخشیدن ثواب عمل خیر دریغ می کنند - مگر قدر
اعمال و خوف آخرت ندارند و اعمال را ضعیف
و سبک می انگارند و حقیقت ثواب بخشیدن اینست
بدانید که نزد بعضے علماء ثواب از بخشیدن دیگرے
به دیگرے نرسد بدلیل قوله تعالے لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ خاص برائے او ست هرچه
کسب کرده است و درین باب بسیار از
آیات و احادیث برین معنی دلالت می دارند - دیگر
مخالف قیاس است که ظهور قبولیت و عدم
قبولیت عمل بجناب پروردگار ظاهر نشده و علم
آن در دست این شخص موجود نیست بدیگران چه
می بخشد و نزد بعضے علماء مثل شامی ثواب
اعمال بدنی مثل نماز و روزه وغیره بدیگران نمیرسد
و ثواب عبادات مالی مثل طعام خدا بسبیل
و چاه کندن و پل و ادای الصدقة بخشیدن
مردگان بدیگران میرسد قیاس بر اینکه جمله
علماء متفق اند که از دعاے دیگران بعد
آخرت برائے مردگان رسائی میشود - نقل است
که از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم یارے پرسید که
مادرم مرده است میخواهم که چیزے بکنم که
بکارش آید حضرت بکندن چاه اشارت
فرمود - و نزد بعضے علماء مثل ابو حنیفه ثواب

اور تو جنت کا مستحق ہے پس ہر عزیز و اقارب کے لئے
التجا کا قصد کریگا لیکن ماں باپ بی بی اور اولاد بھی
ایک عمل خیر کے دینے سے انکار کرینگی پس آج کل بھی بہتیرے
ایسے ہیں کہ ہمارا عمل خیر کے بخشنے میں بھی لوگ افسوس
کرتے ہیں شاید اعمال کی قدر اور آخرت کا خوف نہیں رکھتے
اور اعمال خیر کو بہت خفیف و سبک سمجھتے ہیں اب
ثواب رسانی کی حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ بعض علماء کے
نزدیک بخشنے سے دوسرے شخص کو ثواب نہیں پہنچتا
ہے اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ کلام ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی خاص اسی کے لئے ہے جو
کچھ اس نے نیک کام کیا اور خاص اسی پر ہے جو کچھ اس نے
بد کام کیا علاوہ اسکے بہت سی آیتیں اور حدیثیں اسی مضمون
پر دلالت کرتی ہیں اور بخلاف قیاس بھی ہے کہ اب تک
عمل کی قبولیت و عدم قبولیت بارگاہ الٰہی میں ظاہر نہیں ہوئی
ہے اور علم اس شخص کے اندر میں موجود نہیں ہے پس دوسروں کو
کیا چیز بخشتا ہے اور بعض علماء یعنی امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک
اعمال بدنی یعنی نماز روزہ وغیرہ کا ثواب دوسروں کو نہیں پہنچتا
ہے اور عبادت مالی کھانا کھلانا اور کنواں کھدانا اور قسم سبیل
پہنچانا اسکا ثواب بخشنے سے دوسروں کو پہنچتا ہے اس
قیاس پر کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ دوسروں کا دعا کرنا
مردوں کو بعد انکے موت سے رسائی ہوتی ہے چنانچہ منقول ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے پوچھا کہ میری
ماں مرگئی ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی عمل ایسا کروں جو اسکے
کام آئے پس حضرت نے فرمایا کہ اسکی طرف سے کنواں
کھدوا دے اور امام ابو حنیفہؒ و بعض دیگر علماء کے نزدیک

اعمال بدنی و مالی ہردو میرسد بدیگران اما جملہ اہل علم
متفق اند برا ینکہ بخشیدن اعمال بدیگران بسیار و
متواتر از اصحاب منقول نیست اصحاب باوجودیکہ
با مادران و پدران و بزرگان محبت بسیار میداشتند و
حقوق آنہا خوب مے شناختند چندانکہ ما یان
نمی شناسیم ثابت نیست کہ اکثر این عمل بفعل
آوردہ باشند چنان کہ باین جزو زمان مردمان
بکثرت میکنند و علماء جملہ متفق اند براین کہ در بخشیدن
اعمال بہ مردگان اگر ہست نفع قلیل است اگر
شخصے بزندگانی خود یک پول بدہد بہتر ازان است
کہ پس از وے لکھ پول بدہند اگر شخصے تمام
عمر خود را بہ تحصیل دنیا برباد دادہ باشد و یک عمل
خیر نکردہ و خدائے او از و راضی نشدہ ممکن نیست
کہ بعد از مردنش اعمال خیر پس وے روانہ کنند و
اورا از عذاب آخرت خلاص نمایند بلبل شیرازی
ہمی نغمہ سراید ؎ برگ عیش بگور خویش فرست
کس نیارد ز پس تو پیش فرست ٭ علاوہ ازین این
است کہ بخشیدن ثواب اعمال اگرچہ درست است
لیکن مورث شرک بہ سبب اینکہ عوام الناس
فرق نمے کنند در اینکہ ثواب عبادت بہ بزرگان
مے بخشیم یا خود عبادت برائے تقرب بزرگان و
رضائے ایشان مے کنیم آخر عبادات بنام غیر
اللہ میکنند و مشرک مے شوند پس درین زمانہ
کہ کثرت اعمال شرک است خواص را باید کہ
ازین چنین اعمال تغافل و چشم پوشی نمایند تا در شرک بستہ شود

اعمال بدنی و مالی دونوں کا ثواب دوسروں کو پہونچتا ہے
لیکن سب اہل علم اسبات پر متفق ہیں کہ دوسروں کو عمل
بخشنا کثرت و تواتر کے ساتھ اصحاب کرام سے منقول نہیں ہے
باوجود اسکے کہ اصحاب کرام ماں اور باپ اور بزرگوں سے
بہت محبت رکھتے تھے اور اُنکے حقوق کو جتنا وہ پہچانتے تھے
اُتنا ہم لوگ نہیں پہچانتے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہے کہ
اس عمل کو اُن لوگوں نے اکثر کیا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں
لوگ بکثرت کرتے ہیں اور تمام علماء اسپر متفق ہیں کہ مردوں
کو عمل بخشنے میں ثواب بھی ہے تو بہت تھوڑا ہے اگر کوئی
شخص اپنی زندگی میں ایک پیسہ خیرات کرے تو یہ بہتر ہے
اس سے کہ کوئی اُسکی طرف سے لاکھ پیسے خیرات کرے۔
جس شخص نے تمام عمر اپنے کو دنیا حاصل کرنے میں برباد کیا
ہے اور ایک عمل خیر بھی نہیں کیا اور اُسکا خدا اُس سے راضی
نہیں ہوا تو ممکن نہیں ہے کہ اُسکے مرنیکے بعد جو اعمال خیر
اُسکے پیچھے روانہ کئے جائیں وہ اُسکو عذاب آخرت سے چھڑائیں
بلبل شیرازی حضرت سعدی بھی یہی نغمہ گاتے ہیں عیش کا
سامان اپنی قبر میں بھیج تیرے پیچھے کوئی نہ بھیجیگا تو پہلے بھیج
علاوہ اسکے ثواب عمل کو بخشنا اگرچہ درست ہے لیکن عوام
میں شرک پیدا کرتا ہے اس وجہ سے کہ عوام اس امر میں کہ
بزرگوں کو ثواب عبادت بخشتے - یا خود عبادت بہ
غرض تقرب رضامندی اُنکے کرتے ہیں فرق نہیں کرتے ہیں
آخرکار غیر اللہ کے نام سے عبادت کرتے اور مشرک
ہوتے ہیں - پس اس زمانہ میں کہ اعمال شرک
کی کثرت ہے - خواص کو چاہیئے کہ ایسے اعمال سے
تغافل و چشم پوشی کریں تاکہ شرک کا دروازہ بند ہوجائے

وثابت است که تجشیدن احتمال ضرور
نیست واگر گمان فائده است نیز بسیار قلیل وموہوم
است که بارتکاب امثال این امور دوستِ شرک
نگشاید وگمان فائدهٔ قلیل برائے مؤمن را راه
جهنم نماید از دیدن قبور موت خود یاد می آید
ودنیا سراب بے مایه واین همه حباب بحالت
آب او را همه کسان را منع فرمود که کسے قبر را نه
عید و پرستش نرود بهت ایں که مردمان تعظیمات
قبور از حد زیاده بجا مے آوردند چوں ایام جاهلیت
رفت ومردمان موحد شدند تعظیمات قبور موقوف
گردید مردمان را به دیدن قبور اجازت شد وزنان را
هنوز منع است که زنان ناقص العقل والدین هستند
ضرر بالضرور تعظیم خلاف شرع یا نوحه وامثال آن
کرده ذخیرهٔ وبال خود گردانند در دروغ وعید
عذاب سخت وارد شده است واگر شخصے را که
منظور باشد که ایشان فائده بانبیاء و اولیاء و
پیران ومجتهدان یا مادر و پدر رسد طریقش
ازیں بهتر نیست که محض خالصاً لله اعمال خیر و
عبادات ادا نماید و عمل مطابق مرضی
الهی گردد وثواب عبادات بکسے نه بخشد
بلکه خود هم نخواهد بدل این نشد بدارد که ما
برائے رضامندی وخوشنودی مالک خود این
کار کرده ایم ومُزد درکار نداریم بلکه رحمت وعنایتش
برائے بخشایش ما بس کفایت میکند چنانکه
خواجه حافظ مے فرماید ع تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن

اور یہ بات ہے کہ تحقیق احتمال کا ضرور نہیں اور فائدہ
کا گمان اگر ہے بھی تو بہت تھوڑا ہے پس کیا ضرور ہے کہ
ایسے امور کے ارتکاب سے شرک کا دروازہ کھولیں اور تھوڑے
فائدہ کے گمان پر ہزاروں مؤمن کو دوزخ کی راہ دکھائیں
قبروں کے دیکھنے سے اپنی موت یاد آتی ہے اور دنیا بے
بے حقیقت چیز دکھائی دیتی ہے مگر باوجود اسکے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سب لوگوں کو منع کیا کہ کوئی
شخص قبر کی زیارت نہ کرے اور اسکے آگے نہ جائے اس
سبب کہ لوگ قبروں کی تعظیم حد سے زیادہ کرتے تھے لیکن
جب جاہلیت کا زمانہ گذر گیا اور لوگ موحد ہوگئے تو قبروں
کی تعظیم موقوف ہوئی تو مردوں کو زیارت قبر کی اجازت
ہوئی اور عورتوں کیلئے اب تک منع ہے کیونکہ عورتوں کی عقل
ودین میں نقصان ہوتا ہے ضرور قبر کے پاس خلاف شرع
تعظیم یا رونا پیٹنا کریں گی علاوہ ازیں ایسی عورتوں کے حق
میں دروغ میں سخت عذاب کی وعید آئی ہے جس شخص کو
منظور ہو کہ ہماری طرف سے فائدہ نبیوں اور ولیوں اور
پیروں اور مجتہدوں یا ماں باپ کو پہونچے تو اس کا طریقہ اس سے
بہتر کوئی نہیں ہے کہ محض خالص خدا کے لیے عمل خیر اور
عبادت ادا کرے اور ان عمل سے حکم خدا کا ادا کرتا
ہے اور عبادتوں کا ثواب کسیکو نہ بخشے بلکہ خود بھی توقع
صرف اعتقاد دل میں رکھے کہ جیسے اپنے مالک کی رضامندی
وخوشنودی کے لیے یہ کام کیا ہے اور اسکی مزدوری ہمیں
درکار نہیں ہے بلکہ اسکی رحمت وعنایت ہماری بخشش
کیلئے کافی ہے چنانچہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں کہ تو فقیروں
کی طرح بندگی مزدوری کی شرط پر مت کر

که خواجه خود روشِ بنده پروری داند * خداے تعالےٰ این مومن را اجر بسیار خواهد داد ونیز بذوی الحقوقش ثواب خواهد رسانید باحادیث صحیحه آمده است که ثواب اعمال اولاد به آبا واجداد بغیر ازبخشیدن میرسد وثواب عامل نیز کم نمی شود - بهمین طور ثواب اعمال شاگردان باوستادان علم ظاهری یعنی علماو مجتهدین واوستادان علم باطنی یعنی پیران طریقت میرسد - مناسب ست که آدم مطیع پروردگار شود - چون خداے تعالیٰ ازین بنده راضی خواهد شد مقبولِ بارگاهِ خود خواهد کرد واز احوال ذوی الحقوق این بنده که دلش براے بخشایش وے متعلق است غفلت کلی نخواهد کرد در باب علم از مشکوٰة مذکور است عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اَنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ مِّنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَهٗ گفت ابوهریره که فرمود رسولِ خدا صلے الله علیه وسلم چون بمیرد انسان کار او بریده مے شود مگر از سه چیز وآن صدقه جاریه است وعلم که نفع گرفته شود ازو واولاد نیک که دعا کند براے او که ثواب هرسه بآن مرده میرسد *

کیونکہ خود مالک بندہ پروری کا طریقہ جانتا ہے پس ایسے مومن کو اللہ تعالیٰ بہت اجر دیگا - اور اُسکے حقداروں کو بھی ثواب پہونچائیگا - صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ اولاد کے عمل کا ثواب باپ داداؤں کو بغیر بخشنے کے پہونچتا ہے اور عامل کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا ہے - اِسی طرح شاگردوں کے عمل کا ثواب علم ظاہری کے اُستاد علماء ومجتہدین کو اور علم باطنی کے اُستاد پیران طریقت کو پہونچتا ہے - پس مناسب یہ ہے کہ آدمی خدا کا تابعدار بنے جب اللہ تعالےٰ اُس بندہ سے راضی ہوگا اور اُسکو اپنی درگاہ کا مقبول کریگا تو اُسکے حقداروں کے احوال سے جن کی بخشایش کیلئے اُسکے دل کو تعلق ہے پوری غفلت نہ فرمائیگا - مشکوٰۃ شریف کی باب العلم میں مذکور ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اَنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ مِّنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْعِلْمٍ یُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَهٗ - حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مرتا ہے تو اُس کا عمل موقوف ہوجاتا ہے مگر تین عمل کا ثواب نہیں بند ہوتا ہے - ایک صدقہ جاریہ دوسرے وہ علم جس سے لوگ نفع پائیں تیسرے اولاد نیک جو اُسکے لیئے دعا کرے غرض ان تین عملوں کا ثواب مردہ کو پہونچتا ہے -

فصل پنجم

در بیان ملحق بعبادت - باید دانست که سواے شارع اقوام دیگر تعظیماتیکه براے خدا مقرر کرده

پانچویں فصل

اسمیں اُس عمل کا بیان ہے جو عبادت کے ساتھ ملایا گیا ہے - جاننا چاہیئے کہ سوائے شارع علیہ السلام کے دوسری قوموں نے جس تعظیم کو

اگر شخصے آں را تعظیم پیش غیر الله ادا نماید مشرک شود
چنانکہ ازیں جملہ ملحق بعبادت اند مثلاً شخصے پیش
بزرگے یا قبرے بیک پا استادہ شود یا سر خود را
بہ یک دو پائے خود را خم کند مشرک جلی گردد
خواہ شد یا تعظیمے جدید اختراع نماید کہ سوائے خدا
لائق قدر بندگاں نیست البتہ مشرک خواہد شد
چناں کہ مردماں بسوئے قبور قدمے چند میروند
باز استادہ مے شوند و کج شدہ واپس می آیند
و طرف آن قبر پشت نمی کنند بلکہ بطرف پشت
گام مے نہند و بازمے آیند و امثال این ہم برینہا
قیاس باید کرد بعضے مردماں مے گویند کہ ما این
بزرگاں را شریک خدا نے دانیم و حل مشکلات از
ایشاں نمی خواہیم بلکہ ایشاں مقرباں بارگاہ الٰہی
ہستند ما را ہم قریب خدا خواہند کرد باعث ہمیں
است کہ تعظیمات ایشاں زیادہ از حد بجا مے آریم
جواب ایشاں حق سبحانہ تعالیٰ می فرماید وَالَّذِیْنَ
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا
لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ
فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ
مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ و آنانکہ دوست گرفتہ اند غیر
خدا گفتند کہ عبادت نمی کنیم ایشاں را مگر برائے
اینکہ نزدیک کنند مرا بسوئے خدا در مرتبہ قرب
ہر آئینہ خدا حکم خواہد کرد میان ایشاں در آنچہ
اختلاف دارند ہر آئینہ خدا راہ نمی نماید کسے را
کہ دروغ گوئی کافر است یعنی درمیان موحداں و مشرکاں

اگر کوئی شخص اسکو کہ یاں تعظیم خدا کے سوا غیر کیلئے ادا کرے تو
مشرک ہو جاتا ہے کیونکہ اس قسم کے اعمال عبادت کے ساتھ
ملحق ہیں مثلاً کوئی شخص کسی بزرگ یا کسی قبر کے سامنے ایک
پاؤں پر کھڑا ہو یا اپنے سر کو نیچے کو جھکا کر ادھر کرے تو مشرک
جلی میں گر جاتا ہوگا یا کوئی تعظیم نئی ایجاد کرے جو سوا خدا کے
بندگوں کے لائق نہیں ہے تو البتہ مشرک ہو جائیگا جیسا کہ
لوگ قبروں کی طرف چند قدم چلتے ہیں پھر کھڑے ہو جاتے
ہیں اور کج ہو کر پھر پیچھے ہٹتے ہیں اور قبر کی طرف قدم رکھتے
ہوئے لوٹتے ہیں اور اس کی مثل اور عملوں کو بھی
اسی پر قیاس کرنا چاہیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ
بزرگوں کو خدا کا شریک نہیں جانتے ہیں اور اُن سے
حل مشکلات نہیں چاہتے ہیں بلکہ وہ لوگ بارگاہ الٰہی کے
مقرب ہیں ہمے بھی خدا کے قریب کر دینگے اسی سبب سے
ہم لوگ انکی تعظیم حد سے زیادہ کرتے ہیں انکے جواب
میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ
زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ
كَفَّارٌ جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے کو دوست
جانا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اُن کی عبادت نہیں کرتے
ہیں مگر اس لیے کہ وہ ہمیں مرتبہ قرب میں اللہ تعالیٰ کے
نزدیک کر دیویں بے شک اللہ فیصل کردیگا درمیان
انکے اس چیز میں جس میں وہ اختلاف رکھتے ہیں
بے شک اللہ راہ نہیں دکھاتا ہے اُس کو
جو جھوٹا کافر ہے ایسے موحدوں اور مشرکوں

اختلاف است موحدان مے گویندکہ این اعمال شرک از خدا دُور مے افگند ومشرکان مے گویند کہ این تعظیمات بزرگان موجب قرب خداہست خداوند تعالےٰ فرمود کہ ما حکم مے کنیم درمیان اختلاف شما این وقول فیصل مے گوئیم کہ مشرکان کاذب اند بلکہ خود در قول خود کہ مے گویند کہ ما تعظیم وعبادت بزرگان نمی کنیم مگر برا ے اینکہ مارا از خدا قریب کنند بلکہ عبادت بزرگان برا ے دفع بلایا مے نمایند وبزرگان را قادر بر رفع حوائج مے دانند وغیر اللہ را دوست داشتن وعبادتش کردن آدم را کافر مے کند چگونہ موجب قرب الٰہی خواہد شد وہدایت بدست خدا ست و او تعالیٰ ہدایت نخواہد کرد این مشرکان دروغگوئی راکہ مے گویند قریب کردن از خدا ے تعالیٰ باختیار بزرگان است وَاِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ را فراموش میکنند

کے درمیان اختلاف ہے موحد لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب شرک کے کام بندہ کو اللہ تعالیٰ سے دور کردیتے ہیں اور مشرک لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی تعظیم خدا کی نزدیکی کا سبب ہے پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم تمہارے اختلاف کے درمیان حکم کرتے ہیں اور قول فیصل کہتے ہیں کہ مشرک لوگ اپنے قول میں جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم لوگ بزرگوں کی تعظیم وعبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لیئے کہ ہمیں خدا سے قریب کردیویں بلکہ بزرگوں کی عبادت مصیبت وبلا کے دفع کے لیئے کرتے ہیں اور اُن کو دفع حوائج پر قادر جانتے ہیں۔ اور غیر خدا کو دوست رکھنا اور اُس کی عبادت کرنی آدمی کو کافر کردیتی ہے پس قرب الٰہی کا سبب کیونکر ہوگا۔ اور ہدایت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ایسے جھوٹے مشرکوں کو جو کہتے ہیں کہ خدا سے نزدیک کردینا بزرگوں کے اختیار میں ہے ہدایت نہ کریگا وَاِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ کو بھول جاتے ہیں ؎

فصل ششم

دربیان اشراک فی العادۃ۔ باید دانست کہ موحدان را عادت دیگرے باشد ومشرکان را دیگر موحدان درنشستن وبرخاستن وپہلو گردانیدن نام خدا بیاد مے آرند یعنی یا اللہ یا رب ویا کریم وامثال این الفاظ مے گویند چنانکہ حکم است وَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ یاد آرید نام خدا را درنشستن وبرخاستن وبر پہلوہا ے خود یعنی مردمان عکس این آیۃ یا پیر یا خواجہ ویا علی

چھٹی فصل

اسمیں شرک فی العادت کا بیان ہے۔ جاننا چاہیئے کہ موحدون کی عادت دوسری ہوتی ہے۔ اور مشرکوں کی دوسری۔ جو موحد ہیں وہ بیٹھنے اُٹھنے اور کروٹ بدلنے کے وقت خدا کا نام لیتے ہیں یعنے یا اللہ یا رب یا کریم اور جو لفظ اسکی مثل ہے کہتے ہیں جیساکہ حکم ہے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ یعنے اللہ کو یاد کرو اُٹھنے بیٹھنے کروٹ بدلنے کے وقت لیکن بعض لوگ اس آیت کے برعکس یا پیر یا خواجہ یا علی ؓ

بُت پرستی صورت پرستی را گویند امّا در شرع معنی
دیگر دارد - یعنی تراشیدهٔ دست خود را پرستیدن
موقوف بر تصویر نیست - ندیدی که نصارا دار حضرت
عیسٰی را از دست خود مے تراشند و پرستش مے کنند
پس اگر تصویر بزرگان بسازند و تنظیماتش بجا آرند
و یا نقل تربت حضرت حسینؓ بیارایند یا نشانی وغیره
بسازند و بنام بزرگان منسوب کنند از اقسام بُت
پرستی باشد و نشان قدم بر سنگے منقش کردن و آنرا
نقش قدم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ سلم قرار
داده تنظیماتش بجا آوردن برہمین قیاس باید
کرد و از ہمین اقسام باشد پرستش قبرہا و آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم برکسانیکہ چراغ بر قبور برند لعنت
فرموده است و بنا مکانات بر قبور و بلند ساختن و
بخشت پختہ بستن و از جص سفید کردن و از گچ محکم
ساختنش را منع فرمود موجبش ہمین است کہ
تزئین قبور باعث شرک میشود و اسراف مال است
آنچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضٰی علی
کرم اللہ وجہ را در باب قبور ارشاد کرده بود باحادیث
صحیح وارد است و بہمہ کس معلوم و مسلم احتیاج تصریحش
نیست تعظیمات درختان و مکانات سوائے مسجد
بجا آوردن را نیز برہمین قیاس نمائی نشنیدی کہ
زیر درختے کہ بیعت رضوان واقع شده بود حضرت
عمرؓ آن را از بیخ برکندید کہ مبادا تنظیماتش بجا آرند
و بدریاے شرک مستغرق شوند
واللہ اعلم بالصواب

بت پرستی صورت پرستی کو کہتے ہیں لیکن شرع شریف میں
اسکے معنی دوسرے ہیں یعنی بنائی ہوئی چیز کو پوجنا یہ تصویر پر
موقوف نہیں ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ عیسائی حضرت عیسٰے
کی صلیب اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں اور پرستش اُسکی کرتے ہیں
اگر بزرگوں کی تصویریں بنائیں اور اُنکی تعظیم بجا لائیں یا حضرت
حسینؓ کی قبر کی نقل بنائیں یا نشان وغیرہ بنائیں - اور
بزرگوں کے نام کے ساتھ منسوب کریں تو یہ بھی بت پرستی ہے
اور قدم کا نشان پتھر پر کھودنا اور اُسکو جناب رسالتمآب صلی
اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نقش قرار دیکر اُس کی تعظیم بجا لانا اُسکو
بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے اور انھیں قسموں میں داخل ہے
قبر پوجنا حالانکہ رسول خدا نے اُن لوگوں پر جو قبروں پر چراغ
لیجاتے ہیں لعنت کی ہے اور قبروں پر عمارت بنانی یا اُنکو بلند
کرنا یا اینٹ سے پختہ کرنا اور چونہ سے سفید کرنا اور گچ سے مضبوط
بنانا ان سب کاموں سے منع فرمایا ہے اسکا سبب یہی ہے
کہ قبروں کی زینت باعث وقوع شرک ہوتی ہے اور اس میں
مال کو فضول خرچ کرنا بھی ہے اور وہ حکم جو رسول خدا نے حضرت
علی مرتضیٰ کو قبروں کی نسبت فرمایا تھا صحیح حدیثوں میں وارد
ہے اور سب کو معلوم و مسلم ہے اُسکی تصریح کی حاجت نہیں ہے
اور مسجد کے سوا درختوں اور مکانوں کی تعظیم کو بھی اسی پر
قیاس کرے کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ وہ درخت جسکے نیچے
بیعت رضوان ہوئی تھی اُسکو حضرت عمرؓ نے جڑ سے اُکھاڑ
دیا اس خیال سے کہ شاید لوگ اُس کی تعظیم کریں
اور شرک کے دریا میں ڈوب مریں - واللہ اعلم
بالصواب یعنی حق بات کو خدا
خوب جانتا ہے ؂

قرآن وحدیث را پوشنند
تبدیل کنند مدعا را

اے مؤمن پاک ای مسلمان
گر می خواہی رہ رضا را

قرآن و حدیث را بسر نہ
بگذار کلام ماسوا را

قرآن وحدیث پر پردہ ڈالتے اور اُسکے مطالب کی تاویل کرتے ہیں
اے مؤمن پاک اے مسلمان اگر تو خدا کی رضامندی کی راہ پر چلنا چاہتا ہے
تو قرآن وحدیث کو سر پر رکھ۔ اور اَوروں کے کلام سے کنارہ کر

نسب نامہ حضرت مؤلف مولنا مولوی ولایت علی زبیری الہاشمی صادقپوری عظیم آبادی علیہ الرحمۃ والغفران

۱ مولنا ولایت علی و مولنا عنایت علی و مولنا فرحت حسین علیہم الرحمۃ والغفران فرزندان
۲ مولوی فتح علی مرحوم ومغفور
۳ مولوی وارث علی مرحوم
۴ ملا محمد سعید عرف ملا بخشو مرحوم
۵ قاضی احمد اللہ مرحوم
۶ ملا حفیظ اللہ مغفور
۷ حضرت مولنا محمد عارف قدس سرہ ملقب بہ ابو الفتح
۸ ملا شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
۹ ملا شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ
۱۰ شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ
۱۱ حاجی عبد الصمد عرف حاجی الحرمین رحمۃ اللہ علیہ
۱۲ صدر الاتقیا حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳ سالک طریقت ماہ برج حقیقت حضرت مخدوم شیخ حمید الدین قدس سرہ
۱۴ مظہر علم وعرفان حضرت مخدوم عزیز الدین پکچھی قدس سرہ
۱۵ حضرت مخدوم خلیل الدین منیری قدس سرہ
۱۶ حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحیی منیری قدس سرہ
۱۷ حضرت سلطان محمد اسرائیل قدس سرہ
۱۸ حضرت محمد معروف بہ امام تاج فقیہ مدنی الاصل ثم خلیل الرحمانی ثم المنیری قدس سرہ
۱۹ حضرت امام ابوبکر قدس سرہ
۲۰ حضرت امام ابو محمد عرف امام ابو الفتح قدس سرہ
۲۱ حضرت امام ابو القاسم قدس سرہ
۲۲ حضرت امام ابو الصائم قدس سرہ
۲۳ حضرت ابو سعید عرف مولنا ابو الدہر قدس سرہ
۲۴ حضرت امام ابو الفتح قدس سرہ۔
۲۵ حضرت امام ابو اللیث قدس سرہ
۲۶ حضرت امام ابو اللیل قدس سرہ
۲۷ حضرت امام ابو الدہر قدس سرہ
۲۸ حضرت امام ابو سہمہ قدس سرہ
۲۹ حضرت امام ابو الدین امام عالم قدس سرہ
۳۰ حضرت ابو مسعود تابعی رحمۃ اللہ
۳۱ حضرت عبد اللہ ابو ذر صحابی رضی اللہ تعالی عنہ
۳۲ حضرت زبیر عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
۳۳ حضرت عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مثل غلامی کہ از حضور باشتے آقاے خود و استماع
احکام وانجام کار در مدتے مرضی دان و طبیعت شناس
گشتہ و پایہ اش بجاے رسیدہ کہ اگر مولایش از پیش
خود جدا مے کند و در غیبت آن کاری چنین وارد شود
کہ حکم آن از زبان آقاے خود نشنیدہ ہر آئینہ بسبب
طبیعت شناسے سرانجام آنکار موافق رضاے
مولیٰ تواند کرد و این چیزیست جلیل القدر و از
ضروریات دین و آن مرضی دان بحضور خداوندگار
قدر و وقار و عزت و اعتبار دارد و از فقاہت ست
فہمیدن مدارج اوامر و نواہی مثل فرض و واجب و سنن
و نوافل و مستحب و مباح و حرام و مکروہ وغیر ذالک بغیر
دریافت مدارج احتمال قوی است کہ سررشتہ تابعی
حق جل وعلا بالکل از دست بعض اشخاص گسستہ
شود کہ بر تمام اوامر و نواہی دست ہمت دراز کردن
کار ہر شخص نیست لابد ضروری را از غیر ضروری تمیز
دادہ بقدر تحمل نفس ضروریات را اختیار خواہد نمود
و از فقاہت فی الدین عمدہ است دانستن حقائق
و اسرار شرائع اما این طائفہ را فقہا نمی نامند بلکہ علم
حقائق و اسرار را باعث علو شانش فن جداگانہ
قرار دادہ اند و از فقاہت ست تامل در محاورات
کلام عرب مثل حقیقت و مجاز یا تشدید و تغلیظ و ترغیب
و ہمین طور اکثر امور اند کہ این مقام تنگ گنجایش
آن نمیدارد و آثار فقاہت فی الدین یافتہ میشوند
در امام ابی حنیفہ و امام شافعی و حنبل و مالک و
اکثر اتباع شان شکر اللہ مساعیہم در اوائل زمانہ کہ

جیسے وہ غلام جو اپنے مالک کی خدمت میں حاضر رہنے ا
احکام سننے اور کام انجام دینے سے ایک مدت میں مرضی
اور طبیعت شناس ہوگیا اور اسکا مرتبہ یہاں تک پہونچا کہ اگر
مالک اپنے سامنے سے جدا کرے اور اسکے پیچھے ایسا کام پیش
آوے کہ اسکا حکم اپنے مالک کی زبان سے نہ سنا تھا تو بیشک مالک
کی طبیعت شناسی اور مزاج دانی کے سبب سے موافق مرضی مالک
کے اس کام کو انجام دے سکے اور یہ فقاہت یعنی دین کی سمجھ
ایک عمدہ چیز ہے اور ضروریات دین میں داخل ہے اور ایسا
آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور میں قدر اور وقار اور عزت اور
اعتبار رکھتا ہے اور امر اور نہی جیسے فرض اور واجب سنت
اور نفل مستحب اور مباح حرام اور مکروہ - وغیرہ کے مدارج اور
مراتب کا سمجھنا فقاہت میں داخل ہے بغیر دریافت کرنے
مدارج کے احتمال قوی ہے کہ حق تعالیٰ کی تابعداری کی ڈوری
بعض لوگوں کے ہاتھ سے بالکل چھوٹ جاوے کیونکہ تمام امر
اور نہی پر ہمت کا ہاتھ بڑھانا ہر شخص کا کام نہیں ہے لاچار ضروری
کو غیر ضروری سے جدا کرکے بقدر اٹھانے نفس کے ضروریات کو
اختیار کریگا - اور امور شرعی کے حقائق و اسرار کو جاننا عمدہ فقاہت
ہے لیکن اس گروہ کو فقہا نہیں کہتے بلکہ حقائق اور اسرار کے
علم کو اس کی بلندی شان کے سبب سے فن علیحدہ قرار دیا ہے اور
کلام عرب کے محاورات جیسے حقیقت اور مجاز یا تشدید اور
تغلیظ و ترغیب میں غور و تامل کرنا فقاہت میں داخل ہے اور
اسی طرح سے اکثر امور ہیں کہ یہ مقام تنگ انکی گنجایش نہیں رکھتا ہے
اور فقاہت کی علامتیں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد حنبل
اور امام مالک اور ان سب کے اکثر تابعداروں میں پائی جاتی ہیں انکے
مساعی جمیلہ کو اللہ تعالیٰ قبول کرے - ابتدائے زمانے میں

ہنوز تدوین احادیث نشده بود این بزرگان
از جابجا تحقیقات حدیث کرده مسائل استخراج مے
نمودند و جمع نمودن احادیث و اسانید آن
کوششہاے بلیغ مینمودند ازین وسیلہ محبت
و عزت وافر در صدور مولاے خود پیدا نمودند لاجرم محبت
ایشان در خاطر عقیدت مآثر خود باید داشت پیروی
ایشان بار مقبولی بارگاہ الٰہی باید شمرد و مردمان
چند پیدا آمده اند دل مرده و از ظاہر بینے سر رشتہ تحقیقات
عزیز خود را در تحصیل دنیا برباد داده و بجاے ہمت ایں
سیاں تامل ساده و نظر در دلہا طرز بکینہ آشنا
و ناآشناے اند از مرد کوراه دست رشتہ ہر عاقل ع
دیوانے گذارند و دین قرآن و حدیث و تامل علی
بالکل موقوف نمودند و ہر حدیثی که در کتاب نوشته
مے بینند خواه موافق قرآن و حدیث باشد خواه مخالف
بے تکلف قائل آن مے شوند بعضے از ایشان قرآن
و حدیث را مطلقاً نمے بینند و بعضے اگر مے بینند
لیکن در آن تامل نمے کنند و بعضے اگر تامل مے کنند
فکر در مصالح و اخبار قیامت و زہد و ترک دنیا و مثل
آن میکنند اما استنباط احکام را صرف ضائع شمرده مگر
قصد تامل در آن نمی نمایند و اگر احیاناً حکمی در قرآن و
حدیث خلاف کتب معتقد خود مے یابند تعصب
قرآن و حدیث را تاویل کرده موافق از کتب مے نمایند
نمی فہمند که مقصود اصلی اتباع قرآن و حدیث است
نسبتے چند پوشی وگر نہ پیران ایں مقام اعتبار میکنند
از عوام ایں چنیں فقہا بحر صادق شمرده مستکاملی

کہ اس وقت تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں ان بزرگوں نے جابجا
سے حدیثوں کی تحقیقات کر کے ان سے مسائل نکالتے تھے اور
حدیث اور اسکے اسنادوں کے جمع کرنے میں کوشش بلیغ کرتے
تھے اسی وسیلے سے عزت اور مرتبہ اپنے مالک کے حضور میں حاصل کی
انکی محبت اپنے دل عقیدت منزل میں مقرر رکھنی چاہیئے اور انکی
پیروی کرنے والوں کو بارگاہ الٰہی کے مقبولوں میں سمجھنا چاہیے
کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دل مردہ رکھتے ہیں اور ظاہر بینی
تک ہیں پہونچتے ہیں اپنی اوقات عزیز کو دنیا حاصل کرنے میں برباد
کر گئے ہیں اور ہمت کا قدم صرف تامل کے میدان میں نہیں رکھتے
ہیں اور جونک کی طرح ہر آشنا اور ناآشنا کی تقلید میں لگاہ
ڈالے ہیں اور اندھوں کی طرح ہر عاقل اور دیوانے کے ہاتھ میں
ہاتھ رکھتے ہیں قرآن اور حدیث کا دیکھنا اور اس میں تامل
کرنا بالکل موقوف کر دیا ہے اور جو بات کتاب میں لکھی ہوئی
دیکھتے ہیں قرآن و حدیث کے موافق ہو یا مخالف بے تکلف
قائل ہو جاتے ہیں انمیں بعض تو مطلق قرآن اور حدیث کو نہیں
دیکھتے ہیں اور بعض اگر دیکھتے بھی ہیں تو اسکے معنے میں تامل
نہیں کرتے ہیں اور بعض اگر تامل کرتے ہیں تو قیامت اور
زہد اور ترک دنیا وغیرہ کی خبروں اور نصیحتوں کے مضمون میں
فکر دوڑاتے ہیں لیکن احکام شرعی کا نکالنا بیہودہ سمجھ کر اس سے
تو ہمت تامل کی نہیں ہے ہرگز انمیں تامل کرنیکا ارادہ نہیں کرتے
ہیں اور اگر کبھی قرآن و حدیث میں اپنے اعتقادی کتابوں کے مذہب کے خلاف
حکم پاتے ہیں پس لوگ تو قرآن اور حدیث کو ظاہری سے کچھ پھیر کر
اپنی کتابوں کے موافق کر لیتے ہیں اور نہیں سمجھتے ہیں کہ مقصود اصلی قرآن
اور حدیث کی تابعداری ہے اور بعض لوگ اس مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنے مجتہد کے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ معتبر سمجھتے

فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ مَعَاذَ اللّٰہِ عَنْ کُلِّ ذٰلِکَ عِیَاذًا کَثِیْرًا
پس ضرور افتاد کہ در فصل دوم آگاہ کنم ازان کہ در کدام مقام تقلید اختیار باید کرد و کجا انکار این کار باید نمود۔

فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ یعنی دانائی کی بات یاد رکھنے والے بہت سے غیر دانا ہیں ان برائیوں سے خدا پناہ میں رکھے پس ضرور ہوا کہ دوسری فصل میں اسبات سے آگاہ کروں کہ کس مقام میں تقلید اختیار کرنی چاہیے اور کہاں اس کام سے انکار کرنا

فصل دوم

باید دانست کہ انسان اگر عامی باشد و بسبب مشاغل دیگر از نوشت و خواند دور ماند و اکتفا بر دریافت از علماء نماید برائے آن مناسب این ست کہ از علماے محدثین و دیندار کہ در دیانت و خوف خدا و دانست قرآن و حدیث مشہور شدہ باشند سوال نماید باین طور کہ مارا درین مسئلہ طور محمدی تعلیم نمائید و اگر مرد طالب علم ست و شوق تحصیل علوم در دل دارد مناسب این ست کہ اوّل قرآن و حدیث بخواند بعد ازان بکتب دیگر نظر ہمت گمارد تا آئینہ وار ظاہر شود کہ راے کدام بزرگوار در کدام جا ثواب یافتہ و کجا روے خطا دیدہ پس ہر مسئلہ کہ مصرح بقرآن و حدیث یابد در آن تقلید ہیچ مجتہدین نکند کہ در مصرحات اجتہاد را دخلی نیست و در خبر ست از سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کہ حضرت معاذ رضؓ را سے فرمودند کہ چہ خواہی کرد در آن وقت کہ کارہا در غیبت من بر تو حاضر خواہند شد عرض نمود کتاب اللہ را معائنہ خواہم نمود فرمود کہ اگر در آن یافتہ نشود چہ تدبیر است گفت سنّت رسول اللہ را تفحص خواہم نمود فرمود کہ اگر در آن ہم نیابی عرض نمود کہ راے خود را دخل دادہ اجتہاد خواہم کرد حضرت دلشاد گشتہ تحسین و آفرین فرمود معلوم شد کہ تا وقتیکہ

دوسری فصل تقلید کے محل جواز و عدم جواز میں

جاننا چاہیئے کہ جو آدمی ان پڑھ ہو اور دوسرے اشغال کے سبب سے پڑھنے لکھنے سے دور رہے اور علم والوں سے دریافت کرنے ہی پر اکتفا کرے تو ایسے شخص کیلئے یہ مناسب ہے کہ علماء محدثین دیندار جو دیانت اور خوف خدا میں اور قرآن و حدیث کے جاننے میں مشہور ہیں ان سے اسطرح سوال کرے کہ مجھے اس مسئلہ میں طریقۂ محمدی تعلیم کیجئے۔ اور اگر علم کا طالب ہے اور شوق تحصیل علم کا دل میں رکھتا ہے تو اُسکو یہ مناسب ہے کہ پہلے قرآن و حدیث پڑھے بعد اُسکے دوسری کتابوں پر نظر ہمت کی ڈالے تا مثل آئینہ ظاہر ہو جائے کہ کس بزرگ کی رائے نے کس جگہ امر حق کو پالیا ہے اور کہاں پر خطا کی ہے۔ پس جو مسئلہ قرآن و حدیث میں بصراحت پاوے اسمیں کسی مجتہد کی تقلید نکرے کیونکہ کھلے ہوئے مسئلہ میں اجتہاد کو کچھ دخل نہیں ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے معاذ رضؓ سے پوچھا کہ جسوقت شرعی کام تیرے پیچھے تجھ پر حاضر ہونگے اُسوقت تو کیا کریگا عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو ملاحظہ کرونگا فرمایا اگر تو اسمیں نپاوے تو کیا تدبیر ہے عرض کیا کہ رسول اللہ کی سنّت تلاش کروں گا۔ فرمایا اگر تو اِسمیں بھی نہ پاوے عرض کیا کہ اپنی راے کو دخل دیکر اجتہاد کرونگا۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خوش ہوکر اُن کی تعریف کی اور شاباشی دی۔ معلوم ہوا کہ جب تک -

حکم در قرآن و حدیث صریح و ظاہر یافته شود احتیاط
در عمل باید او خلاف آن اگر در کتب مجتہدین بر آید
از ان چشم پوشی نموده دست آویز با قرآن و حدیث
سر و پاست و اگر نسخ قرآن و حدیث از قول مجتہدین
لازم خواہد آمد امام ابو حنیفہ که سر قافلہ ماہر روانان طریقہ
اجتہاد بود ازیں دو قول مروی ہستند که حاصل ہر دو را
حکم دو ستون محکم دارند اول آنکه اگر قول مرا خلاف
حدیث بیابید بدیوار زنید صاف معلوم گشت که در
مخالفت حدیث اقوال مجتہدین شنیدن راه خروج
از دائرہ تقلید آن امام پیمودن ست ہرگز مرتکب
ایں کار شدنی نیست دوم آنکه جائز نیست کسی را عمل نمودن
بقول من تا آنکه نداند که این سخن از کجا گفته ام معلوم
میشود که بر قول آن امام بیجا تمسک نمودن و فکر در
دلائل و وجوه قیاس نمودن ہرگز مرضی آن امام نیست
و آن امام صاحب [illegible] ایں دو قول بر وفق آیت
[illegible] سبحانک [illegible] از کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ
عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ
اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ و مقلدان ہمه گرفتار
[illegible] که شاگردان آنکه [illegible] از قول
اساتذہ ایشان تقلب حاصل گشته و [illegible] انتقام
بر داشته رفتند امام محمد را [illegible] ثلث از امام
اعظم ست که آن را اگر مذہب علیحدہ گوییم بجاست
و صاحبین چه قدر اقوال متقدمین را ساقط نموده اند پس
این ست که در ساقط نمودن قولی که مخالف حدیث
و قرآن باشد باکی مکنید و علمائے بسیار بایں سخن تصریح

قرآن اور حدیث شریف میں حکم صراحتہ پاوے سب تک
احتیاط کو عمل میں لانا چاہیئے اور مجتہدوں کی کتابوں میں اگر اسکا
خلاف نکل آوے تو اس سے چشم پوشی کر کے قرآن اور حدیث
کے ساتھ عمل کرنا ضرور ہے ورنہ مجتہدوں کے قول سے قرآن
اور حدیث کا منسوخ ہونا لازم آویگا امام ابو حنیفہ جو اجتہاد کی
راہ پر چلنے والوں کے سردار تھے ان سے دو قول مروی ہیں
گویا وہ ہیں کہ گھر کے بڑے بڑے دو ستونوں کا حکم رکھتے ہیں
پہلا قول یہ ہے کہ اگر میرا قول حدیث کے مخالف پاؤ تو دیوار پر
پھینک مارو اس سے صاف معلوم ہوا کہ حدیث کی مخالفت میں
مجتہد کا قول سننا اس امام کے دائرہ تقلید سے نکل جانیکی راہ
چلنی ہے اس کام کا کرنا ہرگز ضروری نہیں ہے **دوسرا قول**
یہ ہے کہ میرے قول پر عمل کرنا کسیکو جائز نہیں جبتک معلوم نہ کرے
یہ قول میں نے کہاں سے کہا ہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کے
قول پر بے موقع عمل کرنا اور دلائل اور وجوہات قیاس میں
فکر و تامل کرنا ہرگز امام صاحب کی مرضی نہیں ہے اور امام
صاحب کے یہی دو قول [illegible] ہیں موافق آیہ
[illegible] اِنْ کُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ
وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ترجمہ
اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں
جانتا جو تیرے جی میں ہے بیشک تو ہی ہے جاننے والا چھپی بات کا لیکن مقلد
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وتاکید نمودہ اند جائے تنگ گنجایش بیان ہمہ ندارد و علاوہ
ازین احادیث مستند ہستند و اقوال مجتہدین غیر مستند یعنے تحقیق
حال رواۃ و ثقات و شہرت شان از شرائط ذکر ست و اقوال
مجتہدین کہ ذکر میکنند سند آن ذکر نمیکنند از ائمہ کدام شنیدہ اند
کدام روایت میکند و احوال راویان چیست تا سند قول موافق
شرائط مذکور نگردد آن قول چہ اعتبار دارد چہ داند کس این قول امام ست
یا کسی دیگر بربستہ چنانکہ بعض نادانان نقلہاے وسوسہ محض
افترا منسوب امام اعظم میکنند بگمان اینکہ مردمان
اوشان را کمال متقی معلوم کنند بعضے بزرگان حال
این چنین مقلدان را بیان میکنند بیت تقلید و
شتہ مقلد یعنی ہمہ نام کند نام جوان مردان را ۔ و اگر
سند از امور ضروری نیست پس در سند احادیث
چرا تکلیف بیفائدہ برداشتند دیگر اینکہ علما جملہ متفق
اند کہ مجتہد گاہی رائے او خطا میکند و گاہے بر ثواب مے
باشد پس ظاہر گشت کہ در مقابلہ احادیث کہ مستند و
کلام معصوم ست قولی کہ غیر مستند باشد و احتمال
خطا دارد مسموع نخواہد شد وجہ عدم اتفاق در بعضے
احادیث و اقوال مجتہدین بگوش ہوش باید شنید
مجملاً درین مقام تنگ بیان میکنم کہ بعد از جناب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم احادیث در اذہان
و بر زبان ثقات بودند مردمان بخوف فراموشی و
وضع و تحریف مصروف بجمع آن در کتب شدند چنانچہ
ہر یک از ائمہ مجتہدین حسب توفیق احادیث معدود
از رواۃ ثقات مستند نمودہ در کتب مستندات خود جمع
کردہ آخر الامر بزمانے کہ صحاح وغیرہ مدون گشت۔

وتاکید کی ہے جگہ تنگ ہے سب کے اقوال بیان کرنیکی گنجایش نہیں
علاوہ اسکے حدیثیں تو باسند ہیں اور مجتہدوں کے اقوال بلا
سند ہیں یعنی راویوں کے حال کی تحقیق اور اُنکی ثقاہت و شہرت
شرطوں کے ساتھ مذکور ہیں اور مجتہدوں کا قول جو ذکر کرتے ہیں
تو اُنکی سند نہیں ذکر کرتے کہ اماموں سے کس نے سُنا اور اُس سے کون
روایت کرتا ہے اور راویوں کا کیا حال ہے جب تک قول کی سند
شرائط مذکورہ کے موافق نہو گی وہ قول کیا اعتبار رکھیگا کوئی کیا جانے
کہ یہ امام کا قول ہے یا کسی دوسرے نے اپنے دل سے باندھ لیا
ہے جیساکہ بعض نادان وسوسوں کی نقلیں محض جھوٹ امام اعظم رح
کیطرف منسوب کرتے ہیں اس گمان سے کہ لوگ انکو کمال متقی سمجھیں ایسے مقلدوں
کا حال بعض بزرگ بیان کرتے ہیں بیت تقلید و سہ مقلد یعنی و بدنام کند نام
جوانمردان را یعنی دو تین مقلد ناسمجھ کی تقلید جوانمردوں کا نام بدنام کرتی
ہے۔ اور سند اگر امر ضروری نہوتا تو حدیثوں کی سند میں کیوں بیفائدہ
تکلیف اُٹھاتے دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام علما اس بات پر متفق
ہیں کہ مجتہد کی رائے کبھی خطا کرتی ہے اور کبھی حق پر ہوتی ہے۔ پس معلوم
ہوا کہ حدیث جو ایک معصوم کا کلام باسند ہے اُس کے مقابل
میں ایسا قول جو بے سند اور محتمل خطا ہے سنا نہ جائیگا اقوال مجتہدین
اور بعض حدیثوں میں موافقت نہونیکا سبب خوب ہوش کرکے سُننا
چاہیئے بطور اجمال اس تنگ مقام میں بیان کرتا ہوں کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد حدیثیں پرہیزگار لوگوں
کے ذہن میں اور اُنکی زبان پر تھیں بعد اسکے بخوف بھول
جانے اور جھوٹی حدیث بنانے اور بدل ڈالنے کے لوگ کتابوں
میں حدیث نبوی کے جمع کرنے کی طرف مشغول ہوئے چنانچہ ائمہ
مجتہدین میں سے ہر ایک نے حسب توفیق کچھ حدیثیں پرہیزگار راویوں سے
سند ظاہر کرکے اپنی کتب مستندات میں جمع کیں آخر الامر جس زمانہ

جمعیت علوم سویه که منتشر در آفاق بود ظاهر گشت و
تخریج احادیث موقوف شد و جل احادیث متخرج
شده و گشته مقتضای اَلْفَضْلُ لِلْمُتَأَخِّرِ بدست
محدثین متاخرین درآمد هر چند درین باب ثواب
سعی در سند و جمع برای متقدمین اکثر است اما
فضیلت زیادتی علم حدیث برای محدثین متاخرین
حاصل آمد مانند کسی که وارث گشت ترکهٔ پدر و مادر
و جامع و جد و برادر لیس البته وارث در عطا و کثرت اموال
زیاده حوائج شد از مورثان اگرچه آن اموال حلال کسب
کردهٔ همان مورثان باشد پس اگر احادیث منتشر
شد بحسب مقتضیات وقت اکثر مجتهدین رسید
و در اهتمام اسپ همت در میدان اجتهاد و لله الحمد
شده و رسید و مقتضای شرع در بین ظاهر رود
آمد و احادیث مخالف افتاد و بعد از جمعیت احادیث
همان اختلاف است که ظاهر می شود پس در گفتن آن
قول چه باک مذهبے می نهد که در علائق عمل شبهه
شمول نیز از سر و دریات دین است پس اگر مخالفت
قول ابی حنیفه شود ویم حقیقت کرده ماند تفصیل آن
آن فهمید که آنچه با بی حنیفه منسوب ست دو طور است
یکے اقوال او مروی از ابی حنیفه که آن را در کتب
فقه ص ابی حنیفه رح می نویسند و دیگر مسائل منضبط
که علمای دیگر از اقوال ابی حنیفه رح استنباط نموده
مشهور بمذهب ابی حنیفه رح می کنند و آن را در کتب
فقه می نویسند مذهب ابی حنیفه رح و این اجتهاد در
اجتهاد است اول آن اقوال خود از قرآن حدیث

علوم ہو کر جو چاروں طرف ملکوں میں پھیل رہے تھے ان
سب کی جمعیت ظہور میں آئی اور حدیثوں کی تخریج موقوف
ہوگئی اور سب تخریج کی ہوئی حدیثیں لکھی گئیں اور مثل مشہور
اَلْفَضْلُ لِلْمُتَأَخِّرِ سے فضیلت پچھلے شخص کو ہے ہاتھ میں
پچھلے محدثین کے آگئیں اگرچہ سند ملانے اور جمع کرنے میں کوشش
کرنے کا ثواب اگلوں کو بہت ہے لیکن علم حدیث کی زیادتی کی
فضیلت پچھلے محدثین کو حاصل ہوئی جیسے وہ شخص ہو اپنے
باپ ماں اور بہن اور دادا کے ترکے کا وارث ہو لیکن
وہ وارث البتہ عطا اور کثرت مال میں مورثوں
سے زیادہ ہوگا اگرچہ وہ مال انہیں مورثوں کے کمائے
ہوئے ہیں پس اگر حدیثیں وقت کی شرطوں کے ساتھ مصاحب
وقت کے سبب سے اکثر مجتہدوں کو پہونچیں پس انہوں نے تمام
میں ہمت کا گھوڑا اجتہاد کے میدان میں للہ الحمد دوڑایا
اور مقتضائے شریعت ان میں ظاہر کر دیئے اور حدیث کے مخالف
ہوئے حدیثوں کے جمع ہونے کے پیچھے جو اختلاف ظاہر ہو
وہ وہی اختلاف ہے پس اس قول کے چھوڑنے میں کیا
خوف باقی رہ گیا تعصب کہتے ہیں کہ لوگوں میں جو مشہور
سی روایات میں سے ہے پس اگر ہم امام صاحب کے قول کی
مخالفت کریں گے تو جمعیت الٰہی رہیگی اسکے جواب کی تفصیل کو
سمجھنا چاہیئے کہ جتنے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب ہیں
دو طرح کے ہیں ایک تو وہ باتیں جو امام صاحب سے مروی ہیں جیسی
باتوں کو کہتے ہیں قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح کہتے ہیں دوسرے
مسائل جنکو دوسرے علما نے امام صاحب کی باتوں سے نکال کر
ٹھہرائے ہیں مشہور کرتے ہیں انکو کتب مذہب ابی حنیفہ
کہتے ہیں یہ اجتہاد در اجتہاد ہے اصل وہ اقوال ہیں جو قرآن اور حدیث سے

مستنبط بودند و بار دیگر ازان اقوال مسائل دیگر مستنبط شدند و این مسائل احتمال دو خطا دارند کہ در ہر استخراج احتمال یک خطاست و ازہمین اسباب تلامذہ و دیگر علماء در بعض مقام از مذہب ابی حنیفہ رح متخلف شدند و این مقلدان ہم دران مقام جانب علماے دیگر اختیار کردہ اند و تقلید امام را گذاشتند پس در بعض جا حنفی مے شوند و بعض جا ابو یوسفی و محمدی و جاے دیگر زفری و جاے ابو اللیثی پس حنفیت ایشان کے باقی ماند و اگر گویند آنہا تلامذۂ ابی حنیفہ رح بودند دیگرے خواہد گفت کہ بعضے مورخان امام شافعی رح را نیز نسبت تلمذ بآن جناب کردہ اند و اگر فرض کردم تلمیذ بودند دو کس بودند ابو یوسف و محمد دیگر ہمہ علما این نسبت نداشتند و علاوہ ازین اگر شخصے از من مخالف باشد گو از تابعانم بود موافق آن را سواے مخالف دیگر نخواہم گفت پس کسے کہ تابع مخالف باشد در آن مسئلہ حنفی نماندہ بلکہ منسوب ہمون مخالف گشت پس این گفتگو براے ہمین ست تا ظاہر شود کہ محققین را مقصود اتباع حق میشود نہ انتساب بمردمان و اینجا سخنی ست دیگر کہ بر واقفان کتب فقہ پوشیدہ نیست کہ از امام اعظم رح کتابے منقول نیست کہ بران بناے مذہب شان نمودہ آید۔ اما در کتب متعارفہ مثل کنز و ہدایہ عالمگیری و قاضیخان وغیر ذلک کہ مسائل خارج از شمار یافتہ مے شوند ہمہ از امام اعظم رح منقول نیست بلکہ مسائل چند بآن امام منسوب اند و اکثری بصاحبین و بسیارے

نکالے گئے تھے پھر دوسری بار اُن قولوں سے دوسرے مسائل نکالے گئے اور یہ مسائل احتمال دو خطا کا رکھتے ہیں کیونکہ ہر بار کے نکالنے میں احتمال ایک خطا کا ہے۔ اور انہیں وجہوں سے امام صاحب کے شاگرد اور دوسرے علم والے بعض مقام میں مذہب امام سے علیحدہ ہوگئے ہیں اور ان مقلدوں نے بھی اُس مقام میں دوسرے علم والوں کی جانب کو اختیار کیا ہے اور امام کی تقلید کو چھوڑ دیا ہے۔ پس بعض جگہ حنفی ہوتے ہیں اور بعض جگہ ابو یوسفی اور محمدی اور دوسری جگہ زفری اور کسی جگہ ابو اللیثی پس حنفیت انکی کہاں باقی رہی۔ اور اگر یہ کہیں کہ یہ لوگ امام صاحب کے شاگرد تھے۔ تو دوسرا کہیگا کہ بعض تاریخ والوں نے امام شافعی رح صاحب کی شاگردی کی نسبت بھی امام صاحب کی طرف کی ہے اور اگر ہم مان بھی لیں کہ وہ لوگ شاگرد تھے تو صرف دو شخص تھے ابو یوسف محمد۔ لیکن دوسرے علماء تو یہ نسبت نہیں رکھتے تھے علاوہ اسکے اگر کوئی شخص میرا مخالف ہو اگرچہ میرے تابعداروں میں سے ہو اسکی موافقت کرنیوالے کو مخالف کے سوا دوسرا نہ کہونگا پس جو کوئی کہ امام صاحب کے مخالف کا تابعدار ہو اُس مسئلہ میں حنفی نہ رہا بلکہ اُسی مخالف کی طرف منسوب ہوا۔ پس یہ گفتگو اسیواسطے ہے تا معلوم ہو جاوے کہ تحقیق والوں کو حق کی پیروی مقصود ہوتی ہے نہ لوگوں کی طرف منسوب ہونا اسجگہ ایک دوسری بات بھی ہے کہ کتب فقہ سے جو واقف ہیں اُن سے پوشیدہ نہیں ہے کہ امام صاحب سے کوئی کتاب منقول نہیں ہے جسپر اُنکے مذہب کی بنیاد ڈالی جائے اور فقہ کی مشہور کتابیں جیسے کنز اور ہدایہ و عالمگیری قاضیخان وغیرہ انہیں بیشمار مسائل جو پائے جاتے ہیں کل امام صاحب سے منقول نہیں ہیں بلکہ چند مسائل انکیطرف منسوب ہیں اور اکثر

علمائے متقدمین دیگر و بسیاری متاخرین مثل صاحب
ہدایہ و فتاوی و غیرہ کہ ایشان از فراست خود آں
مسائل مذکورہ را نسبت کردہ اند ظاہر است کہ اعتقاد
دیانت و فراست ازو چنان کہ بملاحظہ مسائل
و کمال استیاع تقوے کہ در دل خود از طرف امام
اعظم رحمہ اللہ رسیدہ ایم آں اعتقاد بدست ہر علماء
کہ خود را حنفی قرار دادہ اند مایم پس اگر بعضے مسئلہ
را ازیں کتب مشہورہ بسبب مخالفت قرآن و حدیث
یا استماع ما پسند ساقط از نظر بود در حقیقت آں
نقصانے نیست آمدم بقسم دیگر کہ در مسائل قیاسی چہ
خواہی کرد باید دانست کہ بعض مردمان را بعد از مزاولت
در قرآن و حدیث بسبب حسنت نور ایمان و سلامت
عقل و فطرت حق در مسائل قیاسی بیرا کثر منکشف
مے شود بوجہی کہ ہرگز شک و گمان را در آں دخل باقی
نے ماند و بعضے مردم را بعد از فہم دلائل در بعض مسائل
ہمچنیں انکشاف حق پیدا مے گردد پس در ہر مسئلہ
کہ خود را ہمچنیں انکشاف رو نماید تقلید کسی روا نباشد
چرا کہ انسان را پرسش بعقل خود خواہد شد نہ بر
عقل دیگراں و ہر دانستہ در مخالفت حق اشتباہ و
خواہد شد چنانکہ قول ثانی امام رحمہ اللہ بریں معنی دلالت
دارد و اگر خود بایں مرتبہ نرسیدہ است ضرور
است کہ تقلید یکے از مجتہدین کہ بگمان خود وسیلہ
دانستہ باشد نماید چراکہ تا انسان بپایہ تحقیق نرسیدہ
است از تقلید رستن ناگزیر است و ہیں راہ
تحقیق کشادہ شد از تقلید مبادا اگر کہ کرد

علمائے متقدمین کی طرف اور بہت سارے مسائل علمائے متاخرین
جیسے صاحب ہدایہ اور فتاوی اور وغیرہ وغیرہ کی طرف منسوب
ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی فراست سے ان مسئلوں میں بیکوشش اور
کد و کوشش جیسے چاہیے ویسا لکھا ہے اور ظاہر ہے کہ امام صاحب
کی دیانت اور فراست اور ملاحظہ مسائل اور تقوی وغیرہ کی
کی سبب جو ان کا اعتقاد معتقد کہ ہم نے اپنے دل میں بہم پہنچایا
ہے وہ اعتقاد ان عالموں کے ساتھ جو آپ کو حنفی قرار دیتے
ہیں نہیں رکھتے ہیں ۔ پس اگر کسی نے ان کتب مشہورہ سے
کوئی مسئلہ بسبب مخالفت قرآن اور حدیث کے ناپسند کیا اور
ناپسند کے طور سے ساقط کر دیا تو حقیقت میں کچھ نقصان نہیں
ہے ۔ اب میں ایک دوسری بات بیان کرتا ہوں کہ قیاسی
مسئلوں میں تو کیا کرے گا پس معلوم کرنا چاہیے کہ بعض آدمیوں
کو قرآن اور حدیث میں مزاولت کرنے کے بعد بسبب شدت
نور ایمان اور سلامت عقل اور فطرت کے مسائل قیاسی میں
بھی اکثر اوقات حق ظاہر ہو جاتا ہے جیسے طور پر کہ ہرگز شک اور
گمان کو انہیں دخل باقی نہیں رہتا ہے اور بعض آدمیوں کو
سمجھ دلیلوں کے بعض مسائل میں امر حق ایسا ہی کھل جاتا
ہے پس جس مسئلہ میں ایسا انکشاف دیکھے کسی کی تقلید کر نہ
سکے کیونکہ انسان سے تو پوچھ اپنی عقل پر ہوگی نہ دوسروں کی عقل
پر اور جان بوجھ کر امر حق کی مخالفت کرنے میں گنہگار ہوگا
چنانچہ امام صاحب کا قول ثانی اسی مضمون پر دلالت کرتا ہے
اگر خود اس مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے تو ضرور ہے کہ مجتہدوں میں سے
جسکو زیادہ وسیلہ اپنے گمان میں جانتا ہو اسکی تقلید کرے
کیونکہ جب تک آدمی تحقیق تک نہیں پہنچا ہے تقلید سے اسکو
چارہ نہیں ہے اور جب تحقیق کی راہ کھل گئی تو تقلید سے سر اٹھانا ہمک گئی کرنا چاہیے

بے اختیار است در دست اندازی بہر کس و ناکس و بینا نتواند کہ چشم را بند کردہ گرفتار بہر در و دیوار شود۔ ظاہر شد کہ تحصیل قرآن و حدیث برائے ہر طالب حق ضرور افتاد لیکن درین جزو زمان مردمان گران مے دانند و میگویند کہ علم قرآن و حدیث مشکل بسیار است مردمانِ پیش لیاقت آن مے داشتند لہٰذا ضرور افتاد کہ فصل ثالث را مشتمل بر تسہیل راہِ تحصیل نمایم تا حوصلۂ مومنین در تحصیل این نعمت عظمیٰ در تزاید در آید

ہر کس و ناکس پر ہاتھ ڈالنے میں بے اختیار ہے اور آنکھ والے سے نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ اپنی آنکھ بند کرکے گرفتار ہر در و دیوار ہو پس ظاہر ہوا کہ قرآن اور حدیث کا حاصل کرنا ہر طالب حق کو ضرور ہے۔ لیکن اس زمانے میں لوگ اسکو بھاری جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کا علم بہت مشکل ہے اگلے زمانے کے لوگ اسکی لیاقت رکھتے تھے اس واسطے ضرور ہوا کہ تیسری فصل میں قرآن اور حدیث کے تحصیل کی سہولت و آسانی بیان کروں تا ایمان والوں کا حوصلہ اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے میں زیادہ ہو۔

فصل سوم در تسہیل علم قرآن و حدیث

باید دانست کہ قرآن شریف بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ نازل شدہ است و آنہما اُمّی بودند و مخاطب بالذات ہما اُمّی ہستند و باقیان تابعی و طفیلے و تمثیلات و محاورات ہمہ موافق عرف و عادات اُمّیان عرب وارد و تفسیری ہمراہ قرآن نازل نشدہ اگر فہم اُمّیان و ناخواندگان در ادراک معنے قرآن کفایت نمیکند صحابہ چگونہ آن را مے فہمیدند و بجا آوری احکام مے نمودند و جا بجا رب العٰلمین میفرماید در سورۂ قمر وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ قرآن شریف را مشکل تر گفتن مُنکر این آیت شدن ست و خدا رحمت کند بر قرار سابق کہ قرآن را معرب کردہ حاجت از تحصیل صرف و نحو دران ساقط گردانیدند و تحقیق الف و لام و مثل آن کہ در قرآن شریف مردمان بیان مے کنند خشائی

تیسری فصل قرآن اور حدیث کے سہل ہونے کے بیان میں

معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن شریف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب پر نازل ہوا تھا اور یہ سب ان پڑھ تھے اور یہی ان پڑھ لوگ مخاطب بالذات تھے اور باقی لوگ تو انکے تابع اور طفیلی ہیں اور قرآن کی سب مثالیں اور محاورات عرب کے ان پڑھوں کے عرف اور عادت کے موافق ہیں اور قرآن کے ساتھ کوئی تفسیر نہیں اُتری تھی۔ پس اگر ان پڑھوں کی سمجھ معنی قرآن کے سمجھنے میں کفایت نہیں کرتی ہے تو صحابہ کیونکر اُسکو سمجھتے تھے اور حکم بجا لاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے چند جگہ سورۂ قمر میں فرمایا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ترجمہ اور ہمنے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا پس قرآن کو مشکل کہنا اس آیت کا منکر ہونا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اگلے قاریوں پر رحمت کرے کہ قرآن شریف میں اعراب دیکر صرف اور نحو سیکھنے کی حاجت رفع کر دی اور الف لام وغیرہ کی تحقیق جو قرآن شریف میں لوگ بیان کرتے ہیں

وترجمہ قرآن واحادیث در اکثر زبان موجود ست کہ عجمی
رامطلقًا تردد در لغات بہم نمیرسد حالا تامل باید نمود
در احوال کتب دیگر مثل کافیہ وشافیہ ومطوّل وکفایہ
وہدایہ وقاموس وکشاف کہ چہ قدر عبارات متین
واشارات دقیق دارد کہ در فہم یک کتاب کما ینبغی عمر
یک آدمی صرف میشود چنانکہ بر علماء پوشیدہ نیست
و بروز قیامت سوال از ہمین قرآن وحدیث خواہد
شد نہ از کتب دیگر باید فہمید کہ دیدن کتب دیگر منع
است یا خالی از منافع اما ضروری را از غیر ضروری
جدا کردہ لعلے را از ادنے تمیز دادہ ہرچہ ضروری و اعلیٰ
باشد آن را اوّلًا اختیار کند بعد ازان اگر فراغت
وقت یابد بہر کتب کہ طبیعتش مائل باشد بسیر آن
مشغول شود ؎ عمر قلیل آمد وعلمت کثیر * آنچہ
ضروریست ہمان پیش گیر فن اسانید عبارت
از دریافتن حال رواۃ ہر حدیث کما ینبغی وکثرت و
قلت ایشان چراکہ قوت وضعف احادیث موقوف
بر کثرت وقلت وضعف قوت رواۃ وسند عبارت
از شنیدن حدیث از اوستادے ثقہ کہ سلسلۂ سند خود
تا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مستحکم داشتہ باشد
وپر ظاہر ست کہ اینطور سند در اوائل زمانہ کہ قریب
از جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بود
آسان بود از زمانۂ حال کہ بعید تر ست از زمانہ
ہدایت نشانہ وچون علمائے متقدمین مثل جامعین
صحاح وغیرہ کہ خود فقاہت ایشان ثابت ست
وہر حدیث را با سلسلۂ رواۃ در کتب خود مدون

اور قرآن وحدیث کا ترجمہ اکثر زبانوں میں موجود ہے کہ عجم والوں
کو لغت میں مطلق تردد نہیں پڑتا ہے دوسری کتابیں جیسے کافیہ
وشافیہ ومُطوّل وکفایہ وہدایہ وقاموس وکشاف وغیرہ ان کے
احوال میں اب ذرا غور وتامل کرنا چاہیئے کہ کسقدر انکی عبارتیں
متین اور اشارتیں باریک ہیں کہ کامل طور سے ایک کتاب کے
سمجھنے میں ایک آدمی کی عمر صرف ہوجاتی ہے جیسا کہ علم والوں
پر پوشیدہ ومخفی نہیں ہی لیکن قیامت کے روز اسی قرآن مجید اور
حدیث شریف سے پوچھ ہوگی نہ دوسری کتابوں سے۔ سمجھنا
چاہیئے کہ دوسری کتابوں کا دیکھنا یا تو منع ہے یا منفعت سے
خالی ہے مگر علم ضروری کو غیر ضروری سے جدا کرکے اعلیٰ کو ادنے
سے امتیاز دیکر جو کچھ ضروری اور اعلےٰ ہو پہلے اسکو اختیار کرے بعد اسکے اگر
فراغت وقت پاوے تو جن کتابونکی طرف اسکی طبیعت مائل ہو انکے سیر کرنے میں مشغول ہو
؎ عمر قلیل آمد وعلمت کثیر * آنچہ ضروریست ہمان پیش گیر یعنی عمر تھوڑی
ہے اور علم بہت۔ پس جو علم ضروری ہے اسکو پہلے سیکھ اور ہر حدیث
کے راویوں کے پورے حالات اور انکی قلت وکثرت کے دریافت
کرنیکو فن اسانید کہتے ہیں حدیثوں کی قوت اور ضعف راویوں
کی کثرت وقلت اور قوت وضعف پر موقوف ہی۔ اور سند کہتے ہیں
حدیث سُننے کو ایسے اُستاد پرہیزگار سے جو اپنے سند کا سلسلہ جناب
رسالت مآب صلعم تک مضبوط رکھتا ہو اور ظاہر ہے کہ پہلا زمانہ جو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے قریب تھا اسمیں اس طرح کی سند
حاصل کرنی آسان تھی اس زمانہ حال کے اعتبار سے کہ اُس زمانہ ہدایت
نشانہ سے بہت دور ہے۔ اور اگلے زمانہ کے علماء یعنے
صحاح ستہ وغیرہ کے جمع کرنیوالے کہ ان سب کی فقاہت
اظہر من الشمس ہے ہر حدیث کو راویوں کے سلسلہ
کے ساتھ اپنی کتابوں میں جمع کرگئے ہیں

وانیقدر کتب از کجا جمع میشود و عمر و فراغت از کجا دست دہد تا انسان باحکام مطلع شود - واحادیث کہ اینقدر بیحد و بیشمار بسماعت و کتابت درآمدہ اند موضوع ہستند وآنچہ محدثین در کتب مسند خود جمع کردہ اند معدود واند - جملہ احادیث غیر موضوع را شمار کردہ اند عدد آن در کتب خود محدثین خبر دادہ اند چنانکہ بر واقفان علم پوشیدہ نیست و در کتب احادیث ناسخ و منسوخ اکثر در یک باب بیان مے کنند کہ طالبان را تشویش نشود و عمل بحدیثے ترک نباید کرد بگمان اینکہ شاید منسوخ باشد کہ این احتمال در جملہ احادیث موجود است چراکہ تمام سخنان زندگی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جمع نشدہ بلکہ بسیارے فوت گشتہ پس عمل در ہیچ حدیث احدی را از مجتہدین نیز سزاوار نباشد حقیقت این مقام آنست کہ زمانی کہ حدیث ناسخ بشخصے نرسیدہ منسوخ بحق او منسوخ نیست اگرچہ بواقع نسخ شدہ باشد و وقتے کہ حدیث ناسخ دریافت عمل بمنسوخ ہرگز روا نبود استعمال حَنْتَمْ و دُبَّار در حق قوم ربیع منسوخ نباشد تا وقتیکہ حکم ناسخش بدیار شان نرسیدہ پس متبع سنت را باید کہ اگر جز بیک حدیث در مدت العمر ش باو نرسیدہ باشد ہمون حدیث را غنیمت باردہ شمردہ باحتمال دور و دراز از دست نگذارد بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً برسانید از ما اگرچہ یک حدیث باشد این حدیث ہمین معنے دارد و از تتبع کتب معلوم میشود کہ علماے سابق نیز عمل بحدیث منسوخ نمودہ اند بسبب اینکہ ناسخ

اور اسقدر کتابیں کہاں سے جمع ہونگی اور عمر و فراغت کہاں سے ہاتھ لگے گی تا انسان احکام الٰہی پر مطلع ہو سکے اور اسقدر بیحد و بیشمار حدیثیں جو سماعت اور کتابت میں آئی ہیں سب موضوع ہیں جسقدر محدثین نے اپنی کتب مسند میں جمع کی ہیں وہ سب گنی ہوئی ہیں تمام غیر موضوع حدیثوں کو جمع کر کے محدثین نے اپنی کتابوں میں اُنکی گنتی سے خبر دی ہیں - جیساکہ واقفان علم پر پوشیدہ نہیں ہے اور حدیث کی کتابوں میں ناسخ اور منسوخ کو اکثر ایک باب میں بیان کرتے ہیں تا ڈھونڈھنے والوں کو پریشانی نہ ہو - اور کسی حدیث پر عمل کرنے کو صرف اس غرض و گمان سے نچھوڑنا چاہیئے کہ شاید یہ حدیث منسوخ ہو کیونکہ یہ احتمال تو کل حدیثوں میں موجود ہے اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگانی کی کل باتیں جمع نہیں ہوئی ہیں بلکہ بہت سی فوت ہوگئیں پس کسی مجتہد کو کسی حدیث پر عمل کرنا لائق نہوگا اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ جب تک کسی شخص کو حدیث ناسخ نہیں پہونچی ہے اُسوقت تک حدیث منسوخ اُس کے حق میں منسوخ نہیں ہے اگرچہ واقع میں وہ منسوخ ہو اور جب ناسخ کو پالیا تو اب عمل منسوخ حدیث پر ہرگز جائز نہوگا حَنْتَمْ اور دُبَّاء یعنے لاکھہ کی ٹھلیا اور کدو کے تونبے کا استعمال قوم ربیع کے حق میں منسوخ نہ تھا جب تک اُسکے ناسخ کا حکم اُنکے دیار میں نہ پہونچا تھا - پس متبع سنت کو چاہیئے کہ اگر تمام عمر میں ایک حدیث کے سوا اور کچھہ اُسکو نہ پہونچے تو اُسی ایک حدیث کو غنیمت عظمیٰ سمجھ کر دُور و دراز کے احتمال سے اسکو ہاتھہ سے نچھوڑے بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً یعنے پہونچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک ہی حدیث ہو - اِس حدیث کا مطلب یہی ہے اور کتابوں کے ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے علماء نے بھی منسوخ حدیث پر

بادشان رسیده و احادیث متعارضه بکثرت بہیں طور
یکجا وسته میشوند باندک تامل تعارض از ظاهر
برداشته شود و پیداست که دو کلام رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم بحقیقت متعارض نخواهد شد مگر بطور
کم فهمان بظاهر متعارض معلوم میشوند بحقیقت
ہر حدیث محل آں بجائے خاصے ثابت ست
و اقسام حدیث که علمای اصول احادیث اہتمام
آن بسیار مے کنند مثل صحیح و حسن و احسن و غریب
و موقوف و مرسل و منقطع وغیرہا پس اینقدر مایہ علم
مدہی ہر کس مصطلے تواند شد که عمل بالحدیث
نماید باید فهمید که تعدد اقسام بحسب تعدد حیثیات
است ہر قدر که قید و حیثیت زیادہ خواہند کرد اقسام
زیادہ خواہد برآمد و ہر قدر کہ قید کم خواہند نمود اقسام
کم خواہد برآمد مثلاً تمام انسان دو قسم ہم تواند
شد سیاہ و غیر سیاہ چہار قسم ہم تواند سیاہ سرخ
و گندم گون و دیگر گون و مثل آن اما در تزاید
اقسام در احادیث برائے عاملان تردد بسیار
واقع میشود و علمای اصول فقه در اقسام حدیث
طور خوب مختصر اختیار کرده اند عاملان حدیث نیز
اگر طور سہل و مختصر پیش نظر خود دارند بسیار
خوب است و طور مختصر این ست که جملہ احادیث
غیر موضوع دو قسم اند قوی و ضعیف ضعیف آنکہ
سلسلہ رواۃ آن کم نشود لیکن حال آن رواۃ
محفوظ باشد از ثقاہت وغیرہ آن و قوی آنکہ
رواۃ آن کم نشود و ثقاہت آنہا ثابت باشد

الحوائج سے پہونچی اور متعارض حدیثیں جو ظاہر میں ایک دوسرے
سے مخالف معلوم ہوتی ہیں وہ بھی کثرت سے اسیطرح ایک جگہ مل جاتی
ہیں تا تھوڑے تامل سے ظاہر کا تعارض اٹھ جاوے اور ظاہر
ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو کلام حقیقت میں متعارض
نہ ہونگے لیکن کم فہم لوگوں کی نظروں میں ظاہر میں متعارض معلوم
ہوتے ہیں اور حقیقت میں ہر حدیث کے معنے کا محل جدا ہے اور
اقسام حدیث کے باب میں ایک بات باقی رہ گئی ہے وہ یہ
ہے کہ اصول حدیث کے علماء حدیث کی بہت قسمیں بیان کرتے
ہیں جیسے صحیح حسن احسن غریب موقوف مرسل
منقطع وغیرہ پس اتنے علم ہر شخص کے ذہن میں جلد نہیں
ہوسکتے ہیں یا حدیث پر عمل کر سکے پس سمجھنا چاہیئے کہ قسموں
کی تعداد حیثیوں کی تعداد کے اعتبار سے ہے جسقدر قید اور
حیثیت زیادہ کرینگے اسیقدر قسمیں زیادہ نکلیں گی اور قید اور
حیثیت کو جسقدر کم کریں گے اتنی ہی اقسام کم نکلیں گی مثلاً تمام
انسان دو قسم بھی ہوسکتے ہیں سیاہ اور غیر سیاہ چار قسم
بھی ہوسکتے ہیں سیاہ اور سرخ اور گندم رنگ اور دوسرا
رنگ اور مانند اسکے لیکن حدیثوں میں زیادہ قسم ہونے سے
عمل کرنیوالوں کو بہت تردد واقع ہوتا ہے اصول فقہ کے علماء
نے اقسام حدیث میں خوب مختصر طور پسند کیا ہے عاملان حدیث
بھی اگر سہل اور مختصر طور کو پیش نظر رکھیں تو بہت اچھا ہوگا۔
اور وہ طور مختصر یہ ہے کہ کل حدیثیں غیر موضوع دو قسم پر ہیں قوی
اور ضعیف - قوی وہ ہے کہ جسکے راوی کم نہ ہوں اور
اُن کی ثقاہت ثابت ہو اور ضعیف وہ ہے کہ جسکے راویوں
کا سلسلہ تو کم نہیں ہے۔ لیکن اُن راویوں کی
ثقاہت وغیرہ کا حال محفوظ نہ ہو۔

وقوی را دو قسم توان کرد اگر حدیث یا مضمون آن را از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چندکس مردمان ناقل اند متواتر ست وگرنہ غیر متواتر در کتب دیگر علماے عدد رواۃ متواتر بیان نمے کنند بسبب اینکہ حدے براے تواتر بسبب اختلاف حال رواۃ متعین نیست وقتے کہ فائدہ یقین کلی بخشیدہ ہمان وقت متواتر گشت اما پوشیدہ نیست کہ وقتے کہ رواۃ ثقہ وعدل وسلیم العقل باشند سہ رواۃ از انہا فائدہ قطع مے بخشند لہذا درین مقام بسہ رواۃ محدود کردہ شد حدیث متواتر نص قطعی ست غیر متواتر مظنون الصدق بظن غالب وضعیف محتمل الصدق والکذب حکم ضعیف آنست کہ در اخبار قیامت وبرزخ ونار وجنت وتہدید وترغیب و مثل آن قبول نمودہ خواہد شد ودر اوامر ونواہی نیز سواے حدود وقصاص ودیگر امور عظیمہ بشرطیکہ معارض از قوی نشود عمل نمودہ خواہد شد وگرنہ ترک باید کرد واگر بمضمون واحد سہ حدیث ضعیف یافتہ شوند حکم حدیث قوی پیدا خواہند نمود واز متواتر غیر متواتر را نسخ جائز ست وانچہ از قوی غیر متواتر ثابت شود عمل بدان واجب ست ومنکر آن کافر ۔ اینقدر اقسام واحکام آن دانستن براے ہر عامل بقدر ضرورتست وکفایت مے کند۔

اور قوی کو بھی دو قسم کرتے ہیں کہ جس حدیث یا مضمون حدیث کے ناقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند شخص ہیں وہ متواتر ہے اور نہیں تو غیر متواتر ہے راویوں کے اختلاف حال کے سبب سے چونکہ حدیث متواتر کے لیئے کوئی حد مقرر نہیں ہے اس لیئے علماء اپنی کتابوں میں حدیث متواتر کے راویوں کی عدد نہیں بیان کرتے ہیں۔ پس جو حدیث یقین کلی کا فائدہ بخشے وہ متواتر ہے۔ لیکن پوشیدہ نہیں ہے کہ جسوقت روایت کرنیوالے ثقہ اور عادل اور سلیم العقل ہونگے تو انہیں سے تین راوی بھی فائدہ یقین کا دینگے اسلیئے اس مقام میں متواتر حدیثیں تین راویوں کے ساتھ محدود کی گئی ہیں۔ حدیث متواتر نص قطعی یعنے دلیل یقینی ہے اور غیر متواتر میں صدق کا گمان غالب ہے اور ضعیف میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہے ضعیف حدیث کا یہ حکم ہے کہ اخبار قیامت اور برزخ اور دوزخ اور بہشت اور تہدید اور ترغیب وغیرہ میں قبول کیجائیگی۔ اور حدود وقصاص ودیگر امور عظیمہ کے سوا امر اور نہی میں بھی اُس پر عمل کیا جائیگا بشرطیکہ حدیث قوی کے معارض نہ ہو ورنہ ترک کر دینا چاہیئے اور اگر ایک مضمون کی تین حدیثیں ضعیف پائی جاوینگی تو قوی حدیث کا حکم حاصل کریں گی۔ اور متواتر سے غیر متواتر کا نسخ جائز ہے اور قوی غیر متواتر پر عمل واجب ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہے اور اتنے اقسام اور اُسکے احکام کا جاننا بقدر ضرورت ہر عامل کو کفایت کرتا ہے۔ فقط

وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

تمام شد

اربعین فی المهدیین

از تالیف جناب [illegible] صاحب [illegible] مع ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفصل الاول فی احادیث صحیحۃ فی المهدیین عن ابی هریرة رضی الله عنه فیما اعلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یبعث لهذه الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لها دینها رواه ابو داود هکذا فی المشکوة فی کتاب العلم وعن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یزال هذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفة کلهم تجتمع علیه الامة کلهم من قریش رواه ابو داود وفی المشکوة فی باب فضل قریش ورواه السیوطی مع اختلاف یسیر وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان عدة الخلفاء بعدی عدة نقباء موسی رواه ابن عدی وابن عساکر کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی وعن سفینة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول الخلافة ثلاثون سنة ثم یکون ملکا ثم یقول سفینة امسک خلافة ابی بکر سنتین وخلافة عمر

پہلی فصل بیچ حدیثوں صحیح کے مہدیوں کے بیان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ان حدیثوں میں سے کہ جانتا ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ بیشک اللہ اٹھاویگا اس امت کے واسطے ہر سو برس کے سرے پر اس شخص کو کہ تازہ کر دکھاویگا اس امت کو دین انکا روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ یہ دین قائم رہیگا یہاں تک کہ ہونگے تم پر بارہ خلیفہ کہ جمع ہوگی ان سب پر امت کرے گی سب کے سب ہونگے قریش سے روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اور مشکوٰۃ کے باب فضائل قریش میں اور سیوطی نے روایت کی ہے ساتھ تھوڑے اختلاف کے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک گنتی خلیفوں کی میرے بعد گنتی حضرت موسیٰ کے سرداروں کی ہے روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی اور ابن عساکر نے ایسا ہی ہے جامع صغیر میں سیوطی کی اور روایت ہے سفینہ سے کہا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے خلافت تیس برس ہوگی پھر ہوگی بادشاہی پھر کہا سفینہ نے کہ خلافت ابی بکر کی دو برس اور خلافت عمر کی

عشرة وعثمان اثنتی عشرة وعلی ستة رواه احمد والترمذی وابوداؤد وکذا فی المشکوة فی کتاب الفتن وعن العرباض بن ساریة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ رواه ابوداؤد وغیره کذا فی المشکوة فی باب الاعتصام بالکتاب والسنة وعن جابر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلے الله علیه وسلم یقول یا ایها الناس ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعدی کتاب الله وعترتی اهل بیتی رواه الترمذی وعن ابی ذر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلے الله علیه وسلم یقول الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلك رواه احمد کلاهما فی المشکوة فی باب مناقب اهل بیت النبی صلے الله علیه وسلم قال رسول الله صلے الله علیه وسلم من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة کذا فی شرح عقائد النسفی الفصل الثانی فی المهدی وهو یکون فی الزمان الوسط عن ابی هریرة رضی الله عنه قال وعدنا رسول الله صلے الله علیه وسلم غزوة الهند فان ادرکتها انفق فیها نفسی ومالی فان اقتل کنت افضل الشهداء وان ارجع فانا ابوهریرة المحرر

دس برس اور عثمان کی بارہ برس اور علی کی چھ برس روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے اور ابوداؤد نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے کتاب الفتن میں۔ اور روایت ہے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پکڑو سُنت کو میری اور سنت کو خلیفوں برحق مہدیوں کی تھامو اسکو اور پکڑو اسکو کچلیوں سے روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اور دوسرے راویوں نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں اور روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سُنا اے لوگو چھوڑا میں نے تم میں ایسی چیز کو کہ اگر تم پکڑو اسکو ہرگز نہ گمراہ ہوگے بعد میرے وہ کتاب اللہ کی ہے اور اولاد میری جو گھر والے ہیں میرے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور روایت ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہا سُنا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے خبردار بیشک مثال میرے گھر والوں کی تم میں مثال کشتی نوح علیہ السلام کی ہے جو سوار ہوا اُسپر نجات پائی اور جو پیچھے رہا اُس سے ہلاک ہوا روایت کیا احمد نے دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کے باب مناقب اہل بیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرا اور نہ پہچانا اپنے زمانہ کے امام کو سو تحقیق مرا موت گمراہی کی ایسا ہی شرح عقائد نسفی میں ہے فصل دوسری بیان میں مہدی کی ہے اور وہ ہوگا بیچ کے زمانہ میں آنحضرت کے اور حضرت عیسےٰ کے روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا وعدہ دیا ہم سبھوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا ہندوستان کے پھر اگر پاؤں میں اسکو خرچ کروں میں اُسمیں جان کو اپنی اور مال کو اپنے پھر اگر مارا جاؤں ہو جاؤں افضل شہیدوں سے اور اگر پھر آؤں میں

وعن ثوبان رضي الله عنه مولى رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم عصابتان من امتي احرزهما الله
من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تكون
مع عيسى ابن مريم عليهما السلام اخرجهما
النسائي في كتاب الجهاد في غزوة الهند واخرج
الثاني احمد ايضا وعن جعفر عن ابيه عن جده
رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم ابشروا ابشروا انما مثل امتي مثل
الغيث لا يدرى آخره خير ام اوله او كحديقة
اطعم منها فوج عاما ثم اطعم منها فوج عاما
لعل آخرها فوجا ان يكون اعرضها عرضا واعمقها
عمقا واحسنها حسنا كيف تهلك امة انا
اولها والمهدي وسطها وعيسى ابن مريم آخرها
ولكن بين ذلك نهج اعوج ليسوا مني ولا انا منهم
رواه رزين كذا في المشكوة في باب ثواب هذه
الامة ورواه ابو نعيم ايضا في اخبار المهدي
وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم [illegible] اوسطها
رواه الديلمي في مسند الفردوس هكذا في الجامع
الصغير للسيوطي وعن عبد الله بن الحارث
ابن الجزء الزبيدي رضي الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج
الناس من المشرق فيوطئون للمهدي يعني سلطانه
وعن عبد الله رضي الله عنه قال بينما

اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے جو غلام ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دو گروہ میری اُمت سے نجات دیگا اُنکو اللہ تعالیٰ
آگ سے ایک گروہ وہ جو جہاد کرے گا ہند میں اور دوسرا گروہ
وہ ہوگا عیسیٰ مریم کے بیٹے علیہ السلام کے ساتھ تخریج کیا ان دونوں
حدیثوں کو نسائی نے کتاب الجہاد کے غزوۂ ہند میں اور تخریج کیا دوسری
حدیث کو احمد نے بھی اور روایت ہے جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اور وہ
اُنکے دادا سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری
لو تم خوشخبری لو تم بس مثال میری اُمت کی جیسے مینہ نہیں معلوم
ہوتا ہے کہ آخر اس کا بہتر ہے یا اول اُسکا یا مثل باغ کے کہ کھلایا
گیا اُس سے ایک جماعت ایک برس پھر کھلائی گئی اُس سے
ایک جماعت ایک برس گمان ہے کہ پچھلی جماعت ہو زیادہ
چوڑی اور زیادہ گہری اور زیادہ حسین کیونکر ہلاک ہوگی وہ اُمت
کہ میں پہلا اُسکا اور مہدی درمیان اُسکے اور عیسیٰ مریم کے بیٹے
آخر اُسکے اور لیکن درمیان اُسکے جماعت ٹیڑھی ہیں نہیں ہے
مجھ سے اور نہ میں اُن سے روایت کیا اسکو رزین نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ
میں باب میں ثواب اس اُمت کا اور روایت کیا اسکو ابو نعیم نے
بھی اخبار مہدی میں اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا
اُنکے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم ہیں اول اُمت کے
بیچ والے اُسکے ہیں روایت کیا اسکو دیلمی نے مسند فردوس میں
ایسا ہی ہے جامع الصغیر میں سیوطی کے اور روایت ہے
عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلیں گے لوگ پورب سے پس جگہ
دینگے مہدی کو جو سلطان ہوگا مشرق کا اور روایت ہے عبد اللہ

ان دونون حدیثون مین جو جناب رسول مقبول صلعم نے غزوۃ الہند کی پیشینگوئی فرمائی ہے۔ اوسکا ظہور سلطان محمود غزنوی وغیرہ کے وقت مین ہوا چنانچہ اوسکی تشریح بعض علماء نے کی ہے۔ اوسوقت سے جو اسلام ہندوستان مین رواج پایا اور پھیلا اسوقت تک ترقی پذیر ہی ہے۔ اگرچہ اسوقت ہندوستان مین عملداری غیر اہل اسلام ہے مگر پھر بھی اوسکی ترقی کو ہماری عادل گورنمنٹ مانع نہین۔ فللہ الحمد علی ذالک چنانچہ نقشہ مردم شماری گورنمنٹ سے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

[illegible] تطريدا حتے یاتی قوم من قبل المشرق معهم رايات سود فيسالون الخير فلا يعطونه فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سالوا فلا يقبلونه حتے يدفعوها الى رجل من اهل بيتي فيملاها قسطا كما ملئوها جورا فمن ادرك ذالك منكم فلياتهم ولو حبوا على الثلج اخرجهما ابن ماجة فی باب خروج المهدی۔

وعن ثوبان رضی الله عنه مولی رسول الله صلے الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم اذا رايتم الرايات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوها فان فيها خليفة الله المهدی رواه احمد والبيهقی فی دلائل النبوة كذا فی المشكوة فی باب اشراط الساعة وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم يخرج من خراسان رايات سود لا يردها شيء حتے تنصب بايلياء رواه الترمذی كذا فی التيسير الوصول فی باب فضل العباس

پڑا اور بیشک اہل بیت میری جلد پڑے گی بعد میرے بلاء سخت میں اور لوگوں کی مانگ میں یہاں تک کہ آویگی ایک قوم پورب سے ساتھ انکے نشان ہونگے سیاہ پھر مانگیں گے مال اور نہ دیں گے لوگ انکو مال پھر لڑیں گے پھر فتح پائیں گے پھر دیئے جائیں گے جو مانگا تھا تب نہیں قبول کرینگے پورب والے اس مال کو یہاں تک کہ حوالہ کریں گے اس ملک و شوکت کو ایک مرد کے جو اہل بیت سے ہوگا پھر بھر دیگا وہ مرد اس ملک کو انصاف سے جیسا بھرا تھا ظالموں نے ظلم سے سو جو کوئی پاوے تم میں یہ تو چاہیئے کہ آوے ان پورب والوں کے پاس اگرچہ چلکر ہو گھٹنوں کے بل برف پر نکالا ان دونوں حدیثوں کو ابن ماجہ نے باب خروج مہدی میں اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے جو غلام تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھو تم نشان سیاہ کو کہ آوے جانب سے خراسان کے تو آؤ اسکے پاس سو بیشک اسمین ہے خلیفہ اللہ کا مہدی روایت کیا اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ایسا ہی ہے مشکوۃ کے قیامت کی چھوٹی نشانیوں کے باب میں اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلینگے خراسان سے نشان سیاہ نہیں پھیر سکے گی اسکو کوئی چیز یہانتک کہ گاڑے جاوینگے بیت المقدس میں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے ایسا ہی ہے تیسیر الوصول کے باب فضل العباس

رضی اللہ عنہ وعن بریدۃ رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ستکون بعدی بعوث کثیرۃ فکونوا فی بعث
خراسان رواہ ابن عدی کذا فی الجامع الصغیر
للسیوطی وعن النعمان بن بشیر عن حذیفۃ
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم
ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالی
ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ماشاء
اللہ ان تکون ثم یرفعها اللہ تعالی ثم
تکون ملکا عاضا فیکون ماشاء اللہ ان
تکون ثم یرفعها اللہ تعالی ثم تکون
ملکا جبریۃ فتکون ماشاء اللہ ان تکون
ثم یرفعها اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ
علی منہاج النبوۃ ثم سکت رواہ احمد
والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوٰۃ
فی باب الانذار والتحذیر وعن جابر الصدفی
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سیکون بعدی خلفاء
ومن بعد الخلفاء امراء ومن بعد الامراء
الملوک ومن بعد الملوک الجبابرۃ ثم یخرج
رجل من اهل بیتی یملأ الارض عدلا
کما ملئت جورا ثم یؤمر بعدہ القحطانی
فوالذی بعثنی بالحق ما هو بدونه رواہ
الطبرانی کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی

رضی اللہ عنہ سے ہیں اور روایت ہے بریدہ رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اب ہونگی بعد میرے
لڑائیاں بہت تو ہوجیو لڑائی میں خراسان کی روایت کیا اسکو
ابن عدی نے ایسا ہی ہے جامع صغیر میں سیوطی کے اور روایت
ہے نعمان سے بشیر کے بیٹے سے اور وہ روایت کرتے ہیں حذیفہ
رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
نبوت ہوگی سو وہ تم میں جب تک اللہ رکھا چاہے پھر اٹھا لیگا اسکو
اللہ تعالی پھر ہوگی خلافت چال پر نبوت کے جب تک اللہ رکھا
چاہے پھر اٹھا لیگا اسکو اللہ تعالی پھر ہوگی بادشاہت گزندہ
کھانیوالی پھر ہوگی جب تک اللہ رکھا چاہے پھر اٹھا لیگا اسکو
اللہ تعالی پھر ہوگی بادشاہت ظلم کی پھر رہیگی جب تک اللہ رکھا
چاہے پھر اٹھا لیگا اسکو اللہ تعالی پھر ہوگی خلافت چال پر نبوت
کے پھر چپ رہے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ
میں ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب الانذار والتحذیر میں اور
روایت ہے جابر صدفی رضی اللہ عنہ سے کہا
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اب ہونگے
بعد میرے خلیفے اور بعد خلیفوں کے امیر اور بعد امیر
کے بادشاہ اور بعد بادشاہوں کے ظالم پھر نکلیگا ایک
مرد گھر والوں سے میرے بھر دیگا زمین کو عدل
سے جیسا بھر گئی تھی ظلم سے۔ پھر امارت
کریگا بعد اس کے قحطانی سو قسم ہے
اس شخص کی جس نے بھیجا مجھکو حق لیکر
آوے گا وہ ظالم بدون اُس عادل کے۔
روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے ایسا ہی
ہے جامع الصغیر میں سیوطی کے ۰۰۰

وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لا تقوم الساعة حتے یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاه متفق علیه کذا فی المشکوٰة فی باب الملاحم وعن ابی اسحاق رضی الله عنه قال قال علے کرم الله وجهه ونظر الی ابنه الحسن رضی الله عنه قال ان ابنی هذا سید کما سماه النبی صلے الله علیه وسلم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم صلے الله علیه وسلم یشبهه فے الخلق ولا یشبهه فے الخلق ثم ذکر قصة یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا اخرجه ابو داؤد کذا فی المشکوٰة فی باب اشراط الساعة وعن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال ذکر رسول الله صلے الله علیه وسلم بلاء یصیب هذه الامة حتے لا یجد الرجل ملجأ یلجأ الیه من الظلم فیبعث الله رجلا من عترتی واهل بیتی فیملأ به الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یرضی عنه ساکن السماء وساکن الارض لا تدع السماء من قطرها شیئا الا صبته مدرارا ولا تدع الارض من نباتها شیئا الا اخرجته حتے یتمنے الاحیاء الاموات یعیش فی ذلك سبع سنین او ثمان سنین او تسع سنین

اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت جب تک نکلے ایک مرد قحطان سے ہانکیگا لوگوں کو اپنے ظلم کی لاٹھی سے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے باب الملاحم میں اور روایت ہے ابی اسحاق رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا علی کرم اللہ وجہہ نے اور دیکھا اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو پھر کہا بیشک یہ بیٹا میرا سردار ہے جیسا نام رکھا اُس کا نبی صلے اللہ علیہ سلم نے اب پیدا ہوگا نسل سے اُس کے ایک مرد ہوگا اُس کا نام تمہارے نبی کا نام اللہ کی رحمت اُنپر اور سلام مشابہ ہوگا اُن سے سیرت میں اور نہیں مشابہ ہوگا اُن سے صورت میں پھر ذکر کیا اس قصے کو یعنی بھر دیگا زمین کو انصاف سے اور عدل سے جیسا بھر گئی تھی ظلم سے نکالا اِس حدیث کو ابو داؤد نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے باب نشانیوں میں قیامت کے اور روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے ایک بلا کا جو پہنچے گی اس امت کو یہاں تک کہ نپاویگا کوئی مرد پناہ کی جگہ کہ پناہ پکڑے اُسکی طرف ظلم سے پھر اُٹھاویگا اللہ ایک مرد کو اولاد سے میری اور گھر والوں سے میرے پھر بھر دیگا زمین کو انصاف سے اور عدل سے جیسا بھر گئی تھی ظلم سے اور ستم سے راضی ہونگے اُس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے نہ چھوڑیگا آسمان قطرہ سے اپنے کوئی چیز مگر بہا دیگا اُسکو زور سے اور نہ چھوڑے گی زمین اپنی گھاس سے ایک ذرہ مگر نکالے گی اُسکو یہانتک کہ تمنا کرینگے زندہ مردوں کی زندگانی کریگا مہدی اسی بحالت آبادی میں سات برس یا آٹھ برس یا نو برس

رواه الحاکم فی مستدرکه وقال صحیح ۔
وعن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذلک
الیوم حتی یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل
بیتی یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی
یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما
وجورا رواه ابو داؤد کذا هما فی المشکوٰة
فی باب اشراط الساعة وعن ابی سعید
رضی الله عنه قال خشینا ان یکون بعد نبینا
حدث فسألنا نبی الله صلی الله علیه
وسلم قال ان فی امتی المهدی یخرج
یعیش خمسا او سبعا او تسعا زید الشاک قال قلنا
وما ذاک قال سنین قال فیجیء الیه الرجل
فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی قال فیحثی
له فی ثوبه ما استطاع ان یحمله رواه
الترمذی وعن ابی سعید رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملأ
الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا
یملک سبع سنین رواه ابو داؤد وهکذا
فی المشکوٰة فی باب اشراط الساعة
وعن حذیفة رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی
رجل من ولدی وجهه کالکوکب الدری

روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور کہا
یہ حدیث صحیح ہے اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اگر باقی رہے دنیا سے مگر ایک دن البتہ لمبا کریگا اللہ اُس
دن کو اتنا کہ اُٹھاویگا اللہ اُس میں ایک مرد مجھ سے یا اہل بیت
میرے سے ملا ہوگا نام اُسکا میرے نام سے اور نام باپ کا
اُسکے میرے باپ کے نام سے بھریگا زمین کو انصاف
اور عدل سے جیسا بھری گئی تھی ظلم اور ستم سے روایت
کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے یہ دونوں حدیثیں ہیں مشکوٰۃ کے
چھوٹی نشانیوں کے باب میں قیامت کے اور روایت
ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہا ڈرے ہم کہ ہووے پیچھے نبی
کے نکلنا نئی باتوں کا پھر پوچھا ہم نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا بیشک میری امت میں مہدی ہے نکلیگا
جیتا رہیگا پانچ سات یا نو برس شک کرنے والا زید ہے کہا ہم نے کیا ہیں یہ
گنتی فرمایا برس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر آویگا ایک مرد
اُس پاس پھر کہیگا یا مہدی دے مجھے دے مجھے فرمایا پھر لپ بھر
دیگا اسکے کپڑے میں جسقدر اُٹھا سکے روایت کیا اس حدیث
کو ترمذی نے اور روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی مجھ سے ہے
میری اولاد سے کشادہ پیشانی والا اونچی ناک والا بھریگا زمین کو
انصاف سے اور عدالت سے جیسا بھری گئی تھی ظلم سے اور ستم
سے مالک ہوگا ملک کا سات برس روایت کیا اس حدیث کو ابو
داؤد نے اور ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے بیچ چھوٹی نشانیوں قیامت کے
روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے مہدی ایک مرد ہے اولاد سے میری منہ اسکا جیسے ستارا چمکتا

رواه الرؤیانی وعن علی کرم الله وجهه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
المهدی منا اهل البیت یصلحه الله فی لیلة
رواه احمد کلاهما فی الجامع الصغیر
للسیوطی

الفصل الثالث فی الخلفاء بعد المهدی الوسط

وعن علی رضی
الله عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم یخرج رجل من وراء النهر
یقال له الحارث حراث علی مقدمته
رجل یقال له منصور یوطن او یمکن لآل
محمد کما مکنت قریش لرسول الله صلی
الله علیه وسلم وجب علی کل مؤمن نصره
او قال اجابته وعن ام سلمة رضی الله
عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال
یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج
رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة
فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه
وهو کاره فیبایعونه بین الرکن
والمقام ویبعث الیه بعث من الشام
فیخسف بهم بالبیداء بین مکة والمدینة
فاذا رای الناس ذلک اتاه ابدال الشام و
عصائب اهل العراق فیبایعونه ثم ینشأ
رجل من قریش اخواله کلب فیبعث الیهم
بعثا فیظهرون علیهم وذلک بعث کلب
والخیبة لمن لم یشهد غنیمة کلب فیقسم المال

روایت کیا اس حدیث کو رویانی نے اور روایت ہے علی
کرم اللہ وجہہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی
میرے گھر والوں سے اصلاح کریگا اُسکی اللہ ایک رات میں روایت
کیا اس حدیث کو احمد نے یہ دونوں حدیثیں جامع صغیر میں سیوطی
کے ہیں

فصل تیسری بیان میں اُن خلیفوں کے جو ہونگے بعد مہدی وسط کے

اور روایت ہے علی رضی اللہ
عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا ایک
مرد ملک ورار النہر سے کہیں گے اُسکو حارث حراث ہراول اُسکے
لشکر کا ایک مرد ہوگا کہیں گے اُس کو منصور وطن دیگا یا جگہ
دیگا آل محمد کو جیسا جگہ دیا قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو واجب ہے ہر مومن پر نصرت کرنی اُس کی یا کہا
قبول کرنا اس کا اور روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
اور اُنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا ہوگا اختلاف
وقت موت خلیفہ کے پھر نکلے گا ایک مرد مدینہ والوں
سے بھاگتا ہوا طرف مکے کے پھر آویں گے لوگ اُس پاس
مکے کے پھر نکالیں گے اُسکو اور راضی نہوگا امامت سے
پھر بیعت کریں گے اُس سے درمیان حجر اسود کے
اور مقام ابراہیم کے اور اُٹھیگا طرف اُس کے ایک
لشکر شام سے پھر دھنسائے جائیں گے سب کے
سب بیداء میں پہنچکر درمیان مکہ اور مدینہ کے پھر جب
دیکھینگے یہ لوگ آوینگے اس پاس ابدال شام کے اور جماعت
عراق والوں کی پھر بیعت کرینگے اُس سے پھر پیدا ہوگا
ایک مرد قوم سے قریش کے کہ ننہال بنی کلب سے ہوگا پھر بھیجیگا
اُسکی طرف لشکر پھر غالب ہونگے مسلمان اُن قریش پر سو یہی لڑائی ہے
کلب کی یعنی جسکا تذکرہ ہوا ہوگا اور افسوس ہے واسطے اُس شخص کے جو نہیں حاضر ہوا

رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ستصالحون الروم صلحا امنا فتغزون انتم وهم عدوا من وراءكم فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتى تنزلوا بمرج ذي تلول فيرفع رجل من اهل النصرانية الصليب فيقول غلب الصليب فيغضب رجل من المسلمين فيدقه فعند ذلك تغدر الروم وتجمع للملحمة وزاد بعضهم فيثور المسلمون الى اسلحتهم فيقتلون فيكرم الله تلك العصابة بالشهادة رواه ابوداود كلاهما فى المشكوة فى باب الملاحم ط

وعن عثمان بن عفان رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدى من ولد العباس عمى اخرجه الدارقطنى فى الافراد كذا فى الجامع الصغير للسيوطى

وعن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتى يواطئ اسمه اسمى رواه الترمذى وابوداؤد وكذا فى المشكوة فى باب اشراط الساعة

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدى منا يختم الدين به كما فتح بنا رواه الطبرانى كذا فى كنوز الدقائق لعبد الرؤف للمناوى

الفصل الرابع فى المهدى الاخر وعيسى عليه السلام

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اب کروگے تم روم سے صلح ایک برس کی پھر جنگ کروگے تم اور وہ دشمن سے جو سوا تم سب کے ہیں پھر فتح پاؤگے اور لوٹ لاؤگے اور سلامت رہوگے پھر پھر آؤگے یہانتک کہ نازل ہوگے ایک میدان ٹیلہ والے میں پھر اُٹھا دیگا ایک مرد قوم نصرانی سے صلیب کو پھر کہیگا غالب آئی صلیب پھر غصہ ہوگا ایک مرد مسلمانوں میں سے پھر ماریگا اُسکو پھر اُسوقت عہد شکنی کرینگے روم والے اور جمع کرینگے لوگوں کو جنگ کیواسطے اور زیادہ کیا بعضے راویوں نے پھر جلدی جاینگے مسلمان اپنے ہتیاروں کی طرف پھر لڑیں گے پھر بزرگی دیگا اللہ اس جماعت کو شہادت کرکے روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے یہ دونوں حدیثیں مشکوۃ کے باب الملاحم میں ہیں

اور روایت ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی اولاد سے عباس ہمارے چچا کے ہے نکالا اس حدیث کو دارقطنی نے افراد میں ایسا ہی ہے جامع صغیر میں سیوطی کے

اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نجائیگی دنیا جبتک مالک نہوگا عرب کا ایک مرد اہل بیت سے میرے برابر ہوگا نام اسکا میرے نام سے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور ابوداؤد نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب اشراط الساعۃ میں

اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی ہماری اولاد سے ہے ختم ہوگا دین اُس سے جیسا شروع ہوا ہم سے روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے ایسا ہی ہے کنوز الدقایق میں عبدالرؤف مناوی کے

فصل چوتھی بیان میں مہدی آخر اور عیسے علیہ السلام کے

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی ینزل الروم بالاعماق او بدابق فیخرج الیہم جیش من المدینۃ من خیار اہل الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلہم فیقول المسلمون لا واللہ لا نخلی بینکم وبین اخواننا فیقاتلونہم فینہزم ثلث لا یتوب اللہ علیہم ابدا ویقتل ثلثہم افضل الشہداء عند اللہ ویفتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتتحون قسطنطنیۃ فبینا ہم یقتسمون الغنائم قد علقوا سیوفہم بالزیتون اذ صاح فیہم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی اہلیکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج فبینا ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذا اقیمت الصلوۃ فینزل عیسی ابن مریم فامہم فاذا راٰہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکہ لانذاب حتی یہلک ولکن یقتلہ اللہ بیدہ فیریہم دمہ فی حربتہ رواہ مسلم

وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال ان الساعۃ لا تقوم حتی لا یقسم میراث ولا یفرح بغنیمۃ ثم قال عدو یجمعون لاہل الشام ویجمع لہم اہل الاسلام یعنی الروم فیتشرط المسلمون شرطۃ للموت

اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت جب تک اُتریں نہ لشکر روم کا اعماق یا دابق میں پھر نکلیگا انکی طرف لشکر مدینے سے نیک لوگوں سے اہل زمین کے اسدن ہونگے پھر جب صف باندھیں گے کہیں گے روم والے خالی کرو جگہ درمیان ہمارے اور درمیان اُن لوگوں کے جنہوں نے قید کیا ہم میں سے لوگوں کو انہیں ہم قتل کریں پھر کہیں گے مسلمان نہیں قسم ہے اللہ کی نہیں جگہ خالی کریں گے ہم درمیان تمہارے اور درمیان اپنے بھائی لوگوں کے پھر لڑیں گے انسے پھر شکست کھا کر بھاگیں گے تہائی مسلمان نہیں توبہ قبول کریگا اللہ انکی کبھی اور مارے جائینگے تہائی انکی افضل شہید ہونگے نزدیک اللہ کے اور فتح کرینگے تہائی جو نہیں فتنہ میں پڑینگے کبھی پھر فتح کرینگے قسطنطنیہ کو پھر جس ہنگام کہ تقسیم کرتے ہونگے مال غنیمت کو لٹکائی ہونگی تلواریں درخت زیتون کے نکلیگا انمیں شیطان کہ تحقیق مسیح دجال پیچھے تمہارے آیا گھروں میں تمہارے پھر نکلینگے اور حال یہ کہ جھوٹ ہوگی پھر جب آئیں گے شام میں نکلیگا دجال پھر جس وقت کہ وہ لوگ تیاری کرتے ہونگے لڑائی کی برابر کرتے ہونگے صفوں کو جب اقامت کہی جائیگی نماز کی پھر اُتریں گے عیسی ابن مریم علیہ السلام پھر امامت کرینگے انکی پھر جب دیکھیگا اُسکو دشمن اللہ کا گھل جائیگا جیسا گھلتا ہے نمک پانی میں پھر اگر چھوڑیں اسکو عیسی تو گھلتا چلا جائے یہانتک کہ ہلاک ہو جاوے ولیکن مار ڈالیگا اسکو اللہ ہاتھ سے عیسی کے پھر دکھلاویگا لوگوں کو خون اسکا نیزے میں انکے روایت کیا اسکو مسلم نے اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیشک نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ نہ بانٹا جاوے ترکہ اور نہ خوش کیا جاوے غنیمت سے پھر کہا دشمن جمع کرینگے لشکر واسطے لڑنے اہل شام کے اور جمع کرینگے واسطے انکے لشکر اہل اسلام یعنی

لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفئ هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفئ هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يمسوا فيفئ هؤلاء وهؤلاء وكل غير غالب وتفنى الشرطة فاذا كان يوم الرابع نهد اليهم بقية اهل الاسلام فيجعل الله الدبرة عليهم فيقتتلون مقتلة لم ير مثلها حتى ان الطائر ليمر بجنباتهم فلا يخلفهم حتى يخر ميتا فيتعاد بنو الاب كانوا مائة فلا يجدونه بقى منهم الا الرجل الواحد فباى غنيمة يفرح او اى ميراث يقسم فبينا هم كذلك اذ سمعوا بباس هو اكبر من ذلك فجاء هم الصريخ ان الدجال قد خلفهم في ذراريهم فيرفضون ما في ايديهم و يقبلون فيبعثون عشر فوارس طليعة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لاعرف اسماءهم و اسماء اباءهم والوان خيولهم هم خير فوارس على ظهر الارض يومئذ رواه مسلم ۔

۳۶ وعن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال هل سمعتم بمدينة

نہ پہریں مگر غالب پہر لڑیں گے یہانتک کہ حائل ہوگی درمیان اُنکے رات پہر لوٹیں گے یہ اپنے ڈیرے پر وہ اپنے ڈیرے پر دونوں میں کوئی غالب نہوگا دوسرے پر اور فنا ہوجائیگی جماعت پہر چنیں گے مسلمان لوگ لشکر واسطے موت کے کہ نہ پہریں مگر غالب پہر لڑیں گے یہانتک کہ حائل ہوگی درمیان اُنکے رات پہر لوٹیں گے یہ اپنے ڈیرے پر وہ اپنے ڈیرے پر کوئی اُنمیں غالب نہوگا اور فنا ہوجائیگی جماعت پہر چنیں گے مسلمان لشکر واسطے موت کے نہ پہریں مگر غالب پہر لڑینگے یہانتک کہ شام ہوجائیگی پہر پہرینگے یہ اپنے ڈیرے پر اور وے اپنے ڈیرے پر اور کوئی اُنمیں غالب نہوگا اور فنا ہوجائیگی جماعت پہر جب ہوگا چوتھا دن قصد کرینگے اُنکی طرف باقی اہل اسلام پہر ڈالیگا اللہ شکست اُن دشمنوں پر پہر لڑینگے مسلمان ایسا لڑنا کہ نہیں دیکھا کوئی مثل اسکے یہاں تک کہ بیشک جانور گذریگا کنارے پر اُنکے پہر نہیں پیچھے ڈالیگا اُنکو یہاں تک کہ گر پڑیگا مُردہ ہوکر پہر گنی جائیگی اولاد ایک باپ کی کہ تھے سو پہر نہ پاوینگے اُسکو باقی اُنمیں سے مگر ایک مرد پہر بہلا کس لوٹ سے خوش کیے جائیں گے اور کون میراث بانٹی جاوے کہ یہ لوگ اس حال میں ہونگے ناگہانی سُنینگے خبر ایک لڑائی کی جو بڑی ہوگی اُس سے پہر آویگی اُنہیں آواز کہ بیشک دجال مقرر پیچھے اُنکے پہنچا لڑکے بالوں میں پہر چھوڑ دینگے جو ہاتھوں میں اُنکے ہوگا۔ اور متوجہ ہونگے پہر بہیجیں گے دس سوار خبر لانے کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں البتہ خوب جانتا ہوں نام اُنکے اور نام اُن کے باپ کے اور رنگ گہوڑے کے اُنکے وہ بہتر سواروں میں ہونگے جو اوپر زمین کے اُسدن روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سُنی تم نے خبر ایک شہر کی۔

جانب منها في البر وجانب منها في البحر قالوا نعم
يا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتى
يغزوها سبعون الفا من بني اسحاق فاذا
جاؤها نزلوا فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا
بسهم قالوا لا اله الا الله والله اكبر فيسقط
احد جانبيها قال ثور بن يزيد الراوي
لا اعلمه الا قال الذي في البحر ثم يقولون
الثانية لا اله الا الله والله اكبر
فيسقط جانبها الآخر ثم يقولون الثالثة
لا اله الا الله والله اكبر فيفرج لهم
فيدخلونها فيغنمون فبينما هم يقتسمون
المغانم اذ جاءهم الصريخ فقال ان
الدجال قد خرج فيتركون كل شيء و
يرجعون رواه مسلم وهذه الاحاديث
الثلثة في المشكوة في باب الملاحم ٭
وعن جابر رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلے الله عليه وسلم لا تزال
طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين
الى يوم القيمة قال فينزل عيسے بن مريم
عليه السلام فيقول اميرهم تعال صل
لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء
تكرمة الله هذه الامة رواه مسلم
كذا في المشكوة في باب نزول عيسے عليه
السلام وعن ابي هريرة رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم

جسکا ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک جانب دریا میں ہے
ان لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا نہیں کھڑی ہوگی قیامت یہانتک
کہ جہاد کریں اس سے ستر ہزار بنی اسحاق پھر جب آوینگے تو پھر
اتریں گے پھر نہیں لڑینگے ہتھیار سے اور نہ چلاوینگے تیر کہیں
گے نہیں کوئی لائق پوجنے کے مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے پھر
گر پڑیگا ایک جانب دو جانب میں سے کہا ثور بن یزید راوی نے
نہیں جانتا ہوں میں اسکو مگر فرمایا وہ جانب جو دریا میں ہے
اسکی طرف ہے پھر کہیں گے دوسری بار نہیں ہے کوئی لائق
پوجنے کے مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا پھر گر پڑیگا دوسرا جانب اسکا
پھر کہیں گے تیسری بار نہیں ہے کوئی لائق پوجنے کے مگر اللہ اور
اللہ سب سے بڑا ہے پھر راہ کشادہ ہو جائیگی واسطے انکے پھر داخل ہونگے
اسمیں پھر لوٹ لاوینگے پھر جس حال میں بانٹتے ہونگے لوٹ کو
ناگہانی آویگی انکو آواز پھر کہیگا بیشک دجال نکلا پھر چھوڑینگے
ہر چیز کو اور پھریں گے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور یہ حدیثیں
تینوں مشکوٰۃ میں ہیں باب ملاحم میں اور روایت ہے
جابر رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیشہ ایک گروہ ہماری امت سے لڑا کریں گے حق پر غالب
ہوا کریں گے قیامت کے دن تک فرمایا پھر اتریگا عیسےٰ
ابن مریم علیہ السلام پھر کہیگا امیر انکا آؤ نماز پڑھاؤ ہمکو پس
کہ پھر فرماویں گے نہیں بیشک بعض تمہارا بعضے پر سردار ہے
بزرگی دی اللہ نے اس امت کو روایت کیا اس
حدیث کو مسلم نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے باب نزول
عیسےٰ علیہ السلام میں اور روایت ہے ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

واللہ لینزلن ابن مریم علیہ السلام حکماً
عادلاً فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر
ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی
علیہا ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد
ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احد متفق علیہ اھ
مسلم زاد فی روایۃ الشیخین حتی تکون
السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیہا
ثم یقول ابو ھریرۃ فاقرؤا ان شئتم وَاِنْ
مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ
مَوْتِہٖ الآیۃ کذا فی المشکوۃ فی باب نزول
عیسٰے علیہ السلام وفی روایۃ ابی داؤد
ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
لیس بینی وبینہ یعنے عیسٰے نبیٌّ وانہ نازل
فاذا رأیتموہ فاعرفوہ فانہ رجل مربوع
الی الحمرۃ والبیاض ینزل بین ممصرتین
کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بَلَلٌ فیقاتل
الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل
الخنزیر ویضع الجزیۃ ویہلک اللہ فی زمانہ
الملل کلہا الا الاسلام ویہلک المسیح الدجال
ثم یمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم
یتوفی ویصلی علیہ المسلمون ۔

وعن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ
بعد ذکر حدیث طویل قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فبینما ھو کذلک
اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم علیہ السلام

قسم اللہ کی البتہ نازل ہونگے مریم کے بیٹے علیہ السلام حالانکہ حاکم عادل
ہونگے پہر توڑینگے صلیب کو اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کریں گے
جزیہ کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹنی کو پہر نہیں سواری کریگا اسپر اور
البتہ چلی جائیگی آدمیوں کے درمیان سے دشمنی اور دشمن رکہنا
ایک دوسرے کو اور البتہ بلائے جائینگے مال لینے کو پہر نہیں قبول
کریگا اسکو کوئی روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے زیادہ کیا
روایت میں بخاری و مسلم کے یہانتک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر
دنیا سے اور جو اس میں ہی پہر کہا ابو ہریرہؓ نے پڑہو اگر تم چاہو اور نہیں
کوئی اہل کتاب مگر البتہ ایمان لاویگا اسپر قبل موت انکے آخر آیۃ
تک ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب نزول عیسٰے علیہ السلام میں اور ایک
روایت میں ابو داؤد کے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نہیں ہے میرے اور انکے درمیان میں یعنے عیسٰے کے کوئی
نبی اور بیشک وہ نازل ہونے والے ہیں پہر جب دیکھو تم انکو تو
پہچانو انکو بیشک وہ ایک مرد ہیں بانٹے گئے طرف سرخی
یا سفیدی کے اتریں گے درمیان دو کپڑے رنگ کئے سرخ
مٹی کے معلوم ہوگا کہ سر سے انکے قطرہ پسینے کا ٹپکتا ہے اور
اگرچہ نہ پہنچی ہو اسکو تری پہر لڑینگے لوگوں سے اسلام پر پہر توڑیں گے
صلیب کو اور گمنام کریں گے سور کہانیکو اور موقوف کریں گے جزیہ
کو اور ہلاک کریگا اللہ زمانہ میں انکے ساری ملتوں کو سوا اسلام کے
اور مار ڈالینگے مسیح دجال کو پہر ٹہیریں گے زمین میں چالیس برس پہر
مر جائینگے اور نماز پڑہیں گے انکے جنازہ پر مسلمان لوگ ۔
اور روایت ہے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے بعد
ذکر بڑی حدیث کے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جس حال میں کہ دجال فتنہ فساد میں ہوگا ناگہانی بہیجیگا
اللہ مسیح مریم کے بیٹے علیہ السلام کو ۔

فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين
مهرودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا طأطأ
رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه مثل جمان
كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد من ريح نفسه
الا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه
حتى يدركه بباب لد فيقتله ثم يأتي عيسى
عليه السلام قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن
وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة رواه
الترمذي كذا في المشكوة في باب علامات
الساعة وذكر الدجال وفيه في باب لا تقوم
الساعة الا على شرار الناس عن عبد الله بن عمر
رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم يخرج الدجال فيمكث اربعين فيبعث الله
عيسى ابن مريم عليه السلام كانه عروة بن
مسعود فيطلبه فيهلكه ثم يمكث في الناس سبع
سنين ليس بين اثنين عداوة رواه مسلم
وعن ابن عباس رضي الله عنه قال حدثني
ابو سفيان بن حرب من فيه الى في قال انطلقت
في المدة التي كانت بيني وبين رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال فبينا انا
بالشام اذ جيء بكتاب من النبي صلى
الله عليه وسلم الى هرقل قال وكان
دحية الكلبي جاء به فدفعه الى عظيم بصرى
فدفعه عظيم بصرى الى هرقل فقال هرقل
هل ههنا احد من قوم هذا الرجل الذي يزعم

پھر اتریگا یعنی عیسیٰ سفید منارہ پر دمشق کے درمیان دو
کپڑے رنگ کئے ہوئے کہ اس کے رکھے ہوئے اور اپنے
ہاتھ اوپر دو فرشتوں کے جب جھکیں گے گریگا سر انکا قطرہ
اور جب سر کو اٹھاوینگے گریگا اس سے مثل چاندی کے موتی کے
نہیں حلال ہے کافر کو کہ پاوے ہوا پھونک کی اُن کے
مگر مر جاوے اور پھونک اُنکی پہنچے گی جہاں پہنچے گی نگاہ
اُنکی پھر تلاش کریں گے دجال کو یہاں تک کہ پاویں گے
اسکو باب لد میں پھر ماریں گے اسکو پھر آوینگے عیسیٰ علیہ السلام
کے پاس وہ لوگ کہ بچا رکھا اللہ نے دجال سے پھر ہاتھ پھیریں
گے چہروں پر انکے اور بیان کریں گے اُن سے مرتبے انکے جنت
میں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے
باب علامات قیامت اور ذکر دجال میں اور ایسا ہی ہے مشکوٰۃ
میں بیچ باب کے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر اوپر برے لوگوں
کے روایت ہے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکلیگا دجال پھر ٹھیریگا چالیس
دن پھر بھیجیگا اللہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو گویا وہ عروہ
ابن مسعود ہیں پھر ڈھونڈینگے اسکو پھر ہلاک کریں گے اس کو
پھر ٹھیریں گے لوگوں میں سات برس نہ رہے گی درمیان دو میں
دشمنی روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور روایت ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہا مجھ سے ابو سفیان ابن حرب نے منہ در منہ
ہمارے کہا ابو سفیان نے گیا میں اُس مدت میں کہ تھی بیچ ہمارے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان یعنی صلح جب تھے ہم شام
میں یکبارگی آیا خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرقل کی طرف اور تھا
دحیہ کلبی لایا تھا اُس کو پھر پہنچایا دحیہ نے سردار بصرے کو پھر پہنچایا اسکو
سردار بصریٰ نے طرف ہرقل کے پھر کہا ہرقل نے کیا یہاں کوئی قوم سے اس مرد کی

انه نبی قالوا نعم فدعیت فی نفر من قریش فدخلنا علی
هرقل فاجلسنا بین یدیه فقال ایکم اقرب
نسبًا من هذا الرجل الذی یزعم انه نبی قال
ابو سفیان فقلت انا فاجلسونی بین یدیه
واجلسوا اصحابی خلفی ثم دعا بترجمانه
فقال قل لهم انی سائل هذا عن هذا الرجل الذی
یزعم انه نبی فان کذبنی فکذبوه قال
ابوسفیان و ایم الله لولا مخافة ان یوثر علی
الکذب لکذبته ثم قال لترجمانه سله کیف
حسبه فیکم قال قلت هو فینا ذو حسب قال
فهل کان من آبائه من ملک قلت لا قال
فهل کنتم تتهمونه بالکذب قبل ان یقول
ما قال قال قلت لا قال ومن یتبعه اشراف
الناس ام ضعفاءهم قال قلت بل ضعفاء
هم قال ایزیدون ام ینقصون قال
قلت لا بل یزیدون قال هل یرتد
احد منهم عن دینه بعد ان یدخل فیه
سخطة له قال قلت لا قال فهل قاتلتموه
قلت نعم قال فکیف کان قتالکم ایاه
قال قلت یکون الحرب بیننا و بینه
سجالا یصیب منا و نصیب منه قال فهل یغدر
قلت لا و نحن منه فی هذه المدة لا ندری ما هو
صانع فیها قال والله ما امکنی من کلمة ادخل
فیها شیئا غیر هذه قال فهل قال هذا
القول احد قبله قلت لا ثم قال لترجمانه

کہ وہ نبی ہے بولے ہاں پہر بلایا گیا میں ساتھ جماعت قریش
کے پہر آئے ہم سب ہرقل کے پاس پہر بٹھلائے گئے
ہم روبرو اُسکے پہر کہا کون تم میں قریب زیادہ ہے رشتہ
میں اُس مرد سے جو دعوے کرتا ہے کہ بیشک وہ نبی ہی
کہا ابوسفیان نے کہا مَیں نے میں ہوں پہر بٹھلایا مجھکو
رُوبرو اپنے اور بٹھلایا ساتھیوں کو ہمارے پیچھے پہر بلایا
ترجمہ کرنیوالیکو اپنی زبان کے پہر کہا کہہ ان سب کو کہ بیشک
مَیں پوچھوں گا اس ابوسفیان سے حال اُس مرد کا جو
دعوے کرتا ہے کہ بیشک وہ نبی ہے پہر اگر جھوٹھ کہے
تو تم سب جُھٹلا دیجیو اسکو کہا ابوسفیان نے قسم ہے اللہ
کی اگر نہ ہوتا ڈر اس بات کا کہ نقل کیا جائیگا مجھ سے جھوٹ
البتہ جھوٹ کہتا میں ہرقل سے پہر کہا ترجمان کو اپنے پُوچھ
اسکو کیسی ہے ذات اُسکی تم میں کہا ابوسفیان نے کہا میں
نے وہ ہم میں ذات والا ہے کہا ہرقل نے پہر کیا ہوا ہے
باپ دادوں میں اُسکے کوئی بادشاہ کہا میں نے نہیں کہا
پہر کیا تم تہمت دیتے تے اُسکو جھوٹ کی پہلے اس دعوی
کرنے نبوت کے کہا کہا میں نے نہیں کہا اور جو لوگ تابع
اُسکے ہیں لوگوں میں اشراف لوگ ہیں یا کم ذات انہیں کہا کہا
میں نے بلکہ ضعیف اُنکے کہا کیا بڑہا کرتے ہیں یا کم ہوتے
ہیں کہا کہا میں نے نہیں بلکہ زیادہ ہوتے ہیں تو پوچھا کیا پہر جاتا
ہو کوئی اُنمیں دین سے اپنے بعد اُسکے کہ پڑے اُسمیں بسبب بُرا جاننے
لوگوں کے دین کو اُسکے کہا کہا میں نے نہیں پُوچھا پہر بہلا تم لوگ
لڑتے ہو اُس سے کہا میں نے ہاں پوچھا کسطرح ہوتی ہی لڑائی اُسکی کہا
ہوتی ہی لڑائی درمیان ہمارے اور درمیان اُسکے مانند ڈول کے کبہی پاتا ہی
وہ تکلیف اور پاتے ہیں ہم اُس سے تکلیف کہا پہر عہد توڑتا ہے

وله الجنة منكم ولو اني اعلم اني اخلص اليه لاحببت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن قدميه وليبلغن ملكه ما تحت قدمي ثم دعا بكتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقرأه متفق عليه كذا في المشكوة في باب علامات النبوة ۔ تمت اربعين في احوال المهديين

اور نہیں گمان تھا مجھکو کہ تم میں نکلیگا اور اگر میں جانتا کہ میں پہنچ سکونگا اُسکے پاس شوق رکھتا ملاقات کا اُسکی اگر ہوتا میں اُسکے پاس تو دھوتا اُسکے پانوں اور البتہ پہنچیگی حکومت اُسکی اُس ملک پر جو نیچے میرے قدم کے ہے پھر منگوایا خط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پھر پڑھا اسکو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب علامات النبوت میں ۔ تمام ہوا رسالہ اربعین کا جو بیان میں ہے احوال مہدیوں کے

تمت

نصر من الله وفتح قريب

رسالہ دعوت

از تالیف لطیف جناب مولانا مولوی ولایت علی صاحب مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ تجھکو سب قدرت ہی تو ایسا کرم کر کہ اس رسالہ کو سُن کر ہمارے جتنے بھائی مسلمان ہیں اُنکے دل کے شُبہے اور وسواس سب جاتے رہیں اور گروہ محمدی میں داخل ہو جاویں کہ محمد صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی سیدھی راہ نجات کی اُنکے ہاتھ لگے اور درود ایسے نبی پر اور اُنکی آل و اصحاب پر آمین یارب العالمین ۔ جو لوگ ہوشیار ہیں وے جو کام کرتے ہیں پہلے اُسکے اول و آخر ابتدا انتہا کو سوچ لیتے ہیں اور ہر جگہ موافقت و مخالفت لڑنے مارنے میں بے تکلف قدم نہیں رکھتے اُنکی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بعضے شخصوں کی عادت ہے کہ صاحب دعوت کی بات کو اُسکے رُو برو قبول نہیں کرتے اُنکے واسطے یہ رسالہ لکھا گیا ۔ کہ تنہائی میں اسکو خوب انصاف اور تامل کی نظر سے دیکھیں اگر کچھ اپنے کام کا باویں اور اپنے دین و دُنیا کی منفعت سمجھیں تو اُسپر چلیں ایسا نہ کریں کہ مارے خفگی کے پورا نہ دیکھیں کیونکہ عاقلوں کا قول ہے کہ بات دشمن کی بھی سُن لینی چاہیئے پھر اگر پسند نہ آوے تو ماننے نہ ماننے کا اختیار اپنے ہاتھ ہے ایسا نہ ہو کہ کسی وقت پچھتاویں کہ فلانے کی بات کیوں نہ سُنی ۔ اور یہ باتیں محض خلق کی خیر خواہی کو لکھی ہیں کہ لوگوں کو فائدہ ہووے اور ہمیں ثواب ملے اور کسی کا دل تنگ نہ ہو کہ اس میں باتیں دعوے اور حکومت کی نہیں سو موقوف سننے والے کی مرضی پر ہے اور بحث و تکرار کے لائق ہی باتیں نہیں دل ہی میں انصاف اور تامل کے لائق ہیں اس رسالے میں تھوڑا سا وہ احوال امام وقت کا ہے کہ جس کی

تحقیق کے واسطے حضرت کے حضور میں جانا کچھ ضرور نہیں بلکہ اپنے شہر و دیار میں جہاں ہووے اسکو تحقیق و تامل کرے یہ
باتیں سب موجود پاویگا لیکن انصاف شرط ہے **احوال امیر المومنین کا** حضرت کے پہچانے کو تھوڑی سی عقل
سلیم اور تھوڑی سی واقفیت حدیث سے چاہیے کہ اکثر کو لیاء اللہ کو پہلے سے انبیاء کا وراثت ہوتا ہے ہمارے
حضرت کو اللہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا وراثت کیا اور گروہ پر حضرت کے صحابہ کا پرتو ڈالا کہ لوگوں کے
دل میں بہت اتباع سنت کی اور غیرت ایمان کی حدت زیادہ ہوئی اللہ کا دین زیادہ ہونے کے واسطے دل بیقرار
ہونے لگا جب بہر طرح سے حدت زیادہ ہوئی تو اللہ تعالے نے اُنکے دل میں الہام صادق فرمانا شروع کیا اور بشارتیں
دیں کہ ہم نے تجھکو امام صاحب اقبال اعداء اولوالعزم کیا اور دین کے بتانے میں اور حکم شرع جاری کرنے میں جنکا
تاثیر برکت ہوا اور پایا اب تھوڑی سی تیری التفات و توجہ میں لوگوں کو ہم بڑے بڑے عمدہ مقام پر ولایت کے پہنچاویں گے
اور تھوڑی سی محنت میں ہم تجھ کو سردار بناویں گے اور اکثر ملکوں پر فتح دیں گے - اور جو کوئی تیرے ہاتھ پر
بیعت کریگا اُس کو میں آپ کفایت کرونگا اور دستہ دین کا بناؤں گا اور دنیا سے اُس کا دل بیزار کروں گا
اب انصاف سے خیال کیا چاہیئے کہ آثار اُس سچے وعدے کے کس طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں کہ اللہ نے حضرت کو امی
پنے کی پیروی کے موافق ولی اللہ کو پہچانا کیا اور الہام و حقائق علوم انہیں سے صادر ہوئے انہیں کسی نے طریقہ ولایت
کے کبھی شغل و ذکر و مراقبہ نہیں سکھا اور کتابیں مولویوں کی طرح کسی عالم سے نہیں پڑھیں تمام ملک ہند دکن
اس مضمون سے واقف ہے اور یہ کہ حضرت کے سینے پر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم لدنی کا پرتو ہے کہ
بڑے بڑے عالم فاضل و دانا لوگ کی طرح حضرت سے مسئلے پوچھتے ہیں کوئی آیت کے معنے دریافت کرتا ہے کوئی
حدیث کے شبہے صاف کرتا ہے - کوئی عقیدہ کے مسئلے سمجھتا ہے کوئی اپنے عقیدے کو صحیح کرتا ہے پھر جب حضرت
کے ایام طفولیت گذرے اور جوانی شروع ہوئی شوق جہاد کا زیادہ ہوا چند مدت امرائے اہل ایمان کے ساتھ
فوج و سامان کا ساتھ اختیار کیا - کہ شاید اس وسیلۂ ظاہری سے اپنا مطلب ہاتھ آوے اور اللہ کا دین خوب پھیل جاوے
اور اُس کا مخالف مغلوب ہو جاوے لیکن چونکہ اللہ کو یہ منظور تھا کہ بے مشارکت کسی امیر کے طور پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے یہ کام حضرت کے ہاتھ سے بن آوے اور صرف اللہ ہی کی تائید سے اہل حق ہوا اس گروہ کفار پر
ظاہر ہووے کسی امیر یا سامان سے حضرت کی رفاقت نہ کی تب حضرت نے محض نفیس دعوت بطلب اپنے
پیغمبر کے کی اور مژدے فتح کے لوگوں میں ظاہر کرنے شروع کئے صاحب انصاف کو خوب معلوم ہوتا ہے کہ
اللہ اُن کے دل میں فتح کا الہام کرتا ہے اور بھی تو بڑا صاحب اقبال ہوئے ہیں کہ غیب سے امیر اور صاحب
فوج و ملک ہو گئے مگر یہ نہیں ہوا کہ حالت غربت میں کسی شخص نے مژدے فتح کے بیان کئے ہوں
یہ سب آثار صاف الہام الٰہی کے ہیں اب ان سے مقابلہ کرنے والا خدا سے مقابلہ کرنے والا ہے

اور دعوت حضرت نے خلائق میں اس طرح کی کہ اے مسلمانوں قرآن اور حدیث تم لوگوں کے پاس موجود ہے
اسمیں اللہ کا حکم اور رسول کی تعلیم اور صحابہ کی وضع خوب صاف صاف لکھی ہوئی ہے اُس پر چلو اور ماسوا اس کے
سب موقوف کرو اور طور اپنے خاندان کا اور رسوم باپ دادوں کی اور وضع پیر اُستاد کی اختیار مت کرو اور فرمایا
کہ سوائے اللہ کے تمہارا کوئی دوسرا مالک نہیں اوروں کا پوجنا چھوڑ دو۔ ناحق غفلت میں پڑے ہو مضبوط
دین یہی ہے اسمیں اگر کچھہ ہم میں خلاف پاؤ تو تم ہمکو پکڑلو اور اگر ہم تم میں کچھہ خلاف پاویں تو تمکو پکڑیں انصاف
شرط ہے کہ جب تک پیر تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کا کسی پر پورا نہ ہووے تب تک اتباع سنت کہاں
دل میں جگہ پکڑے جو اُن پر اعتراض کرتے ہیں حقیقت میں وہ اعتراض پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوجاتا ہے
اگرچہ بعضے لوگ نہیں سمجھتے جسوقت آواز دعوت کی ملک ہندوستان میں بلند ہوئی تمام ملک کے لوگ پروانہ کی
طرح اس شمع ہدایت پر ہجوم کرنے لگے یہاں تک کہ ایک ایک روز میں دس دس ہزار آدمیوں کی بیعت
ہونے لگی روز بروز انکا گروہ بڑھتا گیا اور ہزارہا انسان اپنا دین چھوڑکر اسلام سے مشرف ہوئے اور ہزارہا
لوگوں نے مذہب باطلہ سے توبہ کی پانچ چھہ برس کے عرصے میں ہندوستانیں تیس لاکھہ آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی اور قریب
لاکھہ آدمیوں کے سفر حج میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ ان سب لوگوں میں ہزارہا عالم ہیں اور ہزارہا
عاقل اور سینکڑوں حافظ ہیں اور سینکڑوں مُفتی۔ اور بہتیرے جہاں دیدہ ہیں اور بہتیرے کارآزمودہ اس
سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ کے حضور میں اُنکی بڑی مقبولیت اور تائید ہے۔ کہ تمامی خلائق کا دل اُنکیطرف
بے اختیار کھنچا جاتا ہے اور بے قرار ہوکر مُرید ہوتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ کسیکو اپنا
مقبول کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ تمام ملائک و انسان میں پکار دو کہ اس بندہ
کو ہمنے دوست رکھا ہے تم سب اسکو دوست رکھو پھر تمام خلائق خلل پروانہ اُسپر ہجوم کرنے لگتے ہیں بھلا اُنکی
تو کہئے کہ اُسکے آثار حضرت پر ظاہر ہیں یا نہیں۔ یا اُس حدیث میں کچھہ شک ہو تو وہ فرمائیے اور نہیں تو
جان بوجھ کر انکار کرنا خدا کو غضب میں لانا ہے بلکہ حضرت کا پرتو اُنکے خلفائے مخلصین پر موجود ہے اگر کسی نے
حضرت کو نہ دیکھا ہو تو اُنکو دیکھ لے پھر جب حق دعوت کا ملک ہندوستان میں ادا ہو چکا۔ تب بطریق
اپنے نبی کے تابعین کے ساتھ ارادہ ہجرت کا فرمایا پھر جس مقام پر یہ قافلہ متبرکہ وارد ہوتا تھا۔ وہاں کے تمام
اطراف کے لوگ صورت دیکھنے بے اختیار ہوکر آتے تھے اور نہایت عقیدت سے بیعت کرتے تھے
باوجودیکہ نہ کبھی کی واقفیت نہ آگاہی بلکہ زبان بھی انکی نہ سمجھتے تھے اسیطرح اللہ نے تمام ہند و خراسان کے
لوگوں کو مطیع بیعت کر دیا اس طرح سُنت رسول اللہ کے مطابق آجتک کسی کو ہجرت کرتے نہ سُنا تھا۔
سُبحان اللہ حق تعالی نے اپنے رسول کا کیسا پیرو کامل پیدا کیا بعد اُس کے محض اللہ پر توکل کر کے جہاد شروع کیا

پہلے دو سو مجاہدوں سے آٹھ ہزار سپاہیوں پر چھاپہ مارا مال و اسباب بہت لائے ہر لڑائی میں مدد بن عمل ہو گئے
اگر اللہ کی تائید نہ ہوتی تو اتنے ضعیف لوگوں کا اتنی بڑی فوج والے پر کیونکر غلبہ ہوتا اب صاف معلوم ہوا
کہ اللہ کی طرف سے ہے اسی طرح کئی لڑائیاں صحیح ہو چکیں تو مطابق سنت کے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑائی میں شکست
کرا دی کہ سب دینوں کا دل ٹوٹے اور یہ بھی رسول ہی کی پیروی ہے کہ ایک سنت میں بھی فرق نہیں آتا۔
جس طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اور سارے صحابہ لشکریت بیمار ہوئے
اسی طرح جب آپ کا ہجرت کا سفر تمام ہوا تو ساتھ کے سارے لوگ ملک یوسف زئی میں شدت ایسی مرض
سے بیمار ہوئے ہرچند صحت و بیماری اپنے اختیار میں نہیں مگر جو شخص تمام اختیاری سنتیں ادا کریگا تو اللہ تعالیٰ بے
اختیاری سنت بھی خود اس سے ادا کروا دیگا ایک خوبی اقبال کی اور تائید اللہ کی یہ دیکھئے کہ اگل
تمام ملک یوسف زئی بے حکم طوائف الملوک تھا کہ ہر شخص اپنے اپنے طور پر ظلم کر کے تھے لیجاتے حضرت کے تشریف لیجانے پر تمام
جمعہ اور عیدین کا خطبہ انکے نام مبارک سے پڑھا شروع کیا پھر چند روز میں وہاں قاضی اور محتسب حضرت
کی طرف سے ہر جگہ مقرر ہوئے حدود قصاص موافق شرع کے جاری ہوا اور لوگوں نے عشر و جلیبی خوشی سے
دینا قبول کیا تمام قلمرو یوسف زئی کا حضرت کے اختیار میں آگیا۔ مثل صحابہ رسول وہاں کی فرمانروائی
کرنے لگے اور داد و جہاد کی دیتے پھر چند سردار نصاری منافق جنکا نام مسلمانوں کا سا ہے کافروں کے ڈر سے مسلمانوں کو
طمع چھوڑ کر اُن میں جا ملے۔ ہرچند ظاہر میں سامان بہت رکھتے تھے۔ مگر اللہ نے انکو مچھر کی طرح جیسے کہ نمرود کو
تلوار یا کتنے جہنم کو پہونچے باقی جو بچے وے اپنے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے۔ مال و دولت انکی مجاہدوں کی لوٹ کی
قلعے انکے اپنے اختیار میں کر لیے۔ سو جس سارے کفار کے دل میں انکا رعب غالب ہوا اور ایسا ملک تھامنا
انہیں مشکل ہو گیا۔ غور کرو کہ کس طرح اللہ اپنے دوستوں کے انعام کو چکا رہا ہے اس سے صاف معلوم ہوا
کہ اب اسلام کو غلبہ ہوا چاہتا ہے بعد اسکے اللہ رب العالمین نے لشکر اسلام کو شکست دی کہ ایمان والوں کے
دل میں غرور کا خیال نہ آوے منافق کافروں کو دھوکہ رہے مسلمانوں کے مرتبوں کی ترقی ہو جاوے قرآن و
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آج تک جتنے انبیاء اولو العزم گذرے ہیں کوئی بغیر شکست کا صدمہ اٹھائے نہ
رہا ہمارے حضرت کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے سیاست انبیاء کی نصیب کی ہے انکے لشکر کو شکست کیونکر نہ آوے
انکے اللہ تعالیٰ نے حضرت کو یک گونہ گوشہ و عاداری کے لیے پہاڑوں میں بلایا اور دشمنوں کی آنکھوں سے
چھپایا ہے کہ خلوت بھی اکثر انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کو ابتداء ہدایت میں مچھلی
کے پیٹ میں چھپایا اور کتنے دنوں تک جنگل و بیابان میں رکھا آخر انہیں کی ذات متبرک سے ایک عالم کو ہدایت
ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ابتداء ہدایت کے وقت کوہ طور پر جانے کے واسطے فرمایا جب یہاں لوگوں

گوسالہ پرستی پھیل گئی۔ تو آپ بعد از فراغت چلہ تشریف لائے۔ اور لوگوں سے توبہ کروائی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک مدت مدید سے غائب کیا۔ اور آسمان پر اٹھایا۔ اور جب چاہے گا ظاہر کریگا۔ اور دین کا کام اُنسے لیگا۔ ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم کو کئی روز غار میں چھپایا۔ اور جنگ میں شکست دی۔ اور شہادت کی خبر شیطان نے جھوٹی مشہور کی۔ کیوں نہو یہ بھی تو پورے اُن لوگوں کے پیرو ہیں۔ ان سُنتوں سے کیونکر محروم رہیں خلوت کے دن کچھ اللہ کی طرف سے سب کے واسطے برابر مقرر نہیں۔ جسکو اللہ جب تک چاہتا ہے چھپایا ہے جب چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے ہمارے حضرت کی خلوت کوئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سی نہ سمجھے کہ کسی سے ملاقات نہیں ہوتی یا ظہور میں اُنکے عرصہ بعید گذریگا۔ یہاں تو اکثر لوگ جب چاہتے ہیں تھوڑی سی کوشش میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ عرصہ قریب میں مثل خورشید درخشاں کے ظاہر ہوکر عالم کو اپنے انوار ہدایت سے منور فرمائیں گے اب ذرا لوگوں کے حال پر بھی غور کیجیے کہ اُنکے دل نیکی اور عبادت کی طرف خود بخود مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اگر کسیکو تھوڑی سی نصیحت کی جائے۔ تو بہت سی مانتا ہے۔ اس سے پہلے زمانے میں اتنا اثر کہاں ہوتا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فصل پھرے پر جیسے دوسری ہوا آنے لگتی ہے علاوہ اس کے اللہ نے جو تاثیر اس گروہ متبرکہ کے حلقہ مراقبہ میں رکھی ہے ظاہر و باہر ہے جس نعمت کی آرزو میں ہزارہا شاغل پچاس برس محنت کرتے تھے وہ دولت اس حلقہ میں بیٹھتے ہی ایک لحظہ میں حاصل ہوتی ہے سینکڑوں کو زیارت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی ہوئی۔ اور کتنوں کو سیر جنت و نار و آسمان و لوح محفوظ کی ہوئی۔ بہتیروں کو کشف قبور و کشف انوار ہوا۔ بعضوں کو مشاہدہ جناب اقدس آلہی کا میسر آیا یہ سب فائدے اگلے بزرگوں کی خدمت میں بھی ہوتے تھے لیکن اسقدر جلد اور کثرت سے کہاں کتابوں میں سب احوال مذکور ہیں سبب اسکا یہی ہے کہ حضرت کی کرامت اور بزرگی کا یقین زیادہ ہو جائے۔ یہ واردات ایک دو آدمی پر نہیں گذری بلکہ ہزاروں پر سب تو جھوٹے نہیں ہوتے پھر ایسی بات کو جھٹلانا۔ آفتاب کو جھٹلانا ہے ٭

احوال اس گروہ کے بیعت کرنیوالونکا

اثر اس گروہ متبرک کا دریافت کیا چاہیے۔ کہ جو شخص اعتقاد کے ساتھ اس گروہ میں داخل ہوا اور اُس نے بیعت کی اُسیوقت سے اُسکو دنیا سے نفرت اور عاقبت کا خوف پیدا ہوتا ہے اور دن بدن یہ حالت بڑھتی جاتی ہے اور شرک و بدعت سے محض پاک ہو جاتا ہے اور اللہ کی محبت اور عظمت۔ شرع کی تعظیم و توقیر نماز کا شوق سب اُسکے دل میں جگہ پکڑتے ہیں۔ اللہ کے مخالف اُسکو بُرے لگتے ہیں۔ اگرچہ باپ دادا ہوں یا بیٹا بیٹی یا پیر اُستاد۔ اللہ کا خوف کچھ ایسا دلمیں آجاتا ہے کہ اُنکی مروت ہرگز باقی نہیں رہتی اکثر لوگوں نے عمدہ نوکریاں چھوڑ دی ہیں حرام پیشہ ترک کر دیئے اور کتنے خانمان سے ہاتھ اُٹھا کر محض اللہ کے واسطے نکل پڑے اور اس گروہ کے

پُورا نہیں نکل آتا۔ لیکن روز بروز کی ترقی سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ضرور بالضرور پُورا ابھر لیگا۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کہ جنکا پرتو ہمارے حضرت پر پڑا ہے اُنکے وقت میں بھی مُنکر یہی کام کیا کرتے تھے قرآن میں سارا مذکور ہے لوگوں کو صحابہ کے پاس جانے سے روکتے۔ اُنکے دینے لینے سے منع کرتے۔ قرآن شریف کا وعظ ہوتے وقت چیخیں مارتے جھوٹ افترا باندھتے۔ بدمذہب لوگوں کو مُنکر صحابی جادوگر مشہور کرتے۔ راستہ میں اشاروں سے بتاتے اُنکے مرنے کی جھوٹی خبریں اڑاتے انکو ٹھٹھوں میں لیتے حجتیں بیجا پیش کرتے کسیکو سکھاتے کہ تم ظاہر میں جاکر اُنکے گروہ میں ملو پھر سب کے سامنے پھر جانا اس میں انکا گروہ ٹوٹ جاوے گا۔ اور آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کو ایک ایک کے گھروں میں راتوں کو جاتے یہ سب تدبیریں اسیواسطے کرتے کہ انکا گروہ بڑھنے نہ پاوے اللہ نے فرمایا شرک کرنیوالے بڑے احمق لوگ ہیں۔ چاند اللہ کا روشن کیا ہوا ہے ارادہ کرتے ہیں کہ اُسکو شمع و چراغ کی طرح مُنہ سے پھونک کر بجھا دیویں یہ اپنا مُنہ پیٹتے رہیں گے۔ اور وہ پورا ہوجاویگا۔ عقلمندوں کا قول ہے بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑ دیجیئے۔ یعنی جس کام کی طاقت نہو تو اُسمیں ہاتھ نہ ڈالیں آدمی کو دیو سے لڑنے کی طاقت نہیں اللہ سے کیونکر مقابلہ کرسکے یہ باتیں قرآن میں مذکور ہیں اعتبار نہ ہو تو دیکھو۔ پھر ذرا انصاف سے غور کرو کہ صحابہ کے احوال میں جسکا حال ملتا ہے وہ حق پر ہے یا منکروں کا سا احوال جسکا ہے وہ حق پر ہے ایک اور غور کیجئے کہ فقط قرآن و حدیث کا ترجمہ اس گروہ کے لوگ بہت پڑھتے ہیں۔ اگر خدا و رسول کے فرمانے پر نہ ہوتے تو اس سے کیا کام رکھتے کچھ اور کتابوں کا چرچہ کرتے اور اللہ اس گروہ کی تائید ایسی کرتا ہے کہ غیب سے بے شان و گمان اُنکی سرسبزی کا سامان باندھ دیتا ہے خصوصًا جو اہل دعوت ہیں انکے ساتھ تو کھانے پینے سونے بیٹھنے وعظ و نصیحت خوف و ڈر میں بلکہ ہر وقت عجب مددگاری اللہ کی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح ایک شہنشاہ زور آور خزانہ اور لشکر کے ساتھ ہمراہ ہے تقریر و تحریر میں تاثیر و دبدبہ کھانے پینے میں برکت لوگوں کے دلوں میں عزت دوست و دشمن سب پر رعب پڑتا ہے اور دل اُنکا اطمینان سے ہمیشہ خوش رہتا ہے سوائے آخرت کے غم کے کوئی غم نہیں۔ سوائے اجرائے طریقہ دین کے کوئی تشویش نہیں سونا جاگنا اُنکا ساری عبادت۔ شب و روز خلق سے بے پروائی اور استغنا رہتا ہے خوشحال اُنکے یہ احوال جو اس گروہ کی بیعت کرنے والوں کا بیان کیا بہت تھوڑا ہے جو اُن سے ملے اور انصاف کی نظر سے دیکھے حسد سے حق کو نہ چھپاوے تو اُس سے زیادہ اُنکو پاویگا۔ اللہ اس گروہ میں سب کو شامل کرے اور یہ بیعت سب کو عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اس گروہ کے مُخالفوں کا احوال

سُنیئے کہ اول تو اُن لوگوں کو مخالفت حق والوں کی اور تائید شرک و بدعت کی کرنی پڑتی ہے قرآن و حدیث میں تاویل کرتے ہیں۔ حق والوں کی غیبت اور عیب چننے میں رہتے ہیں۔ نماز روزے کا زیادہ چرچہ اُنکو بہت بُرا لگتا ہے۔ افترا کرنا اور

جھوٹ بنانا انکا کام ہوتا ہے - اور دل کی تہ میں قرآن و حدیث سے اور انکے ترجمہ پڑھنے والوں سے ایک
عداوت بیٹھتا ہے معاذ اللہ یہ سب شیطانی دوزخ میں پڑنے کی ہے مرتے ہی وہ شخص جہنم کی آگ دیکھیگا - جسکا شعلہ
آسمان سے باتیں کرتا ہے شہزادے جیسے بڑے بڑے محل بے تحاشا موج پر موج مارتے چلے آتے ہیں حق
کے منکروں کو جلاتے ہیں دھنگ انکا سیاہ پانسو برس کی راہ سے آدمیوں کے گوشت کو کھینچ لیگی جیسے مقناطیس
سو کوئی یار کہ دکھ مٹنے نہ کوئی مددگار کہ وہاں سے نکالے جو دوزخ میں دیکھے آئیگا - اور ملامت کرو ہیگا کہ دین
کے مخالفوں کو یہی سزا چاہیئے - اور دنیا میں بھی انکو تکلیف ہوتی ہے کہ ہر وقت روز رو بعیانہ تشویش اور اندیشہ
میں گذرتی ہے کہ عجب طرح لوگوں سے معاملہ پڑا ہے کہ پہاڑ کی طرح اپنے کام سے نہیں ٹلتے آپس اور جیسے میں
گھبرا گھبرا کر اپنے شیاطین کے پاس باتوں کو دوڑتے ہیں - اور دنیا میں اہل حق کے دشمن مشہور ہوتے ہیں گو کسی
آگے بہت عزت و وجاہت رکھتے تھے لیکن اس گروہ کے مقابلہ میں آتے ہی دیہاتیوں کے سامنے بے
عزت ہو گئے - پھر دین کی بات انکی کوئی اعتبار نہیں کرتا - اور یہ سب فرقہ کے جھوٹے اور مفتری مشہور ہوتے
ہیں اور منصفوں کے آگے انکے علم اور تقوی اور شیخت کی قلعی کھلجاتی ہے اور اکثر عوام کے اپنے بنتیجے
اس سے دل میں دشمنی رکھتے ہیں - کہ یہی لوگ ہمکو گمراہی بتاتے تھے اور اب تک ایسی گمراہی پر ہٹ
کرتے ہیں اور بہت مخالفت میں ماری ہیں - انکو یہ بھی تشویش رہتی ہے کہ کوئی مسلمان گروہ محمدی کا ہمکو
کتے کی طرح مار بھگائے اور ہمیشہ انکا دل حسد سے جلتا ہے اور یہ علم دین دن بدن بڑھتی جاتی ہے کی اور کبھی
کم نہ ہوگی کہ گروہ محمدی ہمیشہ بڑھتا ہے بلکہ تنہائی میں اپنا گوشت اپنے دانت سے کاٹتے ہیں اور لوگوں
میں سرخرو ہو کر آتے ہیں اور جھگڑے کرنے لگتے ہیں اور بدعت اور شرک میں صاف بیان کچھ نہیں
کرتے کہ لوگوں میں مشرک مشہور ہو جاویں گے - اور نہ صاف حق کا پایہ اختیار کرتے ہیں کہ آپس سے تو دل میں
عداوت رکھتے ہیں - عجب اضطراب اور بیتابی انپر مقابلہ کے وقت ظاہر ہوتی ہے ہر ہر پہلو سے چہرہ
لگا گھبرا کر بدلتے - نہ تو اقرار کرتے اور نہ انکار کرتے منہ سے کچھ نکلتا ہے اور دل میں کچھ ہوتا ہے لوگ دیکھکر
ہنسنے لگتے ہیں اور بیچاری کو جھوٹے حیلے حوالے کا قصد کرتے ہیں جب وہ جھوٹ بھی پکڑا گیا تو اور بھی عزت
کم ہو جاتی ہے اور سنے اور سے جھوٹ کے ڈر سے تو اس گروہ کے دوست بنتے ہیں - اور باطن میں دشمن
تنہائی میں کچھ اور بولتے ہیں روبرو کچھ اور - جانتے ہیں کہ ہمیں کوئی پہچانتا نہیں - یہ انکا گمان ہی گمان ہے
ورنہ بات کے لب و لہجے اور چہرہ کی آنکھوں سے تاڑے جاتے ہیں اور انکے ساتھ اچھے سے بیٹھے
جمع رہتے ہیں سو بھی چار دن پھر تھوڑے دنوں میں اپنا ہاتھ پر ہوا انکو صاف کھل جاتا ہے اور دنیا ہی
میں اپنے تئیں دوزخی جانتے لگے ہیں اللہ بچاوے ایسی آفت سے اور بعضے مقابلہ میں اگر چہ شرک و بدعت

آگے نہیں کرتے تھے - وہ بھی حسد کرنے لگتے ہیں اپنا دین آپ ہی بگاڑتے ہیں - جیسے نکٹے کو کوئی نکٹا کہے تو
وہ خفا ہوکر اپنا ہاتھ کاٹ کھاوے آگے تو فقط نکٹا تھا - اب حسد کے مارے ٹنجا بھی ہوا - اور انکو ہنود سے تفرقہ
کی جگہ باقی نہیں رہی - جو شرک کے جواز کی دلیل وہ بیان کرتے ہیں وہی ہندو بھی لاتے ہیں - قائل کیونکر
ہوویں بلکہ گروہِ محمدی سے مقابلہ کے وقت ہندوؤں کو بھی اپنا شریک کرتے ہیں اور بعضے جو خلقت کو
ٹھگ کر کھاتے ہیں یا حرام کی کمائی کماتے ہیں اُنکی روزی کم ہوجاتی ہے - اور اکثروں پر خدا کا غضب
دنیا ہی میں ہوا کسی کی تو نوکری گئی - کسیکو بیماری سخت ہوئی - کوئی جان سے گیا - کوئی آفت میں پڑا -
لیکن اسکو اکثر لوگ نہیں سمجھتے - یہ تھوڑی آفتیں مخالفوں کی بیان ہوئیں - ورنہ بہت ہیں - انہی کے
دل سے پوچھا جاوے - اللہ ایسی مخالفت سے سب مسلمانوں کو بچاوے - کہ اس میں دین اور دنیا دونوں
کا نقصان ہے - حضرت کے مخالف کئی طرح کے لوگ ہیں *

دعوت مولویوں کی

بعضے مولوی کہ جنکو علم پڑھنے سے دنیا کی غرض تھی - اللہ کا حکم چھپاتے تھے اُنکے خیال میں یہ گذرتا ہے کہ اگر
حق کو بیان کریں تو لوگ کہیں گے کہ تم آگے کیوں نہیں کہتے تھے - اور اگر بیعت کریں اور تابعدار ہوویں - تو
لوگوں میں عزت کم ہووے اور وہ کہیں کہ شاید انکو علم کم تھا جو دوسرے سے سیکھنے گئے - اس واسطے
اُن میں سے بھی مخالفت اور اعتراض میں شریک ہوتے ہیں - اُنسے کہیئے کہ آپ تو خود عالم ہیں کہنے کی کیا
حاجت آپ جو قباحتیں سمجھتے ہیں یہ ہرگز نہیں - بلکہ نہ جاننے میں قباحت ہے کیونکہ قرآن و حدیث کا چرچہ
تمام کمال پھیلگیا - اور شرک و بدعت صاف صاف کھلگیا - اور لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس زمانہ میں اطلاع
غفلت بہت تھی - عالم جاہل سبھی اسمیں گرفتار تھے - اب خدا نے وہ پردۂ غفلت اُٹھایا - تو اب جس
عالم کو لوگ یہ باتیں مانتے دیکھتے ہیں - اُسکو حقانی جانتے ہیں - اور آگے سے زیادہ اُسکی عزت کرتے ہیں
آپ غور کرکے دیکھئے کہ اِتنے علماء نے حضرت کے گروہ میں بیعت کی اُن میں سے کسی کی بھی عزت کم
ہوئی ہرگز نہیں - جو شخص اپنے بھولے ہوئے کا اقرار کرے اُسکی لوگ تعریف کرتے ہیں اور بُرائی پر ہٹ
کرے اسکو لوگ بڑا بدباطن بددین جانتے ہیں - بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ اُن ہی لوگوں نے ہمکو گمراہ کر رکھا تھا
آخر کو منصف لوگ اس عالم کی عداوت پر کمر باندھتے ہیں - اور اب تو شرک و بدعت و بیعت و امامت
کا حال اور دین کی اور باتوں کا سمجھنا بڑے مولوی کے کہنے پر موقوف نہیں رہا - اسواسطے کہ قرآن و
حدیث کا ترجمہ ہندی زبان میں ہوگیا - ہر ایک پڑھے اَن پڑھے کو احوال معلوم ہوگیا - اگر قرآن و حدیث
پڑھنے کو منع کروگے تو جلد بدنام ہوگے - علاوہ اسکے بُرائی مشرک کی اور حماقت بدعت کرنے والوں کی

عقل سے بھی صاف معلوم ہوتی ہے - اگر کوئی مولوی اسپر ترغیب دیگا تو عاقل کاہے کو قبول کریگا - اور سنیئے
کہ بھلا آپ ہی تو مولوی نہیں ہیں ماشاء اللہ اس گر[illegible]وہ میں بھی تو بہت سے مولوی ہیں اور اُنکے ساتھ قرآن
و حدیث اور دلیل عقلی بھی موجود ہے اور آپ کی طرف بھلا کچھ مولوی اور بہت سے باپ دادوں کی اور مُنہ پھیرا آپ
مقلد اگرچہ ان پڑھ ہو بھلا آپ کی مانیگا یا ہماری - ایک اور قباحت سنیئے کہ آپ تو حدیث میں دیکھ چکے
ہیں - کہ جو شخص علم کو چھپا وے گا - اُس کو ہی کے قابل سخت عذاب ہو گا بھلا جو علم کو
چھپا وے اور لوگوں کو بہکا وے اُسکو کیسا عذاب ہوویگا وہ تو صاف شیطان کا نائب ہوا - اور اللہ کے
دربار کا چور ہوا ہاں آپ کو اگر علم کا شوق ہے تو اس گروہ میں چلئے اور جوہر دیکھیئے کہ کن شبہے لوگوں کا
اس گروہ میں بیعت کرنے سے کیسا سینہ کھلگیا ہے - اور کس قدر علمی مضامین بھر گئے ہیں آپ تو عالم
ہیں جسوقت آپ اس گروہ میں اعتقاد سے بیعت کیجئے تو سینے میں کیا کچھ نہیں بھر جاویگا - جن قباحتوں کی
آپ کو اس گروہ کے داخل ہونے میں تہمت ہے وہ محض حیل شیطانی ہے اللہ آپ کو اس سے زیادہ
عزت دیویگا - اور مخالفت میں دین اور دنیا دونوں برباد ہیں - ہمارے نزدیک تو یہی صلاح ہے اور آگے
آپ کی جیسی خوشی - اور دو چار ساتھی جو آپ کے پاس آکر بیٹھے ہیں - اور آپ کی باتوں میں شریک ہیں
انکو اپنا دوست نہ جانو - حق کو وے بھی پہچان گئے ہیں کچھ تمہاری باتوں میں وے نہیں پھنسے لیکن
خلاف عادت اُنکے نفس پر ناگوار ہے ایک نہ ایک دن تمہارے پاس سے بھاگ جائیں گے اور تمکو اکیلا چھوڑ جائینگے

دعوت مشائخوں کی

بعضے مخالف اس گروہ کے مشائخ ہیں وے اس حال میں ہیں کہ ہماری ہمسری اور بزرگی فقط پیری و
مریدی پر ہے اور اس کام کا مدار سارا اپنے اور اپنے باپ دادا کے شجرہ نامے پر ہے اگر یہ باتیں چھوٹ جائینگی
تو بے عزت ہو جاویں گے اور آگے کہاں سے کماویں گے - سو دو قسم کے ہیں بعضے وہ ہیں کہ انکی معاش
زمین و جاگیر پر ہے شجرہ کی کھتونی پر موقوف نہیں اُنسے کہا چاہیئے کہ آپ عبث اپنے دین کو تباہ کرتے ہیں
تمہاری روزی تو جاگیر پر ہے وہ تو کوئی چھینے نہیں لیتا - اور عزت جو پیرزادگی کی ہے [illegible] اور زیادہ ہو جاویگی
حقانی پیرزادے مشہور ہوگے - اور تمہاری عزت جو بسبب معاش کے ہے جب آپ کسی کے سامنے
کتروغیر کے ساتھ جاوینگا - ضرور عزت پائیگا - اور عاقبت کی رسوائی اُٹھاتے ہیں اور بغیر گروہ مہدی کو چھوڑنے
میں کیا فائدہ - اور بعضے وہ مشائخ ہیں جنکی معاش فقط اسپر ہے کہ سارے دن حضرت مدعت بتاتے - تو
سلام کو کچھ گھر میں لاتے ہیں اُنسے یہ کہو کہ وہ یہاں تو کریدکہ مرید لوگ اس گروہ میں زیادہ ہوتے ہیں اور گروہ
میں اگر راستہ بتانے کا شوق ہے تو اس گروہ میں بیعت کرو اور خلافت لو پھر پھیلا رستہ اللہ کا سکھاؤ

لوگوں کو بہکانا شروع کرو تمام خلقت تم پر مور و ملخ کی طرح رجوع ہوگی - اور حقیقت میں اللہ رزاق ہے وہ دشمنوں کو دیتا ہے کیا اپنی راہ والوں کو نہ دیگا - جو اس گروہ کے اہل دعوت ہیں اُنکے احوال میں غور کرو کہ باوجودیکہ طمع کسی سے نہیں رکھتے پھر بھی اُنکی ایسی گذرتی ہے کہ تمہاری نہیں - اپنے مریدوں کو اسی بہانے سے بیعت جدید کروالو کہ ہمنے کچھ اور نعمت حاصل کی ہے - اُس میں بھی تمہیں شریک کریں ان شاءاللہ تعالیٰ سب تمہارے شریک ہو جاوینگے - اور جو مخالفت کروگے تو شرک میں ڈالنا تمہارا جلد لوگوں پر کھل جاویگا - کہ اب چرچہ شرک بدعت کی تحقیقات کا بہت پھیلا ہے - اور رسالے اسکے بیان میں ہزار ہا لکھے گئے ہیں - اور تمہارا شرک کرنا بھی ظاہر ہے کچھ چھپا نہیں - کہ کسیکو تامل کرنا پڑے - سجدے کرواتے ہو - پاؤں پڑواتے ہو - معبود کہلاتے ہو - مریدوں کی ڈاڑھی چڑھواتے ہو - شرع والوں کے خلاف کوئی دوسرا مذہب اپنا بتاتے ہو - مٹھائی روپیہ کے بغیر مُرید نہیں کرتے معمول لئے بغیر شجرہ نہیں دیتے - نماز کی تاکید نہیں کرتے - نشہ کی چیزوں کی اجازت دیتے ہو - کنجنیوں سے کچھ لینے میں مضایقہ نہیں کرتے - ناچ گانا سُننے کو عبادت سمجھتے ہو - مرتے وقت اپنی صورت کا تصور اور مشکلوں میں اپنی یاد بتلاتے ہو جب تک لوگ غفلت میں پڑے تھے - بھلے تھے تو تم تھے - اور بُرے تھے تو تم تھے - لوگ تمہارے پاس آتے تھے - اب تو غفلت کا پردہ اُٹھنے لگا - لوگوں کو شوق تحصیل کا ہوا اور گروہ محمدی سچی راہ بتانے والا پیدا ہوا - اور گلی کوچوں میں اسکا چرچہ پھیلا - اب کس طرح تمہاری بزرگی باقی رہیگی - میاں تو دیکھئے اب کتنے مرید آپکے پھر گئے - اور گروہِ محمدی میں داخل ہوئے - اور یہ چرچہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے - ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ تھوڑے دنوں میں سارے آپ کے مرید آپ سے پھر جاوینگے - اور تم اکیلے رہجاوگے پھر جب سب مرید پھر جاوینگے - تو آپ کو ہم بہت یاد آوینگے - پھر جس روزی کے جانے کا آپ اندیشہ کرتے ہو وہ اندیشہ تو اسیطرح باقی رہا - اور غور تو فرماؤ آگے تمہارے کتنے مرید تھے - اب کچھ کم ہوئے ہیں - یا نہیں - لوگ پیسہ خرچ کرکے محنت اُٹھا کر فقط ایمان سیکھنے تمہارے پاس آتے تھے - جب گمراہ کرنے کی تمہاری خبر لوگوں میں مشہور ہوگئی - تو اب بغیر تحقیق کے کوئی کیونکر قدم رکھیگا - مگر چند روز وہ دو چار گانجے کش بدطریق بھیک مانگنے کے ارادے سے تمہارے پاس فقیر ہوتے آوینگے - لیکن بیچارے آپ فقیر ہوئے اُن سے تمکو کیا ملتا ہے اور اندیشہ یہ ہے کہ کوئی تمہارا مُرید تمسے بحث کرنے لگ جاویگا - تو تمہیں لاجواب کرکے شجرہ پھینک چلا جاویگا - اور اگر اس خیرخواہ کی بات پسند آوے تو جلد اس گروہ میں داخل ہو جائیے تاکہ دل میں خلش باقی نہ رہے مثل اُس سپاہی کے جو لکڑی کی تلوار میان میں کر اور لوگوں کو دھوکہ دیکر نوکری کر کھائے لیکن کب تک ہر وقت وہ خطرہ اور اندیشہ کی حالت میں ہے جسدن یہ بات کھلجائیگی نوکری چھٹ جائیگی اور بے عزت ہوگا سو الگ پس ایسی خطرناک راہ اختیار کرنا اور لوہے کے ہتیار ہوتے ساتے لکڑی کے لگانا - عقلمندی سے نہایت بعید ہے اگر

پتہ اور سیدھا راستہ بتلاؤ گے۔ تو دین و دنیا دونوں میں اچھا پاؤ گے۔ لوگ بھی زیادہ مرید ہونگے اور آخرت میں انکے ساتھ حشر ہوگا۔ اور نہیں تو دھیان کرو دوزخ کی مار کو کہ جسکے فرشتے بیں سخت ہیں دل انکے سخت جہاں مارنے کا حکم ہوا ہے تماشا سامنے لگ جاتے ہیں۔ ہر چند پکارو اور التجا و زاری کرو۔ مگر عذاب میں کچھ تخفیف نہیں کرتے

دعوت مخالف کے دوستوں کی

بعضے شخص بعضے مخالفوں کی دوستی کے سبب آپ بھی مخالف بن جاتے ہیں انکو دلائل حشر کا کہنا چاہیئے۔ کہ جو لوگ اس گروہ حقانی کی مخالفت کرتے ہیں انکو تو صرف اپنے پیٹ کی فکر ہے دنیا کی عزت کے لیئے عداوت اہل حق کی اور دار عاقبت کی گوارا کرتے ہیں تمکو کیا پڑی ہے کہ دوزخ کی باتوں میں شراکت کرتے ہو یہ لوگ کیا عاقبت میں تمہارے کام آویں گے۔ اگر تم امتحان کرو تو دنیا میں بھی مصیبت کے وقت نہیں کھڑے رہتے وہاں تو کیا کریں گے اور دوست آشنا کی بات کہانے پینے سیر تماشے میں نسبی چاہیئے دین و ایمان کو بگاڑنا تکشدوالوں سے عداوت بڑھانی۔ قرآن و حدیث میں تفرقہ کرنا۔ شرک و بدعت پر اصرار کرنا اگر چہ موجب ہو گی نہیں اپنے کو داخل جہنم کرنا۔ بھلا کیا مناسب ہے دنیا کا برج تو یاروں کی خاطر سے گوارا کرو۔ دین کا نقصان کرنا کسی عاقل کا کام نہیں۔ اور آشناؤں نے تمہارا کیا کام ایسا کیا ہے۔ کہ جسکی مروت کے سبب اللہ و رسول کے ساتھ بے مروتی کرتے ہو اب تم خاطر جمع رکھو۔ تھوڑے دنوں میں تم سے اور تمہارے آشناؤں سے پھر دوستی محبت ہو جائے گی صحابہ کا طریقہ بھی تھا کہ ایمان ہو اپنے سارے آشنا پھر گئے۔ اللہ نے آیت بھی کہی کہ گھبرا نہیں تم سے اور تمہارے لوگوں سے جو اب دشمن ہو گئے ہیں جلد دوستی ہو جاویگی۔ استقامت کرو انہی دین پر ادھر سے رہو۔ دوست و آشنا پھر ملیں گے۔ اور فضیلت اس گروہ کی پھر کہاں۔ تم بات مانو اسی سعادت سمجھ کر اس گروہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور اگر وہمی تمکو کچھ شبہ کسی سے ڈالا ہے تو مختصر کتاب والے رسالے اس گروہ کے دیکھو۔ اور اللہ کو حاضر ناظر جان کر اس گروہ کے علماء سے اسکو تحقیق کرو انصاف کی نظر سے دیکھو ان شاء اللہ تعالیٰ شبہ رفع ہو جاویگا۔ مخالفوں کے کہنے کا ہرگز اعتبار نکرو کہ انہیں دغا ہے تم کو یہ لوگ عاقبت سے کھو دیویں گے

دعوت مخالفوں کے مرید اور شاگردوں کی

بعضے لوگ اسواسطے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ انکا پیر یا استاد یا ماں باپ چچا اس گروہ کا مخالف ہے سمجھتے ہیں کہ اگر اس گروہ میں داخل ہوئے تو پیر سے مردود ہوتے۔ ماں باپ سے ملعون ہوئے۔ غور کرو کہ پیر تمہارے حقیقت میں محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ جس طرح تم انکا چلن دیکھو ادھر بے تکلف چلے جاؤ۔ عاقبت تمہاری اس میں خیر گذریگی اور جب تمکو ثابت ہوا۔ کہ پیروں کا چلن تمہارے رسول میں نہیں ملتا پھر اُن ہی کے طرف

پیچھے چلے جاؤگے تو آگ سے دوزخ کی کیونکر بچو گے - اسکی مثال یہ ہے کہ ایک مسافر ایک راہبر کے پیچھے چلا جاتا تھا دور جاکر معلوم ہوا کہ یہ راہبر نہیں ٹھگ ہے یا احمق ہے کہ خود ہی نہیں راستہ جانتا - اور لوگ راستے جاننے والے پیچھے سے پکارنے لگے - پس اگر اُس راہبر کو چھوڑ اُنکے پیچھے نجاویگا - تو آگے بڑھ کر ہلاک ہو دیگا - اور دھیان تو کرو کہ وہ جھالا پیر جو اپنے مریدوں کو گروہ محمدی میں داخل ہونے سے روکتا ہے اسکا سبب یہی ہے نا کہ نیاز و نذر کم ہو جاویگی - اور مرید جب چلے گئے تو پیر عزت کہاں رہی - اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ مرد نفسانی ہے کہ اپنی دنیا کے لئے دوسروں کو خدا کی راہ سے روکتا ہے - تم کیوں اُسکے کہے سے جنّت کو چھوڑتے ہو - اور خرابی میں رہتے ہو - اور جو یہ خوف ہے کہ مردود ہو جاؤگے - تو خوب تأمل کرو کہ پیر اُستاد جو نفسانی ہیں وے خود اللہ کی درگاہ سے مردود ہیں - مردود کسیکو کیا مردود کریگا - اور اُستاد سے کتاب پڑھنے کا مضائقہ نہیں مگر دین رسول خدا کا اختیار کیجیے - دین میں اُسکی ہرگز نہ مانیئے - اکثر لوگ کاتبوں سے پڑھنے کو جاتے ہیں مگر کاتب نہیں ہو جاتے - اور ماں باپ جسکی محبت پر بہت دہیان رکھتے ہو یہ دنیا تک ہیں - قیامت کو کچھ کام نہ آئیں گے - قرآن میں فرمایا ہے کہ جو لوگ باپ دادا کے سبب یا پیر اُستادوں کے سبب حق راہ سے بہکے ہیں - روز حشر کو جب وہ غوب پکڑے جاویں گے تو ماں باپ پیر اُستاد سب دور سے دیکھ کر بھاگ جاویں گے - اور کوئی پاس نہ آویگا - یہ عرض کرینگے کہ اے ہمارے اللہ انہوں نے ہم کو یہ رستہ بتایا تھا ہمنے اُنکے کہنے سے تیرے خاص بندوں کو چھوڑا - اور اُنکے ساتھ بہکے رہے ہمارا یہی عذاب اُنپر کر اور اُنکو دونا عذاب دے کہ آپ بھی خراب ہوئے - اور دوسروں کو بھی دین سے کھویا - حکم ہوگا کہ ہمارے پاس مت لڑو - تم دونوں دوزخ کے لائق ہو - ہمنے تو دنیا میں تمکو ڈرا دیا تھا - پھر کیوں تم پیروں کے پیچھے چلے اور ہمارے خاص بندوں کا گروہ چھوڑا - آخر باپ دادا پیر اُستاد کچھ کام نہ آویں گے اور تمنے ایک دن جھگڑا پڑے گا - لیکن کچھ فائدہ نہیں - اگر آج تُمنے پھر جاؤگے - اور اللہ کے رستہ پر آؤگے - تو ایمان کا فائدہ ہے - اگر وہ پیر اُستاد کچھ حقانی ہونگے تو خوش ہونگے - اگر نفسانی ہیں تو اپنا سر کھاویں گے - تم جنّت کو چلے جاؤ - اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - کہ اول تم ہمارے خاص بندوں میں ملجاؤ اُسکے بعد ہمارے جنّت میں جانا - اور جب تک ہمارے خاص بندوں کے گروہ سے بھاگتے رہوگے جنّت سے دور رہوگے

دعوت دوبارہ بیعت میں مضائقہ کرنیوالوں کی

یعنے بیعت اسواسطے نہیں کرتے کہ ہم ایک جگہ بیعت کرچکے ہیں دوسری جگہ کیوں کریں اسکو سُنو کہ یہ بھی ایک رسم ہندوستان کی ہے کچھ شرع میں عیب نہیں انصاف کرو کہ سارے اصحابؓ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی پھر حضرت نے انتقال کیا تو دیکھا کہ حضرت صدیقؓ سے کوئی بہتر نہیں - پھر اُنکے ہاتھ پر بیعت کی - بعد اسکے اسیطرح حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر - پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر - پھر حضرت مرتضےٰ علیؓ کے ہاتھ پر

حضرت پیراں پیر کے چالیس پیر ہیں کتابوں میں دیکھو اور اکثر اولیا اللہ نے تینوں کے ہاتھ پہ بیعت کی توفیق پایا
اگر تمہارے اگلے پیر نے تمکو راستہ جماعت کا بتایا تھا تو وہ بیعت ابھی موجود ہے اور اس بیعت کی نعمت تم پر
زیادہ ہوتی اور اگر شرک اور کفر بتایا تھا تو وہ بیعت گئی - اچھا ہوا اب ایسی دولت ملی یعنی راستہ قرآن کا اور
لیکے وہ اگلی بیعت جو آپنے کی تھی وہ بیعت توبہ تھی جو سنت ہے یہ بیعت امامت ہے جو فرض ہے +

دعوت فاسقوں اور فاجروں کی

سے ترک فسق اور فجور ظلم و بدعت شراب و ناچ تماشے میں گرفتار ہیں لیکے یہ باتیں چھوٹنی انکے نفس پر بہت
شاق ہیں - اور اس گروہ کی بات مخالف نفس کے معلوم ہوتی ہے - کیونکہ انہیں تو نفس لوٹتا ہے اور لالچ
اور طمع جاتی رہتی ہے اللہ کا حاکم محکوم سدہ ہوجاتا ہے اسواسطے مخالفت کرتے ہیں اُن سے یہ کہو کہ ہم
ایک تدبیر بتلاویں کہ تم دل سے اور زبان سے اپنے گناہوں کے قائل رہو اور راہ بتانے والوں سے
مقابلہ مکرو اور اللہ سے دعا کرتے رہو آہستہ آہستہ یہ سب بری باتیں تم میں ہیں - فریب دغابازی - ظلم -
بدعت سرکشی - شہ زوری مفسدی وغیرہ وغیرہ سب جاتی رہیں گی ظاہر صاف اور باطن تمام عیبوں سے
پاک ہو جاویگا - اور گناہ پر ہٹ کرنے سے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے - قرآن میں اگلے کفار کا حال دیکھا ہے انہیں
کو اوّل وہ ایک گناہ کرتے تھے - پھر انکو بہت سا صدمہ پہنچاتے تھے اور ہٹ کرتے تھے پھر جو کوئی آیتیں
سناتا تو انکو ٹھٹھا کرتے اور جھوٹی بتلانے لگتے - انکو ناحق مار ڈالتے - پھر اللہ انپر دنیا میں عذاب بھیجتا - بعد
عاقبت کو دوزخ میں پڑتے - اور تم جو تحقیق کرو کہ اس گروہ محمدی میں یہ اثر ہے کہ جو اس میں داخل ہوا
انکا دل گناہوں سے جو دنکو دیر جاتا ہے - تم بھی بسم اللہ کرکے آجاؤ - انشاء اللہ تمہارا بھی دل پھر جائیگا +

دعوت امیروں کی

بعضے بہ سبب غرور و امارت کے یہ باتیں نہیں مانتے کہ ہم امیر ہیں غریبوں کا کہا اگر مانیں تو حقارت ہے وہ
غلط سمجھتے ہیں اس واسطے کہ اگر غریبوں کا کہنا ہووے تو تم نہ مانو - اگر ان کو اپنے شاہنشاہ کا حکم سمجھو تو اپنے
مکلف مانو - کہ خدا کے سامنے سب فقیر ہیں - اور وہ غنی ہے - اور تمکو مناسب ہے کہ اگر کسی غریب سے خدا
کا راستہ سنو - تو اُسکو بہت خلعت اور انعام دو کہ اُسنے تمکو بڑی ہلاکت سے آگاہ کیا ہے مثلاً کوئی غریب
تمہارے دشمن کی خبر لاتا ہے کہ فلانے مقام میں آپہونچے بے سوچے سمجھے دبا ما - تو کیا خوش ہوتے ہو
اور اُس کو خلعت دیتے ہو کہ اُسنے ہماری جان بچائی آدمی یہ نہیں کہتے کہ ہم امیر ہو کر غریب کی بات کیا مانیں

دعوت سپاہیوں کی

بعضے سپہ گری سے نہیں مانتے اُنسے کہو کہ سپہ گری تمہاری - ہمارے سامنے مقرر اور بلا شک ہے مگر

اللہ کے سامنے سب ضعیف ہیں - بھلا تم پہاڑ سے لڑکر دیکھو تو تمہارا ہاتھ ٹوٹتا ہے - یا وہ پھٹتا ہے - اللہ کا حکم ماننے میں کچھہ درنگ نہ کرو - اور اگر سچے سپاہی ہو تو نفس شیطان کو مار کر اللہ کے مقبول گروہ میں داخل ہوجاؤ پھر اللہ کے سامنے کافروں سے مقابلہ کرکے داد سپہ گری کی دینا ❊

دعوت حاسدونکی

بعضے بسبب حسد کے اختلاف کرتے ہیں کہ اُن لوگوں کو اس طرح کی نعمت دین و دنیا کی کیوں نصیب ہوئی - اور ہمیں یہ دولت کیوں نہ ملی - مناسب ہے کہ وہ بھی اخلاص سے گروہ محمدی قبول کریں کہ اللہ تعالے اُنکو نصیب اس سے زیادہ دولت کرے - مثلاً ایک غریب کسی پیشہ والے سے حسد کرے تو کیا فائدہ مناسب ہے کہ وہ بھی کمانے لگے - کہ کچھہ اُسکے بھی ہاتھہ آوے اور حسد میں زیادہ تر دین و دنیا برباد ہوویگی ❊

دعوت جاہل غیرت والونکی

بعضے بسبب غیرت جاہلیت کے اس گروہ میں نہیں آتے کہ ہم اُنسے مقابلہ کرتے تھے اور اُنکی مخالفت میں تھے اب کیا اُنکا گروہ قبول کریں سو اُنسے کہو کہ یہ غیرت بہتر نہیں - ابوجہل اور وحشی دونوں دشمنی دین کی کرتے تھے - ابوجہل نے مارے غیرت کے دوزخ اختیار کی - اور وحشی جسنے اول حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اُسنے توبہ کی - اور گروہ محمدی اختیار کیا - اُسکے حق میں آیت قبولیت توبہ کی اُتری - کہ کچھہ شرم نہ کرو اللہ کا دروازہ رحمت کھلا ہے - سو دین کی بات میں کچھہ غیرت نہ چاہیے - جسوقت اتفاق ہو اُسیوقت قبول کریں ❊

دعوت شیعہ کی

بعضے شخص شیعہ مذہب ہیں وہ اسواسطے اس گروہ سے انکار رکھتے ہیں کہ یہ لوگ سُنی مذہب ہیں اُنسے کہو کہ سُنی اور شیعہ کا اختلاف خلافت اور امامت میں ہے - توحید اور رسالت میں اتفاق ہے - اس گروہ کی دعوت تو شرک چھوڑنے کی طرف ہے اُسکو چھوڑ دیجئے کہ وہ دونوں مذہب میں بد ہے پھر آگے گفتگو فرصت سے کریں گے اور شرک تمہارے مذہب میں بھی جائز نہیں - جیسے بعضے سُنی احمق پنے سے گرفتار ہوگئے ہیں - اسیطرح بعضے شیعہ گرفتار ہوگئے ہیں اور ہم لوگ حضرت کو فقط خاندان اہل بیت سے سمجھکر معتقد ہوئے ہیں اور یہ فیض جسکا حضرت دعوے کرتے ہیں وہ بھی اہل بیت کی وساطت سے ہے - صراط المستقیم میں لکھا ہے - ملاحظہ فرمائیے - اور حضرت کی خصلت اور عادت ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اُنپر سایہ اہل بیت کا ڈالا ہے - اب جو کوئی روح حضرت بتول کو خوش کیا چاہے اور حضرت مرتضےٰ علی کو راضی رکھا چاہے - تو حضرت کے ہاتھہ پر بیعت کرے ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اُسکو زیارت سارے ائمہ کی ہوجائیگی - اور شیوہ یزید کا یعنے مخالفت سادات کرام کی اور دشمنی اہل بیت ذوی الاحترام کی ہرگز اختیار نہ کرے ورنہ اُسکے بھی گلے میں حشر تک طوق لعنت رہیگا - اور بیعت

آپکے وقت میں بھی ہوتی تھی۔ آپ حضرت کو انہیں کا قائمقام سمجھکر بیعت کیجئے۔ انشاء اللہ آپ کو انسے بیعت کرنیکا اجر دیویگا۔ اور ائمہ کے مریدوں میں حشر کو اٹھاویگا +

دعوت خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی

بعضے مسلمانوں کا دل بیعت کرنے کو بہت کرتا ہے مگر انکو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت دور تشریف رکھتے ہیں یا کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے میں دل شرماتا ہے۔ حقیقت کو سمجھنا چاہئیے کہ جو شخص بہت محض اللہ کی خوشی کیواسطے کرتا ہے تو دوسری غرض کوئی نہیں متعلق ہوتی۔ تو وہ بیعت حقیقت میں اللہ سے ہوئی ہے اور بعد کا ہاتھ اُسکے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ فرق میں یہ ضرور کو رہے جسوقت سردار ایک ہوا تو اُسکا تمام دنیا کے پاس جانا بھی متعذر اور ساری خلقت کو بیانا بھی متعذر اسواسطے ضرور پڑا کہ ہر طرف سے خلفاء جا بجا مقرر کرے یا نائب لوگوں کو حلقوں میں اجازت انکو بھیجے۔ جیساکہ صحابہ کے وقت میں بلکہ حضرت کے وقت میں ہوتا تھا پھر عام مسلمانوں کو بھی ضرور ہوا کہ جب کوئی شخص قابل ہو یا جاہل غریب ہو یا امیر اس سلسلہ کا ہاتھ لگ جاوے تو بے تکلف اُس سے بیعت کرلیں۔ انشاء اللہ انکو پورا فائدہ گروہ محمدی کا دیویگا اور جو اس گروہ میں بیعت نکریگا تو کسی مشرک کا مرید ہوا چاہیگا یا بے پیر مریگا اسواسطے کہ سواے اس گروہ والیکے ایسا شرک و بدعت سے پاک پیر ملنا بہت دشوار ہے کوئی مشرک اگر ایمان چھین لیجاویگا۔ لیکن یہ فائدے سبھکے بموافق مذکور ہوتے ہیں جوں جوں اسلام کا زور اور حضرت کی ترقی ہوتی جاتی ہے اسیطرح کم ہوتے جاتے ہیں جیسے خوش نصیب ہے کہ جو فائدے حضرت کے ابتدائی ستورنما میں بیعت کرجاوے ملینگے وہ اب کے لوگوں کی قسمت میں نہیں لیکن جسقدر اب بھی فائدہ ہے۔ جب اسلام پھیل جاویگا اور یہ دین حق رونق پاویگا تو اسقدر بھی تکلف باقی رہیگا اللہ سب کو توفیق دیوے کہ جلد اس گروہ مقبول میں داخل ہوکر دین کے سرسبز ہونے اور اللہ و رسول کی رضامندی کی باتیں حاصل کرنے میں شریک ہوویں۔ آمین یا رب العالمین +

تمت

یہ رسالہ دعوت کا تصنیف کیا ہوا مولانا مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی رحمۃ اللہ کا ہے جو کوئی اسکو پڑھے گا اور غور کرکے اُسپر عمل کریگا۔ بیشک اللہ تعالی کے فضل و کرم سے دین و دنیا میں سرخرو ہوگا اور اُس مالک دو جہاں کا تابعدار پیارا بندہ کہلاویگا +

رسالہ
تَیسِیرُ الصَّلٰوۃ

از تصانیف اقف علوم عقلی و نقلی حضرت مولانا ولایت علی صاحب مرحوم عظیم آبادی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کا بہت ہی بڑا رحم بنی آدم پر ہوا کہ انکی ہدایت کیواسطے ایسا رسول مقبول بھیجا کہ جب وہ معراج سے مشرف ہوئے تو نماز پنجگانہ کہ پرتو معراج کا رکھتی ہے ہمارے واسطے بھی حصّہ لیتے آئے۔ اور درود و سلام ایسے نبی پر اور انکے آل و اصحاب پر **فصل نماز کی تاکید کے بیان میں** سُننا چاہئیے کہ نماز دین کے ارکانوں میں سے رُکن عالی ہے قیامت میں اوّل سوال شرک کا ہووے گا۔ بعد اسکے نماز کا تارک الصلوٰۃ قریب ہے کہ مشرک ہوجاوے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٭ ترجمہ۔ سیدھی کرو نماز اور نہ ہوجاؤ تم مشرکوں میں سے۔ اگلی اُمّت میں شرک اور کفر اسطرح پھیلا کہ اوّل نماز چھوڑدی فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا۔ ترجمہ پھر پیچھے آئے بعد اُنکے ناخلف کہ تباہ کی نماز اور پیچھے لگے خواہشوں کے سو جلد پڑیں گے گمراہی میں یعنے اگلی اُمت کے لوگ اوّل اچھے ہوئے بعد اسکے جو پیچھے ہوئے تو انھوں نے پہلا قدم ترک صلوٰۃ میں رکھا۔ بعد اسکے اور گمراہیاں شرک وکفر کی پیدا ہوئیں۔ حدیث میں آیا ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا ھَدَمَ الدِّیْنَ ترجمہ۔ نماز ستون ہے دین کا جسنے کھڑا کیا اسکو کھڑا کیا دین کو اور جسنے گرایا اسکو گرادیا دین کو۔ مکان بغیر دیوار و ستون کے کبھی قائم نہیں رہتا۔ ایمان بغیر نماز کے کہاں رہیگا۔ تمام صحابہؓ اور گناہ کرنیوالوں کو بے ایمان نہیں جانتے تھے۔ مگر تارک الصلوٰۃ کو۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ۔ ترجمہ۔ عبداللہ بن شقیق نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لوگ کسی نیکی کا چھوڑنا کفر نہیں جانتے تھے۔ سوا ے نماز کے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ۔ ترجمہ۔ فرق درمیان ہمارے اور درمیان اُن کفاروں کے نماز ہے سو جسنے چھوڑدیا اسکو وہ کافر ہوا۔ اور کوئی عالم۔ بے نمازی کا قتل کرنا تجویز کرتا ہے اور کوئی فرماتا ہے کہ دائم الحبس کرو یہانتک کہ مرجاوے کوئی اُسکے ساتھ کھانے کو کوئی اُس کے جنازے کی نماز کو منع کرتا ہے۔ اِس سے صاف معلوم ہوا کہ ترک صلوٰۃ کا مرتبہ شرک اور کفر سے لگا ہوا ہے

بے نمازی کا ایمان کاسکی مانو تیج ڈوبی گل ڈوبی - خلقت بہت بے نمازی ہوگئی سو اس میں دو قسم کے
لوگ پیچھے جاویں گے ایک تو وہ لوگ جو دنیا کے سارے کام کریں - لیکن نماز میں اُنکی کمر ٹوٹتی ہے دوسرے
اس میں بے مُلا ہی پکڑے جاویں گے - جنہوں نے نماز میں سیکڑوں طرح کی مشکلیں ایجاد کرکے اُن پڑے کام
کا بھی لوگوں پر نماز بھاری کردی - اسواسطے ضرور ہوا کہ نماز کی آسانی کے مسئلے لکھدیجئے کہ کسی وقت تنگی میں کسی سے
نماز نہ چھوٹے - اور ایمان نہ جاوے نام اس کتاب کا تیسیر الصلوٰۃ رکھا گیا

فصل پانی کے بیان میں

یہ رسالہ نماز کی آسانی کے بیان میں ہے اسواسطے یہ مناسب ہے کہ پانی کا بھی آسان مسئلہ اسمیں لکھدیجئے
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو حنفی مذہب کے پیشوا تھے - انہوں نے جواب میں سوالات
عشرہ کے لکھا اور وہ جواب اور سوال ہندوستان میں مشہور ہیں کہ اس دیار میں پانی کے مسائل سخت برتنے
میں خلقت کو تنگی بہت ہوتی ہے اسواسطے چاہیے کہ اور علماء نے آسان مسئلے جو حدیث کے موافق کہے ہوں
اسپر چلیں اور بہکو دل میں شک نلاویں مسئلہ یہ ہے کہ پانی اگر دو مٹکال سے کم ہو اور اُس میں تھوڑی نجاست
جا پڑے تو ناپاک ہووے گا - اور جو دو مٹکال ہو یا زیادہ اور اُس میں نجاست پڑے تو ناپاک نہیں ہوتا فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِذَا کَانَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ ترجمہ - پانی جب ہووے دو مٹکال
تو نہ اٹھاوے نجاست کو مگر جب نجاست کی بو یا رنگ یا مزا پانی میں پیدا ہو پھر کتنا ہی پانی زیادہ ہو ناپاک
ہے اُس پانی کو نکالنا چاہیے یہانتک کہ نجاست کا رنگ بو مزا جاتا رہے

فصل طہارت کے بیان میں

مسئلہ غسل میں تین دفع بدن پر پانی بہانا سنت ہے اور جو پانی کم ہو - یا زیادہ بھیگنے میں بدن کے
تکلیف یا ضرر ہو تو ایک ہی دفع بدن کو اسقدر ترکرے کہ دو چار قطرے ٹپک کر نیچے گریں اور ایک دفع کلی کرے
اور ناک میں پانی ڈالے - تو فرض ادا ہوجاویگا اور اسی غسل میں وضو بھی ادا ہوجاویگا مسئلہ وضو میں
ایک دفع منہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا کہ ایک دو قطرے ٹپکیں
اور سر کا مسح فرض ہے اور تین تین دفع سنت ہے مسئلہ غسل اور وضو کی نیت بدعت ہے نئے ملاؤں
نے بنائی - غضب تو یہ کیا کہ ہاتھ دھونے کی جدا اور پاؤں کی جدا اور منہ کی جدا - لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ نیت
دل سے علاقہ رکھتی ہے - نہ منہ سے - وضو میں اول بسم اللہ کہنے کی بڑی تاکید حدیث میں وارد ہوئی ہے
حاجت غسل کی ہو یا وضو کی اور پانی موجود نہ ہو - یا ضرر کرتا ہو تو بے تکلف غسل یا وضو کے بدلے تیمم کرلے
کہ اللہ کا حکم ہے بعضے وسواسی تمام عمر ایمان کا ستون ہے کھوتے ہیں مگر غسل کا تیمم نہیں کرتے

سبب اسکا جہالت ہے بعضے معذور عورت کے پاس نہیں جاتے اِس خوف سے کہ غسل ضرر کرتا ہے - اور تیمم سے
دل کو تسکین نہیں ہوتی یہ محض اُنکا وسواس ہے - یوں سمجھنا چاہیئے کہ طہارت اللہ کے حکم سے ہوتی ہے پانی
مٹی تو فقط نام کو ہی **مسئلہ** نماز جنازہ اگر تیار ہو تو جلدی کیواسطے تیمم بھی درست ہے اگرچہ پانی موجود ہو **مسئلہ** جہاں نجاست
آنکھ سے نہ دیکھے خواہ زمین خواہ گھانس خواہ بوریا رات دن کے بیٹھنے کا ہو یا کپڑا وہاں نماز درست ہے **مسئلہ** جہاں نجاست
دیکھے وہاں ہو خواہ کراہیت کر پڑھے اور یہ جو بعضے شخصوں کی عادت ہے کہ ہمیشہ وہ نماز کا بوریا اور وضو کا لوٹا الگ اور نماز پڑھنے کا کرتہ پاجامہ
دوتی الگ رکھتے ہیں یہ بدعت ہے اور نماز چیزیں ایسی ترکیب رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم اور اُنکے اصحاب نے باوجودیکہ اُن کو اسباب میسر تھے
مگر یہ خرافات نہیں کی کیونکہ کام ایسا کیجئے جو ہر وقت سے نبھے **مسئلہ** لڑکا جب تک دودھ پر رہے اُس
کے پیشاب کا دھونا ضرور نہیں اگر لڑکی ہو تو ضرورت ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم نے اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ
الْأُنْثٰى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ ترجمہ - دھویا جاوے پیشاب لڑکی کا اور پانی چھڑکا جائے پیشاب پر لڑکے
کے یعنی ایک چلّو اُٹھا کر اسپر مارا جاوے **مسئلہ** ایک روپے برابر سے کم گو پیشاب سب کا معاف ہے
کپڑے میں لگا ہو یا بدن میں **مسئلہ** جس جانور کا گوشت کھاتے ہیں اُسکا پیشاب چوتھائی کپڑے تک
معاف ہے **مسئلہ** بیٹ میں جس جانور کی بُو نہ ہو پاک ہے جیسے باز چڑیا **مسئلہ** پاخانہ اور پیشاب
کے بعد پانی سے یا مٹی سے یا کپڑے سے استنجا کرے اور پانی اور مٹی دونوں سے استنجا کرنا سُنت ہے کچھ ضرور
نہیں **مسئلہ** اگر قطرہ آنے کا ڈر ہو - تو پیشاب کے بعد ایک چلّو پانی میانی پر چھڑک دے اور جب تری
معلوم ہو تو کہے یہ وہی پانی کی تری ہے - اور مؤطا میں مذکور ہے عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ
سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ اَجِدُهٗ فَقَالَ اَنْضِحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ وَالْهَ صلت بن زبید نے کہا میں نے پوچھا
سلیمان بن یسار کو تری سے جو پاتا ہوں کہا پانی چھڑک اِزار پر اور چھوڑ دے

فصل نماز فرض کے بیان میں

مسئلہ - اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا کام بہت ضروری ہو کہ بدون اُسکے گذران نہ ہو سکے یا نمازی تُوتلا
یا بے وقوف ہو کہ بہت سے الفاظ یاد نہیں کر سکتا - تو نماز کو مختصر کرے - مگر چھوڑ نہ دے اور طرح اختصار
کی یہ ہے کہ ایک سورۃ الحمد بعد کی پڑھ کر رکوع و سجود میں اللہ کا نام لے - اور بیٹھنے میں تشہد پڑھ کر سلام
پھیرے **مسئلہ** اگر نمازی تو تلا ہے یا بدزبان تو کسی جماعت کے پیچھے چپکا کھڑا ہو رہے پھر رکوع
و سجود میں شریک ہو اور جماعت نہ ملے تو جس طرح اللہ کا نام ادا ہو اُسیطرح ادا کرے مگر چھوڑ نہ دے
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَتَوَضَّاْ كَمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَاَقِمْ
فَاِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَاْ وَاِلَّا فَاحْمِدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ - ترجمہ - جب تو کھڑا ہو نماز کو

تو وضو کر جیسا تجکو اللہ نے حکم کیا پھر اذان کہہ پھر اقامت کہہ پھر اگر تجکو یاد ہو قرآن تو پڑھ اور نہیں تو تعریف
کر اللہ کی اور بڑائی کر اسکی اور کلمہ پڑھ پھر رکوع کر **مسئلہ** فقط عورتوں کی جماعت مکروہ ہے مگر جس عورت
کو نماز میں آتی ہے وہ ایک نمازی واقف کار عورت کے ساتھ ہو کر نماز پڑھے تو جب نماز آجاوے تو پھر اکیلی
علاحدہ پڑھے **مسئلہ** بیمار کو اگر کھڑے ہونیکی طاقت ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو
تو لیٹے ہی لیٹے اشارہ سے ادا کرے مگر چھوڑے نہیں **مسئلہ** نماز مسافر کی یہ ہے کہ ظہر اور عصر اور عشاء
کی دو دو رکعت فرض پڑھے اور مغرب کی تین اور فجر کی دو رکعت **مسئلہ** مسافر ہووے جو تین منزل کے
لیے سفر کرے **مسئلہ** شیخ عمر ہو گئے ہیں حنفی مذہب کے مفتی اور پیشوا تھے۔ انہوں نے سفر میں جمع کا
فتوے بھی دیا ہے اور وہ فتوے ہندوستان میں جاری اور مشہور ہوا اور حدیث میں وارد ہے کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک اذا زاغت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظہر والعصر
وان لم یرتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر حتی ینزل للعصر وفی المغرب مثل ذلک اذا غابت
الشمس قبل ان یرتحل جمع بین المغرب والعشاء واذا ارتحل قبل ان تغیب الشمس اخر المغرب
حتی ینزل للعشاء ثم جمع بینہما رواہ ابو داؤد والترمذی کا ترجمہ تھے نبی صلعم تبوک کی لڑائی میں
جب ڈھلتا آفتاب پہلے کوچ کے جمع تقدیم کرتے نماز ظہر اور عصر میں اور اگر کوچ کرتے پہلے آفتاب ڈھلنے
کے دیر کرتے نماز ظہر میں یہاں تک کہ اترتے نماز عصر کو اور مغرب میں ایسا ہی جب ڈوب جاتا آفتاب پہلے
کوچ کرنے کے جمع تقدیم کرتے مغرب اور عشاء میں اور اگر کوچ کرتے پہلے آفتاب ڈوبنے کے دیر کرتے
مغرب میں یہاں تک کہ اترتے عشاء کو پھر جمع تاخیر کرتے دونوں میں **مسئلہ** طریق جمع کا یہ ہے کہ ظہر کے وقت اول میں چار
رکعت ظہر کی فرض پڑھے پھر عصر کی چار رکعت فرض پڑھے بعد اسکے نماز مغرب کے وقت اول تین رکعتیں مغرب کی پڑھے
پھر دو دو رکعتیں عشاء کی پڑھے اسکو شرع میں جمع تقدیم کہتے ہیں **مسئلہ** دوسری صورت یہ ہے کہ عصر
کے وقت اول دو دو رکعتیں ظہر کی پڑھ کر دو دو رکعتیں عصر کی پڑھے اور عشاء کے وقت پہلے تین رکعتیں مغرب
کی پڑھ کر پھر دو دو رکعتیں عشاء کی پڑھے اسکو جمع تاخیر کہتے ہیں۔ پہلی صورت اولی ہے اور دوسری بھی جائز اور
اسکی دلیل مدعا وغیرہ بھی کتابوں سے شیخ نے فتوے میں لکھی ہے **مسئلہ** جب لڑکا گود سے نہ اترے
اسکو لڑکا لیئے نماز پڑھنی درست ہے عن ابی قتادۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤم الناس
وامامۃ بنت ابی العاص علی عاتقہ فاذا رکع وضعہا واذا رفع من السجود اعادہا۔ ترجمہ
ابو قتادہ سے کہ دیکھا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو امامت کرتے لوگوں کی اور امامہ ابو العاص کی
بیٹی حضرت کے مونڈھے پر تھیں سو جب رکوع کرتے اتار دیتے اسکو اور جب اٹھتے سجدے سے پھر

پڑھا لیتے اُس کو **مسئلہ** اگر دشمن کا خوف ہو تو گھوڑے کی سواری میں یا آپ چلتے میں پڑھے اگرچہ رُخ قبلہ کی طرف نہ ہو یہ آسان مسئلے نماز کے اس واسطے بیان ہوئے کہ تنگی کے وقت نماز کسی کی کبھی نہ چھوٹے اور جب خاطر جمع ہوئے تو نماز میں دیر کرے اور دعا میں معمولی اور سورتیں بڑی بڑی پڑھا کرے کہ بغیر ضرورت کے عبادت سرسری مقبول نہیں ہوتی فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ - ترجمہ - سو اگر ڈرو تم تو نماز پڑھو چلتے یا سواری پر پھر جب امن میں آؤ - تو یاد کرو اللہ کو جیسا تم کو سکھایا جو نہ تھے تم جانتے - اور یہ جو نماز کے کئی ہزار فرض اور مکروہ ٹھہرا رکھے ہیں یہ سب نادانوں کے ڈرانے اور نماز چھڑوانے کی ترکیب ہے بعضے کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کا جہاں پہلا الف یا بے پڑھے تو نمازی کافر ہو جاویگا - عوام سمجھے کہ پہلے ہم فاسق مسلمان تھے نماز پڑھنے سے تو صاف کافر ہونیکا ڈر ہے - اور فقط اللہ اکبر میں دو بار احتمال کافر ہونیکا ہے - سلام پھیرتے تک دیکھئے کئی دفع کافر ہوتے ہیں - اس کافر ہونے سے تو بے نمازی مسلمان ہو کر جینا بہتر ہے - بہتوں نے اسی خوف سے نماز چھوڑ دی - حقیقت یوں ہے کہ بیفائدہ مضمون اللہ و رسول نے اور صحابہ نے نہیں فرمایا - اور کوئی کافر نہیں ہونے کا - جب تک وہ اللہ کی بڑائی کا دل سے انکار نہ کرے - اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ کے الف کے ساتھ ہاتھ کا انگوٹھا کانوں کی لو تک پہونچے اور اکبر کی رے کے ساتھ دونوں ہاتھ بندھیں یہ حرفوں کی قید بیفائدہ بغیر فرمائے اللہ و رسول کے نکال کر لوگوں پر نماز بھاری کر دی - نماز حضور دل سے کامل ہوتی ہے - اور خرافاتوں سے تو اور بھی نقصان ہے - جو شخص نماز میں اللہ کے سامنے بہت دعا اور زاری کریگا - اور ڈریگا اور التجا کرے گا - اُسکی نماز زیادہ مقبول ہوگی خواہ زبان صاف ہو یا نہ ہو - فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ - ترجمہ بھلے حال ہوئے اُن مؤمنوں کے جو نماز میں جھکے رہتے ہیں -

فصل نماز نفل کے بیان میں

جانو تم کہ مرتبہ قبولیت کا بعد نماز فرض کے نماز تہجد کو زیادہ ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرْضِ صَلٰوةٌ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ - ترجمہ - ابو ہریرہ نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے افضل نماز بعد فرض کے وہ نماز ہے جو درمیان شب کے ہے وقت اُسکا دو پہر رات سے صبح تک وہ وقت تنہائی اور خاطر جمعی کا ہے - سوا اللہ کے کوئی نہیں جاگتا دعا اور التجا جو تمام عبادت کا مغز ہے - اُسوقت نہایت خوبی سے ادا ہوتی ہے - اور نفس کو اُسوقت کے اُٹھنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے - اور جس کام میں نفس کو زیادہ تکلیف ہو وہ مقبول بھی زیادہ ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے هِيَ اَشَدُّ وَطْأً الخ - اس نماز میں سخت تکلیف اور پوری نکلتی ہے بات یہ نماز ہی مقرر فرض ہوتی لیکن

سب لوگوں میں بسبب عذر کے طاقت تہجد کے ہر روز ادا کرنے کی نہیں ہے اس واسطے خدا نے معاف کر دی
فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ
اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ ترجمہ۔ معلوم کیا کہ اب ہو جاویں گے تم
میں سے بعضے بیمار اور بعضے چلتے ہیں زمین پر چاہتے ہیں اللہ کا فضل اور بعضے لڑتے ہیں راہ میں اللہ کے سو پڑھو
تم جتنا آسان ہو اس سے یعنے قرآن سے لوگوں میں جو اسکی ترکیب مشہور ہے کچھ ضرور نہیں بطور سادی طول
کے ادا کرے **مسئلہ** وتر نماز تہجد کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے اور جنکے بخت اسوقت سو جایا کریں وہ اگر اول
وقت میں پڑھ لیں تو بھی جائز ہے **مسئلہ** شب و روز میں بارہ رکعتیں سنت کی جو مشہور ہیں وہ واجب
نہیں حدیث میں وارد ہے مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّہْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَہَا
وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ ترجمہ جسنے پڑہیں رات دن میں بارہ رکعتیں بنایا جاویگا
اسکے لیے گھر جنت میں چار قبل ظہر کے اور دو بعد اسکے۔ اور دو بعد مغرب کے۔ اور دو بعد عشا کے۔ اور دو قبل
فجر کے پڑہنے والا اسکا بلکہ ہر سنت کا بڑا ثواب ہے لیکن رتبہ ہر عبادت کا معلوم کرنا ضرور ہے سو بعضے
ناواقف رواج کے مقید اُس میں ایسا اہتمام اور سختی کرتے ہیں کہ سنت برباد گناہ لازم ہو جاتا ہے۔ اور جو
کوئی چھوڑے تو اسکو کہتے ہیں کہ یہ سنتوں کو چھوڑتے ہیں چنانچہ بعضے یوں کہتے ہیں کہ فرض خدا کا سنت
رسول کی اس صورت میں وہ شرک میں پڑ جاتے ہیں۔ یوں نہیں کہتے کہ نمازیں سب خدا کی ہیں دوسرا کوئی
اُس میں شریک نہیں بعضے سفر میں بھی سنتیں پڑھتے ہیں اور نماز نہیں سمجھتے کہ سفر میں جیسا فرض نماز
آدھی ہوگئی تو سنت نماز پڑھنی کیا ضرور ہے کہ جب وقت ہوا نہ فرض میں تاخیر ہو جاوے مگر سنت چھوڑتے
گویا وہ سنت کو فرض سے زیادہ سمجھتے ہیں کتاب در مختار میں معراج سے یوں نقل کیا ہے لَا قَصْرَ فِی
السُّنَنِ لِاَنَّ الْقَصْرَ اِنَّمَا یَکُوْنُ فِیْمَا عَلَیْہِ لَا فِیْمَا ہُوَ مُخَیَّرٌ فِیْہِ ترجمہ سنتوں میں قصر نہیں کیونکہ اس لئے
میں قصر ہے کہ سفر میں جسکا پڑھنا ضرور ہو۔ اور جس میں اختیار ہے سفر میں اُسے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے
اور جب وقت تنگ ہے کہ خوف نماز فرض کے فوت یا مکروہ ہو جانے کا ہے تو اُسوقت ہرگز نماز سنت نہیں
پڑھنا چاہیے۔ اور بعضے شخصوں کو کوئی ایسا کام ضروری پیش آتا ہے کہ اسوقت ستر رکعتیں معمولی ہلکی کرکے
تو اسوقت فرض ہی کہ جس سے ایمان باقی رہے چھوڑکر چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پڑھیں گے تو سب پڑھینگے
نہیں تو سب [illegible] لوگ حقیقت میں یوں سمجھے ہیں کہ فرض نماز بے سنت کے تمام نہیں ہوتی سو اسکی مثال یہ ہے
کہ ایک شخص نے عادت کی کہ ہمیشہ روٹی کباب روٹی کھایا کرتا تھا اتفاقاً ایسا وقت آیا کہ یہ چیزیں نہ ملیں اور
لوگوں نے اس سے کہا کہ کباب نہ ملا تو روٹی پر قناعت کرو جس سے جان بچے۔ جیوگے تو پھر گوشت پلاؤ کھانا

وہ نادان یوں سمجھا کہ بغیر کباب کے کھانے کے شاید بھوک نہ جاوے گی۔ یا اُسکے دل میں آیا کہ ہمیشہ ایسا کھانا کھاتے تھے آج روکھا کس مُنہ سے کھادیں۔ مارے شیخی اور نادانی کے جان دے دینا اور بھوک سے مرجانا ہی قبول کیا سبحان الله بعضے شخصوں نے پیری میں نماز یاد کرنی شروع کی اور بعضے گنوار محنتی لوگ کہ فرصت زیادہ نماز پڑھنے کی نہیں رکھتے اور نہ زبان کو لیاقت زیادہ عبارت یاد کرنے کی۔ مارے شوق کے سو سو دفعہ نماز شروع کرتے ہیں پھر مشکل ہونے کے سبب چھوڑ دیتے ہیں وہ لوگ اگر فقط فرض پر کفایت کریں اور عبارت ضروری یاد کرتے رہیں۔ تو فرض چھوٹتے دوزخ سے خلاصی پاکر جنت کو چلے جاویں۔ ان لوگوں نے شاید یہ دو حدیثیں نہیں سنیں وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا **ترجمہ**۔ کہا ابو ہریرہ رضی نے کہ آیا ایک اعرابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کہا کہ بتا تو مجھے ایسا کام کہ جب میں کروں اُسے چلا جاؤں جنت میں فرمایا کہ پوج تو اللہ کو اور نہ کر شریک اُسکا کسی کو۔ اور کھڑی کر نماز فرض اور دے زکوٰۃ فرض اور روزہ رکھہ رمضان کا کہا اعرابی نے قسم ہے اُسکی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے نہ زیادہ کروں گا اُس سے کچھ اور نہ کم۔ جب پھر چلا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو خوش آوے کہ دیکھے کسی جنتی کو تو چاہیے کہ دیکھے اُسکو عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهُنَّ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نجد والوں میں سے جسکے سر پر چھتری بال تھے سنتے تھے ہم بھنک اسکے آواز کی اور سمجھتے نہ تھے ہم کہ کیا کہتا ہے وہ یہاں تک کہ پہونچا نزدیک رسول اللہ صلعم کے پھر پوچھنے لگا۔ اسلام کی باتیں پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے پانچ نمازیں ہیں دن اور رات میں پھر کہا کیا مجھپر ہے سوا انکے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل پڑھے تو فرمایا رسول خدا صلعم نے اور رمضان کے مہینے کا روزہ۔ پھر کہا کیا ہے مجھپر سوا اسکے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل رکھے

تو کہا راوی نے کہ ذکر کیا اُسکے سامنے رسول اللہ صلعم نے زکوٰۃ کا پھر پوچھا اُس نے کہ کیا ہے مجھ پر سوا اس
کے فرمایا نہیں مگر یہ کہ زیادہ دے تو کہا راوی نے پھر چلا وہ مرد کہتا ہوا کہ اللہ کی قسم نہ بڑھاؤں گا میں اُپر
اِس کے اور نہ گھٹاؤں گا اس سے پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے مراد کو پہونچا وہ مرد اگر سچا ہے **مسئلہ** اور جسے
شخص ایسی جگہ سنت پڑھتے ہیں کہ لوگ اُسکے سامنے آتے جاتے ہیں سو وہ آپ بھی گنہگار ہوتے ہیں
اور دوسرے کو بھی گنہگار کرتے ہیں یہ تو کہو کہ حضرت نے مسجد میں سنت کب پڑھی عن کعب بن عجرۃ
قال اِنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی مسجد بنی عبد الاشہل فصلی فیہ المغرب فلما قضوا صلاتھم رآھم
یسبحون بعدھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بھذہ الصلوٰۃ فی البیوت **ترجمہ** کعب بن عجرہ سے
کہا نبی صلعم آئے مسجد میں بنی عبد الاشہل کے پھر پڑھی اُس میں نماز مغرب کی پھر جب پڑھ چکے نماز لوگ کھڑے
ہوئے نفل پڑھنے کو تب فرمایا نبی صلعم نے تمہیں چاہیئے کہ پڑھو اس نماز کو گھروں میں **مسئلہ** جب
تکبیر اقامت فرض نماز کی ہوتی ہے تو بعضے اُسوقت سنت پڑھنے لگتے ہیں - قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ **ترجمہ** جب تکبیر کہی جاوے نماز فرض
کی تب کوئی نماز درست نہیں - مگر فرض اور بعضی فضیلت حدیث میں ان سنتوں کی وارد ہے ایسی فضیلت
اور بھی سنتوں کی وارد ہے لیکن بسبب رواج کے لوگ انکو فرض کے برابر جانتے ہیں اور انکو نہیں
چنانچہ حدیث و قرآن میں تہجد کی فضیلت ان سنتوں سے زیادہ آئی ہے - اور فضیلت تکبیر اولی اور سنت
فجر کی حدیث میں برابر ہے یعنی وہ خیر من الدنیا وما فیہا **ترجمہ** بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ اُس میں ہے
اور سنت نماز کی بھی فضیلت سنت روزوں میں بھی وارد ہے - لیکن لوگوں کو انکی طرف التفات
نہیں اس واسطے ضرور ہے کہ ہر عبادت کا رتبہ حدیث و قرآن سے معلوم کریں - بعد اُس کے عمل میں
لاویں کہ اللہ تعالے ثواب پورا عنایت کرے فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے ھل یقبل العمل بغیر العلم کلا
ترجمہ کیا قبول کیا جاتا ہے عمل بغیر علم کے *

فصل جنازہ کی نماز کے بیان میں

عوام میں بہت اس نماز کی جو مشہور ہے لوگوں کی نکالی ہوئی ہے اسے نہ پڑھنا چاہیئے جنازے کو آگے دھر کر
منہ کعبے کی طرف کر کے کھڑا ہووے بعد اُس کے اللہ اکبر کہہ کے تحریمہ باندھے پھر سبحانک اللہم وبحمدک آخر
تک پڑھے جو یہ یاد ہووے تو اپنی زبان سے اللہ کی تعریف اور بڑائی کرے بعد اسکے الحمد کی سورۃ پڑھے -
عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ علی الجنازۃ بفاتحۃ الکتاب **ترجمہ** ابن عباس نے کہا
کہ نبی صلعم نے پڑھا جنازے پر سورہ فاتحۃ الکتاب بعد اسکے اللہ اکبر کہہ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر درود کے

آل اور اصحاب پر درود بھیجے پھر اللہ اکبر کہے پھر یہ دعا پڑھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازے پر یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ اے اللہ بخش ہمارے جیتوں کو اور مردوں کو اور حاضر کو اور غائب کو چھوٹے کو اور بڑے کو مرد کو اور عورت کو۔ اے اللہ تو جس کو جلائے ہم لوگوں میں سے اسکو جلا اسلام پر اور جس کو مارے ہم لوگوں میں سے تو مار اُسکو ایمان پر اے اللہ مت محروم رکھ ہمکو اُسکی مزدوری سے اور نہ فتنے میں ڈال ہمکو بعد اُس کے۔ ہر چند بعض دعائیں حدیثوں میں جدا بھی وارد ہوئی ہیں۔ لیکن یہ دعا مرد عورت لڑکے جوان سب کو کفایت کرتی ہے۔ اور جو یہ بھی یاد نہ ہووے۔ تو اسکے معنے یا اس ڈھب سے دوسرے لفظ دعا کے اپنی بولی میں ادا کریں۔ اور التجا و زاری اُس مُردے کی بخشش کے واسطے اللہ کی جناب میں بہت سی کریں۔ کہ خداوندا آج اسکو اُمید اپنے اعمالوں کی اور تدبیر کی بالکل جاتی رہی۔ محض بے اختیار ہے تو جیسا چاہے۔ ویسا کرے۔ ہم تجھ کو سپرد کرتے ہیں۔ تو محض اپنے کرم سے اس کو بخش دے بعد دعا کے اللہ اکبر کہہ کے سلام پھیرے۔ اور جب جنازے کے سامنے کھڑا ہووے۔ تو بے اختیار اللہ کی قدرت کو دیکھ کر ڈرے اللہ کی بڑائی کرے۔ کہ یہ شخص ابھی کیسی حکومت کی باتیں کرتا تھا۔ اور کیا کیا خیال باندھتا تھا۔ کیسے ہنر ظاہر کرتا تھا موت سے کیسا ڈرتا تھا۔ تکلیف سے کیسا چھپتا تھا۔ اس کو بات کی برداشت نہ تھی۔ مال و اسباب کو بہت عزیز رکھتا تھا کچھ دیر نہیں لگی کہ لاچار محض ہو گیا۔ آرزوئیں دل کی سب جاتی رہیں اپنے بیگانے سب سے ناتا ٹوٹا۔ ہمارا بھی ایک دن ایسا ہی حال ہوگا۔ بس اللہ ہی قدرت والا ہے اور ہم سب عاجز اور کمتر ہیں۔ وہی بڑا ہے اور بلند مرتبہ والا۔ برتر ہے۔ اور جو مردہ دفن ہو چکا ہے تو نماز اُسکی قبر پر جا کر پڑھے اور جو کوئی ایک بھی مسلمان قبر پر کسی طرح حاضر نہ ہو سکے۔ تو نماز اُسکی دور ہی سے پڑھ لے۔ حدیثیں اس رسالہ کی مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں +

تمت

رسالہ شجرہ باثمرہ

مؤلفہ

جناب حضرت مولانا مولوی ولایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صادقپوری عظیم آبادی خلیفہ
امیر المؤمنین امام اوحد حضرت سید احمد مجدد مائۃ ثالثہ عشر دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم وعلیٰ رسولہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم [illegible]
سالک کو معلوم ہو کہ لوگ گروہ گروہ حضرت امیر المؤمنین سید احمد صاحب کے بیعت داخل ہوئے اکثر سب
رواج کے شجرہ مانگتے ہیں مگر بعضے ناواقفوں نے اسکی تعلیم میں افراط کر دی کہ نوبت شرک و بدعت کی پہونچی
اسواسطے ضرور ہوا کہ اول لوگوں کو اسکے حال سے آگاہ کیجئے۔ اور جو انکے کام آوے وہ بات بتائیے پھر شجرہ مع
ثمرہ اور ذکر اور شغل طریقہ نقشبندیہ بھی مختصر لکھدیجئے۔ کہ انکو مطلب تک پہونچا دے۔ پہلی بات یہ ہے کہ لوگوں
کے خیال میں یہ بات سمائی ہے کہ جب انکے مرید ہوں گے۔ ہمارے گناہوں کی پوچھ ہم سے نہ ہوویگی بلکہ
انکے اگلے پچھلے سارے گناہ پیر بخشوالیں گے اور قیامت میں انکے جھنڈے تلے چلنے سے کوئی ہمارا گناہ ہم
سے نہ پوچھیگا بلکہ ہمارے پیر سے پوچھیں گے وے جو کچھ جواب دیں گے سو دیں گے ہمکو ایسا ہی چاہیئے کہ پیرزادوں کی
خدمت میں اپنا اعتقاد مضبوط رکھیں غرض پیر کو عاقبت کا گدھا گناہوں کا بوجھ اٹھانے والا ٹھہرایا ہے۔
اس خیال سے شجرے کو اپنا ایمان جانتے ہیں اور اسکی تعظیم حد سے زیادہ کرتے ہیں بعضے اس کو مثل
قرآن ہر روز پڑھتے ہیں۔ بعضے جاہل سال بھر میں ایک دفعہ نکال کر اسکے آگے مٹھائی فاتحہ کروا کر آپ پیر
زادے کو یا کسی ملا کو پیسے دے کر پڑھواتے ہیں۔ آپ اعتقاد سے سنتے ہیں بعضے گلے میں لٹکاتے ہیں بعضی نادان عورتیں
اسکو جگاتی ہیں اس طرح کہ شب برات کی رات کو تھوڑی جگہ لیپ کر مٹھائی پھول دہر کر اسکے آگے تمام رات
ڈھول بجا کر ناچتی کودتی ہیں بعضے نادان ملک دکن کے اسکو ہر وقت گلے میں باندھے پھرتے ہیں بعضے
اس کاغذ میں ہر جلد کو خوشبو لگاتے ہیں بعضے اسکو قبر میں مردے کے سینے پر رکھتے ہیں اس خیال سے
کہ جب فرشتے عذاب کے اس قدر نام بزرگوں کے دیکھیں گے تو ڈر کر چھوڑ جاویں گے نہیں تو یہ سفارش گذار
شریف لا کر انکے ہاتھ سے چھڑا دیں گے۔ یہ اپنی دانست میں گناہوں کی معافی کا پروانہ یا فرشتوں سے معاملہ
کو مُردوں کی طرح قبر میں لٹاتے ہیں پھر بھلا ایسا قرآن و حدیث کے منع کا شجرے کی جگہ کسی عالم سے سنا
ہے اور علم ہو یا کہیں مجلس میں وعظ کے چاہیئے۔ شجرہ پڑھنے سے یا سننے سے کیا حاصل اسکا مدعا یک نہیں کہ خوشبو

سونگھے - اور منہ نہیں جو مٹھائی کھاوے - خوشبو لگانا اور مٹھائی لیجانا بے فائدہ اپنے کو گناہ اور بدعت میں ڈالنا ہے
تلاوت ہر روز قرآن کی چاہیئے - شجرہ پڑھنے سے کیا حاصل - اور گلے میں باندھنے والوں کی صورت ہندوں کی
سی ہوتی ہے - بعضے ہندو بھی مہادیو کا لنگ ہر وقت گلے میں باندھے رہتے ہیں اور شب برات کی رات
دعا اور نماز کے لیئے بہتر ہے - نہ ناچنے کودنے کے لیئے جو حرام ہے - اور قبر میں کاغذ لیجانے سے اگر کوئی بخشا
جاتا تو لوگ سارا قرآن اپنے کفن پر لکھواتے - بلکہ ایسی بدعتوں میں یہ قباحت ہے کہ جب آدمی کا بدن قبر میں سڑا
تو نام متبرک نجاست میں بھرا - غرض ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت ٹھیک ہوئی - مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ
اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ - تم پوجنے لگے اللہ کو چھوڑکر
فقط ناموں کو جو ٹھہرا لیئے ہیں تمنے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اُتاری اللہ نے اسکی کچھہ سند - یہ
سب باتیں شرک و بدعت کی ہیں - مسلمان کو اس سے بچنا ضرور ہے - یوں سمجھے کہ کوئی کسیکا عذاب
بلکہ کسی کے سر کا درد بھی اپنے سر میں لے نہیں سکتا - کوئی کسیکے بدلے نہیں پوچھا جاتا - ایک دن باپ دادے
پیر استاد سب سامنے سے آنکھیں چرا دیں گے - آخر جسکا خون اُسکی گردن ہو جاوے گی - اور ہر مرید کو
شجرہ اپنے پاس رکھنا کچھہ ضرور نہیں - پیرزادے جو ہر سال شجرہ پڑھوانے کی تاکید کرتے ہیں - اُنکی غرض ہر
سال کچھہ کھانے کمانے کی ہے اُنکا قول مشہور ہے کہ بڑا کھیت مولی کا ایک دفعہ اکھاڑنے سے میدان ہو جاوے
بھلا کھیت ساگ کا جوں جوں کاٹو توں توں بڑھے - مسلمان کو چاہیئے کہ یہ بدعتیں موقوف کرکے شجرے کے
بزرگوں کو اپنا پیشوا اور مقبول اللہ کا جانے - اور اپنے کو اُنکے سلسلے میں مرید سمجھے - اور قصد اُنکی پیروی
کا رکھے - اور جان و دل سے اُنکی نیک باتیں سُنے - اور ذکر و شغل جو اُنسے ہاتھ لگے اپنے عمل میں لاوے اور ہمیشہ
اللہ سے اُنکی نجات کے واسطے دعا مانگتا رہے - اول انسان کو ایمان کی تحقیق ضرور ہے - ایمان کی اصل بات یہ ہے
کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنے معلوم کرکے اُسپر اعتقاد لاوے - معنے یہ ہیں کہ نہیں کوئی پوجنے کے لائق اللہ کے
سوا - پس اپنا نفع و نقصان فقط اللہ ہی کی ذات سے سمجھے - جسنے آسمان کو بے ستون کھڑا کیا - چاند سورج کو
ہمارے واسطے اپنا تابعدار بنایا - کہ وے بندھی چال چلتے ہیں - اور اسکی پاکی بولتے ہیں - آسمان سے مینھہ
اُتارا - کہ اُس سے درخت اور گھاس و گل و بوٹے اُگنے لگے - اور ہزاروں زبان سے اللہ کی تعریف اور خوبیوں
کے دفتر کھولے - جو فقیروں غریبوں کو بادشاہ مُلک و مال اور فوج و سامان والا کرتا ہے - اور بڑے بڑے لشکر
والوں کو تھوڑے عرصے میں بے نام و نشان کر دیتا ہے - سچ ہے کہ وہ بلند مرتبہ اور بڑی عظمت و شان رکھتا ہے
لوگوں کے دلوں کو وہی پھیرتا ہے - بیماری کو کھوتا ہے بیٹا بیٹی روزی رزق دیتا ہے - پیدا کیا ہوتا ہوتا یہاں کا جانتا ہے
دلوں کی خبر رکھتا ہے - پس اُسی کا ڈر اور اُسی سے طمع رکھو - اُسیکی خوشامد کرو - اور جب یہ حال دل کا اللہ تعالیٰ

کے ساتھ ہو جاتے تو اُسکی ہمت اور قوت ہو کر ہولناک دل اُسی میں محو رکھو - چند روز میں حلاوت حاصل ہو
جاویگی اُسکے سوا کسی نبی ولی بھوت - قطب سے بیٹا بیٹی روزی رزق نہ مانگو - اُنکی قبر پر پھول - تار - شمائی
چڑھانا تعزیہ بنانا - نہ ان سے کچھ چاہو - نہ اُنکی منت مانو - یہ باتیں شرک و کفر کی ہیں - دوسرا اُس کلمہ
کا حصہ محمد رسول اللہ ہے - معنی اُسکے یہ ہیں کہ محمد اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں - نجات کا رستہ اور جو طور آپ نے
نماز روزے حج - زکوٰۃ - کمانے پینے - شادی غمی کرنے سے کا بتلایا ہے وہی حق ہے - انہیں باتوں کے
کرنے سے اللہ کی رضامندی ملیگی - اور ہماری نجات ہووے گی - آنحضرت کے خلاف رستہ نکالکر جو لوگ چلتے
ہیں پرجوش ہیں وہ دھوکے میں ہیں - انجام کار دوزخ میں جاویں گے کبھی اللہ کو نہ پاویں گے - اول نماز پنج
وقتی لازم کرے - پھر اسکے ہرگز نہ ترک کرے رات دن اُسکے کامل کرنے کی فکر میں مشغول رہے یعنی
حضوری دل اور خوف اور دعا و زاری جس میں ترقی پکڑے وہ اختیار کرے - روزے رمضان مبارک کے ادا
کرے - یعنی اُسکے کمال کی یہ ہے کہ روزے کو اللہ کے ذکر اور قرآن کی تلاوت سے معمور کرے - افطار کرا دے
نیکی دے - سلوک کی شدت میں سخت گوئی نہ کرے - اور غیبت کسی کی زبان پر نہ لاوے - زکوٰۃ جب فرض ہو
تو ادا کرے - صاحب حق کو انتہا کے ساتھ پہونچا دے - بغیر مال دینے دل پاک نہیں ہوتا - اور صلت نہیں جمتی
ہوتی - دل میں اُس کا جگہ نہیں پکڑتا - حج - جس وقت فرض ہو اُسوقت سے دیر چلنے کی کرے - کہ جسے تمام عمر
دیکھی - مگر اپنے جاہ و تمکنت کا رہ دیکھا - اُسے کچھ نہ دیکھا - مالک کے در پر جانے سے کسی طرح گنہگار تقصیر وار ہو امید
قوی ہے کہ صاف پاک سونا سا کندن آوے - نہیں تو یقین ہے کہ ایک دن سنار اُس کو آگ میں گلا ڈالے
ہتھوڑے کے نیچے دھرے - پھر زیور بنا کر گلے لگا دے - جب کوئی کام جیسے شادی - غمی - یا عید - شب برات
محرم - عرس - فاتحہ وغیرہ کرنا ہو تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق کو کتابوں سے دریافت کرے اور جو آپ نہ
ہو تو کسی دیندار عالم کے پاس جا کر پوچھے کہ حضرت کے وقت میں یہ کام کیونکر کرتے تھے - جب جواب ملے
تو بے تکلف ویسا ہی کرے - ہر چند کوئی کہے کہ تمہیں یہ بات نہ کرنی چاہیئے مگر کسی کی نہ مانے اور کہے کہ ہم
کلمہ محمد علیہ الصلوۃ والسلام کا پڑھا ہے - دوسرے طریق پر چلنے سے ہلاک ہو جاویں گے - جو بات حضرت کے
وقت میں تھی اُسیکو بہتر جانے - بیوہ ہو تو نکاح کی فکر رکھے - اسلام کی ترقی کی آرزو تھی اور امید قوی اپنے دل
میں رکھے - ہمیشہ اُسکے لیئے دعا اور زاری اور سعی کرتا رہے - اور یہ استقلال والوں کا سہروں کے طریق پر عمل
میں لاوے - پہلا شغل طریقہ نقشبندیہ کا چھ لطیفے ہیں - پہلے لطیفہ کا نام لطیفہ قلب ہے مقام اُسکا
بائیں پستان کے دو انگل نیچے - دوسرے کا نام لطیفہ روح ہے - مقام اُس کا داہنی پستان کے
دو انگل نیچے - تیسرے کا نام لطیفہ سر درمیان سینہ کے - چوتھا لطیفہ نفس میں ناف پر - پانچواں لطیفہ خفی

پیشانی پر عین سجدہ کی جگہ۔ چھٹا لطیفہ اخفیٰ سر کے اوپر دماغ کی چوٹی پر۔ طریق اُسکے ذکر کا یہ ہے کہ آنکھ بند کرکے
لطیفے کے مقام پر بطور نشانی کے وہاں سے دھیان نہ اُٹھاوے۔ اور خوب خیال کرے کہ اِس مقام سے لفظ اللّٰہ
کا نکلتا ہے۔ اور دل ذکر کرتا ہے۔ اور اللہ کی جناب میں دعا کرتا جاوے۔ کہ خداوندا اس غافل کے دلکو اپنی
طرف متوجہ کر۔ اور نرم کر۔ اور اپنی یاد میں خوش رکھ۔ اور غفلت دور کر۔ اللہ کے فضل سے تھوڑے تامل میں
اسکا اثر ظاہر ہووے گا۔ یا آواز اللہ کی دل سے آنے لگیگی۔ یا حرکت دل کی معلوم ہوگی۔ جیسے آہستہ بولنے والے
کی زبان ذکر کے وقت ہلتی ہے مگر آواز نہیں آتی۔ یا نور ذکر کا نمود ہووے گا۔ کہ اللہ نے ہر عبادت کے ساتھ
ایک نور رکھا ہے۔ غرض یہ سب آثار دل کے ذاکر ہونے کے ہیں۔ جب ایسا اثر پاوے تو اللہ کا شکر بجالاوے اور
دوسرے لطیفہ کی طرف متوجہ ہووے۔ وہاں بھی اللہ کے محض فضل سے ایسا ہی اثر پاوے گا۔ اسیطرح چھیوں
لطیفے ذاکر کرے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ لطیفے جاری ہوتے۔ مگر ذاکر کو اثر معلوم نہیں ہوتا۔ تو اُسکی تدبیر
یہ ہے کہ جب ایک لطیفے پر محنت زیادہ کرے۔ اور کچھ نہ معلوم ہو تو دوسرا لطیفہ شروع کرے بند نہ رہے دوسرے
وقت اُسکا بھی اثر معلوم ہو جائیگا۔ **دوسرا شغل سلطان الذکر ہے**۔ طریق اُسکے ذکر کا یہ ہے
کہ جیسا ہر لطیفہ پر خیال کیا ویسا ہی ایک دفعہ گوشت۔ پوست۔ رگ وریشہ بال بال بلکہ تمام بدن پر خوب دھیان
کرے کہ یہ سب ایکبارگی اللہ کے ذکر میں جاری ہوویں۔ آخر یہ معلوم ہووے گا کہ بدن سے ہزاروں آوازیں
ذکر کی چلی آتی ہیں۔ جیسے مکتب خانے میں سینکڑوں لڑکے پڑھتے ہیں۔ یا تمام بدن میں لرزہ اور ہر بال
کو جدا حرکت جاری کی سی معلوم ہوگی۔ یا سینکڑوں نور جیسے چراغوں کا جھاڑ تمام بدن میں نمود کرے گا۔
جب یہ اثر تمام بدن میں نمود ہووے اللہ کا شکر بجالاوے۔ **اور شغل نفی** شروع کرے۔ شغل نفی یہ ہے
کہ تمام بدن کو اپنے خیال سے گم کرے اور اللہ کے حضور کی طلب میں متوجہ ہووے۔ اِس طرح کہ بدن کو اپنے
سُست اور سُبک چھوڑ دے۔ جیسے پانی میں شکر گم ہو جاتی ہے۔ یا دریا میں حباب کہ خالی ہلکا ہوتے ہوتے
آخر گم ہو جاتا ہے۔ بعد اُس کے اللہ کے فضل سے اُسکا اثر نمود کرتا ہے۔ بعضوں کو اول ایک سیاہی چھکتی ہوئی
چاروں طرف سے کہ نور نفی کا وہی رنگ ہے نمود کرتی ہے۔ اُسکو خیال سے چاک کیا چاہیئے۔ بعد اُسکے کسی
شخص کو توحید صفاتی نمود ہوتی ہے۔ بعضے زیارت بزرگوں کی اور سیر دوزخ کی جنت کی یا آسمان کی یا لوحِ محفوظ
کی یا مکان متبرک اور عجیب چیزیں نمود کرتی ہیں۔ بعضوں کو توحید ذاتی کا نور ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کو اپنے
خیال سے بڑھاوے کہ تمام زمین و آسمان میں جہاں تک نگاہ کام کرے۔ سوائے اُس نور کے کچھ نہ معلوم ہو
بعد اُس کے اُس میں ایک طرف کو غور کرے۔ کوئیں کی صورت نمود ہووے گی کہ دیواریں اُسکی اینٹیں نگارنگ
ہیں۔ اور اندر پانی کی جگہ ایک نور نہایت چمکتا ہوا ہے۔ پھر وہ نور آگے بڑھنے نہ دیگا۔ تدبیر یہ ہے کہ اللہ سے

کمال انکسار کرکے کہ زمین کی دیواروں کو خیال سے گم کرے اور اپنی نور کو تمام عالم میں پھیلا دے پھر اپنی حس
ایک طرف اس نور میں محو ہو جائے تو دوسرا کونسا پہنچیگا اسی طرح وہاں بھی کرے یہاں تک کہ پھر دیسے ملے
ہو جاویں سے۔ تو جناب اقدس الٰہی کی حضوری سے مشرف ہو جاویگا ان شاء اللہ المستعان جسکو توحید معانی کی
اسکو چاہیے کہ اپنے تمام جسم میں دخل مشغول ہو بلکہ بزرگوں سے بہ سلام علیک کرکے اسم سالک پوچھے دعا
چاہے جو مکان شریف مثل کعبہ یا بیت المقدس کے نظر پڑے تو جلد زیارت کرے بعد اسکے اس سب چیز کو
بھی بطور سایہ سے عالم کے نفی کرے یہاں تک کہ پردہ انوار ظاہر ہو ویں۔

شجرہ طیبہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ محمدیہ وطریقہ عالیہ قادریہ چشتیہ رضی اللہ عنہم

للمفتقر الی اللہ الکریم جامع سطور ہیچمدان حضرت مولانا ولایت علی و مولانا عنایت علی و مولانا فرحت حسین و مولانا شاہ محمد حسین قدس اللہ اسرارہم خلیفہ امیر المومنین امام الہدیٰ حضرت سید احمد مجدد مائۃ ثالثہ عشر ادام اللہ برکاتہم۔ خلیفہ سند المحدثین خاتم المفسرین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔ خلیفہ حجۃ اللہ علی العالمین قطب الملۃ والدین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ خلیفہ حضرت والد بزرگوار خود حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم قدس سرہٗ۔

طریقہ عالیہ چشتیہ	طریقہ عالیہ قادریہ	طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
آپ شیخ رفیع الدین احمد کے	آپ سید عبد اللہ اکبر آبادی کے	آپ سید عبد اللہ اکبر آبادی کے
آپ شیخ قطب عالم کے	آپ سید آدم بنوری کے آپ	آپ سید آدم بنوری کے
آپ شیخ نجم الحق سرہانپوری کے	صاحب امام ربانی مجدد الف ثانی	آپ قیوم ربانی امام ربانی مجدد
آپ شیخ عبد العزیز کے	حضرت شیخ احمد سرہندی کے	الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے
آپ قاضی یوسف خان کے	آپ والد ماجد شیخ عبد الاحد کے	آپ خواجہ باقی باللہ کے
آپ شیخ حسن طاہر کے	آپ شاہ کمال کے	آپ خواجہ امکنگی کے
آپ سید راجہ حامد شاہ کے	آپ شاہ فضیل کے	آپ مولانا درویش محمد کے
آپ شیخ حسام الدین مانکپوری کے	آپ شاہ گدا رحمن کے	آپ مولانا زاہد کے
آپ خواجہ نور قطب عالم کے	آپ سید شمس الدین عارف کے	آپ خواجہ عبید اللہ احرار کے

آپ شیخ علاء الحق رح کے
آپ شیخ اخی سراج رح کے
آپ سلطان الاولیا نظام الدین کے
آپ امام الزاہدین حضرت شیخ
فرید الدین شکر گنج رح کے
آپ خواجہ قطب الاقطاب
قطب الدین بختیار کاکی رح کے
آپ شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ
معین الدین چشتی رح کے۔
آپ خواجہ عثمان ہارونی رح کے
آپ حاجی شریف زندنی رح کے
آپ خواجہ مودود چشتی رح کے
آپ خواجہ یوسف چشتی رح کے
آپ خواجہ محمد چشتی رح کے۔
آپ خواجہ ابو احمد چشتی رح کے
آپ خواجہ ابو اسحق چشتی رح کے
آپ خواجہ شیخ علو دینوری رح کے
آپ خواجہ ابو ہبیرہ بصری رح کے
آپ خواجہ حذیفہ مرعشی رح کے
آپ سلطان التارکین ابراہیم
ادہم رح کے۔ آپ فضیل بن
عیاض رح کے۔ آپ عبد الواحد بن زید رح
کے۔ آپ خیر التابعین حسن بصری رح
کے۔ آپ امام الاولیاء قدوۃ الاصفیا
حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے

آپ سید عبد الرحمن بن ابی الحسن رح کے
آپ شیخ شمس الدین صحرائی رح کے
آپ سید عقیل رح کے آپ
سید بہاؤ الدین رح کے
آپ سید عبد الوہاب رح کے
آپ سید شرف الدین قتال رح کے
آپ سید عبد الرزاق رح کے
آپ سید غوث الاعظم حضرت
محی الدین عبد القادر رح کے
آپ شیخ ابو سعید مخزومی رح کے
آپ شیخ ابو الحسن قریشی رح کے
آپ شیخ ابو الفرح طرطوسی رح کے
آپ شیخ ابو الفضل عبد الواحد تمیمی رح کے
آپ شیخ عبد العزیز یمنی رح کے
آپ شیخ ابوبکر شبلی رح کے
آپ سید الطائفہ جنید بغدادی رح کے
آپ شیخ ابو الحسن سری سقطی رح کے
آپ شیخ معروف کرخی رح کے
آپ امام علی رضا رح کے
آپ امام موسے کاظم رح کے
آپ امام جعفر صادق رح کے
آپ امام محمد باقر رح کے
آپ امام زین العابدین رح کے
آپ سید الشہدا امام حسین رض کے
آپ سید الاولیا و خاتم الخلفا

آپ مولانا یعقوب چرخی رح کے
آپ امام الشریعۃ و الطریقۃ خواجہ
بہاؤ الدین نقشبند رح کے
آپ خواجہ محمد بابا سماسی رح کے
آپ خواجہ علی رامتنی رح کے۔ آپ
خواجہ محمود الخیر فغنوی رح کے
آپ خواجہ عارف ریوگری رح کے
آپ خواجہ خواجگان خواجہ
عبد الخالق غجدوانی رح کے۔
آپ خواجہ یوسف ہمدانی رح کے
آپ خواجہ ابو علی فارمدی رح کے
آپ امام ابو القاسم قشیری رح کے
آپ شیخ ابو علی دقاق رح کے
آپ شیخ ابو القاسم نصیرابادی رح کے
آپ شیخ ابوبکر شبلی رح کے
آپ سید الطائفہ جنید بغدادی رح کے
آپ شیخ ابو الحسن سری سقطی رح کے
آپ شیخ معروف کرخی رح کے
آپ امام علی رضا رح کے
آپ امام موسے کاظم رح کے
آپ امام جعفر صادق رح کے
آپ رئیس الفقہا و التابعین
قاسم بن محمد رح کے۔
آپ حضرت سلمان فارسی رض کے
آپ امیر المؤمنین سید المسلمین

آپ سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے +	حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے داماد آپ حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے +	افضل العلماء الراشدین ابوبکر صدیق آپ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے +

تمت

رسالہ بت شکن

جسمیں تعزیہ کی برائی اور اسکے بنانے اور پوجنے والوں کی بیوقوفی اور نادانی کا بیان ہے مصنفہ
جناب مولانا مولوی عنایت علی صاحب مرحوم عرف منجھلا صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہاں ایک حمد و شکر اُس رب العالمین کا اس قلم سے ہمسے ادا ہوسکے کہ جس کے لکھنے میں لوح و قلم عاجز ہے
تحفہ درود کا اُس خاتم النبیین اور بہتر موجودات پر کیونکر بھیج سکوں جس پر بھیجنے میں دلائل الخیرات عاجز ہے اے
پروردگار تو آپ اُس پر اور اُس کے آل و اصحاب پر اور اُسکے تابعوں پر لاکھ لاکھ درود اور سلام بھیج - اور مجھکو
اُنکے پیروؤں میں دنیا سے اُٹھا آمین ثم آمین - خدا کا شکر چاہیئے کہ چرچا وعظ اور نصیحت کا اُنکی برکت سے
حضرت امیر المومنین سید احمد صاحب شہید مجاہد کے جہان میں پھیل گیا - اکثر لوگ وعظ اور نصیحت سن سن کر صاحب
حد کو سمجھنے لگے - اور لاکھوں اپنے بدعت سے الگ ہوگئے اور بُرائیاں چھوڑدیں لیکن جن کو مجلس وعظ میں حاضر ہونے
کی فرصت دنیا نہیں دیتی اُنکے واسطے بہت لوگوں نے فقیر سے درخواست کی کہ اگرچہ بہت لوگوں نے خدا کے
فضل سے ہدایت پائی پر ابھی لاکھوں شرک میں گرفتار ہیں خصوصاً تعزیہ پرستی کہ کھُلی بت پرستی ہے اور اچھے اچھے
لوگ پڑھے لکھے اُس میں پھنسے ہیں - اور ہر کسی کے سمجھانے پہ کان نہیں دھرتے ہمیشہ نئی طرح کے دھوکے
محتاج ہیں اگر تو قرآن اور حدیث اور عقل اور نقل سے اُسکی بُرائی لکھ دیوے تو اللہ سے اُمید ہے کہ لوگوں کو
بہت فائدہ دے گا - اِس لیئے کہتا ہوں کہ اول تعزیہ پوجنے والوں سے اتنا پوچھنا چاہیئے کہ حضرت امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اُسوقت وے کہاں ہیں اگرچہ ظاہر میں زبان سے تم کہوگے کہ جنت میں ہیں لیکن
تمہارے کام اور سلوک سے جو اُنکے ساتھ عمل میں لاتے ہو برخلاف پایا جاتا ہے اور ہم تو جانتے ہیں کہ بے شک
امام جنت میں ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ یعنی بہشت تلواروں کے

سائے کے تلے ہے یعنی جو شخص شہید ہوتا ہے فوراً جنت میں جا پہنچتا ہے۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ قَالَ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْوَافِ طَیْرٍ خُضْرٍ لَھَا قَنَادِیْلُ مُعَلَّقَۃٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی تِلْکَ الْقَنَادِیْلِ فَاطَّلَعَ اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ اِطِّلَاعَۃً فَقَالَ ھَلْ تَشْتَھُوْنَ شَیْئًا قَالُوْا اَیَّ شَیْءٍ نَشْتَھِیْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِکَ بِھِمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّھُمْ لَنْ یُّتْرَکُوْا مِنْ اَنْ یُّسْاَلُوْا قَالُوْا یَارَبِّ نُرِیْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِکَ مَرَّۃً اُخْرٰی فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَّیْسَ لَھُمْ حَاجَۃٌ تُرِکُوْا مسروق نے کہا ہمنے پوچھا عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کے معنے (نہ جان اُن کو جو مارے گئے راہ میں اللہ کی مُردے بلکہ جیتے ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں) بولا وہ ہمنے بھی پوچھا اسکو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا ارواح اُنکی سبز جانوروں کے پیٹ میں اُنکے رہنے کی جگہ قندیلیں ہیں لٹکی عرش میں میوہ کھاتے ہیں جنت میں سے جہاں چاہتے ہیں۔ پھر آتے ہیں اُسی قندیل میں پھر جھانکتا ہے اُنکی طرف رب اُنکا پھر پوچھتا ہے کیا چاہتے ہو کچھ۔ کہتے ہیں کیا چاہیں گے ہم۔ اور ہم تو میوہ کھاتے ہیں جنت میں جہاں چاہتے ہیں۔ سو کرتا ہے اُنکے ساتھ اسی طرح تین دفعہ۔ سو جب دیکھتے ہیں کہ نہیں چھوڑے جاویں گے وے پوچھنے سے۔ عرض کرتے ہیں اے رب ہمارے چاہتے ہیں ہم کہ ڈالدے ہماری ارواح جسموں میں ہمارے۔ کہ قتل ہوویں تیری راہ میں دوسری دفعہ سو جب جانتا ہے اللہ کہ نہیں ہے انکو کچھ حاجت۔ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس سے ہم کو یقین ہے کہ ہمارے امام کا بھی یہی حال ہوا ہے۔ وہ بہشت کی نعمتوں میں عیش کرتے ہیں اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لِلشَّھِیْدِ عِنْدَ اللّٰہِ سِتُّ خِصَالٍ یُغْفَرُ لَہٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْعَۃٍ وَّیُرٰی مَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَیُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَیَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَیُوْضَعُ عَلٰی رَاْسِہٖ تَاجُ الْوَقَارِ اَلْیَاقُوْتَۃُ مِنْھَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَیُزَوَّجُ سَبْعِیْنَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ وَیُشَفَّعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَقْرِبَآئِہٖ شہید کو اللہ تعالی کے حضور سے چھ خوبیاں عنایت ہوتی ہیں۔ بخشا جاتا ہے۔ پہلے وار میں اور دکھلایا جاتا ہے اُسکا ٹھکانا جنت میں۔ اور بچتا ہے قبر کی مار سے اور محفوظ رہتا ہے بڑی گھبراہٹ سے یعنے قیامت کے ہول سے اور رکھی جاتی ہے اُسکے سر پر ٹوپی عزت والی۔ ایک یاقوت جس کا بہتر ہے دنیا و مافیہا سے۔ اور جوڑا لگایا جاتا ہے ستر حورعین سے۔ اور شفاعت کرے گا ستر اپنے قرابت کے لوگوں کی۔ کہو یہ رتبہ پانے میں امام کے تم کو کچھ شک ہے۔ اور یزید مردود ایڑیاں رگڑ کر دست وستے میں سڑ کر مرا۔ ہمارے امام نے جان کندنی کا بھی دکھ نہ اٹھایا۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ سلم نے اَلشَّھِیْدُ لَا یَجِدُ اَلَمَ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ اَلَمَ الْقَرْصَۃِ شہید نہیں درد پاتا مارے جانے کا مگر جیسا پاوے کوئی تم میں سے درد چیونٹی کے

ہوئے کا اور دوسری حدیث میں یوں آیا ہے کہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صْحَابِہٖ لَمَّا اُصِیْبَ اِخْوَانُکُمْ یَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرْوَاحَھُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْھَارَ الْجَنَّۃِ تَاْکُلُ مِنْ ثِمَارِھَا وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَھَبٍ مُعَلَّقَۃٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِیْبَ مَاْکَلِھِمْ وَمَشْرَبِھِمْ وَمَقِیْلِھِمْ قَالُوْا مَنْ یُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا اَنَّا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّۃِ لِئَلَّا یَزْھَدُوْا فِی الْجِھَادِ وَلَا یَنْکُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُھُمْ عَنْکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے یاروں کو کہ جب پہنچے تمہارے بھائی شہادت کو احد کی لڑائی کے دن کیا اللہ تعالیٰ نے روحوں کو اُن کی سبز جانوروں کے پیٹ میں۔ جاتے ہیں نہروں پر جنت کی۔ کھاتے ہیں اُس کے میوے اور آتے ہیں قندیلوں میں سونے کی جو لٹکی ہیں عرش کے سایہ میں۔ سو جب پاتے ہیں اچھے کھانے پینے اور سونے کی جگہ کہتے ہیں کون پہنچا دے ہماری خبر ہمارے بھائیوں کو کہ ہم لوگ جیتے ہیں جنت میں کہ کوشش کریں وے بہشت کی۔ پھر نہ سُست ہوویں جہاد میں۔ سو فرمایا اللہ تعالیٰ نے میں پہنچاتا ہوں تمہاری خبر پھر اُتاری اللہ نے یہ آیت کہ (یعنی) اُن کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مُردے بلکہ جیتے ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں (مشکوٰۃ) اکثر بے سمجھ لوگ جو بات امام کے ساتھ عمل میں لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ کو مصیبت میں اُنکو پکارتے ہیں اور منتیں مانگتے ہیں۔ اس آیت کی دلیل سے کہ اللہ نے شہیدوں کو زندہ فرمایا ہماری پکار کو سنتے ہیں۔ اُن کا حال ویسا ہی ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تو دیکھتے ہیں اور وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی اُن کی نظر سے سُوجھتا نہیں آگے اُسکے اللہ نے فرمایا ہے وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی شہید جیتے ہیں اُس کے یہ معنی نہیں کہ جیسے تم جیتے ہو ویسے وہ بھی جیتے ہیں۔ بلکہ اُنکی زندگی کو تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیسی زندگی ہے اور اگر یہی مراد ہوتی تو شہید کا ترکہ شرع میں کیوں بٹتا اُس کی جورو سے کسی کو نکاح درست نہ ہوتا۔ ہر چند حقیقت حال اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ لیکن تھوڑا سا جو اللہ نے ہمکو سمجھا دیا ہے اُس کو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ہے مُردہ پڑا ہے اور دوسرا زندہ کھڑا ہے تو دونوں صورت و شکل میں برابر ہیں۔ پر فرق دو طرح کا ہے ایک تو زندہ کو آرام و راحت حاصل کا مزہ۔ کھانا پینا۔ اچھے لوگوں میں بیٹھنا۔ اولاد بھی حاصل ہے دوسرے نماز روزہ حج و زکوٰۃ خیر خیرات۔ تلاوت قرآن جاری ہے۔ اور جو مُردہ ہے اُس سے یہ دونوں کام منقطع ہو گئے لیکن شہید سے نہیں اس واسطے شہید کو مُردہ کہنا منع ہوا۔ کیونکہ اُس کو جنت میں بھی حاصل (یعنی حوریں) اچھے اچھے میوے اچھا کھانا۔ ہزاروں حصہ دنیا سے بہتر ملتا ہے۔ سو دوسرے کام روزہ حج زکوٰۃ خیر خیرات کا ثواب شہید کا بند نہیں ہوتا۔ کیونکہ آگے اکیلا وہ نماز پڑھتا تھا اب اُس کے سبب ہزاروں نمازی ہوئے آگے اکیلا وہ حج کرتا تھا اب اُس کے سبب ہزاروں حاجی ہو گئے۔ آگے اکیلا

وہ روزہ رکھتا تھا - اب لاکھوں روزہ دار ہوسنے - اُس کا ثواب بند نہیں - بلکہ جوں جوں دین ترقی کرتا جاتا ہے -
اُس کے ثواب کو ترقی ہے - جیسے لڑکا دنوں دنوں بڑھتا ہے - اور اس حساب سے شہید پر کیا موقوف ہے - اگر
اولیاء اللہ جو دین جاری کر گئے - انکو بھی زندہ کہئے تو درست ہے - بعضے کہتے ہیں کہ ہم اُن سے بیٹا بیٹی نہیں مانگتی
مگر اُنسے کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے مقرب ہیں - اللہ کے حضور میں دعا کیجئے - کہ اللہ میری مراد پوری کرے اس میں
کیا قباحت ہے اِن سے کہو کہ اس کہنے میں کچھ قباحت نہیں لیکن اگر وہ تمہارے پاس آویں تو کہو تب کہتے
ہیں - ہم پیروں کے مزار شریف پر جا کر پکار کر کہیں گے - اِن سے کہو کہ کوئی کسی کے دروازے پر جاکے اپنے مطلب
کو نہیں کہنے لگتا - جب تک اُس کو اپنی نظر کے سامنے بُلا نہ لے - اور بلانے میں کچھ اُسکی بزرگی نہیں جاتی - پر
بے بلائے دروازے سے باتیں کرنی نشان ہے جنون کا - یا تم خدا کا سا سننے میں اُنکو شریک کرتے ہو - تو تم
ہیں اور جو پیروں سے بیٹا بیٹی مانگتے ہیں - اُن میں اتنا فرق ہوا کہ وے شرک فی التصرف میں گرفتار ہیں اور
تم شرک فی السماعت ہیں - غرض شرک فی الصفات میں تم دونوں پڑے ہو - پر تم سمجھتے ہو کہ ہم اپنے ذہن
کی تیزی سے نکل گئے - کیونکہ شرک فی الصفات اُسی کو کہتے ہیں کہ جیسی جیسی صفت اللہ میں ہے کمال کے ساتھ
اُس کے برابر وہ صفت دوسرے میں ٹھیرانا مثلاً اللہ سمیع ہے - ہر چند انسان بھی ہے لیکن اللہ دور - اور
نزدیک سب جگہ سے برابر سنتا ہے اور اللہ نے یہ نہیں کہدیا کہ نبی ولی بھی دور اور نزدیک سے برابر سنتے ہیں بلکہ جا بجا
قرآن میں فرمایا ہے کہ یہ مجھی میں طاقت ہے - دوسرے میں نہیں اب کوئی کہے کہ وہ بھی ایسا ہی سنتے ہیں اُسکا دعوے
بے دلیل ہے اور وہ مشرک - اور اگر پیر اور اللہ دونوں برابر سنتے ہیں تو اللہ اور پیر میں فرق کیا ہوا - تم بتاؤ؟ اسی طرح
اللہ کے واسطے کوئی پردہ نہیں - انسان کے سامنے پردہ ہو تو کچھ دیکھ نہ سکے - پردہ نہو گا تو جہاں تک نگاہ کی حد ہوگی
ہے وہیں تک دوڑیگی - آگے نہیں - اگر انسان میں کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ فلانا چھپے کھلے دور و نزدیک سے برابر دیکھتا ہے
وہ بھی مشرک ہے اسی طرح اب سمجھو وہ جنت جسکی چوڑائی ساتوں آسمان و زمین کے برابر ہے اور تمام آباد کہیں جنگل
اور ویران نہیں - ایک بالشت زمین اُسکی - قیمت میں ساری روئے زمین سے زیادہ - ایک ادنی مکان وہاں
کا تمام دنیا کے محل سے بہتر - یہ نعمتیں اللہ نے امام کو بخشیں - بیشک وہ ایسے عیش میں اسوقت ہیں - اور ان
کا دشمن جو یزید تھا - وہ دوزخ میں جلتا ہوگا - جس کے شعلے آسمان سے بات کرتے ہیں - چنگاریاں اُس کی جیسے
اونٹوں کی قطار - ساٹھ برس کی راہ سے آدمی کو کھینچتی ہے - جیسے بھوکا اژدہا - پھر وہاں کے اونٹوں کے برابر
مکھیاں جیسے ہاتھی - کھٹمل جیسے گینڈے - جوئیں جیسے بھینسیں - یہ سب ہزاروں بدن میں لپٹ رہے ہیں -
اور سانپ بچھو بیشمار ایسے زہردار کہ اگر دنیا میں آکے دم پھونکیں گھانس سارے جہان کی جل جاوے - اور
درخت خشک ہو جاویں - وہاں کی بیڑیوں کی زنجیر کی ایک ایک کڑی ستر ستر ہزار گز کی - سینچ کا پھل جیسے شیطان

کا سر اُسکا ایک قطرہ عرق میں پہونچیں تو تمام زمین کے لوگ چار چار حال روب تک اُس کی بو سے سب ہلاک
مرجاویں۔ وہ کھانے کو ملیگا اور ما پگھلا اور پیپ گرم پانی پینے کو سو اسلام تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر تم کو خبر
آوے کہ تمہارے بیٹے اسلام کے میں جو اپنی اُمت سے لڑائی تھی سو تمہارا بیٹا تھا۔ اور دلی کا بادشاہ ہوا۔ اور
اس کا دشمن مارا اور برباد ہوگیا۔ مال اسباب اُس کا سب لُٹ گیا۔ اور ہاتھ پاؤں سے کوڑھی ہوکر قید شدید میں حل
کی علت سے گرفتار ہے۔ روز سوا سیر نمک کھانے کو ملتا ہے پھر کیسا خوش ہوتے ہو۔ اب دو حالت سے خالی
نہیں یا تو تم یزید کے کھلے دوست اور امام کے صاف دشمن ہو جو خوش حسرت پر امام کی اور یزید کے دکھ پر روتے
ہو۔ یا تم کو امام کے جنتی اور یزید کے دوزخی ہونے میں شبہ ہے۔ ہم کو اگر ہمارے بیٹے کے ہاتھ کا بھی خط
لکھ کر آوے کہ ہم دلی کے بادشاہ ہوئے تو ویسا یقین نہیں ہوگا جیسے اپنے امام کے جنت میں جانے اور
عیش کرنے کا یقین ہے کیونکہ اللہ اور رسول کا خط سب سے سچا ہے عن انس ان ام الربیع بنت البراء وھی ام حارثۃ بن
سراقۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت یا نبی اللہ الا تحدثنی عن حارثۃ وکان قتل یوم
بدر اصابہ سہم غرب فان کان فی الجنۃ صبرت وان کان غیر ذلک اجتہدت علیہ فی البکاء فقال
یا ام حارثۃ انہا جنان فی الجنۃ وان ابنک اصاب الفردوس الاعلیٰ ربیع کہ وہ بیٹی براء کی اور ماں حارثہ
بن سراقہ کی تھی۔ آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو بولی آپ اے نبی اللہ کے کیا مجھ سے نہیں کہتے حارثہ کا
حال؟ اور وہ مارا گیا بدر کے دن لگا اُسکو ایک تیر غیبی سو اگر ہووے وہ جنت میں صبر کروں اور اگر ہووے
کچھ اور کوشش کروں اُوپر اُس کے رونے میں۔ سو فرمایا اے حارثہ کی ماں جنت میں کتنے درجے ہیں اور وہ
تیرا بیٹا پہونچا فردوس اعلےٰ کو۔ اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والی عورتوں کا یہ حال تھا کہ اپنے عزیز
کے مرنے سے نہیں روتیں اور جینے سے نہیں ہنستیں تھیں بلکہ تحقیق کرتیں کہ جنتی ہوا یا دوزخی۔ اگر معلوم
ہو کہ جنتی ہوا تو کچھ غم نہیں لیکن دوزخی ہونے کا البتہ غم ہے ان باتوں کو سُن کر کہتے ہیں۔ کہ صاحب یہ تو سچ
ہے کہ امام کو اللہ نے عیش دیا اور یزید کا منہ کالا ہوا دوزخ میں گیا اس میں کون مسلمان شبہ رکھتا ہے لیکن
صدمہ ہمارے امام صاحب کا دریا کے کنارے پیاسا مارا گیا اور تمام بدن سر سے پاؤں تک زخموں سے
ٹکڑے ہوا اور اُن پر اور اُن کے عورتوں پر مصیبت گذری۔ بھلا کیونکر اُسکو یاد کرکے غم نہ کریں جس کا ایسا ہی
دل پتھر ہو تو وہ پسیجے۔ اور نہیں تو امام کا غم وہ ہے کہ پہاڑ کے پتھر کو بھی رُلا دے اُن کو یوں سمجھانا چاہئے کہ ہم
تم سے ایک مثل کہتے ہیں کان دھر کے سنو کہ ایک بڑھیا تھی اُس کے بیٹے کے پھوڑا نکلا۔ اُس نے جب
شدت کی تمام رات اُسے چین لینے نہ دیا کراہتے گذری۔ ایسی چیخیں مارتا کہ ہمسایہ سے سُنا نہ جاتا۔ درد کی
مصیبت سے آنسو رواں جاری ہو گیا آخر ساری رات کو ٹھنڈ شروع ہو گیا۔ ہونٹھ خشک ہوگئے۔ ایک ہاہا کر کے

پڑا کروٹیں لیتا تھا - ایک دم چین نہ تھا - اُس کی ماں سرھانے بیٹھی رات دن رُومال ہلاتی - اور دردِ فرزند سے بیقرار
مُونہ ڈھانپے ڈاڑھیں مار کر روتی تھی - کھانا سونا خواب و خیال ہو گیا - بعد کئی دن کے اللہ نے فضل کیا - پھوڑا
پھوٹا - لہو پیپ خوب نکلا - مرہم پٹی ہوتے ہوتے زخم چنگا ہوا - اُس بڑھیا نے وہ دن اور تاریخ یاد رکھا - جب برس
دن کے بعد وہ تاریخ آتی تو اُسی چارپائی پر نہالچہ بچھا تکیہ رکھ سرھانے بیٹھ ہاتھ میں رومال لیے مُونہ ڈھانپ خوب
روتی - اور اُس پھوڑے کا بیان کرتی - اور تمام دن رات کھانا نہ کھاتی - آخرش کو چند روز کے بعد وہ لڑکا
جوان ہوا - اُس کی شادی رچی اور تیاری شروع ہوئی - آخر شادی کا دن آیا بی بیاں جمع ہوئیں - باہر ناچ
تماشا ہونے لگا - مجلس جمع ہوئی - برات دھوم دھام سے نکلی - نکاح ہوا - خوبصورت دُلہن کو بہت دان
دہیز سے گھر میں لایا - دُلھن کے گھر میں آنے کی خوشی ہو رہی ہے - دُولھا باہر سلامتی سے مجلس میں بیٹھا
سہرا باندھے ناچ دیکھ رہا ہے - گھر میں دُلھن کو بی بیاں آراستہ کرتی ہیں - اور ڈومنیاں تبلے پر تھاپ
مارتی ہیں - کہ اِتنے میں دُولھا کی ماں کو یاد آ گیا کہ آج ہمارے لڑکے کی تاریخ ہے - جلدی سے چارپائی بچھا
اُس پر نہالچہ ڈال تکیہ اُسی طرح رکھ مُونہ ڈھانپ کر زار زار رونے لگی - گھر سے باہر تک تمام شور پڑ گیا - کہ دولھا
کی ماں مُونہ ڈھانپ کر کیا جانے کیوں روتی ہے - ساری بی بیاں گرد ہوئیں پُوچھتی ہیں کہ کسی کے مرنے
کی خبر آئی ؟ جو تم روتی ہو - کوئی کہتا اسکو اپنا خاوند یاد آیا - کوئی کہتا کہ ماں یاد آئی - اُس نے کہا اری بی بیو! یہ
سب کچھ نہیں - میرے رونے کی کیا پُوچھتی ہو بارہ برس ہوئے کہ آج ہی کے دن ہمارے صاحبزادے
کے پھوڑا نکلا تھا - اِسی چارپائی پر یہی نہالچہ بچھا تھا - اور تکیہ سر کے تلے دیئے درد کے مارے لوٹتا تھا اور
مَیں اپنے دل کو تھپکیئے سرہانے رومال لیئے مکھی ہلاتی تھی - تین دن تک بچے نے مُونہ پر دانہ رکھا اور
میں بے قرار بچے کے درد سے مُنہ ڈھانپے روتی تھی - بہن آج وہی تاریخ ہے - مَیں ہر سال بچہ کی تاریخ کیا
کرتی ہوں - آج مَیں کم بخت بھول گئی تھی - بی بیوں نے کہا - اے بی بی تم دیوانی ہو گئی ہو - ؟ مَیں جانتی تھی
کہ کیا جانے تم پر کیا مُصیبت پڑی - کہ اس طرح پھُوٹ پھوٹ کر روتی ہو - چلو مُونہ دھو - کھانا کھاؤ - یہ کیا تمنے
شادی کے گھر میں بُری فال نکالی ہے - کب کی بات کب گذری - اللہ نے فضل کیا - وہ دُکھ دور ہوا - آج
تمھارے بچہ کی شادی رچی ہے - وہ مزے سے مجلس میں مسند لگائے سلامتی سے ناچ دیکھ رہا ہے اُس
کی دُلھن گھر میں آئی - آج تخت کی رات تم نے کہاں کی بات کو یاد کر کے رونا مچایا ہے - تو یہ جواب دیتی ہے
جس کے پاؤں نہ پھٹے بوائی وہ کیا جانے درد پرائی بی بیو جس کے جی کو لگتی ہے - وہی جانے - تم اُس دن ہوتیں تو
دیکھتیں کہ کیسی میرے بچے پر مُصیبت گذری تھی - بی بیوں نے کہا چلو کنارے بیٹھو - تیری انوکھی درد والی
تمہیں کو دیکھا - ایک تم ہی کو - لڑکا تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے - اور ہم میں کسی کو نہیں - ساری بی بیاں تو اُسے

پاگل کہتی ہیں اور وہ سب کو۔ اور کہتی ہے کہ بارہ برس سے تنگ کرتی چلی آتی ہوں اب آج تم لوگوں سب کو سب
سے چھوڑ دوں گی۔ آپ انصاف کی نظر سے غور کر کے دیکھو تو کون پاگل ہے؟ وہ بڑھیا یا سارے جہاں کی
عورتیں پس اسی طرح۔ سمجھو کہ اگر وہ بڑھیا دیوانی ہے تو محرم میں امام کا نام لے کر ماتم کرنیوالوں کو شعور
حد اُس سے زیادہ خبط ہے کیونکہ اُس کے بیٹے کی مصیبت کو بارہ برس گذرے تھے اور امام کی مصیبت کو گذرے
ہوئے بارہ سو برس اور آج بیشک وہ جنت میں عیش کرتے ہیں

اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ محرم کس طرح جاری ہوا تو اُن سے کہو کہ اس کا سبب ہر شخص کو معلوم نہیں۔ اس کا
سبب جب معلوم ہو کہ اصل سا امام صاحب اور یزید کی لڑائی کی سنو۔ اصل سا امام صاحب اور یزید میں لڑائی
کی بنا یہ اس طرح ہے کہ امام صاحب کو یزید نے کہلا بھیجا۔ کہ تم ہمارے ہاتھ پر بیعت کرو۔ امام صاحب نے جواب
لکھا کہ ہم کو بیعت کرنے میں کسی کے ہاتھ پر انکار نہیں۔ مگر ایک شخص کہ جس کو نماز کی قید نہیں۔ اور ہم نے سنا
ہے کہ تجھ کو نماز کی قید نہیں ہے یہی خبر ہوئی بگاڑ کی پھر اور بگاڑ بڑھتا گیا آخر امام صاحب کو کوفے کے لوگوں
نے بلایا۔ کہ ہم لوگ آپ کا ساتھ دیں گے آپ یہاں آئے امام صاحب اپنے جورو بچے لڑکے بالے سب
ستر و دو بہتر تن لے کر کوفہ کی طرف کو یزید کے ظلم سے نکل چلے۔ یزید نے سنا کہ اگر امام کوفے کو جائیں گے تو
بڑا فساد ہوگا ہمکو ہمارے ملک سے نکال دیں گے۔ اُس نے رستے میں فوج کو بھیجا کہ کوفے نہ پہنچنے پاویں
فوج نے آ کے کربلا کے میدان میں گھیر لیا۔ نو دن تک بھوکا پیاسا رکھا دسویں دن امام نے لاچار ہو کر پھر
لڑائی شروع کی۔ دوپہر کے بیچ میں ہمراہیوں سے دس مارے گئے۔ اور سارے لوگ امام کے شہید ہوئے
جب امام اکیلے رہے تب آپ نے تلوار پکڑی۔ اور لہو کی ندی بہائی ہزاروں کے سر ہات کتنے کاٹ کر
پھینک دیئے کوئی ڈر سے امام پاس نہ آتا تھا۔ آپ ہزاروں زخموں سے چھکا نہ ظہر کے انتظار میں کھڑے ہوگئے
کہ ابھی دن ڈھلے تو فقط فرض ادا کر لیں۔ جس سے مرتے وقت ایمان سلامت جاوے جیسے کوئی مشتاق دوست
کے انتظار میں آمدی دیدار کا منتظر رہتا ہے۔ اسی طرح کھڑے رہے تھے بہادر رعب کے کوئی پاس نہیں پہنچ
سکتا تھا جب ڈھلی سی دوپہر ڈھلی جلدی سے تیمم کر نماز کو کھڑے ہوگئے اُن شقی لوگوں نے دیکھا کہ سر نماز
کے بیچ میں آپ سے بعد ہوا ہے اگر پیچھے سے نکلے گا تو بہتوں کو مارے گا اور کسی کے ہاتھ نہ لگے گا
پس ایک نے وہ سوچا پاس آ کر جھک پڑے سے پہلے شمر ملعون نے حضرت کی گردن پر خنجر چلایا۔ سر آپ کا سجدے
میں رہ گیا۔ جب امام شہید ہوئے تب اکثر لوگ جو دیندار تھے اُن کو یہ ماجرا سن کر نہایت غم ہوا۔ یزید کو جب
معلوم ہوئی۔ کہ اکثر لوگوں کو ہماری فتح کی خوشی نہیں مدت سے پہلے اپنے دروازے پر ڈھول دھرایا۔ اور
خوب خوشی کی۔ اور بہادر باجہ بجایا۔ اور جشن کیا۔ اور تمام ملک میں اطلاع نامہ لکھوا کر بھیجا اُس میں سارا

بیان یہ تھا کہ یزید بہادر کے سپاہیوں نے امام رضؓ کو مارا اور امام کی بی بیوں کو باندھ لائے- اور یوں چھڑی ماری- وہ یوں لوٹ گئیں- یوں پانی نہ دیا- یوں سر نیزے پر چڑہایا- اور منادی کر دی کہ ہر شخص خوشی کا سامان درست کرے- اپنے اپنے دروازے پر ڈھول دہراوے- اور گہر لیپے نئے باسن لاوے نئے کپڑے بدلے- روشنی کرے- دوستوں کو جمع کرے- فتحنامہ شنادے- لکڑی پھینکے- اپنی اپنی کثرت دکھاوے- جب ہی سے محرم شروع ہوا اب وہی محرم امام کے غم کے نام سے لوگ کرتے ہیں- اور تب خوشی کے نام سے کرتے تھے اس کی دلیل یہ غور کرو کہ اس میں غم کا کون سا سامان ہے- سوائے خوشی کے جو امام کے سچے دوست تھے اُنہوں نے یزید کا ظلم سہا- پر محرم نہ تب کیا تھا نہ اب کرتے ہیں- اور تمہارا ظلم اسی پئے برابر سے بہتے چلے آتے ہیں- اب ذرا غور کرو اوّل امام صاحب سے اور یزید سے بگاڑ کی جڑ نماز ہے- اور آخر اسی نماز میں امام صاحب نے سر کٹایا پر نماز نہ چھوڑی- نماز ایسی چیز ہے کہ جسکے لئے امام نے اپنے سارے خاندان کا پیاسا گلا کٹایا- اور آپ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سجدہ میں شہید ہوئے اللہ رے نماز کی محبت امام رضی اللہ عنہ نماز کے ایسے عاشق تھے اُن کی محبت کا یہ لوگ دعوے کرتے ہیں پر کبہی اعتقاد سے پچھم کیطرف مُونہ کر کے سوئے بھی نہیں- اور نمازیوں سے عداوت اور اُن پر ٹھٹے کرتے ہیں- بھلا غور تو کرو کوئی تمہارے دلی دوست سے محبت کرے- تو کتنا اُس کے شکر گذار ہوتے ہو- اور جو تمہارے دلی دوست پر طعن اور ٹھٹے کرے کیسے جان سے بیزار ہوتے ہو اب انصاف کرو کہ جس کو نماز کی قید نہیں- اور امام کی مصیبت کے دن میں ڈھول دہراوے اچھے کپڑے پہنے- روشنی کرے- دوستوں کو جمع کر کے یزید کا فتحنامہ گاوے- کھانا پانی بانٹے- وہ یزید کا شکر ہے- یا وہ جو نماز کا مقید ہو- سر جائے پر نماز نہ جائے- امام رضی اللہ عنہ کی مصیبت کے دن میں گہر سے باہر نہ نکلے- بیٹھا امام کے نام پر درود اور صلوٰۃ بھیجا کرے- اگر تم کہو کہ ہم خوشی نہیں کرتے- بلکہ امام کے غم کے سبب سے ڈھول دھراتے ہیں- بھلا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ باپ کے مرنے میں تم نے ڈھول نہیں دھرایا- ماں مری تب نہیں دھرایا- بھائی مرا تب بھی نہیں- بلکہ برس دن تک بیٹے کی شادی موقوف رہی- کہتے ہو کہ بے ڈھول شادی حرام ہے- اور باپ مرگیا ڈھول کیوں کر دھراویں اگر کوئی میراثی کلانوت یا بجنیا ڈھول کر عید بقر عید کا دن دیکھ گانے بجانے کو آپ سے تمہارے گئے آگیا- لوگوں سے کہتے ہو کہ اس کو کہہ دو کہ ہمارے باپ کی برسی ابھی نہیں ہوئی- یہ غمی کا گھر ہے- یہاں نہ بجاؤ- اور امام کا غم بے ڈھول بجائے درست ہی نہیں ہوتا- اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ تم یزید کے دوست اور امام کے دشمن ہو- سچا غم ہوتا تو باپ کے غم میں ضرور ڈھول دھراتے- اور اُلٹے خفا کیوں ہوتے- اگر کوئی کہے کہ تم تو پہلے کہہ چکے ہو- کہ امام کا دوست-

جو ہوگا سو خوشی کریگا اور یزید کا دوست غم کریگا کیونکہ امام جنت میں ہیں اور یزید دوزخ میں پھر کیوں خوشی پر ہماری طعن کرتے ہو اُن سے کہو کہ انما الاعمال بالنیات جیسی نیت ہو ویسا ہی پھل ملے تم اگر یہی جان کے خوشی کرتے کہ ہمارے امام جنت میں عیش کرتے ہیں۔ تو بہتر کوئی الزام نہ تھا تم تو دکھانے کو کرتے ہو کہ ہم امام کا غم کرتے ہیں اور آپ شادیانے کا سامان کرتے ہو خوشی کا یہ کام ناصبوں کا ہے۔ اور جو کام یزید نے اپنی خوشی میں کیا وہی تم بھی کرتے ہو اس سے معلوم ہوا کہ یزید کے خیر خواہ بھائی ہو۔ اور عالم لوگ جو بیٹے کی شادی میں ڈھول دھرانے کو منع کرتے ہیں اُس کی وجہ دو ہیں ایک تو یہ کہ ڈھول یزید نے اپنی فتح کی خوشی کے دن دھرایا تھا۔ اُسی دستور پر تم بھی اپنے بیٹے کی خوشی کے دن ڈھول بجاتے ہو امام کا جو دوست ہے اُس کے کان سے یہ نہیں سنا جاتا دوسری وجہ یہ کہ ڈھول بجانا حرام ہے۔ اور جب کوئی آدمی حرام فعل کرتا ہے تب اُس کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے اور جب تک نہ تائب ہو پھر ایمان دل میں نہیں آتا اور اسی حالت میں نکاح پڑھایا جاتا ہے۔ وہ نکاح کب حلال ہوا شریف ملے آدمی کی لڑکی جو اپنے بھائیوں کے سامنے آنے میں شرماتی ہے اور غیر کے پاس نکاح حلال ہونے کے سبب جاتی ہے یہ کیا بیہودگی ہے جب نکاح ہی درست نہیں ہوا تو تمام عمر اشراف بھلے آدمیوں کے گھر میں حرام ہوتا رہا اور اولاد حرام زادی ہوتی رہی۔ سوچو تو کتنے بڑے غضب کی بات ہے بعضے لوگ یہ سن کر بہت چڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ہم سب کو حرام زادہ بناتے ہو اُن سے کہو کہ تمہاری وہ مثل ہے کہ ایک شخص بات بات میں جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اسکو کسی نے کہا جھوٹا وہ لگا مارنے پیٹنے لوگوں نے کہا کہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو کیوں لوگ تجھکو جھوٹا کہیں کہنے لگا کہ جھوٹ بولتا ہوں اپنے منہ سے لوگ کیوں جھوٹا کہتے ہیں؟ اُن کے منہ سے تو نہیں بولتا۔ اسکو کہتے ہیں کہ ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری اور جب ہم تم سے مجلس میں پوچھتے ہیں کہ آپ کی والدہ کا کیا نام۔ اور آپ کی بہن کا کیا نام ہے تو بہت خفا ہو کر کہتے ہو کہ بھلے آدمی کہیں اپنی اشراف بی بیوں کا نام بھی بھری مجلس میں لیتے ہیں؟

بھلا بھائیو انصاف کرو کہ تم یہاں تو فقط نام پوچھنے سے اپنی بی بیوں کے مجلس میں اسقدر خفا ہوتے ہو قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے نواسے کو کہاں کی بیکسی بی بیوں کی رسوائی مجلس میں گلے پھرتے ہو جس میں ہندو اور نصاری مجلس کو کون کہتے ہیں کہ ان کے یہی پیشوا تھے جن کا یہ حال بیان کرتے پھرتے ہیں کیا منہ دکھاؤگے عجب بے حیا ہو کہ تسپر بھی تمہیں غیرت نہیں آتی۔ اور تعزیہ تو جا بہیں چھوڑ اور دوسرے محرم کی نویں تاریخ کو دستور یوں ہے کہ اول جاتی لوگ شام سے منتظر رہتے ہیں یہانتک کہ جب امام صاحب تخت پر بیٹھیں تو ہم شربت مالیدہ نقل چاولی لیجا کر حاضر کریں عورت مرد ایک ایک سے پوچھتا ہے کہ دیکھو تو امام صاحب تخت پر بیٹھے یا نہیں۔ گھڑی گھڑی آتے اور پھر پھر جاتے ہیں کہ ابھی

امام صاحب تخت پر نہیں بیٹھے - آخرش خدا خدا کرکے کسی طرح امام صاحب پگڑی پہن سہرا باندھ بن ٹھن کے
تخت پر آبیٹھے - تب لوگ شیرینی - مالیدا - تل چاول لیکر دوڑے اور تین تین سلام ادب سے بجالا کر سجدہ کیا
ہاتھ باندھ کر دور کھڑے ہوئے شربت - مالیدہ - حلوا نذر چڑھایا - حاجت چھوٹی بڑی عرض کی - دل کا جتنا مقصد
زبان سے بیان کرنے کا تھا - وہ زبان سے بیان کیا - باقی عرضی میں لکھ کر دستخط کے واسطے تخت کے پایہ
میں باندھ دیا - یہ سب کچھ ہو ہوا کر اب ذرا ہم کو بتاؤ کہ اب کون یزید آکر امام صاحب کو شہید کر گیا جو تم چلے پھر کو
دفن کرنے کو ؟ ابھی تو اچھی طرح سے امام صاحب نے نہ سجدہ سلام لیا نہ عرضی پر دستخط کیئے نہ حلوہ مالیدہ
کھایا نہ کچھ درد دکھ لوگوں کا سنا - نہ بیماروں کی بیماری کی دوا بتائی - سو قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس
گھر والے ہی نے مارا جسکے گھر رات کو رہے - دیکھا کہ اُس میں کوڑی - پیسا - شیرینی - مٹھائی بہت چڑھی ہے
مار ڈالیں گے تو سب میرے ہی ہاتھ لگے گی - زر کی ایسی طمع ہے کہ آدمی امام کا بھی دشمن ہو جاتا ہے اور
دوسرے ذرا انصاف کرو بھائیو اکہ ذلیل سے ذلیل مسلمان کا اگر ذرا سا چھو کرا بھی مر جاوے تو بے نماز
کے کوئی گاڑتا نہیں - امام کی لاش بے نماز گاڑتے ہو - اور عجب امام کا ماننا ہے کبھی تو امام کہتے - سجدہ
کرتے - روزی مانگتے ہو - اور کبھی اُسپر جوتی پیزار کرتے ہو - جیسا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ دو تعزیے کربلا کو
چلے ہر فریق اپنے تعزیے کو دوسرے سے آگے نکال لیجانا چاہتا تھا - جونہی ایک تعزیہ دوسرے تعزیے کے
آگے نکلا لکڑی پتھر اُس پر پڑنے شروع ہوئے - اور لگے کہنے کہ ہیں بھلا ہمارے امام صاحب کے آگے دوسرے
محلے کا امام جا سکتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں اور اُس میں جو کچھ بنا رکھا تھا سب کو توڑ تاڑ چور چور کر کے رکھدیا - یہی
حال اُنھوں نے اِن کے امام کے ساتھ کیا - غرض کربلا میں پہنچنے بھی نہ پائے کہ رستے ہی میں دونوں کے
ڈھیر ہو گئے - علم شدے پنجے وغیرہ جو رہے اُنکے یار لوگوں نے کوڑے کرکے خوب گلچھرے اڑائے - کسی نے
پوچھا کہ تمھارا تعزیہ آج کربلا نہیں گیا ؟ تو جواب دیا کہ ہم مرگھٹ میں جا کے پھونک آئے - اور کسی نے بڑے فخر
سے یہ آن کے بیان کیا کہ ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا - کہ امام پر جونہی لکڑی پڑی اتنا خون بدن سے بہا کہ بند
ہی نہ ہوتا تھا - کھپچیوں سے خون کا نکلنا آجتک کسی نے نہ سُنا ہوگا ! یہ ہیں اُنکے امام اور یہ ہیں محبان امام
دوسرا شخص ایک لکڑی بھی مارتا - تو اُسکے جانی دشمن ہو جاتے ان کم بختوں نے امام کا یہ حال کیا اُس وقت
کوئی انکا حمایتی نہ کھڑا ہوا - اور کسی نے اتنا نہ کہا کہ اسے بے دینو ! بدبختو ! کل جسکی محبت کا دم بھرتے اُسکے آگے سجدہ کرتے
اُس سے مرادیں مانگتے تھے جسکی بدولت پیسہ کوڑی ریوڑی گٹے حلوا مالیدہ کھاتے تھے آج تم نے اُسکا یہ کیا بُرا کیا -
ایسا تو ہنود بھی اپنے بتوں کے ساتھ نہیں کرتے یہ تو یہ اُنکے امام بھی ماشاء اللہ بڑے عزت دار اور بڑے غیرت مند
معلوم ہوتے ہیں کہ اس سال ان لوگوں کے ہاتھوں ایسی کچھ انکی ذلت اور رسوائی ہوئی دوسرے سال الٹھ و ہو ،

ابھی جب تک اور ان ہی لوگوں میں موجود ہے خلاف اس کے حضرت امام جنت میں عیش کرتے ہیں۔ ہرگز کا مالیدا
کھانے کو آتے ہیں مگر ان ہی لوگوں کو مصیبت ہوتی ہے۔ اور حضرت امام حسن حسین رضی اللہ عنہما سے کم شہادت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ پر اور آپ کے گھر والوں پر نہیں ہوئی تاریخیں کر دیکھو تو معلوم ہو۔ انکا تعزیہ کوئی بھی نہیں بناتا
اگر مصیبت پر تعزیہ بنانا موقوف ہے تو ان کا بھی بنانا چاہیے کیونکہ اہل سنت کی کتابوں میں انکا بھی مرتبہ حضرت
امام حسن رضی اللہ عنہ سے کم نہیں لکھا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں ان سے بیاہی گئیں ایک
کے مرنے کے بعد دوسری اور اگر شہادت پر تعزیہ بنانا موقوف ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی تعزیہ بناؤ۔ کہ یہ لوگ سب شہید ہوئے ہیں فقط امام حسن
حسین رضی اللہ عنہما کی تخصیص کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اور اور بزرگوں کا تعزیہ نہ بنایا تو ان کی بزرگی
کچھ گھٹ نہ گئی۔ لوگ کہتے ہیں تعزیہ سے امام کا نام جاری ہے یہ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعزیہ نہ
بنا۔ انکا نام کیونکر جاری ہے اور بے دم نام لینے سے کچھ ان کی بزرگی اللہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
سے بڑھ نہیں گئی۔ باقی اگر یہ کہو کہ ان کا بھلا نہیں ہمارا بھلا ہے سو اس سے زیادہ بھلا ہے اللہ کا نام لیا کرے
ہیں سب جتنے تعزیہ پرستی میں ہیں یہ جو بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک سبب محرم میں جتنے اہل حرفہ ہیں سب کی روزی
جاری ہوتی ہے اور فقیر فقرا کو کھانا بہت بانٹا جاتا ہے۔ اگر محرم موقوف ہو جاوے تو یہ سب بات موقوف
ہو جاوے گی ان کو سمجھانا چاہیے کہ اس سے تعزیہ پرستی کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایسی نیکیاں ہندوں
کے بتوں کے میلے کے دنوں میں بھی جاری ہوتی ہیں اور کھانا کھلانے کا ثواب رمضان شریف میں زیادہ ہے
چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان میں ایک نیکی کرنا ایسا ہے جیسا اس کے سوائے محرم شب برات
وغیرہ دوسرے دنوں میں ستر نیکیاں کرنا۔ اور تعزیہ کا بت ہونا صریح ظاہر ہے جو اس کے بت ہونے میں شبہہ
کرے وہ بڑا اندھا ہے کچھ دلیل لکھنے کی حاجت نہیں تمام قرآن اور حدیث شرک و کفر کی برائی اور بت پرستی
کی مذمت سے مالا مال ہے لیکن اس جگہ کئی روایتیں اور ان کا ترجمہ لکھتا ہوں کہ اشارہ کے واسطے کافی
ہو جاوے ایک روایت میں آیا ہے مَنْ سَجَّلَ دَقَابًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَهُوَ مَلْعُوْنٌ یعنی کسی کی قبر یا اس کی شکل بنائی
سو وہ ملعون ہے اور دوسری جگہ آیا ہے مَنْ زَارَ قَبْرًا اِلَّا مُرَادًا فَهُوَ مَلْعُوْنٌ جس نے زیارت کی اس
قبر کی جس میں لاش نہیں سو وہ ملعون ہے۔ اور اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
اپنے باپ سے کہا مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ کیا ہیں یہ مورت جس سے تم لگے بیٹھے ہو
اپنے جانے ہوئے کے سامنے آپ سجدہ سلام کرنا اسکو بت پرستی کہتے ہیں اور بت کی دو قسمیں ہیں قسم اول
وثن جاندار کی شکل بنا کر اس کے سامنے سجدہ سلام کریں اس کو صنم کہتے ہیں۔ اور جاندار کے سوا اور کوئی

شکل بنانا۔ یا کسی درخت یا کوئی جگہ کو پُوجنا اُس کو شِرک کہتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ ہم تو اس لکڑی کو سلام نہیں کرتے۔ اور اس سے حاجت نہیں مانگتے۔ اُن سے کہو کہ ہندو سے پُوچھو کہ جو پتھر کا لنگ بناتا ہے۔ وہ بھی کہتا ہے کہ ہم تو اس پتھر کو سلام نہیں کرتے۔ اور اُس سے حاجت نہیں مانگتے۔ بلکہ ہم تو مہا دیو سے حاجت مانگتے اور اُن کو سلام کرتے ہیں۔ اور اللہ رب العالمین سورۂ یوسف میں فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدخانہ میں قیدیوں کو سمجھانا شروع کیا اس طرح کہ یَاصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ اے قیدخانہ کے بھائیو! کیا کئی خاوند جُدا جدا بھلے۔ یا اکیلا اللہ جو بڑا قہروالا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام کے روضہ کی نقل بناتے ہیں۔ اُن سے کہو کہ جب تم اُس کو پُوجنے لگے تو مشرک ہوئے۔ اور حضرت امام کے روضہ کی تو ایک شکل بنی ہوئی ہے۔ یہ جو تم ہزار شکل کے تعزیے بناتے ہو تو سب اُن کے نقل نہیں ہوسکتے۔ ایک سال ایسا ہوا کہ محرم کا عشرہ اور ہندوؤں کا رتھ جاترا ایک ہی دن پڑا۔ جب بازار میں ڈھپ ڈھپ بجا۔ اور لوگوں کی بھیڑ چلی آتی دیکھی تو مسلمان تعزیہ پرستوں نے سمجھا کہ تعزیہ آتا ہے۔ اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُونچا سا لکڑی کا بنا ہوا اور اُس پر چنور ہوتا دیکھ دست بستہ ہوکر ادب سے سلام بجالائے۔ نزدیک پہنچے دیکھا تو معلوم ہوا کہ رتھ جاترا ہے۔ توبہ توبہ کرکے کانوں میں غیرت سے گُھس گئے۔ اس واسطے کہ جو تعزیہ نہیں پُوجتے ٹھٹھا کریں گے۔ اور کبھی ایسا ہوا کہ ڈھپ ڈھپ کی آواز سُن کر ہندوؤں کو دھوکا ہوا وہ سمجھے کہ ہمارا ٹھاکر چلا آتا ہے۔ جب بہت قریب پہنچے تب معلوم ہوا کہ تعزیہ ہے۔ اور کبھی یوں ہوا کہ دُور سے اُس کی چھتری اور ڈھول بجتا چنور ہوتا دھوم دھام سے آتا ہوا دیکھ کر ہندو کہنے لگے کہ ہمارا ٹھاکر ہے۔ اور مسلمان کہنے لگے کہ ہمارا تعزیہ ہے۔ آخر خوب رد و بدل ہوئی اور آپس میں شرط ہونے کی نوبت پہنچی۔ یہ ہتک اور فضیحتی دیکھ کر کتنے ہی غیرت والے مسلمانوں نے اُسی سال تعزیہ پُوجنے سے توبہ کی۔ اور جو بے غیرت ہیں وہ کسی طرح نہیں چھوڑتے۔

ایک بات اور بھی کان دھر کر سُننے کی ہے اور یہ بات سینکڑوں ہزاروں جگہ تجربہ میں آئی ہے کہ جس شہر میں جس کا امام باڑہ فرا زیادہ مشہور ہوا اور لوگ بہت جمع ہونے لگے۔ اخیر کو چند روز میں وہ امام باڑہ بھی خراب ہوا اور اُسکا گھر بھی برباد ہوا اور اکثر جوانی ہی موت مرے۔ اور بہت بے اولاد ہوتے۔ یہ بات سچ ہے کہ جھوٹا اس کو اپنے اپنے شہروں کے احوال سے ملا کر غور کرو۔ اور خوب سوچو۔ کہ جس کام سے اللہ اور رسول بیزار ہوں اور امام کی روح ناخوش ہو۔ بھلا اُس کام میں کسیکو کیونکر فلاح ہوسکتی ہے *

غزل

مُرید ہوگئے عالم تمام لکڑی کے
جو پاؤں پڑنے لگے صبح و شام لکڑی کے

جہاز و مہندی و شدہ و نشان و علم
بنائے لوگوں نے بت لاکلام لکڑی کے

وہ دیکھتا ہی نہیں کون مجھکو پوجے ہی
ہزار تم کرو آگے سلام لکڑی کے

ذرا تو غور کرو دل میں کیا وہ کھاتا ہے
جو لیکے جاتے ہو آگے طعام لکڑی کے

کریں ہیں عیش ہمارے امام جنت میں
یہاں پڑے ہیں تمہارے امام لکڑی کے

کوئی امام کہے کوئی شدہ و تابوت
یہ سارے رکھ لیئے لوگوں نے نام لکڑی کے

خدا کے در سے وہ مردود ہو گئے سارے
جو معتقد ہوئے ہر خاص و عام لکڑی کے

نکالو کھود کے ہندو کی طرح پتھر کا
یہ پائدار نہیں ہوتے کام لکڑی کے

تمت

رسالہ فیض الفیوض

از تصنیفات فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولانا فیاض علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران خلف الصدق حضرت مولوی الٰہی بخش مرحوم مغفور صادقپوری عظیم آبادی خلیفہ حضرت مولانا ولایت علی صاحب رکن الاسلام ہاشمی صادقپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ والصلوۃ والسلام دائمین متلازمین الی یوم الدین علی عبدہ ورسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد واضح ہو کہ جب کہ جناب مولانا فیاض علی صاحب خلف رشید حضرت مولانا الٰہی بخش عمدۃ المحاربین صادقپوری عظیم آبادی یکے از رفقائے عظام حضرت مولانا ولایت علی علیہ الرحمہ سیری الہاشمی صادقپوری عظیم آبادی ملک افغانستان سے ۱۲۸۲ ہجری میں اپنے وطن عظیم آباد کو تشریف لیئے آتے تھے اثنائے راہ میں وارد دہلی ہوئے اسوقت بعض لوگوں نے وہاں کے

آپ سے کچھ سوال کیا۔ اُسکا جواب فی الفور بالبدیہہ بغیر رجوع بطرف کتاب آپنے دیا۔ اور روانہ عظیم آباد ہو گئے بعد اُس کے اُن لوگوں نے اُس سوال وجواب کو صاف کرکے اور اُسکا نام **فیض الفیوض** رکھکر چھپوا دیا چونکہ وہ رسالہ فارسی زبان میں تھا۔ عوام اُسکے فوائد ومنفعت سے محروم تھے۔ لہذا فقیر سراپا تقصیر **الٰہی بخش** بہاری عفی عنہٗ حسب ارشاد فاضل اجل عالم باعمل یادگار سلف ممتاز خلف جناب مولنٰا عبدالرحیم صاحب زبیری الہاشمی صادقپوری عظیم آبادی دام فیضہٗ خلف اکبر جناب مولنٰا فرحت حسین قدس سرہ برادر حقیقی حضرت مولنٰا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران کے اُسکا ترجمہ عام فہم اردو میں اصل کتاب کو صفحہ کے اول کالم میں اور ترجمہ کو دوسرے کالم میں لکھکر عام اہل اسلام کے پیش نظر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب عام مسلمان کو اور خصوصًا مولنٰا ممدوحین کے مُریدوں اور معتقدوں کو اس کتاب سے فائدہ وہدایت پہنچے اور اِس فقیر مترجم کے لیئے اسکو ذخیرہ آخرت کا کرے آمین۔ ثم آمین۔ اور اُسکا نام منبع الفیوض۔ ترجمہ فیض الفیوض رکھا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

فیض الفیوض

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یعلمھم الکتاب والحکمۃ والصلوۃ والسلام علی ھذا النبی الرحمۃ وعلی آلہ وصحبہ الذین ھم احق بالاقتداء الی یوم القیمۃ

امابعد۔سوال از علماے ربانیین وفقہاے راسخین۔ کسیکہ بدرجہ اجتہاد نرسیدہ است خواہ عالم باشد خواہ عامی عمل بر حدیث نمودن اورا جایز است یا نہ بینوا توجروا **جواب** الحکم للہ وھو احکم الحاکمین۔ عالمیکہ بتاویل عبارت عارف است و ناسخ را از منسوخ مے فہمد وصحیح را از ضعیف مے شناسد و بر کتب متداولہ محدثین قدرت مے دارد عمل بر حدیث نمودن اورا جایز است باتفاق امام اعظمؒ و

منبع الفیوض

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ ہی کیلیئے ہے جسنے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک ایسا رسول جو اُنکو سکہاتے ہیں کتاب اور حکمت اور درود وسلام اُس نبی پر جو نبی الرحمۃ ہیں اور اُنکے آل اصحاب پر جو اس لائق ہیں کہ اُنکی پیروی کی جاسے قیامت تک **امابعد** علماے ربانیین اور فقہاے راسخین سے۔ **سوال** ہے کہ جو شخص اجتہاد کے درجہ پر نہیں پہونچا ہو خواہ وہ عامی ہو یا عالم اسکو حدیث پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بیان کرو ثواب پاؤ گے۔ **جواب**۔ حکم اللہ ہی کے لیئے ہے اور وہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔ جو عالم کہ عبارت کا مطلب بیان کرنا جانتا ہے۔ اور ناسخ کو منسوخ سے پہچانتا ہے۔ اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرتا ہے۔ اور محدثین کے متداولہ کتابوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اُس کو حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اس پر اتفاق ہے امام اعظمؒ اور

بین غیرہ اذا ثبت ذلک عن المحدثین او عن کتبہم المشہورۃ المستداولۃ جاز العمل بہا للعالم العارف بقواعد الاصول و معانی النصوص والاخبار قال والمراد بالعامی فی قول ابی یوسف رہ العامی الصرف الجاھل الذی لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلاتہا لان العامی منسوب الی العامۃ وھی خلاف الخاصۃ وفی الحمیدی العامی منسوب الی العامۃ وھم الجہال وھکذا فی العنایۃ وغیرہ ٭

سوال - تابع مجتہدی را اگر حدیثے صحیح صریح غیر منسوخ مخالف قول امام خود رسد عمل بر حدیث نماید یا بر قول امام و اگر بر قول امام کند و حدیث را ترک سازد - حال او عند اللہ چیست بیان کنید این مسئلہ را از اقوال فقہائے عظام و صوفیائے کرام بتوفیق اللہ الملک العلام -

جواب - وقتیکہ کسے حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یابد عمل بر حدیث نمودن او را واجب است بلکہ از عبارت ہدایہ و غایۃ البیان و بحر الرائق و در مختار و عنایہ وغیرہ کہ بالا مذکور شد مفہوم مے شود کہ اگر حدیث صریح ہم نباشد بلکہ احتمال تاویل یا نسخ داشتہ باشد و اطلاع بر تاویل و نسخ آن نشود آنوقت ہم غیر مجتہد را عمل بر ظاہر آن حدیث کردن واجب است و استفسار از کدام مفتی و مجتہد لازم نیست نزدیک امام اعظم و محمد رحمہما اللہ و نزد ابی یوسفؒ نیز وقتیکہ عامی جاہل محض نباشد ہمین حکم است

جب ایسی ایسی حدیثیں محدثین سے ثابت ہو جائیں یا انکی مشہور متداول کتابوں میں ملیں تو اسپر عمل کرنا اُس عالم کو جائز ہے جو قواعد اصول کو جانتا ہے اور نصوص واحادیث کے معانی کو پہچانتا ہے - نیز فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف کے قول میں عامی سے محض عامی جاہل مراد ہے جو احادیث کے معانی و تاویل کو نہیں جانتا ہے کیونکہ عامی عامہ کی طرف منسوب ہے اور یہ خاصہ کے برخلاف ہے - اور حمیدی میں ہے کہ عامی منسوب عامہ کی طرف ہے - اور مراد اُس سے جہال ہیں ایسا ہی عنایہ وغیرہ میں ہے -

سوال (۲) - ایک شخص ایک مجتہد کا مقلد ہے اگر اُس کو کوئی حدیث صحیح صریح غیر منسوخ جو اُس کے امام کے قول کو مخالف ہے ملے تو ایسے وقت میں اُس کو اپنے امام کے قول پر عمل کرنا چاہیے یا اُس حدیث پر - اور اگر وہ اپنے امام کے قول پر عمل کرے اور حدیث کو چھوڑ دے تو اسکا حال اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہوگا اس مسئلہ کو فقہائے عظام اور صوفیائے کرام کے قول سے بیان کرو بتوفیق اللہ الملک العلام -

جواب (۲) جب کسی نے کوئی حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پائی تو اُسکو اُس حدیث پر عمل کرنا واجب ہو گیا - چنانچہ ہدایہ و غایۃ البیان و بحر الرائق و در مختار و عنایہ وغیرہ کی عبارت سے جو اوپر ذکر ہوا مفہوم ہوتا ہے کہ اگر حدیث صریح بھی نہو بلکہ احتمال تاویل یا نسخ کا رکھتی ہو اور اُسکے تاویل و نسخ پر اطلاع نہو اُسوقت بھی غیر مجتہد کو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے - اور کسی مجتہد و مفتی سے پوچھنا لازم نہیں ہے - نزدیک امام اعظم اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے اور نزدیک امام ابو یوسفؒ کے بھی جس وقت کہ عامی جاہل محض نہ ہو یہی حکم ہے -

وہرکہ حدیث یا آیتہ معارض قول امام خود را ترک
سازد و عمل بقول امام خود کند شیخ اکبر محی الدین ابن
العربی رضی اللہ عنہ کہ از علمائے ابرار و امام صوفیا کرام
است آنکس را در کتاب فتوحات مکیہ گمراہ و خارج از
دین خدا گفتہ است حیث قال اذا صح الحدیث
و خالفہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی
العدول عن الحدیث و ترک قول ذلک الامام
والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترک آیۃ او خبر
صحیح بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک
فقد ضل ضلالا مبینا وخرج عن دین اللہ انتہی
وقال الشیخ عبد الوہاب الشعرانی فی کتاب الاجوبۃ
العلیۃ سمعت سیدی علی الخواص یقول
لبعض اتباع یا ولدی فان تعمل برأی سائر
مع العالما موں لالاحادیث وتعول علی مذہب
امامی فان الائمۃ کلہم قد تبرؤا من اقوالہم
اذا خالفت صریح السنۃ وانت مقلد لاحدہم
بلا شک فمالک لا تقلدہم فی ہذا القول
وتعمل بالدلیل کما تعمل بقول امامک
لاحتمال ان یکون لہ دلیل لم یطلع امامک علیہ
انتہی وقال العارف باللہ والعالم الربانی السید
تاج الدین العثمانی فی جامع الفوائد من یعمل
بقول المجتہد بعد فہو ناج فی الدنیا والآخرۃ
مالم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد واذا
وجدہ یعمل بالحدیث انتہی وقال الشیخ الکرخی
فی رسالتہ ان طریقۃ المشائخ الصوفیۃ عموما

اور جو شخص کہ اُس حدیث یا آیت کو جو اُس کے امام کے
قول کے مخالف ہے ترک کر دے اور اپنے امام ہی کے قول
پر عمل کرے اُسکی نسبت شیخ محی الدین ابن العربی نے جو علمائے
ابرار اور امام صوفیہ کرام میں سے ہیں کتاب فتوحات مکیہ میں فرمایا
ہیں کہ وہ شخص گمراہ اور خدا کے دین سے خارج ہے کیونکہ جب
حدیث صحیح ہو گئی اور امام کا قول اُسکے معارض و مخالف ہے تو
حدیث سے منہ پھیرنے کی گنجائش ہی نہیں ہے اسوقت امام کا
قول حدیث کو چھوڑ دینا چاہیے آگے پھر فرماتے ہیں کہ نہیں
جائز ہے کسی آیت یا حدیث صحیح کا چھوڑنا کسی امام یا صاحب کے
قول کی وجہ سے اور جسنے ایسا کیا وہ تحقیق کھلا گمراہ ہو گیا اور دین
اللہ کے ... سے نکل گیا ہے انتہی شیخ عبد الوہاب شعرانی کتاب الاجوبۃ
العلیہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی علی الخواص کو سنا کہ وہ ایک
شخص سے فرماتے تھے کہ اے میرے بیٹے تو کیوں حدیثوں پر عمل کرنے
سے ہیکو جو مخالف صحیح حدیثوں کے ہو اور ... مرتبہ پر
برگزیدہ کہتا ہے ... میرے امام کا ہے کیونکہ سب ائمہ نے اپنے
اُس قول سے جو مخالف صریح سنت کے ہو بیزاری بیان کی ہے
اسمیں شک نہیں کہ تو ان میں سے کسی ایک کا مقلد ہے تو تو
اس مسئلہ میں کیوں اُنکی تقلید نہیں کرتا ہے اور کیوں عمل نہیں کرتا
دلیل کے اوپر جس طرح اپنے امام کے قول پر عمل کرتا ہے اس
احتمال سے کہ امام کی کوئی دلیل ہو کہ جس پر تجھکو اطلاع نہیں ہے
انتہی اور عارف باللہ عالم ربانی شیخ تاج الدین عثمانی نے جامع الفوائد
میں کہا ہے جو عمل کیا مجتہد کے قول پر وہ دنیا و آخرت میں ناجی ہے
جب تک کہ حدیث صحیح متصل الاسناد نہیں ملی ہے اور جب حدیث ملگئی
تو حدیث پر عمل کرنا چاہیے انتہی اور شیخ کرخی نے اپنے
رسالہ میں کہ طریقہ مشائخ صوفیہ کا عموما

وطریقۃ الاکابر النقشبندیۃ خصوصاً اتباع السنۃ
النبویۃ وعدم التقلید بمذہب معین او قول
عالم صدیق محقق ولیس التعصب بمذہب معین
من آداب القوم واخلاقہم انتہی کتب تمام فقہائے
عظام وصوفیائے کرام ازین معنے مملو ومشحون است
اگر ہمہ راذکر کنم یک بار شتر گردد۔ وحضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رح نیز در کتاب فتوح الغیب
یک مقالہ درہمین معنی ارشاد فرمودہ کہ نظر
کنید در قرآن وحدیث وعمل کنید برآن و فریب
مخورید از اقوال ضعیفہ یا قویہ کسے وکتب محدثین
در تاکید این امر از بسکہ مشحون است برخے
ازان ذکر مے کنم۔ قال الشیخ عبد الوھاب الشعرانی
فی الیواقیت والجواھر روی عن ابی حنیفۃ رح
انہ کان یقول لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی
ان یفتی بکلامی وکان الامام مالک رح یقول
ما من احد الا و ماخوذ من کلامہ و مردود
علیہ الا رسول اللہ صلعم و روی الحاکم والبیہقی
عن الشافعی رح انہ کان یقول اذا صح الحدیث
فھو مذھبی وفی روایۃ اذا رایتم کلامی
یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا
بکلامی الحائط وکان الامام احمد یقول لیس
لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا
تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرھم
وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب
والسنۃ انتہی وقال السیوطی فی کتابہ الرد

اور طریقہ اکابر نقشبندیہ کا خصوصاً سنت کا اتباع کرنا ہے
نہ مذہب معین یا کسی بڑے سچے محقق۔ عالم کی تقلید کرنا۔
اور مذہب معین پر تعصب کرنا آداب و اخلاق صوفیہ کرام سے
خارج ہے۔ انتہی۔ کل فقہائے عظام اور صوفیہ کرام کی کتابیں
اس مضمون سے مملو و مشحون ہیں۔ اگر سب کو ذکر کریں تو ایک
اونٹ کا بوجھ ہو جائے۔ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ
اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں ایک مقالہ اسی مضمون
کا تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نظر کرو قرآن و حدیث میں اور
عمل کرو اوپر اُسکے اور فریب مت کھاؤ کسی کے ضعیف یا قوی
اقوال سے۔ اور محدثین کی کتابیں اس امر کی تاکید سے بہت کچھ
مالا مال ہیں انھیں سے تھوڑا ہم ذکر کرتے ہیں۔ شیخ عبدالوہاب
شعرانی یواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ رح سے روایت
ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل کو نہیں پہچانتا ہے اُسکو
لائق نہیں ہے کہ میرے قول پر فتویٰ دے اور امام مالک فرماتے
تھے کہ کوئی شخص نہیں ہے مگر یہ اُسکا قول لیا بھی جاتا ہے اور
رد بھی کر دیا جاتا ہے سوائے رسول اللہ صلعم کے اور حاکم و بیہقی
نے شافعی سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب حدیث
صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے
کہ فرماتے تھے کہ جب میرے کلام کو دیکھو کہ رسول اللہ صلعم کے
حدیث کے مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو
دیوار پر دے مارو۔ اور امام احمد فرماتے تھے۔ کہ اللہ و رسول کے
ساتھ کسی کا کلام وزن نہیں کیا جاتا ہے۔ تم میری تقلید
کرو اور نہ مالک کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور نہ اُن
کے غیر کی احکام وہیں سے لو جہاں سے اُن لوگوں نے لیا یعنی
کتاب و سنت سے انتہی۔ علامہ سیوطی اپنی کتاب الرد

هل من اهل الى الارض من يأتي كتاب التقليد
هل اباح مالك وابو حنيفة او الشافعي واحمد
تقليدهم حاشا لله من هذا بل انهم قد نهوا
عن ذلك ومنعوا منه ولم يسوغوا لاحد فيه
انتهى وفي روضة العلماء عن الامام ابي حنيفة
اتركوا قولي بخبر الرسول وخبر الصحابة به
وروى الخطيب باسناده الى الدارقطني عن
الشافعية كان يستفتي وربما يفتي بمذهب
الشافعي وابي حنيفة فقال له هذا يخالف
قولهما فقال ويلكم حدث فلان عن فلان
عن النبي صلعم هكذا والاخذ بالحديث اولى
من الاخذ بقولهما اذا خالفاه ومصنف قاموس
شیخ مجد الدین که سر حلقهٔ مشاهیر ماهرین
محدثین است در سفر السعادت نوشته که در باب
عبادات اعمال دیگران کرده هر آنچه از حضرت
صلعم صحت رسیده است و از خلاف زید و
عمرو نیندیشد انتهی وفی عدة المحدثین ابن حزم این
چنین تقلید را که حدیث صحیح را ترک ساخته
و بر مسائل مذهب امام خود عمل نماید حرام نوشته
حيث قال في كتاب النبذ الكافية في علم الاصول
التقليد حرام ولا يحل لاحد ان يأخذ قول
احد غير رسول الله صلعم بلا برهان
لقوله تعالى اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ
وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ وقوله تعالى وَإِذَا
قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ

علی من اہل الی الارض میں فرماتے ہیں کہ کتاب تفلیس میں ہے
کہ کیا مباح کیا ہے مالک و ابو حنیفہ و شافعی نے کسی کسی کو یہ کہ اپنے
اپنی مسئلہ کرتا تقلید ان لوگوں سے کبھی ایسا نہیں کیا بلکہ
ان لوگوں نے اس بات سے منع کیا اور کسی کے لیے اس میں
جواز نہیں دی انتہی اور روضۃ العلماء میں امام ابو حنیفہ سے ہے
کہ چھوڑ دو میرا قول بمقابلہ حدیث رسول و صحابہ کے اور روایت
کیا خطیب نے اپنی سند سے کہ دارقطنی جو شافعی مذہب تھے اکثر
اور بات برخلاف شافعی و ابو حنیفہ کے فتوی دیتے تو ان سے کہا
جاتا کہ یہ فتوی تمہارا دونوں امام کے مخالف ہے فرماتے خرابی ہو تمہاری
کہ حدیث رسول اللہ صلعم کی بروایۃ فلاں عن فلاں یوں آئی ہے
اور حدیث کا ماننا بہتر ہے ان دونوں کے قول سے جبکہ وے
مخالف ہوں یہ دونوں حدیث کے اور مصنف قاموس شیخ مجد الدین
کہ سر حلقہ مصنفان ماہرین اور محدثین سے ہیں سفر السعادۃ
میں لکھتے ہیں کہ عبادات کے ابواب میں جو کچھ حضرت سے
صحت کو پہنچا ہے تم اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ اور زید و عمرو
کے خلاف سے کچھ اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔ انتہی۔
اور عدۃ المحدثین شیخ ابن حزم نے اسی تقلید کو کہ کوئی
حدیث صحیح کو چھوڑ کر اپنے امام کے مسائل تمامہ پر عمل
کرے حرام لکھا ہے کتاب النبذ الکافیہ فی علم الاصول میں
فرماتے ہیں کہ تقلید حرام ہے کسی کو حلال نہیں ہے کہ سوائے
رسول اللہ صلعم کے کسی کا قول بلا دلیل لے بسبب قول اللہ
تعالیٰ کے کہ سعی کرو تم لوگ اس چیز کی کہ اتارا گیا تم لوگوں کی طرف
تمہارے رب کی جانب سے اور نہ تابعداری کرو تم کسی اور کی اپنے رب کے سوا
دوسرے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اور جب کہا جاتا ہے ان لوگوں کو کہ تابعداری کرو اس
چیز کی جو کہ اتارا اللہ نے تو کہا ان لوگوں نے کہ نہیں بلکہ ہم تابعداری کریں گے ہم

مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا وقال اللہ تعالی۔ مادحا لمن لم یقلد فَبَشِّرْ عِبَادِی الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللہُ وَاُولٰٓئِکَ ھُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ وقال اللہ تعالی فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ فلم یبح اللہ تعالی۔ الرد عند التنازع الی احد دون القرآن والسنۃ وقد صح اجماع الصحابۃ کلھم اولھم واٰخرھم واجماع التابعین اولھم عن اٰخرھم واجماع تابعی التابعین اولھم عن اٰخرھم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد منھم الی قول انسان منھم او ممن قبلھم فیاخذ کلھم ۔فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفۃ او جمیع اقوال مالک رح او جمیع اقوال الشافعی رح او جمیع اقوال احمد ولا یترک شیئا من اقوال من اتبع منھم الی قول غیرہ ۔ ولم یعتمد علی ما جاء فی القرآن والسنۃ غیر صارف لذلک الی قول انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ کلھا اولھا عن اٰخرھا بیقین ۔ لا اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ سلفا ولا اماما فی جمیع الاعصار المحمودۃ الثلاثۃ وقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ھذہ المنزلۃ انتھی وقال فی کتاب ابطال التقلید انما حدث التقلید فی القرن الرابع والتقلید ھو ان یفتی فی الدین فتیا بقول فلان الصاحب او فلان العالم بلا نص فی ذلک وھذا باطل

اُنچیز کی کہ جسپر پایا ہے ہمنے اپنے باپ دادوں کو ونیز اللہ تعالی اُس شخص کی مدح میں جو تقلید نہیں کرتا ہے فرماتا ہے کہ پس خوشخبری سُنا دے ہمارے اُن بندوں کو جو کہ باتوں کو سُنتے ہیں پھر اُنمیں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ ایسے ہیں جنکو اللہ نے ہدایت کی اور یہی لوگ ہیں عقل والے۔ ونیز اللہ تعالی فرماتا ہی کہ پس اگر تم لوگ جھگڑا کرو کسی چیز میں تو لوٹاؤ اُسکو طرف اللہ اور رسول کے اگر تم لوگ ایمان لائے ہو اللہ اور قیامت پر پس نہیں مُباح کیا اللہ تعالی نے جھگڑا لوٹانے کو تنازع کیوقت طرف غیر قرآن حدیث کے اور بیشک صحیح ہو چکا ہے اجماع کل صحابہ اوّلین مع آخرین کا اور اجماع تابعین اولین مع آخرین کا و اجماع تبع تابعین اولین آخرین کا اوپر منع ہونے اس بات کے کہ قصد کرے کوئی شخص اُنہیں میں سے طرف قول کسی انسان کے جو اُنہیں میں سے ہو یا اُنکے قبل کے لوگوں میں سے ہو پس لے وہ اُسکا سب قول۔ پس چاہیئے کہ جانے وہ شخص جو کہ لیتا ہے جمیع اقوال ابو حنیفہ کو یا کل اقوال شافعی کو یا سب اقوال مالک کو یا جمیع اقوال احمد کو اور نہیں چھوڑتا ہے اپنے متبوع کے کسی قول کو بھی اور نہیں اعتماد کیا اُس نے اوپر اُس چیز کے جو آیا ہو قرآن اور حدیث میں حالانکہ نہیں ہو نیوالا ہے بسبب اُس کے طرف قول کسی انسان کے بعینہ کہ یقینا خلاف کیا اُس نے اجماع امتہ اولین و آخرین کا وہ نہیں پاویگا اپنے نفس کے لئے کوئی سلف اور نہ کوئی امام جمیع اعصار محمودہ ثلاثہ میں اور بیشک اُسنے اتباع کی غیر سبیل مومنین کی۔ نعوذ باللہ من ہذہ المنزلۃ انتہی اور یہی کتاب ابطال التقلید میں فرماتے ہیں کہ تقلید قرن رابع میں حادث ہوئی۔ اور تقلید یہ ہے کہ فتوے دیا جاوے دین میں ساتھ قول فلاں صاحب یا فلاں امام کے بغیر نص کے۔ اور یہ باطل ہے ؛؛؛؛

زمانہم وضیعوا عمرہم فی النظر فی اقوال
من سبقہم من متاخری الفقہاء وترکوا النظر
فی نصوص نبیہم المعصوم من الخطاء صلعم
وآثار الصحابۃ الذین شہدوا الوحی وعاینوا
المصطفٰے صلعم وفہموا نفائس الشریعۃ فلاجرم
حرم ہولاء رتبۃ الاجتہاد وبقوا مقلدین
علی الآباء وقد کانت العلماء فی الصدر الاول
معذورین فی ترک مالم یقفوا علیہ من الحدیث
لکون الاحادیث لم تکن حینئذ فیما بینہم مدونۃ
انما کانت تلقٰی من افواہ العلماء وہم یتفرقون
فی البلدان وقد زال ذلک العذر وللہ الحمد
بجمع الاحادیث المجتمع بہا فی کتب وبوّبوہا و
قسموہا وسہلوا الطریق الیہا وبیّنوا ضعف
کثیرہا وصحتہا وتکلموا فی عدالۃ الرجال وجرح
المجروح منہم وفی علل الاحادیث ولم یدعوا
لمستعمل ما یتعلل بہ وفسروا القرآن و
تکلموا فی غریبہما وفقہہما وکل ما یتعلق بہما
فی مصنفات عدیدۃ جلیلۃ والآلات متہیأۃ
لذی طلب صادق وذکاء وفطانۃ وکذا اللغۃ
وصناعۃ العربیۃ کل ذلک فقد حررہ اہلہ و
حققوہ فالتوصل الی الاجتہاد بعد الجمع والنظر
فی الکتب المعتمدۃ اذا رزق الانسان الحفظ و
الفہم ومعرفۃ اللسان اسہل منہ قبل ذلک
لولا قلۃ ہمم المتاخرین وعدم المعتبرین و
من اکبر اسبابہ تعصبہم وتقلیدہم بالوقوف

اپنی عمر وزمانے کو متاخرین فقہاء کے قول کے اندر نظر کرنے
میں اور چھوڑ دیا اُن لوگوں نے اپنے نبی کے نصوص میں
نظر کرنے کو جو کہ معصوم تھے خطا سے صلی اللہ علیہ وسلم اور ترک کیا
آثار صحابہ میں نظر کرنے کو جنہوں نے مشاہدہ کیا وحی کو اور
ملاحظہ کیا مصطفٰے صلعم کو اور سمجھا شریعت کی نفیس باتوں کو
پس ضرور محروم رہے وہ لوگ رتبۂ اجتہاد سے اور رہ گئے
مقلد اوپر وحشت کے حالانکہ صدر اول کے علماء معذور تھے
اُن احادیث کے ترک میں جنکا اُنہیں علم نہیں ہوا۔ کیونکہ
احادیث اُسوقت اُن لوگوں کے درمیان مدوّن نہ تھیں
صرف علماء کی زبان سے لی جاتی تھیں اور علماء متفرق شہروں
میں تھے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ عذاب باقی نہیں رہا۔ کیونکہ
احادیث کتابوں میں جمع کردی گئیں۔ محدثین نے ہر مسئلہ
کی حدیث کو علیحدہ علیحدہ باب میں ذکر کیا اور اچھی تقسیم کی اور
اسکے اخذ کے طریق کو آسان کردیا۔ اور بہت سے احادیث کے
ضعف وصحت کو بیان کردیا اور رجال ورواۃ کی عدالت میں
کلام کیا اور عادل ومجروح راوی کو علیحدہ علیحدہ سمجھا یا علل احادیث
کی وہ چھان بین کی کہ کسی علت نکالنے والے کے لئے علت
نکالنے کی گنجائش نہیں رہی اور قرآن کی تفسیر کی اور اسکے لغات
اور فقاہت سے اندونوں کے کلام کیا اور کل متعلقات میں
بحث کی اس خصوص میں متعدد وجلیل تصنیفیں لکھ ڈالیں اور
طالب صادق ذکی وفطین کیواسطے سب سامان مہیا کردیا اور یہی حال علم
لغت وصناعت عربیہ کا ہوا کہ انکے اہل نے انکو لکھ ڈالا اور خوب ہی تحقیق
کی اگر اللہ تعالیٰ کسیکو علم وفہم وحفظ اور علم لسان عطا کرے تو بہ نسبت پہلے
کے اب اجتہاد میسر بہت آسان ہے لیکن لوگ اُسکیطرف بہت کم توجہ کرتے
ہیں اور اسکے بڑے اسباب میں سے باوجود واقف ہونیکے تقلید وتعصب کرنا ہے

بالتقلید فهذا اعتقاد فاسد وقول کاسد لیس
له شاهد من النقل والعقل وما کان احد
من القرون السابقة یفعل ذلك وقد کذب
فی ظنه من لیس بمعصوم من الخطاء معصوما
حقیقة او معصوما فی حق العمل بقوله وفی
ظنه ان الله تعالیٰ کلفه بقوله وان ذمته مشغولة
بتقلیده وفی مثله نزل قوله تعالیٰ وَاِنَّا عَلٰی
اٰثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ وهل کان تحریفات الملل
السابقة الا من هذا الوجه وقال فی رسالة
الفارسیة المسماة بالمقالة الوضیة فی الوصیة
والنصیحة اول وصیت این فقیر چنگ زدن است
بکتاب وسنت در اعتقاد وعمل و پیوسته بتدبر
هر دو مشغول شدن و هر روز حصه از هر دو خواندن
واگر طاقت خواندن ندارد ترجمه ورقی از هر دو
شنیدن و در عقائد مذهب قدمائی اهل سنت اختیار
کردن و از تفصیل و تفتیش انچه سلف تفتیش نکرده
اند اعراض نمودن و به تشکیلات و تشکیکات خام
معقولیان التفات نکردن و در فروع پیروی
علمائے محدثین که جامع باشند میان فقه وحدیث
کردن و دائما تفریعات فقهیه را بر کتاب وسنت عرض
کردن انچه موافق باشد در حیز قبول آوردن والا
کالائے بد بریش خاوند دادن امت را هیچ وقت
از عرض مجتهدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل
نیست وسخن متقشفه فقها را که تقلید عالمے را
دستاویز سانسته تتبع کتاب وسنت را ترک کرده اند

تو صرف تقلید ہے اسلیئے اُس حدیث کو قبول نہیں کرتا ہے تو
یہ اعتقاد فاسد اور قول کاسد ہے۔ اسکے لیئے کوئی شاہد نہیں ہے
نہ نقل سے نہ عقل سے قرون سابقہ میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں
کرتا تھا اور بیشک وہ اپنے ظن میں جھوٹا ہوا کہ جو معصوم نہ تھا
اسکو معصوم خیال کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو اسکے
قول کی تکلیف دی ہے اور اُسکے ذمہ صرف اُسکی تقلید ہے ایسی
ہی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّا عَلٰی اٰثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ ٭
اور سابق اُمتوں میں جو تحریفیں ہوئیں وہ اسی وجہ سے تو تھیں
و نیز اپنے فارسی رسالہ میں جسکا نام المقالة الوضیة فی الوصیة والنصیحة ہے
فرماتے ہیں کہ اِس فقیر کی اول نصیحت چنگل مارنا ہے ساتھ کتاب اور سنت
کے اعتقاد اور عمل میں اور ہمیشہ ان دونوں کی تدبر میں مشغول
ہوتا ہے اور ہر روز ان دونوں میں سے کچھ مطالعہ کرتا ہے
اور اگر طاقت پڑھنے کی نہو تو ان دونوں کے ایک دو ورق کا
ترجمہ سُنتا ہے اور عقاید میں مذہب قدمائے اہل سنت
کا اختیار کرتا ہے اور جس بات کی سلف نے تفتیش نہیں کی
اُس کی تفتیش سے اعراض کرتا ہے۔ اور معقولیوں کے
خام تشکیلات و تشکیکات کی طرف التفات نہیں کرتا ہے اور
فروع مسائل میں اُن علماء محدثین کی پیروی کرتا ہے
جو کہ جامع ہیں درمیان فقہ و حدیث کے اور ہمیشہ تفریعات
فقہیہ کو عرض کرتا ہے اوپر کتاب و سنت کے پھر اُس میں سے
جو کچھ موافق کتاب و سنت کے ہو اسکو قبول کرتا ہو ورنہ
بُرے سامان کو اُسکے مالک کی ڈاڑھی پر دے مارتا ہے
اُمت کو کسی وقت میں مسائل فقہیہ کو کتاب و سنت پر عرض
کرنے سے استغنا حاصل نہیں ہے اور اُن فقہاء کی باتوں کو
نہیں سُنتا ہے جنہوں نے ایک عالم کی تقلید کو دستآویز کر کے کتاب و سنت کی تتبع

و تحصیل و در پیشان التفات نکردن و قرب علما
متقین بدوش استان انتهی۔ و علمائی
عصر زمنه مصلائے دہر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر فتح العزیز در آیۂ کریمہ وَلَئِنِ
اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ
فرمودند که ازین آیہ معلوم شد که بعد از وضوح دلائل
و سطوع براہین تقلید باطل است زیرا که اتباع
ہوا بعد مجئ علم است انتهی و نیز در ہمان کتاب
در آیہ کریمہ قَالَ بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا فرموده
اند که درین آیہ اشاره است بابطال تقلید بدو طریق
طریق اول آنکه از مقلد باید پرسید که ہر کرا تقلید
مے کنی میدانی که حق است یا نه اگر حق بودن او را
نے شناسی چیست با وجود احتمال مبطل بودن او چرا
او را تقلید مے کنی و اگر حق بودن او را مے شناسی
پس بکدام دلیل مے شناسی اگر بتقلید دیگر
مے شناسی پس آن را چرا در معرفت حق صرف
نمے کنی و عار تقلید بر خود گوارا مے داری۔
طریق دوم آنکه کسی را که تقلید مے کنی اگر این مسئله
را او ہم بتقلید دانسته است پس تو و او برابر
شدید او را چه ترجیح داد که تقلید او مے کنی و اگر
بدلیل دانسته است پس تقلید وقتے تمام میشود
که تو ہم آن مسئله را ہمان دلیل بدانی و الا مخالف
او باشی نه مقلد او چون تو ہم آن مسئله را بدلیل
دانستی تقلید ضائع شد انتهی و بحث اکمل فقیہ
مسلم عالم عامل واصل الی اللہ رشید ہدی سبیل التقیہ

ان لوگوں کی طرف التفات نہ کرنا چاہئے اُن سے دُور رہے
اور علما کا قرب حاصل ہو تو غنیمت ہے انتہی۔ اور مقتدا علمائے عصر
وحید مصلائے دہر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر فتح العزیز میں تحت آیہ کریمہ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم
بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فرماتے ہیں کہ اس آیت
سے معلوم ہوا کہ بعد واضح ہونے دلائل و روشن ہونے براہین
کے تقلید باطل ہے کیونکہ اتباع ہوا ہے بعد آنے علم کے
انتہی اور نیز اُسی کتاب میں تحت آیہ کریمہ قَالَ بَلْ نَتَّبِعُ مَا
أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا کے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اشارہ
ہے طرف ابطال تقلید کے دو طریق سے طریق اول یہ ہے کہ
مقلد سے پوچھنا چاہئے کہ جسکی تو تقلید کرتا ہے وہ تیرے نزدیک
حق ہے یا نہیں اگر تو اُسکے حق ہونے کو نہیں پہچانتا ہے پس
باوجود احتمال اُسکے مبطل ہونے کے تو کیوں اُسکی تقلید کرتا
ہے اور اگر حق ہونا اُسکا تو پہچانتا ہے تو کس دلیل سے پہچانا
ہے اگر بتقلید دوسرے شخص کی پہچانتا ہے تو بات بہت
طول ہوگی اور تسلسل لازم آویگا۔ اور اگر اُس کے حق ہونے
کو تو عقل سے پہچانتا ہے تو پھر اُسی عقل کو تو معرفت حق
میں کیوں صرف نہیں کرتا ہے اور تقلید کے عار کو کیوں اپنے
اوپر گوارا کرتا ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں جسکی تو
تقلید کرتا ہے اگر اس نے بھی اُس مسئلہ کو بتقلید جانا ہے
تو تو اور وہ دونوں برابر ہو گئے پھر اُس کو کیا ترجیح رہا
جسکی وجہ سے تو اسکی تقلید کرتا ہے اور اگر اس نے اُس مسئلہ کو
دلیل سے جانا ہے تو تقلید اُس وقت پوری ہوگی کہ تو بھی
اُس مسئلہ کو اُسی دلیل سے جانے ورنہ تو اُس کا مخالف
ہے مقلد نہ رہا اور جب تو نے بھی اُس مسئلہ کو دلیل سے جانا تو پھر تقلید ضائع ہو گئی

حضرت مولانا اسمعیل علیہ الرحمۃ در کتاب صراط مستقیم نوشتہ کہ در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است لیکن علم پیغمبر را صلعم منحصر در علم یک شخص از مجتہدین نداند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردیدہ است بموجب مقتضیات وقت بہر کس رسیدہ و بعد آن کہ کتب مصنف شدہ جمعیت آن علوم ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یابد اتباع ہیچ مجتہد دران نکند و اہل حدیث را مقتدائے خود شناسد و بدل محبت ایشان دارد و تعظیم ایشان لازم شمرد کہ حاملان علم پیغمبر اند و بنوعے فائدہ مصاحبت پیغمبر خدا صلعم حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب گشتہ اند ومقلدان تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی مے دانند محتاج آگاہی برآن نیستند۔

سوال۔ چہ مے فرمایند علماے باتحقیق و فضلائے با تدقیق اندرین مسئلہ کہ عامی را تعین مذہبی از مذاہب اربعہ فی کل المسائل واجب است یا او را جائز است کہ در یک مسئلہ اتباع یک مجتہد بکند و در مسئلۂ دیگر اتباع مجتہد دیگر نماید و کسیکہ تقلید یک مجتہد واجب شمارد و موافقت اقوال دیگر علماے مجتہدین و تتبع آیات رب العالمین و احادیث رسول امین صلعم را منع نماید و گوید کہ ہمان مجتہد خاص ہرچہ برائے ما حلال گفتہ آن را حلال باید دانست و آنچہ حرام کرد آن را حرام باید دانست اکنون حاجت تحقیق از آیات و احادیث و اقوال دیگر علمائے امت ہیچ نیست حکمش عند اللہ چیست بینوا توجروا

حضرت مولانا اسمعیل علیہ الرحمۃ نے کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ اعمال میں اتباع مذاہب اربعہ کا کہ تمام اہل اسلام میں رائج ہے بہتر اور خوب ہے لیکن پیغمبر صلعم کے علم کو ایک مجتہد کے علم میں منحصر نہ جانے بلکہ علم نبوی سارے جہان میں منتشر ہوا ہے اور بموجب مقتضائے وقت ہر آدمی کو پہنچا ہے اور بعد اُسکے کہ کتابیں تصنیف ہوں جمعیت اُس علم کی ظاہر ہوئی ہے پس جس مسئلہ میں حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پاوے اُسمیں کسی مجتہد کا اتباع نہ کرے اور اہل حدیث کو مقتدا اپنا جانے اور دل میں محبت اُنکی رکھے اور اُن کی تعظیم کو لازمی بات جانے کیونکہ وہ لوگ حامل علم پیغمبر کے ہیں اور ایک طرح پر پیغمبر صلعم کی مصاحبت کا فائدہ حاصل کر کے مقبول جناب رسالت مآب کے ہوئے ہیں اور مقلدین تعظیم و توقیر مجتہدین کو بخوبی جانتے ہیں محتاج آگاہی کے نہیں ہیں۔

سوال (۳)۔ کیا فرماتے ہیں علماے باتحقیق اور فضلائے باتدقیق اس مسئلہ میں کہ عامی کو تعیین کسی مذہب کا مذاہب اربعہ سے کل مسائل میں واجب ہے۔ یا اُس کو جائز ہے کہ ایک مسئلہ میں اتباع ایک مجتہد کا کرے اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے مجتہد کا۔ اور جو آدمی کہ ایک مجتہد کی تقلید کو واجب سمجھتا ہے اور دوسرے علماے مجتہدین کے اقوال کی موافقت اور آیات رب العالمین و احادیث رسول امین صلعم کے تتبع کو منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسی خاص مجتہد نے جو کچھ میرے واسطے حلال کیا ہے اسکو حلال جاننا چاہیئے۔ اور جو کچھ اُس نے حرام کیا ہے اُسکو حرام سمجھنا چاہیئے اب آیات و احادیث اور دوسرے علماء کے اقوال کی تحقیق کی کچھ حاجت نہیں ہے اُسکا حکم اللہ کے نزدیک کیا ہے بیان کرو ثواب پاؤ گے۔

ان من استفتی ابابکرؓ وعمرؓ امیری المؤمنین فله ان
یستفتی اباهریرةؓ ومعاذ بن جبل وغیرهما ویعمل
بقولهم من غیر نکیر فمن ادعی ارتفع هذین الاجماعین
فعلیه البیان وعبارات کتب دیگر علماء که بالا مذکور شد همه
دلالت میدارند برہمین مدعی واکثر عبارات کتب اصول
برین دلالت میکند اگر همه را ذکر کرده شود دفتر طویل
گردد ودر سنن ترمذی روایت است از عدی بن حاتمؓ
که شنیدم از رسول الله صلعم که میخواند اِتَّخَذُوْٓا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ وفرمود
که عبادت نمیکردند بنی اسرائیل علما و درویشان
خود را ولیکن ایشان آنچه حلال کرده اند برای
آنها حلال شمرده اند آن را وآنچه ایشان حرام نمودند
برای آنها حرام شمرده اند آنرا ودر تفسیر مدارک زیر همین
آیت نوشته که عدی بن حاتمؓ پرسید از آن حضرت
صلعم که بنی اسرائیل عبادت نکردند احبار ورہبان
خود را پس چگونه رب العالمین میفرماید - اِتَّخَذُوْٓا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ - الآیة
پس جواب داد رسول الله صلعم بود آنچه حلال گفتند احبار ورهبان ایشان
برای ایشان حلال دانستند آنرا وآنچه حرام گفتند ایشان برای آنها حرام
دانستند آنرا پس همین است معنی عبادت احبار ورهبان
انتہی ودر معالم التنزیل نیز ہمچنین است ودر تفسیر بیضاوی
در سوره یوسف زیر آیه کریمه وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ
بِاللهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ نوشته بعبادة غیره او
اتخاذ الاحبار اربابا انتہی - پس از آیه کریمه حسب تفسیر
رسول الله صلعم مستفاد گشته که تقلید بحت را واجب

کہ جس نے فتویٰ پوچھا امیر المؤمنین ابوبکرؓ وعمرؓ سے تو اسکو اختیار ہے
کہ فتویٰ پوچھے ابوہریرہ ومعاذ بن جبل وغیرہ سے بھی اور عمل کرے
اُن لوگوں کے قول پر بغیر انکار کے پس جو دعویٰ کرے ان دونوں اجماعوں کے
اٹھ جانیکا تو اسکو دلیل لانا چاہیئے - اور دوسرے علماء کی کتابوں کی
عبارتیں کہ اوپر مذکور ہوئیں وہ سب بھی اس مدعی پر دلالت کرتی ہیں
ونیز اکثر کتب اصول کی عبارتیں اس مدعی کی شاہد ہیں اگر سب کو
ذکر کیا جاوے طویل دفتر ہو جاوے - اور سنن ترمذی میں روایت
ہو عدی بن حاتم سے کہ رسول اللہ صلعم نے آیت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ پڑھی اور فرمایا کہ بنی اسرائیل
اپنے علماء اور درویشوں کی عبادت نہیں کرتے تھے - ولیکن جو کچھ
اُن لوگوں نے اُنکے واسطے حلال کر دیا تھا اُسکو حلال سمجھتے
اور جو کچھ انھوں نے اُنکے واسطے حرام کر دیا تھا اُسکو حرام جانتے
تھے - اور تفسیر مدارک میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ عدی
ابن حاتم نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ بنی اسرائیل تو اپنے احبار و
رہبان کی عبادت نہیں کرتے تھے - پس کیونکر رب العالمین نے
یہ آیت فرمائی پس جواب دیا رسول اللہ صلعم نے کہ جو کچھ احبار و
رہبان نے بنی اسرائیل کیواسطے حلال کر دیا تھا اسکو وہ حلال
جانتے تھے اور جو کچھ انہوں نے اُنکے واسطے حرام کر دیا تھا
اُسکو حرام جانتے تھے پس عبادت احبار و رہبان کے یہی معنی
ہیں اور ایسا ہی معالم التنزیل میں بھی ہے - اور تفسیر بیضاوی
میں سورہ یوسف کی آیت وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللهِ اِلَّا
وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ کے تحت میں لکھا ہے کہ وہ سب غیر خدا
کی عبادت سے مشرک ہوئے یا احبار کو رب بنا لینے سے
انتہی - پس آیت کریمہ سے بحسب تفسیر رسول اللہ صلعم
مستفاد ہوا کہ تقلید شخص کو واجب

فی القبلۃ ھذا ایاما و ھذا ایاما انتہے و آنکہ اگر حنفی
انتقال بمذہب شافعی کند تعزیر کردہ شود و اگر شافعی
انتقال بمذہب حنفی کند خلعت دادہ شود محض قول
مخترع و مبتدع است ہیچ دلیل بر آن نیست بلکہ
ناشی از تعصب است قال علی القاری فی رسالۃ
سم العوارض واما ما اشتہر بین الحنفیۃ من ان
الحنفی اذا انتقل الی مذہب الشافعی یعزر واذا
کان الامر بالعکس یخلع فہو قول مبتدع ومخترع
وقال شیخنا ملک العلماء مولانا عبد العلی قدس
سرہ فی شرح المسلم شدد بعض المتاخرین المتکلفین
وقالوا الحنفی اذا صار شافعیا یعزر وھذا تشریع
من عند انفسہم انتہے۔ وقال السیوطی فی جزیل
المواھب فی انتقال المذاھب واما من یقول
انہ یجوز لغیر الحنفی ان یتحول حنفیا ولا یجوز للحنفی ان
یتحول شافعیا فایراد حکم لا دلیل علیہ وتعصب
محض فان الائمۃ کلہم فی الحق سواء الخ واگر مقلد
فقیہ است و علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول میداند
اورا بعد از آنکہ ترجیح مذاہب دیگر علماء در کدام مسئلہ
از روے دلائل واضح شود انتقال از مذہب امام
خود دران مسئلہ لازم است قال الولی الکامل
قدوۃ العلماء والافاضل العارف باللہ الشیخ
ولی اللہ المحدث دھلوی فی کتابہ عقد الجید من
ظہر علیہ ظہورا بینا ان النبی صلعم امر ھکذا ونہی
عن کذا وانہ لیس بمنسوخ اما بان یتتبع الاحادیث
واقوال المخالف والموافق فی المسئلۃ فلا یجد بھا نسخا

قبلہ کے بارے میں کہ یہ ایک زمانہ تک ہی اور یہ ایک زمانہ تک انتہی۔ اب یہ جو
بات کہ حنفی اگر شافعی مذہب میں چلا جائے تو اسکو سزا دینی چاہیے اور شافعی
اگر حنفی مذہب میں چلا جاوے تو اسکو خلعت دینا چاہیے یہ محض مخترع و مبتدع
قول ہے اسکے لیے کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ تعصب سے پیدا ہوا ہے ملا علی قاری
سم العوارض میں کہتے ہیں کہ یہ جو حنفیوں میں مشہور ہے کہ حنفی جب شافعی مذہب
ہو جائے تو اسکو سزا دیجائے اور جب اسکا الٹا ہو تو خلعت دیا جاوے
یہ ایک بناوٹ کی بات ہے اور ہمارے شیخ ملک العلماء مولانا عبد العلی
قدس سرہ مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بعض تکلف والے پچھلے فقہا
نے بڑی سختی کی ہے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہو جائے تو اسکو سزا
دی جاوے یہ تو ایک نئی شریعت نکالنا ہے اپنی طرف سے انتہی اور علامہ
سیوطی جزیل المواہب فی انتقال المذاہب میں فرماتے ہیں اور لیکن یہ جو
شخص کہتا ہے کہ غیر حنفی کو حنفی ہو جانا جائز ہے اور حنفی کو شافعی مذہب
اختیار کرنا ناجائز ہے یہ تو ایک ایسا حکم ہے جسپر کوئی دلیل نہیں ہے
اور محض تعصب ہے کیونکہ کل ائمہ حق پر ہونے میں برابر ہیں الخ
اور اگر مقلد فقیہ ہے و علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول جانتا ہے
اُس کو بعد اُس کے کہ دوسرے مذہب کا راجح ہونا کسی مسئلہ
میں دلائل سے معلوم ہو گیا ہو۔ اُس مسئلہ میں اپنے امام کے
مذہب سے انتقال کرنا لازم ہے ولی کامل قدوۃ العلماء والافاضل
عارف باللہ شیخ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب عقد الجید میں
فرماتے ہیں کہ جس شخص پر اچھی طرح ظاہر ہو گیا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں حکم دیا ہے یا فلاں بات سے
منع کیا ہے اور یہ بھی اُسکو معلوم ہو گیا ہو کہ وہ منسوخ
نہیں ہے اب چاہے عدم نسخ کا علم اُسکو اس طرح پر ہوا ہو
کہ اُسنے تتبع کی احادیث کی اور مخالف و موافق کے اقوال کی اُس مسئلہ میں تو
نہیں پایا اُس نے اُس کے لیے کوئی ناسخ یا اسطرح عدم

قدرت اجتہاد فی کل المسائل نباشد لیکن او را قدرت
اجتہاد فی بعض المسائل دون بعض حاصل شود یعنی
عند الشرع جائز الوقوع است یانہ و در ہر مسئلہ کہ
قدرت اجتہاد میدارد اجتہاد کند و در ہر مسئلہ کہ قدرت اجتہاد ندارد۔
دران تقلید مجتہد مطلق نماید یعنی در شرع جائز است یانہ بیوا تو جرا
جواب ۵ - اجتہاد بر مذہب اصح قابل تجزی است
و اجتہاد فی بعض المسائل دون البعض عند الشارع
جائز الوقوع است اکابر علما باین طرف رفتہ اند
اسامی بعض آنہا از عبارت مسلم و شرح آن ظاہر
مے شود اختلف فی تجزی الاجتہاد بان یکون مجتہدا
فی بعض المسائل دون بعض فالاکثر قالوا نعم
تجزی الاجتہاد منہم الامام حجۃ الاسلام الغزالی
من الشافعیۃ و الشیخ ابن الہمام منا و یلوح رضا
صاحب البدایع ایضا وہو الاشبہ بالصواب انتہی
وقال ایضا فی مقام اٰخر من کتابہ والمجتہد قسمان
مجتہد مطلق لہ قوۃ اجتہاد فی ای حکم شاء و مجتہد
فی اجتہاد خاص لہ قوۃ فی اجتہاد خاصۃ
فقط و شرط مطلق الاجتہاد اولاً صحۃ ایمانہ و
لو اجمالا و بعدہ معرفۃ الکتاب الخ قال الشیخ
ابن نجیم فی شرح المنار ہذہ الشروط انما ہے
فی حق المجتہد المطلق الذی یفتی فی جمیع الاحکام
و اما المجتہد فی حکم دون حکم فعلیہ معرفۃ ما
یتعلق بذالک الحکم انتہی و مجتہد فی بعض المسائل الخ
قدرت اجتہاد میدارد عمل بر اجتہاد خود کند و در آنچہ
قدرت اجتہاد ندارد تقلید مجتہد مطلق نماید۔ قال فی المسلم

ہر ایک مسائل میں اجتہاد کرنے کی قوت نہیں مگر بعض مسائل
میں اجتہاد کرنے کی قوت ہے یعنی نزدیک شریعت کے جائز
الوقوع ہے۔ یا نہیں اور جس مسئلہ میں قوت اجتہاد کی رکھتا
ہے اُس میں اجتہاد کرے اور جس میں قوت اجتہاد کی نہیں رکھتا
ہے اُنہیں مجتہد مطلق کی تقلید کرے یہ طریقہ شرع میں جائز ہے
یا نہیں بیان کرو اجر پاؤ گے **جواب (۵)** موافق مذہب
صحیح اجتہاد قابل تجزی کے ہے۔ اور بعض مسائل میں
اجتہاد کرنا اور بعض میں نہیں کرنا شارع کے نزدیک جائز الوقوع
ہے اکابر علماء اس طرف گئے ہیں۔ بعض کے نام نامی مسلم اور
شرح مسلم کی عبارت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اجتہاد کی تجزی باین
طور کہ بعض مسائل میں تو مجتہد ہو اور بعض میں نہیں اسکی صحت
میں اختلاف واقع ہوا ہے پس اکثر قائل ہیں کہ اجتہاد میں تجزی جائز ہے
چنانچہ امام حجۃ الاسلام غزالی شافعی اور شیخ ابن الہمام حنفی کا یہی مذہب
ہے اور صاحب البدائع کی مرضی بھی اسی میں پائی جاتی ہے اور قرین
ثواب بھی یہی امر ہے انتہی۔ اور اسی کتاب کے دوسرے مقام میں
مذکور ہے کہ مجتہد کی دو قسم ہیں ایک مجتہد مطلق ہے جسکو ہر حکم میں اجتہاد
کی قوت حاصل ہوتی ہے دوسرا مجتہد با اجتہاد خاص ہے جسکو صرف خاص
خاص مسائل میں اجتہاد کی قوت ہوتی ہے۔ اور مطلق اجتہاد کی
پہلی شرط صحت ایمان ہے اگرچہ اجمالی طور سے ہو بعد ازاں معرفت کتاب
ہے شیخ ابن نجیم شرح منار میں فرماتے ہیں کہ یہ شرائط اُس مجتہد مطلق کے
ساتھ مخصوص ہیں جو جمیع احکام میں فتویٰ دیتا ہے لیکن جو بعض حکم
میں مجتہد ہے اور بعض میں نہیں ہے اسکو اُسی چیز کی معرفت ضروری ہے
جسکو اُس حکم سے تعلق ہے انتہی اور بعض مسائل کا مجتہد جن مسائل
میں اجتہاد کی قدرت رکھتا ہے اُن میں اپنے اجتہاد پر عمل کرے اور جس
مسئلہ میں اسکو قدرت اجتہاد نہیں ہے اُس میں کسی مجتہد مطلق کی تقلید کرے مسلم

وبهذا ظهر ان المجتهد المطلق يلزمه تقليد مجتهد ما
من المجتهدين المطلقين فيعمل بقوله وان كان
المكلف مجتهدا في بعض المسائل من الفقه او في
بعض العلوم كالفرائض على القول بتجزي الاجتها
د فهو انما يلزمه التقليد فيما لا يقدر على الاجتهاد
فيه كذا في فتاوى مصرية وهكذا قال ابن الهمام وابن
نجيم - **سوال** - اینچه در عوام بلکه در خواص عالم
مشهور گشته است که اجتهاد فی المذهب بر علامه نسفی ختم
شد و اجتهاد مطلق بر مجتهدین اربعه ختم گردید پس اکنون کسی
اگرچه عالم تفسیر و حدیث و فقه و اصول بخوبی داشته
باشد هرگز او را اجتهاد در کدام مسئله درست نیست
و تقلید بر وی واجب است این سخن مردود است
یا کدام دلیل و برهان هم بر آن قائم است و بعد انقراض
زمان مجتهدین اربعه علمائے دیگر مجتهد ان بعض مسائل
یا مجتهد مطلق در کل المسائل شده اند یا نه بیان فرمایند

جواب حکم باتمام اجتهاد مطلق بر ائمه اربعه و باتمام
اجتهاد فی المذهب بر علامه نسفی تعصب بحت است
و رجم بالغیب و سخن خالی از دلائل و براهین است
بلکه ناشی از جهل زیرا که علم الغیب خاصه رب العالمین
است قال الله تعالى وعنده مفاتح الغيب قال
واقف اسرار اليقين امام الفقهاء والاصوليين المتأخر
مولانا نظام الدين في شرحه على المسلم اعلم ان
بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على
الائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم
والاجتهاد في المذهب اختتم على العلامة النسفي

اور انکی شرح میں ہے کہ مجتہد مطلق بعض چیزوں میں کسی مجتہد مطلق
کی تقلید لازم ہے تاکہ اس کے قول پر عمل کرے اور اگر مکلف
بعض مسائل میں یا بعض علوم میں مثلاً علم فرائض میں مجتہد ہو تو
ایک قول کے بنا پر اجتہاد کے متجزی ہو جائیگا اور یہی حال
ہی ہے کہ جس مسئلہ میں وہ اجتہاد پر قادر نہیں ہے اس میں تقلید
لازم ہوگی تاکہ اس مجتہد کے قول پر عمل کرے فتاوی مصر میں ابن ہمام
ابن نجیم سے منقول ہے **سوال** (۷) یہ بات عوام بلکہ
خواص میں مشہور ہو گئی ہے کہ اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی پر اور اجتہاد
مطلق ائمہ اربعہ پر ختم ہو گیا ہے پس اب کسی کو کسی مسئلہ میں اجتہاد جائز
نہیں ہے اگرچہ وہ تفسیر حدیث فقہ و اصول کا علم بخوبی رکھتا ہو
بلکہ اس پر تقلید واجب ہے یہ بات صحیح ہے یا نہیں اور اس پر
کوئی دلیل بھی قائم ہے اور ائمہ اربعہ کا زمانہ گذر جانے کے بعد علما
نے اجتہاد بعض مسائل میں یا کل مسائل میں اجتہاد مطلق کیا یا
نہیں بیان کر کے اجر پاؤ گے۔

جواب (۷) اجتہاد مطلق کے اختتام کا حکم ائمہ اربعہ پر اور
اجتہاد فی المذہب کے اختتام کا حکم علامہ نسفی پر محض تعصب ہے
بے دیکھے تیر پھینکنا ہے دلائل و براہین سے خالی ہی نہیں
بلکہ صریح گمراہی ہے کیونکہ علم غیب رب العالمین کا خاصہ
ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اسی کے پاس غیب کی
کنجیاں ہیں اسرار یقین کے واقف اور فقہاء و متاخرین
اہل اصول کے پیشوا مولانا نظام الدین شرح مسلم میں
فرماتے ہیں کہ بعض متعصبین نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ختم
ہو گیا ائمہ اربعہ پر ان کے بعد کوئی
مجتہد مطلق نہیں پایا گیا اور اجتہاد
فی المذہب ختم ہو گیا علامہ نسفی پر

صاحب الکنز ولم یوجد مجتهد فی المذهب بعدہ وهذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم هذا لا یقدرون علی ایراد دلیل اصلا ثم هو اخبار بالغیب وتحکم علی قدرة الله تعالی فمن این یحصل علم ان لا یوجد الی یوم القیمة احد یتفضل الله علیه بنیله مقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذه التعصبات انتهی وقال شیخنا ملك العلماء مولنا عبد العلی فی شرح المسلم ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامة النسفی واختتم الاجتهاد به وعنوا الاجتهاد فی المذهب اما الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربعة حتی اوجبوا تقلید واحد من هؤلاء علی الامة وهذا کله هوس من هوساتهم لم یاتوا بدلیل ولا یعبأ بکلامهم وانما هم من الذین حکم الحدیث انهم افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ولم یفهموا ان هذا اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمهن الا الله تعالی انتهی وبعد ائمہ اربعہ جمعی از علماء بمرتبہ اجتهاد مطلق مستقل رسیدہ اند و احداث مذاهب جدیدہ نمودہ مذهب بعضے آنها شیوع یافتہ مثل ابی ثور کہ از ائمہ مشهورین مجتهد مستقل بود وقال الامام النووی فی تهذیب الاسماء واللغات هو صاحب مذهب مستقل وقال الامام یافعی فی تاریخه انه احد الاعلام وبارع فی العلم ولم یقلد احدا وقال الذهبی هو الامام المجتهد المستقل وقال النسائی هو ثقة مامون احد الفقهاء وقال ابن حبان کان احد ائمة الدنیا فقهاء وعلما وورعا وفضلا ودر اسماء الفقهاء نوشتہ کہ وے اول تابع ابی حنیفہ بود من بعد

صاحب کنز پر اُنکے بعد کوئی مجتهد فی المذهب نہیں پایا گیا۔ یہ قول غلط ہے بلکہ رجم بالغیب ہے پس اگر پوچھا جاوے کہ تمکو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تو ہرگز کوئی دلیل نہیں لاسکتے اور یہ اخبار بالغیب بھی ہے اور اللہ تعالی کی قدرت پر تحکم ہے پس کہاں سے حاصل ہوا علم اس امر کا کہ قیامت تک کوئی شخص ایسا نہیں پایا جاویگا۔ جس کو اللہ تعالی اپنے فضل سے مقام اجتہاد پر پہونچاوے اے طالب حق اس قسم کی تعصبات سے بچتا رہ انتہی اور ہمارے شیخ ملک العلماء مولنا عبد العلی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ جس نے یہ حکم کیا ہے کہ علامہ نسفی کے بعد خلو لازم ہے کیونکہ اجتہاد اُنپر ختم ہوگیا ہے مراد اس قائل کی اجتہاد فی المذهب ہے اور اجتہاد مطلق کی نسبت کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے اوپر ختم ہوگیا ہے یہی نہیں انہیں سے ایک کی تقلید کو امت پر واجب ٹھہرایا ہے اور یہ کل باتیں ایک ہوس ہے اُنکی تمام ہوسوں میں سے اسپر کوئی دلیل نہیں لاسکے پس اُنکے کلام کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنکے حق میں حدیث کا یہ حکم ناطق ہے کہ بلا علم فتوے دیا پس خود بہکے اور دوسروں کو بہکایا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ اخبار بالغیب ہے اُن پانچ چیزوں میں داخل ہے جنکو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے انتہی اور ائمہ اربعہ کے بعد علماء کی ایک جماعت اجتہاد مطلق مستقل کے درجہ کو پہونچی ہے اور مذهب جدید کی بانی ہوئی ہے انہیں سے بعض کا مذهب شائع بھی ہوا جیسے امام ابو ثور ہیں کہ ائمہ مشہورین میں سے ایک مجتہد مستقل تھے امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں لکھا ہے کہ وہ مذهب مستقل کے بانی تھے اور امام یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک بڑے عالم اور ماہر علم تھے کسی مجتہد کی تقلید نہیں کی اور ذہبی نے کہا کہ وہ ایک امام مجتہد مستقل تھے اور امام نسائی نے کہا کہ وہ ایک ثقہ معتمد علیہ فقیہ کامل تھے اور ابن حبان نے کہا کہ فقہ و علم اور تقوی و فضل کے اعتبار سے وہ دنیا کے ائمہ میں سے ایک امام تھے اور

والقدرة على الاستنباط ما تعظم وقوعه وقد دونت كتبه وكثرت اتباعه وذكره الشيخ ابو اسحٰق الشيرازي في طبقاته من الائمة للمتبوعين في الفروع وقد كان مشهورا لمذهب الشيخ وبعده كثير الاسيما في بلاد فارس من شيراز وما والاها الى ناحية العراق وفي بلاد المغرب انتهى ومثل ابي جعفر محمد بن جرير طبري كه صاحب مذهب مستقل بود قال ابن خلكان انه كان اماما في فنون كثيرة منها التفسير والحديث والفقه والتاريخ وغير ذلك وله مصنفات مليحة في فنون عديدة تدل على سعة علمه وغزارة فضله وكان من الائمة المجتهدين ولم يقلد احدا وكان ابو الفرج معافى بن زكريا النهرواني المعروف بابن طرارا على مذهبه وذكره الشيخ ابو اسحاق الشيرازي في طبقات الفقهاء والمحدثين وقال الامام يافعي هو احد العلماء الاعلام صاحب التفسير الكبير والتاريخ الشهير المصنفات العديدة ذا الاوصاف الحميدة كان مجتهدا لا يقلد احدا وقال امام الائمة المعروف بابن حزم ما اعلم على الارض اعلم من محمد بن جرير ولقد ظلمته الحنابلة وقال السيوطي انه بلغ مرتبة الاجتهاد المطلق المستقل ودون لنفسه مذهبا مستقلا وله اتباع قلدوه وافتوا وقضوا بمذهبه يسمون الجريرية قال الخطيب كان احد ائمة العلماء يحكم بقوله ويرجع اليه انتهى القصه جمله علما مجتهدين كه بعد از ائمہ اربعہ شده اند قرنا بعد قرن الى يومنا هذا كه مذهب بعض آنها شيوع يافته ومذهب اكثرے از آنها دراز منه فاسده بسبب تعصب مقصرين

اور استنباط مسائل پر کامل قدرت اس قدر تھی کہ انکی وقعت بہت بڑی تھی انکی کتابیں جمع کی گئیں اور انکے تابعین بہت سے تھے اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی نے اپنے طبقات میں انکو ائمہ متبوعین فی الفروع میں سے شمار کیا ہے اور زمانہ شیخ اور بعد زمانہ شیخ میں وہ بہت مشہور ہوئے خصوصاً بلاد فارس شیراز وغیرہ میں کنارہ عراق تک اور بلاد مغرب میں۔ انتہی اور جیسے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہیں کہ مذہب مستقل کے بانی تھے ابن خلکان نے کہا کہ وہ بہتیرے فنون وعلوم کے امام تھے خصوصاً تفسیر وحدیث وفقہ وتاریخ وغیرہ میں کامل تھے اور متعدد علوم میں انکی نفیس نفیس تصنیفات موجود ہیں جو انکی وسعت علم اور کثرت فضل پر دلالت کرتی ہیں اور ائمہ مجتہدین میں سے تھے کسی مجتہد کی تقلید نہیں کی۔ اور ابو فرج معافی بن زکریا نہروانی جو ابن طراری معروف ہیں انہیں کے مذہب پر تھے اور شیخ ابو اسحاق شیرازی نے انکو فقہاء اور محدثین کے طبقات میں ذکر کیا ہے اور امام یافعی نے کہا کہ ابو جعفر ایک دانشمند عالم بڑی تفسیر کے مؤلف اور تاریخ مشہور وتصنیفات متعددہ کے مصنف تھے اور اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف اور مجتہد تھے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے اور امام الائمہ ابن حزم نے فرمایا کہ محمد بن جریر سے زیادہ علم والا زمین پر کسیکو میں نہیں جانتا ہوں حنبلیوں نے ان پر ظلم کیا اور سیوطی نے کہا کہ وہ اجتہاد مطلق مستقل کے رتبہ پر پہونچ گئے تھے اور اپنے لیے ایک مستقل مذہب بنایا اور بہت لوگوں نے انکی تقلید کی اور انکے مذہب کے موافق فتوی دیا اور فیصلہ کیا وہ سب جریریہ کہلاتے ہیں خطیب نے کہا کہ وہ ایک امام تھے علمائے امت میں سے اپنے قول پر حکم کرتے اور انہی کی طرف رجوع کرتے تھے انتہی حاصل کلام جملہ علماء مجتہدین جو ائمہ اربعہ کے بعد یکے بعد دیگرے ہوتے ہیں ہمارے زمانہ تک بعض کا مذہب تو شایع ہوا

سنیه ع میباشد گر اسامی ایشان ذکر کرده شود که
دفتر عظیم گردد و حال هر عالم بیان کنم مشکل است در ملک ما یعنی
ملک هندوستان در صد دوازدهم حضرت شیخ
الشیوخ مولانا شاه ولی الله محدث دهلوی قدس سره
گذشته اند که تبحر علم و اجتهاد ایشان از تصانیف ایشان
ظاهر است کتاب حجة الله البالغه حجت قویه آن است
بر سبقت علم و اجتهاد ایشان و بعد او صاحبزاده والا تبار
ایشان حضرت شاه عبد العزیز قدس سره نیز منصب اجتهاد
مینمودند تصانیف ایشان دلیل بین بر آن است و در زمان ما محدث
اکمل محدث بے بدل شهید مولانا اسمعیل علیه الرحمه ملکه اجتهاد بدرجه
میداشتند هم جمع کثیر از علمای ربانیین در ملک هندوستان قائل
بملکه اجتهاد حضرت ایشان هستند بلکه صیت علم ایشان تا بلاد عرب رسید
که سلطان العلماء [illegible] قائل است بملکه اجتهاد حضرت ایشان بوده که
در دیار عرب قیام سے [illegible] علم حضرت ایشان
تمام جهان را فرا گرفت و کسانیکه در حق حضرت
ایشان طعن سے کنند محض از تعصب و عناد است
والشاید المعاصره اصل المنافره اکثر معاندان در زمان
حضرت امام اعظم که بزرگان ایشان نیز در حق حضرت
ایشان چه قدر طعن کرده اند نسبت مذهب مرجئه
بطرف حضرت ایشان نموده اند و همچنین است حال
امام شافعی و بخاری بلکه جمله اکابر دین در کتب تواریخ
معاینه باید کرد معاندان در حق صحابهٔ کبار طعنها کرده اند
از طعن این کوردلان هرگز منقصت شان آن بزرگان
نمیشود و مجتهدین المذهب و فی بعض المسائل مجتهد مطلق
معترف بوده اند و کرامات ایشان ازین مختصر [illegible]

رواج نہیں پایا اگر سب کا نام لکھا جائے تو ایک بڑا دفتر ہو جائے
ہر ایک کا حال بیان کرنا تو مشکل ہے ہمارے ملک
ہندوستان میں بارہویں صدی میں حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ گذرے ہیں کہ انکا تبحر علم
انکی تصنیفات سے ظاہر ہے کتاب حجۃ اللہ البالغہ دلیل قوی
ہے انکی کشادگی علم و اجتہاد پر اور انکے بعد انکے صاحبزادے
والا تبار حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ بھی مجتہد کا منصب
رکھتے تھے انکی تصنیفیں اس دعوے کی دلیل روشن ہیں
اور اس زمانے میں فاضل اکمل محدث بے بدل شہید
شیخ مولانا اسمعیل علیہ الرحمۃ اجتہاد کا ملکہ اچھی طرح رکھتے
تھے ملک ہندوستان میں علمائے ربانی کی ایک کثیر
جماعت انکے ملکۂ اجتہاد کی قائل ہے بلکہ ان کے علم کا
شہرہ عرب تک پہنچ گیا ہے کہ سلطان العلماء
حرمین عالم شیخ عبد اللہ سراج مولانا مذکور کے رسوخ علم و ملکہ
اجتہاد کے قائل تھے مگر وہ عرب میں رہتے تھے مولانا
مولانا کے علم کی شہرت تمام جہاں میں پھیل گئی جو لوگ
انکے حق میں طعن کرتے ہیں محض تعصب و عناد کے باعث
کرتے ہیں قابل اعتبار نہیں کہ معاصرت اصلی سبب عداوت
کا اکثر اہل عناد نے امام اعظم کے بارہ میں بلکہ انکے زمانے
ہی امام صاحب کے حق میں کس قدر طعن کیا ہے بعض معاندین نے
مذہب مرجیہ کی نسبت امام صاحب کی طرف کی ہے اور یہی حال
ہے امام شافعی و امام بخاری کا بلکہ جملہ اکابرین کا کتب تواریخ کو دیکھنا
چاہئیے اہل عناد نے صحابہ کبار کے حق میں کس قدر طعن کیا ہے مگر ان بزرگوں
کے طعن سے ان بزرگوں کا کسر شان ہرگز نہ ہوگا اور مجتہد فی المذہب اور
فی بعض المسائل مجتہد مطلق [illegible] مختصر رسالہ میں ان کا بیان نہیں ہو سکتا

نیست بلکہ احاطہ اسامی شان متعذر در کتب بیہقی و کتاب
معالم السنن و شرح السنۃ للبغوی مطالعہ باید کرد واضح
خواہد شد کہ بسیاری علماے ابرار قرنا بعد قرن بودہ اند
طریق آنہا چنین بود کہ مسائل منقولہ از ابی حنیفہ و شافعی
و ثوری وغیرہم من المجتہدین را اول بر احادیث موطا
مالک و صحیحین و بعد ازان بر احادیث ترمذی ابوداؤد
و نسائی عرض مے کردند پس ہر مسئلہ را کہ موافق صحاح
ستہ یافتند عبارۃً یا دلالۃً یا اشارۃً پس بہ ہمون مسئلہ
عمل مے کردند۔ و ہر مسئلہ را کہ مخالف صحاح ستہ
مے یافتند آن را ترک مے نمودند پس اگر در کدام
مسئلہ احادیث و آثار مخالف یافتہ مے شد اجتہاد
مے کردند در تطبیق بعضے از انہا ببعضے یا مفسر را قاضی
بر مبہم مے نمودند یا تنقیح مورد و محل ہر حدیث بر صورت
علیحدہ یا غیر ذلک تعمیل مے نمودند پس اگر آن مسئلہ از
باب سنن و ادب مے بود پس قائل بہ سُنیت ہر فعل
از افعال مختلفہ فی الاحادیث مے شدند و اگر مسئلہ از
باب حلال و حرام یا از باب قضا مے بود و اختلاف کردہ اند
دران صحابہ و تابعین و دیگر مجتہدین پس قرار سیدہ اند
آن مسئلہ را بر قولین یا اقوال و انکار نمے کردند بر قولے
ازان اقوال و کوشش مے کردند در معرفۃ اوسطے و
ارجح از قوۃ روایۃ یا از عمل اکثر صحابہ یا از مذہب جمہور
مجتہدین یا بموافقت قیاس پس عمل مے کردند بر بیان
اقوی بغیر انکار ہر قول آخر پس اگر نمے یافتند کدام حدیث
در صحاح ستہ در یک مسئلہ پس جولان نظر مے کردند
بطرف کتب حدیث طبقہ ثالثہ و لبوسے اینچہ قصیدہ مے شود

نہیں ہے بلکہ پورے طور سے سب کا نام ذکر کرنا دشوار ہے کتب
بیہقی او کتاب معالم السنن اور شرح السنۃ بغوی کا مطالعہ کرنا
چاہیئے پس ظاہر ہو جائیگا کہ ہر زمانے میں بہتیرے علماے ابرار
ایسے ہوئے ہیں کہ جنکا طریقہ یہ تہا کہ امام ابوحنیفہ و شافعی و سفیان
ثوری و دیگر مجتہدین کے مسائل منقولہ کو پہلے موطا امام مالکؒ
صحیحین پر بعد ازان ترمذی و ابوداؤد و نسائی کی حدیثوں پر
پیش کرتے تھے پہر جس مسئلہ کو عبارۃً یا دلالۃً یا اشارۃً صحاح ستہ
کے موافق پاتے تھے اُسپر عمل کرتے تھے اور جس مسئلہ کو صحاح ستہ کے مخالف پاتے
تھے اُسکو ترک کرتے تھے پہر اگر کسی مسئلہ میں احادیث و آثار مختلف پائے جاتے تو
بعض کو بعض کیساتھ تطبیق دینے میں اجتہاد کرتے تھے یا نص مبہم کی تفسیر نص
مفسر کے ساتھ کرتے تھے یا ہر حدیث کے مورد و محل کی جانچ
علیحدہ طور پر کرتے یا اُسکے علاوہ کوئی دوسری صورت نکالتے
پس اگر وہ مسئلہ سنن و آداب کی قسم سے ہوتا تو حدیث کے
افعال مختلفہ میں سے ہر فعل کی سُنیت کے قائل ہو جاتے
تھے اور اگر وہ مسئلہ حرام و حلال کی قسم سے یا از قسم معاملہ
باہمی ہوتا اور صحابہ و تابعین و دیگر مجتہدین کا اُس میں
اختلاف بھی ہوتا تو اُس مسئلہ کا مدار دو قول یا چند قول
پر رکہتے اور کسی قول پر انکار نہیں کرتے اور اعلیٰ و ارجح
کی شناخت میں قوت روایت سے یا اکثر صحابہؓ
کے عمل سے یا جمہور مجتہدین کے مذہب سے یا
قیاس کی موافقت سے کوشش کرتے تھے۔ پس قوی تر
قول پر عمل کرتے تھے بغیر اس امر کے کہ دوسرے اقوال
سے انکار کریں پس اگر کسی مسئلہ میں کوئی حدیث صحاح ستہ
میں نہیں پاتے تو طبقہ ثالثہ کے کتب حدیث کی
طرف نظر دوڑاتے۔ اور + + + + + + + +

در کلام علمای سلف دلیل و تعلیل نیست هرگاه اطمینان بچیزی نشد
آنرا اعتبار نے کردند و دلیل هر مسئله اول در کتاب الله
طلب می نمودند بعده از سنت و آثار صحابه و تابعین که
در کتب صحاح حدیث مروی شده و بعد از ان در اقوال
مجتهدین جاهلان نظر نمی نمودند و بهتر همین دانستند که
تقلید هر یک عالم نکند در اقوال و جاء اور و دلائل
مشهور باشد و این حاصل مال کتاب بیهقی و کتاب معالم
السنن و شرح السنة للبغوی هر که تفصیل طریقه متقدمین
و فقهای محدثین بخواهد باید که در کتب مذکوره مطالعه نماید
اما سعادت اهل الطائفة فی کتب السلف و تعریف اجتهاد که
در کتب اصول فقه مشهور است که استفراغ الجهد
فی ادراک الاحکام الشرعیة الفرعیة عن ادلتها التفصیلیة
الراجعة کلیاتها الی اربعة اقسام الکتاب والسنة
والاجماع والقیاس و فهم من هذا انه اعم من ان
یکون ذلک باعانة النص علی صور المسائل والنسبة
علی مأخذ الاحکام من الادلة التفصیلیة او بدلالته
منه پس در تعریف مجتهد داخل شدند آن علماء که
متابعت مجتهدی میکنند در اکثر مسائل لیکن شناسند
دلیل هر مسئله از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و همین
علماء در مذهب هر چهار مجتهدین قرنا بعد قرن بسیار
گذشته اند و درین زمان هم موجود اند اگرچه کم باشند
قال الله تعالی وقلیل من عبادی الشکور و این علماء
مجتهد مذهب اند مخالفت صریح است از اصول مذهب
مطلق سلطان نیست [illegible] اند که مجتهد درین زمان مفقود است
غرض امام مجتهد مستقل است - مجتهد مطلق و مجتهد مقید

علمائے سلف کی دلیل و تعلیل سے حالت معلوم ہوئی
اسپر نظر ڈالتے پھر جب کسی امر پر اطمینان ہو جاتا اسکو اعتبار کرتے
ہر مسئلہ کی دلیل پہلے کتاب اللہ سے طلب کرتے پھر سنت
اور آثار صحابہ و تابعین سے جو کتب صحاح میں مروی ہوئے
جاہلان اقوال مجتہدین پر نظر ڈالتے اور یہی بہتر سمجھتے
کہ ایک عالم کی تقلید کسکے اقوال میں کیا جائے دلائل کے ساتھ
ہوا ہو کتب بیہقی اور کتاب معالم السنن اور شرح السنۃ
بغوی کا حاصل یہی ہوگا متقدمین محدثین اور مجتہدین کے طریقہ
کی تفصیل جو شخص چاہے اسکو چاہیے کہ کتب مذکورہ دیکھے
غرض جہالت سے تمام کتب سلف کا دیکھنا ہے اور اجتہاد کی
تعریف جو کتب اصول فقہ سے سمجھی جاتی ہے یہ ہے کہ دلائل
تفصیلی سے احکام شرعیہ فرعیہ کے معلوم کرنے میں پوری کوشش
کرنی اور ان دلائل کی کلیات چار اقسام ہے کتاب و سنت
و اجماع و قیاس کی طرف رجوع ہوتا اور اس بیان سے سمجھا
جاتا ہے کہ وہ پوری کوشش نص کی اعانت سے ہو صورت
مسائل پر استدلال تفصیلی کے احکام کے ماخذ پر حاوی کرلے
سے یا بغیر اس قسم کی اعانت سے ہو پس مجتہد کی تعریف میں
وہ علما بھی داخل ہو گئے جو اکثر مسائل میں ایک مجتہد کی متابعت
کرتے ہیں لیکن دلیل ہر مسئلہ کی کتاب و سنت و اجماع و قیاس
سے پہچانتے ہیں اور اس قسم کے مجتہد ہر زمانے میں مجتہدین اربعہ
کے مذہب میں بہت گذرے ہیں اور اس زمانے میں بھی موجود
ہیں اگرچہ کم ہیں اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرے بندوں میں شکرگذار
بہت کم ہیں اور ایسے علما کو مجتہد مذہب کہتے ہیں [illegible] صریح مخالفت سے اپنے
اصول سے [illegible] بعض علما نے جو لکھا ہے کہ اس زمانہ میں مجتہد معدوم ہے
تو اس سے مقصود مجتہد مستقل ہیں نہ کہ مجتہد مطلق و مجتہد مقید

کما قال شیخ الحدیث الامام السیوطی فی رسالتہ الرد علی من اخلد الی الارض ان التحقیق فی ذلک ان المجتہد المطلق اعم من المجتہد المستقل و ھو الذی استقل بقواعد نفسہ و بنی علیہ الفقہ خارجا عن القواعد المقررۃ وھذا شئ فقد من الدھر الی اخرہ وھکذا فی جامع الاصول لقدوۃ العلماء احمد بن عطاء رح وقال المحقق الجلیل والمحدث النبیل العارف باللہ الشیخ ولی اللہ فی کتابہ عقد الجید فما یظن فیمن کان موافقا لشیخہ فی اکثر المسائل لکنہ یعرف لکل حکم دلیلا ویطمئن قلبہ بذلک الدلیل وھو علی بصیرۃ من امرہ انہ لیس بمجتہد ظن فاسد وکذلک ما یظن من ان المجتہد لا یوجد فی ھذہ الازمنۃ اعتمادا علی الظن الاول بناء فاسد علی الفاسد انتھی

پس کسانیکہ نفی مطلق اجتہاد درین زمان مے کنند جاہل اند از کتب اصول فرق نمی دانند در مجتہد مستقل و مجتہد مطلق و مجتہد مقید بیچارگان معذور ہستند زیراکہ منتہاے علم ایشان تا قنیہ و منیہ است و دیگر ہیچ۔ **سوال**۔ اینکہ مردمان این زمان غیر مجتہد را از خواندن ترجمہ قرآن مجید و حدیث شریف منع مینمایند و مے گویند کہ نصوص قرآن و حدیث را سواے مجتہد کسی نے فہمد و غیر مجتہد را عمل بر نصوص نمودن گناہ است و ہرکہ بمنصب اجتہاد نرسیدہ است اگرچہ عالم باشد او را استدلال بالآیات والحدیث درست نیست پس این اقوال ایشان موافق کتب سلف است یا مخالف آن بینوا توجروا۔

جواب۔ این اقوال محض مخالف اقوال ائمہ سلف

جیساکہ شیخ الحدیث امام سیوطی نے اپنے رسالہ الرد علی من اخلد الی الارض میں فرمایا کہ اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ مجتہد مطلق عام ہے مجتہد مستقل سے جو اپنے نفس کے قواعد کے ساتھ مستقل ہو اور اُس پر فقہ کی بنیاد رکھی ہو جو قواعد مقررہ سے خارج ہو اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ زمانہ سے مفقود ہوگئی ہے آخر عبارت تک اور ایساہی ہے جامع الاصول میں جو قدوۃ العلماء احمد بن عطاء کی تصنیف ہے۔ اور محقق جلیل محدث نبیل عارف باللہ شیخ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب عقد الجید میں فرمایا کہ جو شخص اپنے شیخ کا موافق اکثر مسائل میں ہو لیکن وہ ہر حکم کی دلیل پہچانتا ہے اور اُسکا دل اُس دلیل پر مطمئن ہے اور اپنے کام میں وہ بینا ہے ایسے شخص کے حق میں جو یہ گمان کیا گیا ہے کہ وہ مجتہد نہیں ہے یہ گمان فاسد ہے اور اسی طرح گمان اول پر اعتماد کرکے یہ خیال کرنا کہ اس زمانہ میں مجتہد نہیں پایا جاتا ہے فاسد کی بنا ر فاسد ہے انتہی۔ پس جو لوگ اس زمانہ میں مطلق اجتہاد کا انکار کرتے ہیں وہ کتب اصول سے ناواقف ہیں مجتہد مستقل و مجتہد مطلق و مجتہد مقید میں فرق نہیں جانتے ہیں ایسے لوگ معذور ہیں کیونکہ اُنکا مبلغ علم قنیہ و منیہ تک ہے باقی ہیچ **سوال** اس زمانے کے لوگ غیر مجتہد کو ترجمہ قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نصوص قرآن مجید اور حدیث کو مجتہد کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتاہے اور غیر مجتہد کو نصوص پر عمل کرنا گناہ ہے اور جو شخص منصب اجتہاد تک نہیں پہونچا ہے اگرچہ وہ عالم ہو لیکن اسکو استدلال آیات و احادیث کے ساتھ درست نہیں ہے پس لوگوں کے یہ اقوال کتب سلف کیموافق ہیں یا مخالف بیان کرو ثواب پاؤگے۔

جواب یہ باتیں ائمہ سلف کے اقوال کے محض مخالف ہیں۔

بلکہ علماے سلف ہم رد آں کردہ اند اما اقوال ائمہ
سلف پس بالا در جواب سوال اول ذکر نمودہ ام
از کتب معتبرہ کہ اگر عامی را حدیثے برسد او را عمل
بر ظاہر آں حدیث واجب است نزد امام اعظم
و محمد اگرچہ او عالم نباشد و حدیث محتمل النسخ
باشد و دلیل ایں ہر دو مجتہد ان است کہ عمل بظاہر
الحدیث واجب الاصل است و ہرگاہ قول مفتی دلیل
است برائے عامی باوجودیکہ در قول مفتی احتمال خطا
است از روئے استنباط و فہم تاویل و نسخ پس حدیث
اگرچہ احتمال تاویل یا نسخ داشتہ باشد ہرگاہ بعامی
خواہد رسید او را عمل بداں واجب خواہد شد لان
قول الرسول لا ینزل عن قول المفتی قال فی
الکافی والمحیط ای لا یکون ادنی درجۃ من
قول المفتی و نزد ابی یوسف ہم غیر مجتہد را عمل بالحدیث
نمودن مے باید بشرطیکہ عالم باشد و عامی محض و
جاہل نباشد چنانکہ از ہدایہ و بحر الرائق و در مختار
و عنایہ و غایۃ البیان وغیرہ بالا مذکور شد و ہمیں است
کہ حاصلا قول ابی یوسف پس معلوم شد کہ راجح درین
باب قول امام اعظم و محمد است بلکہ قول
مرجوح را بعضے علما لا یعول تعبیر مے کنند کہ مطالعہ فقہ
ہمیں است تامل و انصاف نما و تعصب مکن و اقوال علماے
سلف ہم متضمن ہمیں معانی از کتب معتبرہ کہ کار
و مسائل اولی الابصار در جواب سوال اول مذکور شد
مراجعہ نماید لیکن علماے ایں زمان مے گویند کہ نصوص قرآن
و حدیث را سوائے مجتہد کسے نمے داند ایں خلاف تصریحات

بلکہ علماے سلف نے بھی اسکا رد کیا ہے چنانچہ ائمہ سلف کے
اقوال تو سوال اول کے جواب میں معتبر کتابوں سے ہم اوپر
ذکر کر چکے ہیں کہ اگر عامی کو کوئی حدیث پہونچے تو اُس حدیث
کے ظاہر سے پر عمل کرنا اس عامی پر واجب ہے امام اعظم
اور امام محمد کے نزدیک اگرچہ وہ عالم نہ ہو اور حدیث میں نسخ و
تاویل کا احتمال ہو اُن دونوں مجتہدوں کی دلیل یہ ہے کہ ظاہر
حدیث پر عمل واجب ہے اور جب عامی کیلئے مفتی کا قول دلیل ہے
باوجودیکہ قول مفتی محل خطا ہے استنباط اور فہم و تاویل و
نسخ کے اعتبار سے پس حدیث اگرچہ محتمل نسخ یا تاویل ہو جب
عامی تک پہونچ جائیگی تو اسکو عمل کرنا اُس پر واجب ہو جائیگا
کیونکہ قول رسول کا درجہ قول مفتی سے کم نہیں ہو سکتا ہے
کافی اور محیط میں لکھا ہے کہ قول مفتی سے قول رسول کا
درجہ ادنے ہرگز نہیں ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک
بھی غیر مجتہد کو حدیث پر عمل کرنا چاہیے بشرطیکہ عالم ہو محض عامی
جاہل نہ ہو چنانچہ ہدایہ اور بحر الرائق اور در مختار اور عنایہ اور غایۃ البیان
وغیرہ سے اوپر ذکر ہو چکا ہے اور سب علما نے یہی کہا ہے کہ یہی
ابو یوسف کا مذہب ہے پس معلوم ہوا کہ اس باب میں قول
راجح امام اعظم اور امام محمد کا قول ہے کیونکہ قول مرجوح
کو بعض علما لا یعول سے تعبیر کرتے ہیں مطالعہ فقہا کا یہی ہے
پس تامل اور انصاف کر اور تعصب نہ کر اور علماے سلف کے
اقوال بھی ہمارے مضامین کے مطابق ہیں سوال اول کے
جواب میں معتبر کتابوں و علماے اولی الابصار کے کتابوں سے
مذکور ہو چکے ہیں انکو دوبارہ ملاحظہ کرو اور اس زمانہ کے
علما جو کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کو مجتہد کے علاوہ کوئی نہیں
سمجھ سکتا ہے یہ خلاف تصریحات

اصولیین ؒ است قد صرح الاصولیون حتی صاحب فتح القدیر فی کتاب التحریر بان دلالۃ النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص بالمجتہد ودلالۃ النص یفہمہا العوام ازین عبارت ثابت شد کہ دلالۃ النص را عوام ہم مے فہمند پس عبارۃ النص و اشارۃ النص کہ این ہر دو واضح تر اند از دلالۃ النص بطریق اولے خواہند فہمید و استدلال بآن خواہند نمود و فی حاشیۃ شیخ الاسلام علی التلویح ما یدل علی جواز الاستدلال لغیر المجتہد فی شرح الشاشی ما یصرح بذلک و فی شرح العقائد للتفتازانی ما یدل علی ان الحدیث من باب العلم لعامۃ الخلق و فی الفتاوی الفضلیۃ عن الفقیہ ابی اللیث ما یدل علی جواز العمل ایضا بما فہمہ غیر المجتہد من النص و قد صرح القاضی عضد الملۃ فی بحث مسالک العلۃ انہ اذا دخل الفاء فی لفظ الراوی مثل زنی ماعز فرجم فالفقیہ وغیرہ فی ذلک سواء انتہی و فی النقود شرح العضدی ما یدل علی جواز تقلید غیر المجتہد للمجتہد دون اللزوم انتہی و ثابت و مقرر است در کتب اصول کہ جائز است خلو زمان از مجتہد خلافا للحنابلۃ پس ہرگاہ کہ فرض کنیم یک زمانہ خالی از مجتہد و دران زمان شخصے بالغ و عاقل شود و بفہمد خطابات شرعیہ را و نرسد او را استنباط مجتہدین ماضیین و استدلالات و مقالات آنہا پس برائے او یکے از سہ امور بالضرور تجویز خواہی کرد اول اینکہ او مکلف است بانچہ مے فہمد خطابات شرعیہ را اگرچہ او مجتہد نیست

اہل اصول کے ہے اصولیوں نے تصریح کی ہے حتی کہ صاحب فتح القدیر نے بھی کتاب التحریر میں کہا ہے کہ جو دلالۃ النص مخالف قیاس ہے وہ مجتہد کے ساتھ مخصوص ہے لیکن دلالۃ النص کو عوام بھی سمجھتے ہیں اس عبارت سے ثابت ہوا کہ دلالۃ النص کو عوام بھی سمجھتے ہیں پس عبارت النص و اشارت النص جو دلالۃ النص سے زیادہ تر واضح ہیں اُن دونوں کو تو بطریق اولی سمجھیں گے اور اُنکے ساتھ استدلال کرینگے اور تلویح پر جو شیخ الاسلام کا حاشیہ ہے اُسمیں وہ مضمون ہے جو غیر مجتہد کے لیئے جواز استدلال پر دلالت کرتا ہے۔ اور شرح الشاشی میں وہ مضمون ہے جو اس امر کی صراحت کرتا ہے اور علامہ تفتازانی کی شرح العقائد میں جو عبارت ہے اسکی دلالت اسبات پر ہے کہ حدیث ایک علم ہے عام خلق کے لیئے اور فقیہ ابو اللیث سے فتاوی فضلیہ میں جو مضمون منقول ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ غیر مجتہد نے نص سے جو مطلب سمجھا ہے اُسپر عمل کرنا اسکو جائز ہے اور قاضی عضد الملۃ نے بحث مسالک العلۃ میں بصراحت بیان کیا ہے کہ راوی کے لفظ میں جب حرف فا داخل ہو جیسے زنی ماعز فرجم یعنے ماعز نے زنا کیا پس سنگسار کیا گیا تو فہم مطلب میں فقیہ اور غیر فقیہ دونوں برابر ہیں انتہی۔ اور نقود شرح عضدی میں جو مضمون درج ہے اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مجتہد کے لیئے مجتہد کی تقلید جائز ہے واجب نہیں انتہی اور کتب اصول میں ثابت ہے کہ مجتہد کے وجود سے زمانہ کا خالی ہونا جائز ہے حنبلیوں کا اسمیں خلاف ہے پس جب ہم فرض کریں گے ایک زمانہ کو مجتہد سے خالی اور اُس زمانہ میں عاقل و بالغ شخص ہو اور خطابات شرعیہ کو سمجھتا ہو لیکن مجتہدین سلف کے استنباط و استدلال و اقوال اُسکے پاس نہ پہنچے ہوں پس تم اُسکے لیئے تین صورتوں سے ایک صورت ضرور تجویز کروگے صورت اول یہ ہے کہ خطابات شرعیہ میں سے جسقدر وہ سمجھتا ہے اُسکے ساتھ وہ مکلف ہے

زائل نکه تکالیف شرعیه ازو ساقط است و ثالث
آنکه او مکلف است تحصیل مرتبهٔ اجتهاد اگر اختیار کردی
امر اول را پس اعتراف کردی تا آنکه اسد الله حکم
مشروط بالاجتهاد نیست و هو المطلوب و اگر اختیار
کردی امر ثانی را پس حکم کردی بسقوط تکالیف شرعیه
از عاقل بالغ سالم عن العوارض و ذلک باطل
بالاجماع و اگر اختیار کردی امر ثالث را پس قائل شدی
بالتکلیف بما لیس فی وسعه و هو خلاف الشرع والعقل
زیرا که تحصیل مرتبهٔ اجتهاد بسا اوقات غیر مقدور است و
دیگر آنکه قائلین حجة القیاس در آیهٔ کریمه فاعتبروا یا
اولی الابصار اجتهاد و قیاس مراد است از لفظ
اعتبار و مجتهدین مراد اند از لفظ اولی الابصار و اجماع
است بر آنکه بخطابات شرعیه مکلف است هر عاقل
بالغ و تکلیف شرعی مختص بمجتهد نیست پس ثابت شد
که فهم خطابات شرعیه هم مختص نیست بمجتهد و آنکه بعض
علما نوشته اند که غیر مجتهد را تقلید واجب است مراد
ازان تقلید المنصوصات نیست بلکه تقلید در مسائل
اجتهادیه و قیاسیه است حیث صرح فی شرح المنار
بان کل عالم له اصابة الحکم المنصوص علیه مطلقا
سواء کان قطعیا او ظنیا بحسب الدلالة والاثبات
وما کان ظنی الثبوت اعنی القیاس فهو المختص بالمجتهد
فعلی العامی عصمنا الله المستطیع العمل والمقتدی
المجتهد والمستفتی فیه هو المسائل الاجتهادیه
انتہی حاصله پس ثابت شد که در منصوصات حاجت تقلید
نیست هر مومن عالم عمل بر منصوصات قرآن و حدیث

صورت ثانی یہ ہے کہ تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہیں اور صورت
ثالث یہ ہے کہ مرتبہ اجتہاد حاصل کرنے کے ساتھ وہ مکلف ہے
پھر کہیں اگر تم نے صورت اول کو اختیار کیا تو بیشک اقرار کرلیا
اس امر کا کہ عمل کی سلامت اسد الله اجتہاد پر موقوف نہیں
ہے اور یہی ہمارا مطلوب ہے اور اگر تم نے صورت ثانی کو اختیار کیا
تو عاقل و بالغ و سالم سے تکالیف شرعیہ کے سقوط کا حکم تم نے
لگایا اور یہ بالاجماع باطل ہے اور اگر تم نے صورت ثالث کو اختیار کیا
تو پھر تم اس بات کے قائل ہوگئے کہ جو کام انسان کی قدرت
میں نہیں ہے تم کے ساتھ تکلیف مارہے اور یہ حال عقل و شرع
کے خلاف ہے کیونکہ حاصل کرنا مرتبہ اجتہاد کا بسا اوقات مقدور سے
باہر ہے اور جو لوگ قائل ہیں کہ قیاس حجت شرعی ہے انکے
نزدیک آیۂ کریمہ فاعتبروا یا اولی الابصار میں لفظ اعتبار سے
اجتہاد اور قیاس مراد ہے اور لفظ اولی الابصار سے مجتہدین مراد
ہیں اور اس بات پر اجماع ہوگیا ہے کہ خطابات شرعیہ کے ساتھ
ہر عاقل و بالغ مکلف ہے اور تکلیف شرعی مجتہد کے ساتھ مخصوص
نہیں ہے پس ثابت ہوگیا کہ خطابات شرعیہ کو سمجھنا بھی مجتہد کے
ساتھ مختص نہیں ہے اور بعض علماء نے جو لکھا ہے کہ غیر مجتہد کے
لیے تقلید واجب ہے تو اس سے مراد تقلید المنصوصات نہیں ہے بلکہ
مسائل اجتہادیہ و قیاسیہ میں تقلید مقصود ہے جیسا کہ شرح منار
میں مذکور ہے کہ حکم منصوص علیہ میں امر حق کو پالینا یہ ہر عالم کا حصہ
ہے باعتبار دلالت و اثبات وہ قطعی ہو یا ظنی اور جس کا ثبوت ظنی ہے
یعنی قیاس وہ مجتہد کیلئے مخصوص ہے اور عامی عصمہ اللہ سے عمل
کرنے کی طاقت رکھنے والا مقلد ہے اور مجتہدوں کا تابع ہے اور جو پوچھا
جاتا ہے وہ مسائل اجتہادیہ ہیں حاصل کلام یہی ہے پس ثابت ہوگیا
کہ منصوصات میں تقلید کی حاجت نہیں ہے قرآن و حدیث کے منصوصات

ست قال تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
وقال اللہ تعالیٰ لقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بہا
الا الفاسقون - وقال اللہ تعالیٰ - ولقد یسرنا القرآن
للذکر فہل من مدکر وقال اللہ تعالیٰ - ھو الذی بعث فی الامیین
رسولا منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین - پس
ازین آیات کریمہ ثابت گشت کہ کتاب اللہ وحدیث
شریف رسول اللہ صلعم را ہر امی سے فہمد و از ان حکمت
را می آموزد و اگر کسے بگوید کہ این مخصوص است بآن
کسان کہ در زمان بعثت نشان آنحضرت صلعم بودند
جواب ش ہم کہ بعد ازین آیۂ دیگر را باید دید و آخرین منہم
لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم پس این صریح است بیان
کسانیکہ از صحابہ لاحق نشدند و در زمان دیگر پیدا گشتند
ہم در اطلاق امیین در بعث فی الامیین رسولا داخل
شدند و در موطا مالک روایت شد قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا
ما ان تمسکتم بہما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ لفظ فیکم
و تمسکتم عام است خاص مجتہد نیست بلکہ ہر امی در آن
داخل است قال رسول اللہ صلعم انا امۃ امیۃ لا نکتب
ولا نحسب الیٰ آخرہ رواہ البخاری ومسلم و در جامع
الاصول آثار از حضرت عمرؓ مروی است دلالت میکند
بر ان معنے کہ قرآن و حدیث را می فہمند اہل بادیہ و نساء
و صبیان بالجملہ بسیار آیات و احادیث برین معنے دلالت
دارند چندے ازان بطریق تمثیل درینجا تلاوت کردہ
شد فان المنصف یکفیہ التمثیل والمتعصب تابع۔

عمل کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے بندوں میں سے علماء
ہی خدا سے ڈرتے ہیں اور اللہ برتر نے فرمایا کہ بیشک ہم نے تیرے پاس آیتیں ظاہر
بھیجیں اور اُنکا انکار وہی کرتے ہیں جو فاسق ہیں اور اللہ برتر نے
فرمایا کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے نصیحت لینے کے لیے
پس ہے کوئی نصیحت لینے والا اور اللہ برتر نے فرمایا کہ اللہ وہی ہے
جس نے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھتا ہے ان پر
اسکی آیتیں اور انکو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت سکھلاتے ہیں
بیشک لوگ تھے اُنسے پہلے صریح گمراہی میں پس ان آیتوں سے
ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول کی حدیث کو ہر امی سمجھتا
اور اُس سے حکمت سیکھتا ہے اگر کوئی کہے کہ یہ بات اُنلوگوں کے ساتھ مخصوص تھی جو
حضرت صلعم کے زمانہ مبارک میں تھے اسکا جواب یہ دیتا ہوں کہ اس آیت کے بعد دوسری
آیۃ کو بھی دیکھنا چاہیے جسکے معنے یہ ہیں کہ یہ رسول سکھلاتے ہیں کتاب و حکمت اُن
پچھلوں کو بھی جو کہ ابھی ساتھ نہیں ملے ہیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے پس صریح بیان ہے
اُنلوگوں کا جو صحابہ کے ساتھ نہیں ملے - بلکہ دوسرے زمانے میں پیدا
ہوئے اور آیۃ کریمہ بعث فی الامیین رسولا میں جو لفظ امیین ہے اُسکے مفہوم
عام میں سب داخل ہوگئے - اور امام مالک کی موطا میں مروی ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑی ہے جب تک انکو تم لوگ
مضبوط پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسری
چیز اُسکے رسول کی سُنت ہے لفظ فیکم اور تمسکتم عام ہے مجتہد کے ساتھ
خاص نہیں ہے بلکہ ہر امی اس عموم میں داخل ہو رسول خدا نے فرمایا کہ
ہم لوگ ان پڑھ قوم ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب جانتے ہیں آخر حدیث تک
اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور جامع الاصول میں حضرت
عمر سے ایسے آثار مروی ہیں جنکا مطلب یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو عورتیں اور
گاؤں کے لوگ بھی سمجھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ بہت سی آیتیں اور حدیثیں
اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں انمیں سے چند آیتیں حدیثیں مثال کی طور پر پڑھی گئیں

معلوم ہو کہ ہمارے اسلاف کرام کیا کچھ راہِ خدا میں کرگذرے اور اس وارفانی کو بموجب حدیث شریف کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل پر پورا عمل کر کے خلف کو دکھا گئے۔ کہ یوں کرنا چاہیے جزاہم اللہ خیرا عنا وعن سائر المسلمین بحرمتہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب مولنا فیاض علی علیہ الرحمتہ والغفران

جناب مولانا آلہی بخش مرحوم صادقپوری عظیم آبادی بن شیخ ہدایت علی مرحوم مہدانوی بن شیخ معز الدین مرحوم بن شیخ اتمام الدین مرحوم بن شیخ کریم بخش منفور بن شیخ رحمٰن شہید رحمہ بن شیخ اللہ داد رحمہ بن شیخ معز اللہ بن ابی جعفر ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سماۃ تقیہ بنت حضرت شاہ محمد معز صاحب قدس سرہ ساکن محلہ نمو بیہ کہ از محلات شہر پٹنہ وہ ابن حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ ونگاہی رحمہ بن حضرت شاہ ابوالخیر محمد انور رحمہ بن حضرت شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہ بن حضرت شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہ دیوروی ثم عظیم آبادی بن شیخ ابوسعید رحمہ بن شیخ عبدالغنی رحمہ بن حضرت شاہ محمد رحمہ بن شیخ نعمۃ اللہ رحمہ بن شیخ عمر رحمہ بن میر ارزانی رحمہ بن میر معز الدین رحمہ بن سید سراج الدین بخاری ثم دیوروی بن محمود رحمہ بن میر محمد رحمہ بن سلطان ابو اسحاق ثانی خلیفہ مصری رحمہ بن سلطان بایزید ثانی خلیفہ بن احمد بن مسعود رحمہ بن بایزید رحمہ بن ابو اسحاق رحمہ بن حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شادی سماۃ طفیلن بنت حضرت شاہ محمد حسین بن شاہ محمد معز ساکن محلہ نمو بیہ سے ہوئی آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی آپ نے درسی کتابیں تمام وکمال اپنے برادر معظم جناب مولوی احمد اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں اور سند حدیث جناب مولنا حضرت ولایت علی صاحب غفران مآب سے لی آپ از بسکہ ذہین وذکی تھے آپ اول کچھ درس و تدریس کیطرف متوجہ ہوئے مگر بعد کو کمر بستہ شب و روز حاضر باش خدمت مبارک اپنے پیر و مرشد مولنا ولایت علی قدس سرہ کے رہا کرتے تھے آپ بڑے حضرت کے خلفاء عظام سے ہوئے آپ نے جسقدر فیض باطنی اپنے پیر و مرشد سے حاصل کیے شاید کسی نے کم اتنا حاصل کیا ہو آپ کا وعظ نہایت پُر اثر ہوتا۔ آپ قرآن و حدیث کے بیان معنے و نکات میں ایک ملکہ خاص رکھتے تھے آپ کے وعظ میں بڑے بڑے عالم اور اَن پڑھ دونوں اپنے فہم اور حوصلہ کے موافق لطف و مزا اٹھاتے اور نہایت محظوظ ہوتے آپ فن مناظرہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے آپ کی تقریر ایسی تنگ مدلل ہوتی تھی کہ بڑے بڑے عالموں کو بجز سکوت کچھ نہیں بن پڑتا تھا۔ چنانچہ جناب مولنا محمد فصیح رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ جو آپ کا مناظرہ ہوا ہے وہ اس شہر میں نہایت مشہور و معروف ہے مولنا محمد فصیح صاحب نے مجمع عام میں جہاں ہزاروں آدمی جمع تھے۔ اقرار کیا۔ الغرض ہندوستان کے دور و سیر میں بھی بہت عالموں سے آپکو مناظرہ کی نوبت پہونچی۔ اور آپ ہمیشہ اسمیں فائز المرام رہے۔ حضرت مولنا ولایت علی عرف بڑے حضرت کا جب اول سفر طرف ملک کاگان کہلی کے ہوا جو قریب کشمیر کے واقع ہے آپ بھی ہمراہ تھے۔ اور لڑائی گلاب سنگھ وغیرہ سکھوں کے لشکر کے مقابلہ میں آپنے بہت کچھ

جوانمردی و بہادری دکھائی آپ بہت مرتبہ چھوٹے چھوٹے سر پر افسر کر کے بھیجے گئے اور کار نمایاں دکھایا آپ بڑے
حضرت کے ساتھ بطور مرید و مشیر کے رہا کرتے تھے آپ کی فہم و فراست جیسی علوم کتابی میں فائق تھی ویسا ہی امور تمدنی
میں پھر جناب بڑے حضرت اس ملک سے جب واپس آئے جس کی تفصیل سوانح احمدی میں منشی محمد جعفر انبالوی نے
لکھی ہے آپ بھی انکے ساتھ تشریف لائے اور جب تک بڑے حضرت اس شہر پٹنہ میں مقیم رہے آپ بھی ان کے
ساتھ رہے اور پھر جب دوبارہ بڑے حضرت روانہ ملک سوات و کشمیر ہوئے آپ بھی ہمراہ ہوئے اور وہاں قریب
چند سات برس کے آپ رہے جب بڑے حضرت کا انتقال ہو گیا اور کچھ وہاں کے کاموں میں ٹھہرا گیا تب جناب
والد ماجدم چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلا لیا۔ اسوقت سے آپ چند برس تک یہیں شہر پٹنہ میں رہے
اور جناب چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ والغفران کا آپ وہی ادب و لحاظ فرماتے جیسا کہ بڑے حضرت کا فرماتے تھے
الغرض جس روز سے کہ آپ نے بیعت دست مبارک پر جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی تھی ساتھ نہ چھوڑا اور ہر سفر
حضر میں آپ اپنے مرشد کے ہمراہ رہتے اور انواع اقسام کی تکالیف اور مصائب مثل فاقہ کشی و آبلہ پائی و جہاد و دوری
سلاسل بعیدہ کی آپ نے اٹھائی۔ اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ آپ ہر ایک مصائب کو برداشت کرتے
آپ ہر ایک عسر و یسر میں نہایت کشادہ دلی کے ساتھ نہایت صابر و شاکر رب کریم رہتے آپ نے جو کچھ تکلیف راہ
خدا میں محض ابتغاءً لوجہ اللہ اٹھائی ہے اسکا بیان احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا جب چھوٹے حضرت کا یہاں پٹنہ
میں انتقال ہو گیا تب کی طبیعت بہ غرض سیر و سیاحت ہو رہی تھی اور سکونت ہندوستان سے ملول ہو رہی تھی
آپ پھر گھبرائے اور مع اہل و عیال کے یہاں سے روانہ ہوگئے اور ملک سوات و کشمیر کو پہنچے اور اپنے مالک
حقیقی اور رب حقیقی کے عبادت میں بقیہ عمر کو وہیں طے کیا دنیا کی عیش و عشرت مال و متاع کا ایک گھر جس میں
تھی راحت و آرام جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا وہ اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ آپ حضرت مولوی الٰہی بخش صاحب
لشکر کے ہوتے اور جناب مولوی احمد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں جو کچھ ثروت دنیاوی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں
کو دی تھی وہ ہر ایک جاننے والے کو خوب معلوم ہے وہ سب آپ کو بھی علاوہ و صاف الکم حاصل تھی۔ مگر آپ نے سب کو
و نیز ملعونہ جملہ جہد قسمت فرما کر چھوڑ دیا اور طلب دار آخرت و نعیم مقیم کے آپ نے تمام اپنی عمر کو بلاد و دیار کے
سفر ہی میں بسر کیا اور تا آخر اسی مسافرت و مہاجرت میں جان شیریں جان آفرین کو سپرد کی عجیب و تنگ راہ تھا
الناظر ہکذا یکن من العاملین ترک در شد جو نیستی ہاشمی + عشق باشی ورنہ رعد و برق باشی و گر ہستی نہ
دو دست ہمہ بر دون + شرط عشق است در طلب مردن + گر دست رسد کہ آستینش گیرم + ورنہ بروم بر آستانش
میرم + اس حقیر مؤلف کتاب کو بھی شرف شاگردی کا آپ سے حاصل ہوا ہے میں نے مختصر المعانی تمام و کمال
سماعت و قرأت مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آپ ہی سے پڑھی مجھکو حقیقت فائدہ و استعداد علمی آپ

سے پڑھنے میں حاصل ہوا وہ دوسروں سے نہیں آپ کو ایک سلیقہ خاص تھا پڑھانے میں کہ طالب العلم بہت جلد
ذی استعداد ہوجاتا تھا۔ بشرطیکہ وہ بھی جی لگا کر محنت کے ساتھ پڑھے۔ آپ بجز ایک دو سبق کے زیادہ درس و
تدریس میں مشغول نہ ہوتے۔ آپ کو تخلیہ و گوشہ نشینی زیادہ تر پسند تھا۔ آپ وعظ بھی بہت کم فرمایا کرتے تھے آپ یہ
دونوں کام زیادہ تر اپنے چھوٹے بھائی جناب مولانا یحییٰ علی علیہ الرحمۃ سے لیا کرتے۔ آپ بڑے سالک تھے اور
اور اکثر سکوت و ذکر اللہ و دعا و اوائے نوافل میں آپ کی عمر بسر ہوئی۔ صدہا لوگ آپ کے حلقہ میں راہ سلوک
سیکھا کرتے آپ کے بیان میں وہ تاثیر تھی کہ لوگوں کے دل ہلجاتے لوگوں پر غشی و بیہوشی سی طاری ہوجاتی۔
آپ کا مزاج خلقی غصہ ور تھا۔ مگر آپ نے اپنے دل و دماغ پر کچھ ایسا تصرف و قابو پایا تھا۔ کہ نہایت رحیم و حلیم
معلوم ہوتے۔ اور خوش اخلاق خندہ پیشانی رہتے اور گاہ گاہ مزاح بھی فرماتے بچوں کو نہایت محبت و پیار
کرتے سخاوت و مروت و شجاعت یہ خاص آپ کا حصہ تھا علوم معقول و منقول ہر دو میں پوری دستگاہ تھی
اصول و فروع کے بھی پورے ماہر مسائل جزئی حدیثیہ و فقہیہ کے اندر بھی نگاہ از بس کہ غامض و غایر تھی ہر جزئی
کو اسکے اصول سے ایسا مطابق کردیتے کہ بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے اور انکی تشفی ہوجاتی صدہا حدیث مستحضر
صدہا مسائل حفظ۔ یہی وجہ تھی کہ بوقت معاودت از افغانستان ۱۲۸۰ ہجری میں جب آپ دہلی میں وارد ہوئے
دو روز میں پندرہ سولہ سوالوں کا جواب صرف زبانی آپ نے تحریر کرکے انکو دیدیا جسکا نام فیض الفیوض وہاں کے
لوگوں نے رکھکر اسکو چھاپ دیا۔ **حلیہ شریف** آپ کا قد متوسط۔ رنگ سانولا۔ چہرہ مبارک پر چیچک کے داغ بکثرت
مفلج الاسنان بعید ما بین المنکبین ضخم الراس اور ڈاڑھی میں بال بہت کم ہلکی و مختصر چھوٹی ناک اونچی آبرو
پیوستہ جبین واسع بدن پر گوشت مگر بلغمی نہیں کیونکہ ورزش کا آپ کو ہمیشہ شوق رہا ڈنڈ اور مگدر و لیزم کا
استعمال آپ کو دائما رہا۔ آپ کو فن سپاہگری میں بھی پوری مہارت تھی۔ پٹہ و بانا وغیرہ خوب جانتے تھے تلوار
کا ہاتھ بھی خوب چلاتے تھے آپ کو اولاد کوئی نہیں ہوئی۔ لہذا مولوی اشرف علی صاحب فرزند اپنے برادر
معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور مسماۃ رقیہ بنت اپنے چھوٹے بھائی مولوی اکبر علی مرحوم کو جو یتیمہ ہوگئی تھی
آپ نے متبنّیٰ کرلیا تھا۔ اور پھر ان دونوں کی شادی بھی کردی تھی۔ اور انکو اپنے ہمراہ رکھتے آپ کے اوصاف کے
بیان اور پوری سوانح عمری قید تحریر میں لانے کیلئے متعسر بل محال لہذا آخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں اللھم اغفر لہ وارحمہ
ونور مرقدہ واحشرہ فی زمرۃ المہاجرین الاولین الذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیلک مع نبیک محمد
صلے اللہ علیہ وسلم آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علے خیر خلقہ سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تبیان الشرک

مصنفہ

مولانا مولوی ولایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید
وخلیفہ راشد حضرت مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی ہمارا بہت دُو ہے سرنگوں سے کہ یہ لوگ اپنی جہل میں آدم مشت خاک کو اُس مالک عرش و افلاک کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور اس عاجز ناچیز بندوں کی تعظیم برابر اُس پاک پروردگار کے کرتے ہیں کہ جسکے کام میں نبی اور ولی کو دخل نہیں۔ اور جسکے حکم میں فرشتوں کو دم مارنے کی طاقت نہیں فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے جس کام کا ارادہ کرے اسکو کر ہی کے چھوڑے اور کسی کے روکنے سے نہ رکے

بڑے چھوٹے ہیں سارے بے اختیار — جو چاہے کرے میرا پروردگار
مقدور ہیں کب اتنے دعووں کے ہم کو — خاک کر سادہ ہے تو لوح و قلم کا

اور ہزاروں درود اور صلوات اُس پیغمبر پر کہ جسنے اول اپنا قسم کھا کر صاف فرما دیا وَاللّٰهِ لَآ اَدْرِیْ وَاللّٰهِ لَآ اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ یعنی مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی قسم ہے اور جو اعتبار کرو تو پھر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا باوجودیکہ میں رسول ہوں اللہ کا کہ قیامت کے دن کیا معاملہ مجھ سے اللہ کریگا۔ اور کیا تم سے کریگا خدا سے بہت خوف کیا چاہیے بیت ۔ سرا سونے کی جا یہ نہیں جو سیاہ ہو ۔ ہم نے کر دی ہے خبر تم کو خبردار ہو ۔ اور درود اُس کی آل و اصحاب پر کہ اُن بزرگوں نے اپنی جان اور مال صرف کیے۔ اور بڑی بڑی محنت اٹھائی اسلیے کہ خدا کرے کہیں عالم سے شرک دور ہو۔ اور درود اور رحمت ائمہ ہادین پر کہ صحبت میں سے سوتوں کو جگاتے ہیں اور بھولوں کو راہ پر لگاتے ہیں اب آگے غرض یوں ہے کہ اس رسالہ میں دو باب ہیں پہلا شرک میں اور دوسرا بدعت میں

فصل پہلی اشراک فی العقیدۃ کے بیان میں

سو اصحاب پیغمبروں کا فرمایا ہے کرامت ولیوں کی بھی حق ہے۔ اور جو اسکا انکار کرے وہ بڑا احمق ہے سو اس کو لازم ہے کہ بزرگوں کو اپنا پیشوا سمجھیں اور انکی جناب میں ہرگز بے ادبی نہ کریں اور اپنے دل میں انکی بہت محبت اور تعظیم رکھیں۔ اور انکا نام ادب سے لیا کریں مثل مشہور ہے کہ با ادب با نصیب ہے بے ادب بے نصیب

لیکن انہیں خدا کے برابر نہ کریں اور مسلمانوں کو ضرور ہے کہ خدا اور رسول کے فرمانے کو اپنی آنکھوں پر رکھیں۔ اور
بدل وجان قبول کریں۔ اور جو اُس کلام پاک کے مخالف ہو اُس پر ہرگز کان نہ لگاویں۔ بعضے شخصوں کی بابت
خدا اور اُسکے رسول کے حکم پر چلنا دشوار ہوتا ہے تو وہ یوں پاؤں پھیلاتے ہیں۔ کہ قرآن وحدیث مشکل بہت
ہے بھلا ہمکو کہاں اتنا علم ہے کہ اُسے سمجھیں خدا نے اُنکا جواب آپ فرمایا ہے لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ
وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ یعنے اے محمد ہم نے تجھپر کھلی کھلی آیتیں اُتاری ہیں ان آیتوں کو وہی نہیں مانیں گے
جو بے حکم ہوں گے کہ اپنی کرے اوروں کی نہ سُنے اب تھوڑی سی شرک کی بُرائی بھی ملاحظہ فرمایئے۔ مشکوۃ کے باب
الایمان بالقدر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی بن کعب نے اس آیۃ کی تفسیر میں وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ
مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ یوں فرمایا کہ اللہ نے میثاق کے دن اولاد حضرت آدم کی اکٹھی کی۔ پھر اُنکے جوڑے لگائے پھر اُنکی
صورت بنائی پھر اُنکو بولنے کی طاقت دی تو بولنے لگے پھر اُن سے قول اور عہد لیا۔ اور اُنکی جان پر اُنہیں سے
اقرار کروا دیا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ کیا میں نہیں ہوں رب تمھارا۔ بولے کیوں نہیں۔ فرمایا کہ میں اسپر گواہ کرتا ہوں
ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اور خود تمھارے باپ آدم کو کہیں قیامت کے دن دوزخ میں جاتے وقت
یوں نہ منکر ہو جاؤ کہ ہم تو یہ باتیں کچھ نہیں جانتے۔ سو اب یہ بات سُن رکھو اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ وَلَا
تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا۔ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں ہے کوئی لائق عبادت کے دوسرا سوائے میرے اور نہ تمھارا
پالنے والا اور نہ نفع پہنچانے والا سوائے میرے اور ہرگز شریک نہ ٹھیرا ئیو تم میرا کسیکو اور میں دنیا میں بھیجوں گا
تمہاری طرف قاصد اپنا خط دے کر اور وہی رسول یاد دلاویں گے تمکو ہمارا اس گھڑی کا عہد وپیمان لینا۔ لوگو خدا
کے غضب سے ڈرو اُسکے حضور میں سارے گواہوں کے روبرو کیا اقرار کر آئے ہو پھر یہاں آکر اوروں کو کیوں
پوجنے لگے اور دوسروں سے کیوں بیٹا بیٹی مانگنے لگے کیا ایک دن پھر اُسکے حضور میں نہ جاؤگے اور اُسکو اپنا منہ
نہ دکھاؤگے یہ کلام اللہ کا سنتے ہی سب بولے شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ
اچھا اقرار کیا ہم نے اسکا کہ مقرر تو ہی پالنے والا ہمارا اور تو ہے معبود ہمارا نہیں ہے کوئی ہمارا رب یعنے پالنے والا سوائے
تیرے اور نہیں ہے دوسرا ہمارے پوجنے کے لائق سوائے تیرے۔ واہ جی قول کے پورے وہاں یوں اقرار
کیا اور یہاں آکر روزی رزق صحت تندرستی اور اور جتنی حاجتیں ہیں کوئی تو لگا پیروں سے مانگنے۔ اور کوئی
شہیدوں سے اور کوئی نبیوں سے۔ کوئی ولیوں سے غرض اپنا مربی اوروں کو ٹھہرا لیا۔ اور کوئی لکڑیوں کو
پوجنے لگے غرض اپنا معبود مخلوقات کو بنایا۔ اب آگے توحید کی خوبی سنیئے۔ کہ مشکوۃ کے باب الاستغفار میں
لکھا ہے کہ کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ سے اللہ تعالی نے یوں فرمایا ہے يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ
لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً اے آدمی بیشک تو اگر ملیگا مجھ سے دنیا بھر کے

گناہ مگر میرا شریک نہ کیا ہوگا کہ پھر تو مغفرت ہی آویگا تیرے پاس اسی دنیا بھر کی بخشش لے کر اور سارے گناہ بخش
دونگا کوئی شخص یوں نہ جانے کہ ہم امت محمدی ہیں مشرک تو اور ہوتے ہیں کہ جسے مومن نہیں کہلاتے حق تعالیٰ
نے قرآن میں فرمایا وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ بہتیرے لوگ ایمان لداپر نہیں ہوتے مگر اسی
طرح کہ تھوڑا تھوڑا شرک بھی کیے جاتے ہیں اور مومن کے مومن کہلاتے ہیں مشکوٰۃ کے باب القصص میں لکھا ہے کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ
أُمَّتِي الْأَوْثَانَ قیامت نہیں آوے گی جب تک کہ مل نہ جاوے ہماری امت مشرکوں میں اور قیامت نہیں آنے
کی یہاں تک کہ پوجے ہماری امت بتوں کو۔ معلوم ہوا ایمان کی تلاش ضرور ہے فقط مسلمان کہلانے پر بھولا نہ چاہیئے
کسوں کے طوطے غفلت میں اڑ گئے اور خالی پھر اپنے پھرتے ہیں مگر انکو کچھ خبر نہیں۔ مسلمان کو چاہیئے تو یوں سمجھے
کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو طاقت نہیں کہ ذرہ برابر مجھے نفع پہنچاوے یا ضرر سے بچاوے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
قرآن میں وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ اور مت پکار سوائے اللہ
کے کسی کو حاجت کے وقت دوسرے تو نہ نفع پہنچا سکیں تجھے نہ نقصان پہنچا سکیں پھر اگر تو نے کبھی ایسا کر کے پکارا
تو بیشک تو ظالم اور بے انصاف ٹھیرا کہ بادشاہوں کا دروازہ چھوڑ کر محتاجوں سے مانگنے گیا مشکوٰۃ کے باب
توکل اور صبر میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے یوں نقل کیا ہے کہ تھا میں ایک دن پیغمبر خدا کے پیچھے سو آپ فرمانے لگے
لڑکے یاد رکھ اللہ کو تو اللہ بھی اور رکھے گا اور کہہ اپنے اللہ کو یاد رہے تو اسکو اپنے روبرو پاوے گا إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ
اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا
بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ
اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ اور جب تو کچھ مانگے تو اپنے اللہ ہی سے مانگ اور جب تو
کچھ مدد چاہے تو اپنے اللہ ہی سے مدد چاہ اور یقین کر کہ بیشک سارے لوگ اگر جمع ہوں گے اس لیے کہ نفع پہنچاویں
تجھ کو کچھ بھی تو نفع نہ پہنچا سکیں گے پھر وہی چیز ہوگی جو لکھ دی ہے اللہ نے تیرے واسطے اور اگر اکٹھے ہو جاویں کہ
اس پر کہ کچھ تجھے نقصان پہنچاویں تو ہرگز نہ پہنچا سکیں گے مگر وہی چیز ہوگی جو لکھ دی ہے اللہ نے تجھی پر اٹھائے
گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ تقدیر کے اب اس کا لکھا ہٹ نہیں سکتا پھر جو کوئی یوں گمان کرے کہ فلانے ہی بابا
ولی یا پیر یا شہید کسی کو شفا دیں گے یا مال دیں گے یا کسی پر غضب کر کے اس کی جان لیں گے یا کسی کا پاس تو آنکھیں
لے لیویں یا کسی کی آنکھ میں روشنی بڑھا دیویں تو وہ شخص مقرر مشرک ہے۔ سوائے اللہ کے حاجت کے وقت
میں مخلوق غائب کو پکارنا شرک ہے بہت مردوں سے مانگی جو مدد تم کو چاہیئے انکی لستیں زبا پیر زندہ بچے اور
بعضے شخصوں کے پیٹ میں جب درد کا دورہ اٹھتا ہے تب اصل اُنکی صاف جاتی رہتی ہے اور غلطی سے ہو جاتے

ہیں اور گھبرا گھبرا کر سوائے اللہ کے اُسکے بندوں کو پکارنے لگتے ہیں۔ اے قبر کے پیرو اے جنگل کے شہید و وڈیرو
ذرا ہماری مدد کیجیو۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکو یوں فرمایا ہے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ کہدو اُن کو اچھا پکار دیکھو اللہ
کے سوا جن لوگوں پر تمہارا گمان ہے ہرگز اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ وے لوگ آسمان میں اور نہ زمین میں ذرہ کے
برابر اور نہیں ہے اُن لوگوں کا کچھ آسمان و زمین میں حصہ اور نہیں ہیں وے لوگ کچھ اللہ کے بازو اور مددگار
جب یہ کلام اللہ کا سُنتے ہیں تب بعضے شخص گھبرا کر یوں فریب کی بات بنا کر کہتے ہیں۔ کہ صاحب آپ ابھی ہمارے
مضمون کو سمجھے نہیں پیروں کو کیا ہم مدد کے واسطے پکارتے ہیں ہماری تو غرض اُنکے پکارنے سے یہ ہے کہ وے
خدا کے مقبول ہیں ہماری کچھ سفارش اللہ کے سامنے کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انکا جواب فرمایا لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ
عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ نہیں کام آتی ہے سفارش اللہ کے حضور میں مگر اُسی شخص کی جسکی سفارش کا حکم ہووے گا
یعنی جسکے حق میں بزرگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ہاں فلانے بندے کی سفارش کردیں اسکو کچھہ دونگا تو اس کی کچھہ
سفارش کام آتی ہے۔ جب خدا بخشش کرنے پر آتا ہے تو ہزار بہانہ پیدا کرتا ہے۔ پھر خواہ کسیکو سفارشی کھڑا کرے
خواہ کوئی اور ہی سبب پیدا کرے یا بے سبب ہی بخشش کرے۔ حقیقت میں آپ سفارش کرنے والا ہے۔ اور آپ
ہی بخشش کرنیوالا۔ اور جن لوگوں کو اپنا سفارشی ٹھہراتے ہو۔ اُنکا تو یہ حال ہے کہ اللہ کی شوکت دیکھ کر بدحواس ہو جاتے
اور گھبرا کر متحیر رہتے ہیں حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ یہانتک کہ
جب دور ہوتی ہے گھبراہٹ اُن کے دلوں سے اور ہوش ٹھکانے آتے ہیں تو مارے ڈر کے اُسکے حضور کچھہ عرض
نہیں کرسکتے پہلے حکم کو آپس ہی میں پوچھنے لگتے ہیں کہ کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں وہ حق ہے اور وہی
بلند ہے بڑا۔ پروردگار نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔ کہ سارے پیغمبروں میں بڑا پیغمبر تو ہے اور تمام
بنی آدم کا سردار سو تو اپنا ہی حال کیوں نہیں بیان کرتا۔ اوروں کی قلعی کھلجاوے قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ
اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا کہہ بیشک مجھے بچا نہیں سکتا۔ اللہ کے غضب سے کوئی اور ہرگز نہیں پاتا میں
اللہ کے سوا کہیں بچاؤ۔ بھلا میرا تو آپ یہ حال ہے مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ
هُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ بھلا جس کافر سے جی چاہے اُس سے پوچھ کر دیکھ کہ میاں کون ہے ایسا شخص کہ جس کے
ہاتھ میں ہے قابو اور اختیار ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اُسکے سامنے حمایت کسی کی پیش نہیں جاتی۔
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ جلدی سے بول اُٹھیں گے یہ خوبی اللہ ہی کیواسطے ہے قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ۔ کہو پھر جان بوجھ کر
کیوں خبط میں پڑجاتے ہو۔ اور آنکھوں دیکھ کر کیوں مکھی کھاتے ہو۔ کہ مشکل کیوقت اور کو یاد کرتے ہو۔ ہرچند لوگ
مُردوں کو پکارتے ہیں لیکن مُردوں کو کچھہ خبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ نہ اُنکے کان ہیں جو سُنیں اور نہ اُن کو علم ہے غیب

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ کہدے کہ نہیں جانتا ہے غیب کی بات جو شخص کہ آسمان و زمین میں ہے مگر اللہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ بیشک تو اے محمد نہیں سنا سکتا ہے مردے اور بہرے کو پکارنا جیسے مردے اور بہرے برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ رات دن پکارا کرتے ہیں یا رسول اللہ یا علی یا حسین اسے مراد ہی۔ اے بڑے پیر تمکو چڑھاؤں میں کھیر سوا من کی ملا جاتے ہیں اور قیامت میں مشرک ہوتے ہیں وہ بزرگوار کچھ نہیں سنتے اور جنت میں آرام کرتے ہیں۔ بعضے شخص یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے میرے ہم اولاد اور روزی اور عاقبت کی چیز تو سوائے اللہ کے کسی سے نہیں مانگتے مگر دو چار پیسے کا جو کام ہو تو پیروں سے مانگتے ہیں ہم اتنے بڑے اللہ کے دربار میں دو دو سی چیز کہاں مانگتے جاویں مثل مشہور ہے کہ بڑوں سے بڑی چیز چاہئے اور چھوٹوں سے چھوٹی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا جواب فرمایا مشکوۃ کے کتاب الدعوات میں لکھا ہے لِيَسْئَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْئَلَهٗ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ ہر کسی کو چاہئے کہ اپنی حاجت کی چیز اپنے پالنے والے ہی سے مانگے۔ یہاں تک کہ جب ٹوٹے اسکی جوتی کا دھاگا تو اسی سے مانگے کہ اے میرے اللہ مجھے دھاگا دے تو میں جوتی گانٹھوں

فصل دوسری اشراک فی العبادت کے بیان میں

خوب جانو کہ جو تعظیم بندوں کی قدر سے بڑھ کر ہے اسیکا نام شرع میں عبادت ہے مسلمان کو ضرور ہے کہ وہ تعظیم بندوں کی نہ کرے جو اللہ کے لائق ہے کیونکہ نماز دن میں سو سو بار نماز میں آپ شہنشاہ کے حضور میں وعدہ کر چکا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اے اللہ تعالیٰ تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں اب دو چار عبادتوں کا بیان سنو۔ پھر اوروں کو انہی پر قیاس کرلو۔ اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے نماز کے ارکان مقرر کر دئے جو کوئی کسی نبی ولی جن و فرشتے کے سامنے یہ ارکان ادا کرے گا بے شک مشرک ہوگا نماز کے کتنے ارکان ہیں سجدہ کرنا۔ رکوع کرنا ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے ہونا اور دعا کرنی اور قرآن پڑھنا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا بے شک سجدہ اللہ کے واسطے خاص ہے پھر نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے۔ مفسرین بھی رکوع کے معنے یوں ہی بیان فرماتے ہیں۔ اگلے آدھے دھڑ کو جھکانا تعظیم کے لئے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے والے کا احوال تو کیا کہوں جن کے آگے لوگ ہاتھ باندھتے ہیں انکا حال سنو۔ مشکوۃ کے باب القیام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ جس شخص کو بھاوے یہ بات کہ میرے لئے لوگ تصویر کی طرح کھڑے رہیں۔ تو چاہئے کہ وہ شخص اپنا ٹھکانا ٹھہرا رکھے دوزخ میں۔ مقصد تو یہ ہے کہ جو کام اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اگر کسی اور کے نام کا تھوڑا سا بھی رکھیگا۔ تو آدمی مشرک ہو جاویگا

اللہ نے اپنی تعظیم کیواسطے ایک مقام ٹھیرایا ہے مکہ معظمہ میں اور اُس تعظیم کے ارکان لوگوں کو بتاتے ہیں وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ترجمہ آیت کا یوں ہے اور خبر دے لوگوں میں حج کی کہ سنتے ہی چلے آدیں کوئی تو پاؤں پاؤں اور کوئی دُبلے دُبلے اُونٹوں پر بڑی بڑی دور کی راہوں سے کہ آحاضر ہوویں اپنے فائدے کی جگہوں میں اور وہاں آکر یاد کریں۔ نام کو اپنے اللہ کے مقرر دنوں میں اور شکر کریں اس بات پر کہ اللہ نے انکو مواشی دیئے۔ پھر فرمایا انکو کھاؤ پیو۔ اسمیں سے اور کھلاؤ محتاج فقیر کو پھر اُتارو اپنی جان سے میل کچیل اور ادا کرو اپنی نذریں او منتیں اور قربان ہو اُس قدیم گھر کے اللہ تعالیٰ کو اُسمیں موجود سمجھ کر۔ معلوم ہوا کہ اس طرح عاجزوں کی صورت بنانی اللہ کو بہت بھائی۔ اب جو کوئی کسی قبر کا یا چلّے کا۔ یا کسی اور مکان کی زیارت کو دُور دُور سے جاوے پھر خواہ تعظیم کیواسطے پیادہ ہو جاوے خواہ مرے توٹے جانوروں پر جاوے۔ اور نزدیک اُس مکان کے جاکر اپنے ہاتھ پاؤں دھووے اور یوں سمجھے کہ ہمیں یہاں آنے سے کچھ دین و دنیا کا فائدہ ہووے گا۔ یا کسی مکان یا قبر پر جانور لیجاکر ذبح کرے۔ یا کسی جگہ جاکر نذر ادا کرے یا کسی اور کی منت مانے یا کسی قبر یا مکان کے گرد پھرے اور اپنی جان کو قربان کرے۔ سو وہ شخص بیشک شرک میں گرفتار ہووے گا یہ سب تعظیم اللہ نے اپنے ہی واسطے مقرر کی ہے۔ اگر اللہ کے نام پر محتاج کو پیسا دے دیں۔ یا بھوکے کو کھانا کھلادیں یا ننگے کو کپڑا پہنادیں۔ یا جانور ذبح کریں یا مشکل کیوقت منت مانیں۔ تو یہ بڑی عبادت ہے اور اللہ کے سوا کسی پیغمبر یا پیر یا جن و فرشتے کے نام پر کچھ دیویں۔ تو انکی مثل مشہور ہے۔ محنت برباد گناہ لازم۔ جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کے نام پر جانور چھوڑتے ہیں۔ انکی برائی تو کہاں تک ذکر کروں جو اُس کے گلے پر چھری چلاتے ہیں۔ اُن کا احوال سُنیئے۔ مشکوٰۃ کے باب الصید والذبائح میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ جو شخص نیاز غیر اللہ کے جانور کو فقط ذبح کر دے اور نیاز کرنیوالا جانور کا دوسرا ہووے۔ پھر اُس چھری چلانے والے پر کیا نقصان ہے حضرت نے ایک کتاب اپنی نکالی اُس میں یوں لکھا تھا لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ لعنت کی ہے اللہ نے اُسپر جو ذبح کرے جانور غیر اللہ کے نام کا فرمایا قرآن میں وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ط اور بعضے شخصوں نے جدا کیا ہے۔ اپنے بوئے کھیت میں اور جانوروں میں اللہ کا حصہ پھر کہا اُن لوگوں نے کہ اس مال میں اتنا اللہ کا ہے اور اتنا اُن لوگوں کا ہے جنکو ہمنے اللہ کا شریک اور حصہ دار مقرر کیا ہے پھر جو کچھ ہے شریکوں کا حصہ سو خبردار کہیں مل نہ جاوے اللہ کے حصہ میں ذرا اسکی احتیاط

کیجیو اور جو اللہ کا حصہ ہے سو پہنچا دے شریکوں کے حصہ میں تو قباحت نہیں ہائے لوگ بہت بُرا حکم کرتے ہیں اللہ جی کی بے ادبی کرتے ہیں **نظم**

کام تم نے ڈالوں سے تم کیسے عجائب کام کیا | آپ پکایا آپ کھایا مُردوں کو بدنام کیا
پوچھتے کیا ہو سبب تم ان لوگوں کے دین مذہب کا | قبر کو پوجا پیر سے مانگا کیسا اُن کا اسلام کیا
تم کو کیا ملتا نہیں دانا بھوک کے مارے مرتے ہو | کھاتے ہو وہ کھانا تم اللہ نے جس کو حرام کیا
مُدت سے ہم تو تھے شرک کی راہوں میں پڑے | آتے آتے اُن کو توحید کے گھر میں مقام کیا
آگے تو ہم سارے ہی مسلمان بے سر و سامان تھے | شکر خدا کا جس نے پیدا ایسا میرا امام کیا
صد حیف کہ ہو وے حسرت بندگی اُنکی اور ہم | سارے اصحابوں نے مل کر اپنے نبی کو سلام کیا

فرمایا اللہ صاحب نے قرآن میں وقالوا ہذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء بزعمہم وانعام حرمت ظہورہا وانعام لا یذکرون اسم اللہ علیہا افتراء علیہ سیجزیہم بما کانوا یفترون یعنی اور کہا بعض لوگوں نے یہ جانور اور کھیتی منع ہے نہ کھاوے اُسکو مگر جسکو ہم چاہیں اپنے خیال میں۔ اور اُن اچھوتے جانوروں کی پیٹھ پر کوئی نہ چڑھے اور اُن جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے بلکہ پیروں کا نام لیتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ شاید اللہ ان باتوں سے خوش ہوتا ہے سو جھوٹ باندھتے ہیں اللہ پر قریب ہے کہ اُنکو جزا دے گی آگے کیسے کی یعنی قیامت میں بہت مار کھاویں گے۔ آپ اول یعنی سوائے اللہ کے کسی کا حصہ مقرر کرنا شرک ہے اُسکا نام شرع میں رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم پر کھانا مُردے کا اور لہو اور گوشت سور کا۔ اور وہ چیز کہ مشہور ہو سوائے اللہ کے اور کے علم پر صاف معلوم ہوا کہ سب لوگ یوں کہیں کہ یہ جیسا یا جو کہا فلانے پیر کے نام کا ہے تو اُسکا کھانا اور سور کا کھانا برابر ہے کیونکہ اللہ نے دونوں کو ایک جگہ فرمایا ہے ان آیتوں کو سن کر جو کوئی سوائے اللہ کے کسی کی نیاز کا جیسا یا بکرے یا کھانا کھاوے تو اس سے آگے دیکھ کر کیسی کمائی + **نظم**

کیوں گرد مزاروں کے اپنے کو پھراتے ہو | آداب سے کعبے کے منکر ہوئے جاتے ہو
کیوں بھیجتے ہو بکرا ادکان ہے یہ حج کا | اور قبروں پہ جا جا کر کیوں سر کو منڈاتے ہو
مُردے تو نہیں کھاتے مدام میاں حق کے | پھر ہاتھ دلوا کر تم آپ ہی کھاتے ہو
پیروں کی نیازوں کے کھانے سے شرماؤ | اللہ کے حصے سے تب کاہے کو کھاتے ہو

بعضے شخص یوں کہتے ہیں کہ اگلے کفار تو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اُن کا احوال قرآن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگلے کافر بھی عبادت اپنے مقبول ہی بندوں کی کرتے تھے اور بزرگوں ہی کی صورت بناتے تھے سامنے

ہیں حضرت عیسے علیہ السلام کی سولی کی نقل لکڑی کی بناکر پوجتے ہیں۔ اور یہود حضرت موسے کی قبر کو پوجتے ہیں۔
مشکوۃ کے باب تغیر الناس میں فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا
بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ
فَمَنْ ضرور تم چلوگے راہ پر اگلے لوگوں کی بالشت بہ بالشت گز بہ گز یہاں تک کہ اگر وے گھسیں گے سوراخ میں
گوہ کے تو تم بھی جاؤگے۔ پوچھا یا رسول اللہ یہود و نصارے اگلے ہیں فرمایا پھر اور کون ہے۔ خوب غور کرو کہ
اس زمانہ میں حضرت کا فرمانا مطابق ہوا۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ
ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٭ بنالیا ہے
اپنے مولویوں کو اور اپنے مشائخوں کو رب اللہ کو چھوڑکر اور عیسے مریم کے بیٹے کو رب بنایا اور حکم نہیں ہوا تھا اُن کو
مگر یہ کہ پوجو ایک ہی معبود کو۔ نہیں کوئی معبود سوائے اُسکے پاک ہے وہ شریک کرنے سے۔ معلوم ہوا کہ پوجنے
والا بزرگوں کا اور پتھروں کا شرک میں برابر ہے خدا سے دونوں دور ہوجاتے ہیں۔ مثال اسکی یہ ہے کہ آئینہ
پر خواہ کمخواب کا ٹکڑا ڈال دو خواہ ٹاٹ کا حجاب دونوں سے برابر ہوجاویگا۔ فرمایا پروردگار نے رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اپنا احوال صاف کھولکر کہدے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ٭ کہو بس میں بھی آدمی ہوں اور عاجز ہونے میں تمہارے برابر ہوں مگر فرق یہ ہے کہ مجھپر وحی آتی ہے اور تم پر
وحی نہیں آتی سو میری عبادت نہ کرنا بات یوں ہے کہ تمہاری عبادت کے لائق وہی ایک معبود ہے۔ ان آیتوں
سے معلوم ہوا کہ پتھر پر قدم کا نشان کھودکر اسکو قدم رسول کہنا یا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر کی نقل بنانی
یا کسی شدے اور علم کو پوجنا یا کسی کی جوتی اور ماہی کو پوجنا کسی کی قبر کے آگے اپنی حاجت عرض کرنی یا کسی درخت
کو متبرک جان کر اُسکی لکڑی اور پتے کو متبرک بنانا یا قبروں پر پھول اور ہار چڑھانا یہ سب بت پرستی میں داخل ہے
ابن عباس نے کہا۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم۔ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ لعنت کی
پیغمبر خدا نے عورتوں پر جو زیارت کو جاویں اور جو قبروں کو سجدہ گاہ بناویں۔ اور جو وہاں چراغ جلاویں اور علاوہ
اسکے قبر کے اونچا کرنے کو اور پکی بنانے کو۔ اور چونہ پھروانیکو۔ اور قبروں کی زینت کرنے کو۔ اور اُسپر مکان بنانے
وبہت منع فرمایا ہے۔ سبب اسکا یہ کہ ان کاموں سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ اور مال بے فائدہ خرچ ہوجاتا ہے۔
تصویر کے پوجنے والیکا احوال تو کیا پوچھتے ہو۔ تصویر بنانے والوں کا حال سنو تو کہوں مشکوۃ کے باب التصاویر
میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ
قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ ترجمہ۔ سب سے بڑا عذاب
قیامت کے دن اُس شخص کو ہے جسنے کسی پیغمبر کو مار ڈالا یا اُسکو کسی پیغمبر نے مار ڈالا۔ یا اُس نے کسی اپنے ماں

باپ کو مار ڈالا اسی طرح پیر سایہ والے کو اور اس عالم کو کہ جسکے علم سے کچھ فائدہ ہو وہ کتاب پڑھکر چپ ہو گیا معلوم ہو کہ بعینہ
مانی اور پیغمبر کو قتل کرنا برا ہے اور پیغمبر کے پیدا ہونے سے ہدایت عالم میں ہوتی ہے اسی طرح قتل ہو جاتے ہیں دروازہ ہدایت کا
بند ہو جاتا ہے اسی طرح جس شخص نے علم پیغمبر کا پڑھا اور اسکو لوگوں میں ظاہر کیا تو اسکے سبب سے گویا وہ پیغمبر کا نائب ہوا
اور جو کسی نے لوگوں کے ڈر کے مارے علم کو چھپایا۔ اور محنت کے خوف سے چپ ہو کر گھر میں بیٹھ رہا۔ تو اس نے گویا پیغمبر کو
قتل کیا۔ اور باب ہدایت کا بند کیا اور پیغمبر کے علم کو پکڑ رکھا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ
بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ فرمایا اللہ تعالی نے قرآن میں بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں اسکو
جو اتارا ہے اللہ نے کتاب سے اور کماتے ہیں اُس سے دام تھوڑا سو وے لوگ نہیں کھاتے ہیں پیٹ میں مگر آگ اس
آیت سے صاف تہدید نکلی گئی۔ کہ جیسے بعضے مولوی اللہ کی کتاب کو پیٹوں کے واسطے چھپا رکھتے ہیں اور اپنی حرمت کم ہونے
کے خوف سے پوری بات نہیں بیان کرتے ہیں یہ سبب ہے ساری گمراہی عالم میں پھیلنے کا سو آدمی کو چاہیئے کہ
سوائے عالم دیندار کے پیر مولویوں کے کلام کا اعتبار نہ کرے قرآن میں یوں حکم ہے فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ
بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ پس خرابی ہے اُن کی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں کہ یہ حکم اللہ کی
طرف سے آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو کتاب لوگوں نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اور وہ اللہ اور رسول کے فرمانے
کے خلاف ہے اس کتاب کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس زمانے میں لوگ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر لوگوں کی بنائی ہوئی کتابوں پر
بہت چلتے ہیں۔ اور واہی تباہی شعروں کو اور بدعتوں کے جھوٹے جھوٹے قصے کہانیوں کو سنکر اپنا ایمان برباد کرتے
ہیں۔ اور اتنا خیال نہیں کرتے کہ جن لوگوں نے پیغمبر خدا کے نام سے لاکھوں حدیثیں جھوٹی بنائیں ان کو دوسرے لوگوں کی
جھوٹی بات بنانے میں کیا دیر لگتی ہے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ
بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اے مسلمانو خبردار ہو جاؤ بیشک بہتیرے مولوی مشائخ کھا جاتے ہیں دولت
لوگوں کی ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر ہر مولوی
مشائخ کے کہنے پر چلنا خوب نہیں مثل مشہور ہے کہ جو لوگ ہوا کی سواری کی نقل رکھو گے مرید کرتے ہیں وے دعا ہی ہنر
پاتے ہیں۔ نظم

درد و صد افسوس ہے	گمراہی وگرم رہتا ہے	گھٹا بعد او شعلے ہے	ہستے ہیں تمام سنبھل کر
ہر دلیل حدیث اور ملت	سب مولویوں کی شرح سے لیو	شیطان بھی آنکھوں میں آ چھپا ہو	ہیوں کی تمام حدوں کی صورت
قرآن و حدیث کے ساتھ	شعر و سخن و کتاب و قصہ	تیر اعتراض پایا ہے	منیر ہر گز نہ اسکو جاہت
	کیا کرتے ہو استعمال اس کا	جو آدمیوں نے مو گھڑا ہو	

فصل تیسری اشراک فی العادت کے بیان میں

جب تک ایمان دل میں نہیں آتا تب تک آدمی کی عادت اور رہتی ہے اور جب اللہ کسی کو توفیق ایمان نصیب کرتا

ب تو اُنکی ساری عادتیں اور خصلتیں بدلجاتی ہیں اور تکیہ کلام اور حرکات وسکنات میں فرق آجاتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ مسلمانوں کی عادت یوں ہوتی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وے نام لیتے ہیں اللہ کا کھڑے ہوتے وقت اور بیٹھتے وقت اور کروٹ لیتے وقت یعنی یا اللہ یارب ویا کریم کہتے ہیں بعضے شخصوں کی یوں عادت ہوتی ہے کہ جب کھڑے ہوویں تو یا علی پھر جب بیٹھیں تو یا علی اور جب زور کریں تو علی علی کہیں۔ غرض اس آیت کو نہیں مانتے ہیں۔ مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ۔ یوں نہ بولا کرو کہ جو اللہ اور محمد نے چاہا ہے تو یوں ہوویگا بلکہ اپنی عادت یوں بولنے کی ڈالو۔ کہ جو اللہ نے چاہا ہے تو یوں ہووے گا۔ فقط اللہ کا نام لو اُس میں دوسرے کو شریک نہ کرو۔ مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ جسنے قسم کھائی سوائے اللہ کے تو بیشک شرک کیا حدیث میں ہے لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ یوں نہ قسم کھایا کرو کہ مجھے باباجان کی قسم اور دادا جان کی ارواح کی سوں۔ نظم

بعضے تو بولتے ہیں تیری جان کی قسم
مردوں میں ہے رواج پیمبر کی قسم کا
کوئی چلے آستانہ کی قسم کھانے لگا
کہتا ہے کوئی مجھکو تمہانی کے سر کی سوں
حضرت رواج شرک ہوا ورنہ ہے کہاں

اور کتنے یاد کرتے ہیں قرآن کی قسم
عورتوں میں بی بی کے دامان کی قسم
اور کوئی کھاوے پیروں کے ملان کی قسم
اور تجھکو تیرے پیارے چچاجان کی قسم
جز ذات پاک حق کے مسلمان کی قسم

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلِمَ تُکَنّٰی اَبَا الْحَکَمِ حاکموں کا حاکم تو خدا ہے پھر تیرا نام اباالحکم کیوں ہوا۔ غرض وہ نام بچونکا نہ رکھیئے جسکے معنی میں قباحت ہووے جیسے عبدالرسول بندہ وعلی نبی بخش غلام غوث۔ اللہ قیامت میں پوچھیگا کہ تو تو ہمارا نمک کھاتا تھا۔ پھر غلام دوسرے کا کیوں کہلاتا تھا۔ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰہِ وَکُلُّ نِسَآئِکُمْ اِمَآءُ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ کوئی تم میں سے اپنے زرخرید کو بھی یوں کہہ کر نہ پکارے میرا غلام میری لونڈی تم سب اللہ کے غلام ہو اور تمہاری عورتیں لونڈیاں ہیں اللہ کی۔ لیکن زرخرید کو یوں بولا کرو چھوکرا ہمارا اور چھوکری ہماری اور لڑکا ہمارا اور لڑکی ہماری۔ اور یہی ایک نکتہ ہے سمجھو تو بڑے کام آویگا۔ ہندوستانی زبان میں بندہ غلام زرخرید کو کہتے ہیں اور عرب کی زبان میں بندہ زرخرید کو عبد کہتے ہیں۔ اور غلام کے معنے لڑکے اور نوجوان کے ہیں۔ اب اس ملک کے لوگ جو غلام کا لفظ کسی بزرگ کے نام سے ملاتے ہیں۔ یقین کرو کہ اُنکی نیت میں یہی ہوتا ہے۔ کہ اب یہ اُنکا زرخرید بندہ ہوا اسپر اُنکی نگاہ رہیگی ہر بات میں اور ہر وقت میں اُنکی مہربانی سے اسکا کام چھوٹا ہو یا بڑا درست ہوتا رہیگا۔ اور وے اسکے حاجتی کا رروا کریں گے

ہوگا کہ ہم تباہی سے بچاویں گے مشکل کے وقت کام آویں گے مگر طریقہ اسکے فرمانبرداروں کا نہیں پھر اس کا ذکر کرنی کچھ دلیل
کرے تو وہ صرف اپنے تئیں بندوں کے طور اور علامت سے بچاتا ہے اور اپنی تعلق اور ارادے کے خلاف بیان کرتا ہے
اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے لا يقل العبد ربي ولكن ليقل سيدي اور سب کے رو برو اپنے بیان کو میرا مربی
پروردگار کر سو اللہ کی جناب میں کہوے تو ہوسے ہمارا سردار

باب دوسرا بدعت کے بیان میں

فصل پہلی بدعت کی پہچان میں مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد جس نے ایجاد کیا کیا کام ہمارے اس کاموں میں یعنی دین کے کاموں میں جو ہم نے ٹھہرائے ہیں جو نہیں ہے اس میں سے سو وہ کام مردود ہے اور اسی باب میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة یعنی بہتر باتوں میں قرآن ہے اور بہتر طریقوں میں طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور برے کاموں میں نیا نکلا ہوا ہے اور جو بدعت ہے یعنی نیا نکالا ہوا سو گمراہی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ کام دو طرح کے ہیں ایک تو وہ ہیں کہ جسکے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے جیسے مکان بنانا اور کھانا پکانا اور کپڑا سینا ایسے کاموں میں بدعت کو کچھ دخل نہیں۔ یہ تدبیریں لوگوں کی عقل پر چھوڑ دی گئیں ہیں جیسے تدابیر سے وہ کریں چاہو اگرچہ حضرت کے وقت میں تھا مگر اسکو بدعت نہیں کہہ سکتے اسلئے کہ یہ امر مافیہ حکم میں جو دخل نہیں اور دوسرے وہ کام ہیں کہ جنکے لئے حضرت مبعوث ہیں انکا دو حال ہے ایک یہ کام ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی صورت حاصل کرنے کی نہیں فرمائی اور نہ بتا دی اور نکی صورت معین کر دی جیسے جہاد کہ مقصود شارع کا اسکا مہ ہے دشمن پر قوم پاتا ہے پھر کوئی چاہے بندوق سے لڑے چاہے توپ سے چاہے تلوار سے لڑے چاہے تیر سے پہلے مشرکان سے یا سنگ ہو کر لڑے ان کاموں میں ایسی نئی ایجاد کر لی جو مطلب کو مفید پڑیں ہرگز بدعت نہیں اور گناہ کے زمانے میں قباحت نہیں بلکہ عین سنت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها یعنی جس نے نکالی راہ بہتر اسکے لئے ہے مزدوری اسکی اور اس پر چلنے والوں کی یعنی علما اسی صورت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور بعضے علما اسکو سنت لغوی کہتے ہیں اس لئے کہ حدیث میں اسکا نام سنت رکھا ہے اور سب بدعت کو گمراہی فرمایا ہے ہم کو یہ چاہئے کہ بدعت کو بہتر کہیں اگرچہ حضرت کے وقت میں تلوار تھی اور توپ و بندوق نہ تھی اب جو کوئی لڑائی کے معاملہ میں کار توپ انداز کے بیکار سمجھ کر توپ و بندوق کا اختیار کرے تو ہرگز بدعت نہیں اسواسطے کہ وہ حکم کسی جہت میں داخل نہیں۔ جیسا کہ شارع کو مقصود حاصل ہوا علوم حقہ کا اور مسائل طلب کی ہے اسواسطے اگر کوئی کتاب

صرف و نحو کی یا اشتغال بطور صوفیہ کے مقرر کرے تو ہرگز بدعت نہیں اگرچہ یہ چیزیں حضرت کیوقت میں نہ تھیں ہاں اگر ان کاموں کو اس درجہ پر لازم کریں کہ جو کوئی بیے توپ گولہ کے تلوار سے فتح کرے تو اسکو مجاہد نہ جانیں اور جو کوئی بے صرف و نحو کے پڑھے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرے اسکو عالم نہ کہیں اور جو بے شغل و اشتغال صوفیہ کے بزرگوں کی صحبت میں صفائی قلب کی حاصل کرے اسکو ولی نہ سمجھیں تب اس صورت میں یہ کام البتہ بدعت ہو جائیں گے۔ اور بعضے وے کام ہیں کہ حضرت نے اُس کی صورت مقرر کر دی ہے اور زیادتی کی آپ نہادی ہے جیسے نماز روزہ شادی غمی ان کاموں میں بڑھانا اور گھٹانا شارع علیہ السلام کے فرمانے سے صاف بدعت ہے اب جو کوئی چاہے کہ ہم نماز میں کھڑے نہ ہونگے بلکہ پڑے پڑے ویسے اللہ کے حضور میں حاضر کریں گے تو ہرگز جائز نہیں اور جو کوئی کہے کہ مقصود تو مُردے کو گاڑنا ہے ہم ہاتھی کے پاؤں میں بندھوا کر گھسیٹواتے لیجاوینگے اور اسیطرح لیجا کر گاڑیں گے یا مقصود تو نکاح کرنا ہے ہم توپ جم رخصت سے کرینگے تو ہرگز قبول نہوگا اسواسطے کہ ان کاموں کی صورتیں شرع میں ٹھہری ہوئی ہیں۔ ہاں جتنی کمی بیشی کی شارع نے رخصت دی اُتنی قباحت نہیں مثلاً کوئی نماز میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ پڑھے نہ پڑھے یا کوئی نکاح میں طعام ولیمہ پکاوے کوئی نہ پکاوے یا مُردے کو کوئی تیسرا کفن دیوے کوئی نہ دیوے تو کچھ قباحت نہیں اسواسطے کہ یہ چیزیں فرض نہیں اور معلوم کیا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بدعت کو گمراہی فرمایا ہے چھوٹی ہو یا موٹی یعنے سیدھی راہ سے بدعت کا کرنیوالا ٹیڑھا ہو گیا پھر جو کوئی تھوڑا کج ہوا ہے وہ جلد راہ پر لگ سکتا ہے اور جو بہت ٹیڑھا چلا اُسکو بہت مشکل ہے راہ پر آنا اور ایک نکتہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جن کاموں میں حضرت نے مبالغہ کیا ہے اُس میں افراط کرنی اور جنمیں حضرت نے بہت استغنا فرمایا اُس کام کو سرسری سمجھ کر اُسمیں زیادہ اہتمام نہ کرنا خالی بدعت سے نہیں بعضے شخص یوں سمجھتے ہیں کہ حضرت کے وقت میں اسلام کی ابتدا تھی دین کی باتیں خوب درست نہ ہوئے پائیں تھیں جوں جوں زمانہ گذرا اُس طرح باتیں نئی نئی نکلنے لگیں اور اسلام کو رونق ہوئی اور دین کامل ہوا مثلاً شادی غمی کی رونق حضرت کے وقت میں ایسی کا ہیکو تھی جیسی اب ہے حقیقت میں وے لوگ بہت اُلٹا سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم آج پورا کیا میں نے دین تمہارا بعد حضرت کے دین کچھہ کامل نہ ہوا جتنا کمال اُسکا اللہ کو منظور تھا اسیوقت ہو چکا تھا

فصل دوسری فاتحہ کے بیان میں

عبادت خالص خدا کے واسطے کر کے اُسکا ثواب دوسرے کو بخشنا درست ہے پھر خواہ سورۂ فاتحہ پڑھے خواہ سورہ مائدہ خواہ بھوکے کو کھانا کھلاوے یا ٹڑھیا کا گھر چھوا دیوے خواہ پہلی تاریخ کرے یا گیارھویں خواہ ربیع الاول میں کرے خواہ ربیع الثانی میں اور قید لگانی تاریخ کی یا کسی مہینے کی یا کھانے کی یا فقط سورۂ فاتحہ کی کھانے کو آگے رکھہ کر لوبان جلا کر بدعت ہے بلکہ یہ صورت جو عالم میں پھیلی ہے ہندؤں سے مشابہت رکھتی ہے کہ جیسے وے لوگ زمین کو لیپ کر مٹھائی پکوان لا کر رکھتے ہیں اور اُسکے سامنے پھول ہار دھر کر لوبان یا گوگل جلاتے ہیں اور کسی اچھے پڑھے برہمن کو بلوا کر اُسپر اشلوک پڑھوائی ہیں اور یوں سمجھتے ہیں

کہ اسوقت یہاں دیوتا آتے ہیں اور کھانے کو کھا جاتے ہیں پھر جب وہ پاس انکے شام کو بھیجتے ہیں سب اسکو کھا لیتے دیوتا کا پرشاد جان
کر آپس میں بانٹتے ہیں اسیطرح سے جاہل بدعتی مسلمان اپنے بزرگوں سے معاملہ کرتے ہیں کہ ایک مکان کو صاف کرواکر اس
میں مٹھائی اور کھانا دھر دیتے ہیں اور منہ پر تم دوماں جانا اگر کسی شے کو لیا تو اسپر جا کہتے ہیں مراتب ہیں یا بیدیں سمجھتے ہیں کہ اس
وقت یہاں بزرگوں کی ارواح آتی ہیں اور کھانے کو سونگھ کر خوشنود ہوتی ہیں پھر جب وہ کہیں چلی گئی سب اسکو بزرگوں کا تبرک سمجھ کر آپس
میں بانٹتے ہیں اسواسطے ایمان والے تو مسلمان کو ضرور ہے کہ یہ قیدیں موقوف کرے اگر ثواب پہنچانا ہے تو قید دن
کی کچھ ضرورت نہیں جو اچھا کام جسوقت ہوسکے اللہ کیواسطے کرے اسکا ثواب جسکو چاہے بخشدیوے ۔

فصل نکاح کے بیان میں

ان دونوں میں زنا کا رواج بہت ہے اور نکاح بہت کم ہو گیا اور جو دیکھتا ہوں کی لذت جیسی نکاح میں ویسی ہی زنا میں بلکہ
حرام کرنے والوں کے دل میں ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ کوئی آ جاوے اور تمام محلہ ہمسایہ میں رسوا ہے ہیں لوگ انکو اپنے
دروازہ پر کھڑا ہونے نہیں دیتے اسی سے مارے ہنگی ہوتی ہے اکثر لوگ عورتوں کے پیچھے اک کان کٹواتے ہیں [illegible]
سوا کہ گنشیا اعلام ہیں مشہور کرتے ہیں اور ایک عورت آج ایک محل میں کل دوسرے گھر ہے پھر کر کھاتی ہے اور ہمیشہ ننگائی کی ہنگائی سے
بے تعصب تو یہ ہے کہ اکثر سیدوں کی بیٹیاں کمینوں کے گھروں میں پیدا ہوتی ہیں اور باپ کے سامنے سلام کرواتی [illegible]
نے ہوں نہیں سکتے اور بہت سے اعلانیہ بے اولاد بھی رہتے ہیں نکاح میں اولاد ساتھ کاموں سے بچا ہے لیکن لوگوں
اسکی طرف رغبت نہیں ہوتی سبب اسکا یہ ہے کہ ایکی امت ہوتے اپنے پیغمبر کا طریقہ چھوڑ کر قوم میں ہر طرح شرک و بدعت پھیلا رکھے ۔
یوں تو شادی میں لوگ بہت سی اپنی باتیں کرتے ہیں کہ جس سے کفر کی نوبت پہنچ جاتی ہے لیکن پانچ مرتبہ ایسی نکالی ہیں
کرنے کے سبب نکاح موقوف ہو گیا ایک تو یہ جو نکاح کرنے لگتے ہیں ذات اور نسب کی بہت جستجو کرتے زیادہ نکالتے ہیں اور
جب نکاح کرتے ہیں تو کبھی ذات نہیں پوچھتے اکثر حسب و نسب کے گمان نے اکثر پیرزادوں کو گمراہ کر رکھا ہے کہ وے
عبادت نہیں کرتے اور اس توقع میں ہیں کہ ہمارے باپ دادے بڑے بزرگ ہو گئے ہیں ہمکو کوئی قیامت میں نہ پوچھے
گا ہمیں نہیں فکر ہم لذتوں کو مصروف ہیں سو گے ہمیں عبادت کی کیا احتیاج ہے جو بہت جائے کو نفس و شیطان کے بہکانے کو بہکا
قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ جب صور پھونکا جاوے گا کوئی کسی
کو پوچھیگا اس آیت کو سن کر کوئی نسب کا نام لیوے تو وہ قرآن کا منکر ہوا فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ
مِنَ النِّسَآءِ نکاح کرو اس سے جو پسند آوے تمہیں عورتوں میں سے اور حدیث میں بھی حضرت نے بہت تاکید فرمائی کہ لڑکی
کو اول دیکھ لیا کرو جو تمہارے دل کو بھاوے اس سے نکاح کرو اور عقل سے بھی یہی اوصاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کی
صورت یا سیرت بھلی ہونے سے مرد کو آرام ہوتا ہے اور حسب نسب فقط نام کو ہے کبھی اس سے فائدہ نہیں بھلا ایک
کی لڑکی خوبصورت و خوب سیرت اور ایک پیرزادہ کی بد صورت بے تمیز کسی عقلمند کے پاس لیجا کر پوچھیے کہ ان میں کیا

اور اشراف کون ہے تو وہ ضرور آپس خوبصورت خوب سیرت کو بتاویگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرافت نسب کی شیطان کا فریب ہے اور لڑکی کو دکھلانا نکاح کے پہلے سنت ہے کہ آپس میں موافقت رہتی ہے اور چھپانا بدعت ہے ✦

دوسری بدعت مانع نکاح یہ ہے کہ لوگ شادی میں روپیہ بہت لگاتے ہیں۔ بعضے تو حرام میں اٹھاتے ہیں جیسے ناچ راگ ڈھول دھمکا سہرا تنبع آتشبازی لال کپڑے میں اور بعضے پیرزادوں مولویوں میں اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو وہ کھانے کپڑے گہنے باسن برتن پلنگ چوکی میں اٹھاتے ہیں خوب جانو کہ یہی فساد کی جڑ ہے اس واسطے کہ اہل بدعت جسکے سبب نکاح موقوف ہو وہ یہی ہے کہ پیسا بہت نہ لگے کیونکہ غریب کو بہت پیسا ہو وے نہ بیاہ کرے لاچار ہو کر زنا کرتا پھرے بھلا ایک نکاح میں دو چار برس کا خرچ اٹھا ڈالنا پھر آپ مفلس بنکر در بدر بھیک مانگنا شرع میں کب جائز ہے۔ سنت اتنی ہے کہ اسدن کچھ کھانا زیادہ پکا دے اور اگر روز دس آدمی کا پکتا تھا تو اسدن بیس آدمی کا پکا دے اور جیسے کپڑے پہن کر باہر جاتا تھا ویسے گھر میں پہنے سو یہ بھی سنت ہے کچھ فرض نہیں کہ آدمی اسکو لازم کرے جتنا موجود ہو اتنا خرچ کرے اور اسکے واسطے قرض کرنا گناہ ہے **تیسری بدعت** مانع نکاح مہر بہت سا باندھنا کہ اکثر لوگ اس خوف سے ہی نکاح نہیں کرتے خوب معلوم کیا چاہیئے کہ مہر اللہ نے دینے لینے کیواسطے ٹھہرایا ہے اسکو جہانتک کوئی تخفیف کرے اتنا ہی ثواب ہے اسواسطے کہ لوگ اکثر مقدور کم رکھتے ہیں وے نکاح کیونکر کریں گے لاچار ان میں زنا رواج پاویگا اور بعضے قوموں میں رواج ہے کہ جو دو پیسے کا مقدور نہیں رکھتے وے لاکھوں روپے اور مچھر کی چربی اور گاڑی کی چون چون باندھتے ہیں حقیقت میں وہ لوگ مہر کو ایک رسم جانتے ہیں ادا کرنا اسکا ضرور نہیں سمجھتے ہیں دین کے عذاب سے نہیں ڈرتے اس صورت میں انکے ایمان میں خلل پڑ جاتا ہے پھر انکے نکاح کا کیا ٹھکانا بعضے لوگ اسکا فخر کرتے ہیں کہ ہماری بیٹی کا بہت مہر بندھا ہے وہ بڑے احمق ہیں اسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں بیٹیاں جو تمام عورتوں کی شرافت عزت مرتبہ میں سردار ہیں انکا مہر سوا سو روپے سے زیادہ نہ ہوا۔ اور اصحاب کی بی بیوں کا نکاح لوہے کے چھلے اور قرآن کی سورتوں پر ہوتا تھا ان کی بیٹیاں انسے بھی بڑی ہوئیں کہ لاکھوں روپیہ کا مہر باندھتے ہیں **چوتھی بدعت** مانع نکاح یہ ہے کہ ان لوگوں میں طلاق کا رواج نہیں سمجھتے ہیں کہ جب ہمکو کوئی نقصان پیش آویگا تو بے نکاح عورت کو چھوڑ دیں گے اور جہاں نکاح ہو گیا تو گلے بندھ جاویگی پھر کسی طرح کی مصیبت دین و دنیا کی پڑے گی لیکن اسکو چھوڑ نہ سکیں گے اس واسطے زنا کرتے ہیں یہ بات اللہ کی مرضی کے محض خلاف ہے فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ مقرر جوروں اور بچے دشمن ہیں تمھارے سو کنارہ کرو ان سے۔ یہاں سے صاف اللہ کا حکم معلوم ہوا کہ جس عورت سے دین دنیا کا فساد معلوم کرے اسکو چھوڑ دے۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک بی بی کو طلاق دیا تھا۔ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور سارے اصحابوں میں اسکا بڑا رواج تھا اور حضرت کی صاحبزادیاں بھی جو حضرت عثمان سے بیاہی گئی تھیں انکو طلاق ملی تھی سو خوب غور و انصاف کیجئے کہ جو اللہ کا حکم ہوا اور حضرت کی اور صحابہ کی

ہو بیٹیوں میں جاری ہوا اُس کو جو کوئی اس عیب لگاوے اُسکی بے ایمانی میں پھر کچھ شک نہیں **پانچویں بدعت** منع
نکاح بیوہ ہے کہ ان لوگوں میں عورت کے دوسرے نکاح کا رواج نہیں سبب اسکا یہ ہے کہ ہندوستان کی عورتیں جاہلہ
اکثر مرد ہوگئے ہندو تھے ان میں یہ عادت جاہلیت کی رسم اب تک باقی ہے معلوم کیا چاہیے کہ ابھی ان میں ایمان پورا
نہیں آیا اور بدعت کو کفر کی نہیں گئی کہ سبب لوگ عورت کا دوسرا نکاح نہیں کرتے اور بعضے اپنی قرابت میں بیٹی نہیں دیتے
اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دوسرے نکاح کی بہت تاکید فرمائی وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ
أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ پھر جب طلاق دو تم عورتوں کو پھر پہنچیں اپنی عدت کو تو مت روکو انہیں اس بات سے کہ
نکاح کریں مردوں سے بعضے کہتے ہیں کہ نکاح دوسرا عورت کو درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ صبر کرکے بیٹھے حقیقت
میں وہ منکر قرآن ہیں اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ
دوسرا نکاح تمہارے دل کو پاک رکھے اور تمہارے دل کو پاک اور اللہ تعالیٰ تمہاری بہتری کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے
اس آیت کے مضمون سے معلوم ہوا کہ نکاح کر دینا بہتر ہے صبر کرکے بیٹھنا بہتر نہیں کہ اس میں ظاہر دل نہ رہنے تھیں
[illegible] دل بچا ہی تو دل وسوسے سے پاک نہیں ہوتا سو اس کو جو کوئی کہے کہ بیٹھنا بہتر ہے تو اسے اللہ تعالیٰ
[illegible] ایسے ہو اللہ کا حکم الٹ دیوے اور دنیا کو ما پچھانے تو اسکو ضرور ہے کہ ایسی باتیں منہ سے
[illegible] ترک کرے اللہ اُسکو دنیا ان دین میں بہتر ہوگا اور عزت بخشیگا +

اعلان

جن صاحبوں کو اس مجموعہ کی خریداری منظور ہو قیمت اور محصول ڈاک ارسال مولوی عبدالرحیم صاحب ساکن [illegible]
ڈاکخانہ گلزار باغ محلہ میر شکار ٹولہ متصل جامع مسجد روانہ کریں یا بذریعہ ویلیو پی ایبل طلب فرماویں دس جلد کے
خریدار کو ایک نسخہ بطور کمیشن کے دیا جاوے گا علی ہذا القیاس [illegible] تک یہ کمیشن ہوگی اور تیس
جلدوں کے خریدار کو چاہیے کہ بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ
کمیشن کو طے کرلیں +